گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالبؔ]

(جلد اوّل)

مرتب:
رشید حسن خاں

غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالبؔ]

(جلد اوّل)

گنجینۂ معنی کا طلسم

[اشاریۂ دیوانِ غالبؔ]

(جلد اوّل)

مرتّب:

رشید حسن خاں

غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی

فہرست

پیش لفظ

غالب انسٹی ٹیوٹ سے رشید حسن خاں کا بہت گہرا تعلق رہا ہے۔ انہیں جب بھی کسی علمی محفل میں شریک ہونے کی دعوت دی گئی اپنی تمام مصروفیتوں کے باوجود وہ شریک ہوئے۔ ان کی زندگی کا اہم ترین حصہ کلاسیکی متون کی تصحیح، ترتیب اور تدوین میں صرف ہوا اور یہ بات اردو دنیا کے لئے بہت اطمینان کی ہے۔ یوں تو کئی اہم محققین سامنے آئے جنہوں نے اپنی تحقیقی کاوشوں سے تحقیق کو ثروت مند بنایا اور اسے ایک سمت عطا کی۔ مگر متن کی تصحیح اور ترتیب کا معاملہ بڑی حد تک رشید حسن خاں سے وابستہ رہا۔ انہوں نے اپنی مرتبہ کتابوں کے اخیر میں فرہنگ کا بھی اہتمام کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے ذہن میں متن کے ساتھ مشکل الفاظ بھی گردش کرتے رہے ہیں۔ یہ الفاظ رشید حسن خاں کے لئے مشکل نہیں تھے مگر انہیں اپنے وقت اور آنے والے وقت کے قارئین کا ہمیشہ خیال رہا۔ ان کی ایک کتاب کلاسیکی ادب کی فرہنگ ہے جسے 2003 میں انجمن ترقی اردو، ہند نے شائع کیا۔ اس کتاب پر بطور مرتب ان کا نام شامل ہے لیکن یہ وہ مرتب ہے جس نے الفاظ اور تراکیب کے معنی اور مفاہیم کو یکجا کرنے اور ان پر غور کرنے اور انہیں مرتب کرنے میں ایک طویل مدت گزاری ہے ورنہ تو ادھر ادھر سے چیزوں کو جمع کر کے بہت آسانی کے ساتھ مرتب ہوا جا سکتا ہے۔ رشید حسن خاں نے ایک مرتب کی حیثیت سے ترتیب اور تدوین کے کام کو جو وقار بخشا ہے اس کی اہمیت وقت کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔

''گنجینۂ معنی کا طلسم'' کو شائع کرتے ہوئے مجھے فخر کا احساس ہو رہا ہے۔ اس کتاب میں غالب کی شاعری کے الفاظ و تراکیب کی ایک دنیا ہے جسے دیوان غالب سے الگ کر کے پڑھنا ایک نئے تجربے سے گزرنا ہے اور ان تراکیب کے ساتھ اشعار بھی درج کئے گئے ہیں جن میں یہ ترکیبیں آئی ہیں۔ رشید حسن خاں نے اس کتاب کی تیاری میں عمر کا عزیز ترین حصہ صرف کیا ہے اور انہیں آج کی طرح وہ سہولتیں بھی حاصل نہیں تھیں۔ اپنے وسائل کو استعمال کر کے انہوں نے جو یہ کارنامہ انجام دیا ہے وہ عملی ادبی کام کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ اس کتاب سے واضح ہے کہ رشید حسن خاں نے دیوان غالب کی ایک خاص انداز سے قرأت کی ہے اور قرأت کا یہ انداز عام تنقیدی مطالعے سے بہت مختلف ہے۔ اسے تنقیدی مطالعہ کے بجائے تحقیقی مطالعہ کہنا چاہئے۔ اندازہ کیجئے کہ تحقیقی مطالعہ تنقیدی مطالعے سے کبھی کس قدر اہم ہو جاتا ہے رشید حسن خاں نے دیوان غالب کا جتنی بار مطالعہ کیا ہے وہ ایک واقعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کی اشاعت سے مطالعہ غالب ایک نئی منزل میں داخل ہو جاتی ہے جو غالب کے قارئین کو نئی سمتوں کی طرف لے جائے گی۔ رشید حسن خاں آج ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن ان کی یہ کاوش ان کی موجودگی کا ہمیشہ احساس دلاتی رہے گی۔

صدیق الرحمٰن قدوائی

حرفِ آغاز

رشید حسن خاں صاحب مرحوم کی یہ کتاب نہ جانے کتنے حادثات سے گزری بالآخر شائع ہو رہی ہے۔ یہ کتاب تقریباً 13 برس تک کیوں شائع نہ ہوئی اس کی کہانی نہایت پُراسرار ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ یہ کتاب اس عبرت ناک انجام کو نہ پہنچی جو حشر میکش اکبرآبادی کی انجمن ترقی اردو (ہند) کی دعوت پر تیار کردہ فرہنگِ نظیر اکبرآبادی کا ہوا تھا۔ یہ اُس زمانے کی بات ہے جب انجمن علی گڑھ میں پناہ گزیں تھی۔ اس کی اشاعت کسی نہ کسی بہانے سے موخر ہوتی رہی اور آخر میں کہا گیا کہ کتاب کا مسودہ ہی ضائع ہو گیا۔

رشید حسن خاں صاحب کے مزاج کی سخت گیری اور لوگوں کو ناراض کرنے کے ان کے شوق کے باوجود ان کے نیاز مندوں کا ایک ایسا حلقہ بھی تھا جسے ان کے جاں نثاروں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ انجمن میں بھی ایسے لوگ تھے جو رشید صاحب سے بے لوث اور بے پناہ محبت کرتے تھے۔ انھوں نے ہی اس کتاب کو ضائع ہونے سے بچایا۔

میں اپنا شمار بھی رشید صاحب کے نیاز مندوں میں کرتا ہوں۔ رشید صاحب کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنے پاس آنے والے خطوط فوراً ہی ضائع کر دیا کرتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی کہ وہ جن لوگوں کے ساتھ بے تکلف تھے ان سے وہ کسی قسم کی رازداری نہیں رکھتے تھے۔ میں نے بھی اس طریقے کو اختیار کیا مگر جانے کیسے ان کے میرے نام لکھے ہوئے خطوط کی ایک بڑی تعداد جو نہایت ذاتی نوعیت کے تھے اور جن میں خود میری زندگی کے کئی برہنہ باب بھی تھے، محفوظ رہ گئے اور یہ تمام خطوط جناب ٹی۔ آر۔ رینا کی کتاب ''رشید حسن خاں کے خطوط'' میں شامل ہیں۔ ان خطوط کو پڑھ کر یہ احساسِ تفاخر ضرور ہوتا ہے کہ اردو کے ایک عہد ساز محقق کی مجھ پر کیسی بے پایاں نوازشات تھیں۔

بہر کیف یہ کتاب رشید حسن خاں صاحب کی دیگر کتابوں کی طرح اردو ادب میں بیش بہا اضافہ ثابت ہوگی۔

کتاب کے بار بار پروف پڑھنے کی ذمے داری ڈاکٹر ارجمند آرا صاحبہ نے اپنے ذمے لی۔ یہ ایک نہایت مشکل کام تھا جو اُن کی توجہ سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ کتاب کا آخری پروف جس میں خصوصاً اشعار کی قرأت پر توجہ دی گئی تھی، ڈاکٹر سرورالہدیٰ صاحب نے نہایت دیدہ ریزی کے ساتھ پڑھا۔ انجمن ترقی اردو (ہند) اور میں ذاتی طور پر ڈاکٹر ارجمند آرا صاحبہ اور ڈاکٹر سرورالہدیٰ صاحب کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جب اس کتاب کی اشاعت کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی تو میں نے غالب انسٹی ٹیوٹ سے درخواست کی تھی کہ وہ کسی طرح اس کتاب کو شائع کر دیں جسے انسٹی ٹیوٹ نے قبول فرما لیا تھا۔ اب یہ کتاب غالب انسٹی ٹیوٹ اور انجمن ترقی اردو (ہند) کی مشترکہ اشاعت (تین جلدوں میں) ہے جس کے لیے میں خصوصاً انسٹی ٹیوٹ کے جواں سال ڈائرکٹر ڈاکٹر رضا حیدر صاحب کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انسٹی ٹیوٹ کے سکریٹری پروفیسر صدیق الرحمٰن قدوائی صاحب تو انجمن کے صدر بھی ہیں اور رشید صاحب کے بے تکلف دوست بھی، اس لیے، ان کی فراخ دلی کا شکریہ ادا کرنا کس حد تک صحیح ہے، یہ بات تو رشید صاحب ہی بتا سکتے تھے۔ یہ کتاب تین جلدوں میں شائع ہوگی۔

ڈاکٹر اطہر فاروقی
جنرل سکریٹری
انجمن ترقی اردو (ہند)

مئی 2017

مقدّمہ

کسی لفظ کو ہم کاغذ پر لکھیں تو وہ محض ایک نقش معلوم ہوگا، ایک شکل ہوگی غیر متحرّک۔ اُس وقت ہم صرف اُس کے متعارف معنی سے واقف ہوں گے۔ اُسی لفظ کو جب ہم کسی شعر میں پڑھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ اُس کے باطن میں چھپی ہوئی معنویت نمایاں ہونے لگی ہے۔ اِس کی وجہ شاید یہ ہوتی ہے کہ شعر میں وہ لفظ ایک خاص انداز سے، کسی طرح کی مناسبت رکھنے والے کئی لفظوں کے ساتھ مل کر آیا ہے۔ بار ہا ایسا ہوا کہ کسی اچھے شعر کا کوئی ایک لفظ یادداشت میں محفوظ نہیں رہا۔ مفہوم اور وزنِ شعر کی مناسبت سے دوسرا لفظ شامل کر کے شعر مکمل کرلیا گیا؛ مگر ایک نامعلوم سی عدمِ مناسبت کا احساس خلش پیدا کرتا رہا۔ جب اصل لفظ یاد آگیا تو یہ محسوس ہوا جیسے روشنی کی ایک کرن شاملِ مفہوم ہوگئی ہے۔ اصل لفظ کی جگہ ایک اجنبی لفظ کے آجانے سے جو مناسبتیں بگڑ گئی تھیں، اُن کا رشتہ بحال ہوگیا ہے۔

بہت سے اشعار پہلی خواندگی میں اپنی تہ داری کو ذہن کی سطح پر پوری طرح نمایاں نہیں کرتے۔ کبھی دوبار اور کبھی کئی بار پڑھنے پر معنویت کی تہیں کھُلتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ شاید اسی بات کو غالبؔ نے اپنے انداز میں کہا ہے:

گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے　　جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے

کسی بڑے شاعر [یہاں ''بڑے'' حقیقی معنی میں استعمال کیا گیا ہے] کے مجموعۂ کلام میں کتنے لفظ ہیں؟ اُن کا اشاریہ بنانا بھی دل چسپ کام ہے؛ لیکن یہ دیکھنا اِس سے بھی زیادہ دل چسپ اور ضروری ہے کہ مختلف الفاظ نے کیسی کیسی نسبتوں کی تشکیل کی ہے۔ ایک لفظ بیس بار آیا ہے، کیا ہر جگہ ایک ہی معنی اور ایک ہی مفہوم میں آیا ہے یا معنویت نے نئے نئے انداز سے بھی خود کو نمایاں کیا ہے؟ ایسے مقامات کون سے ہیں؟ اِس طرح لفظ شماری کا سادہ عمل وسیلہ بن سکتا ہے رنگارنگ معنویت کی بازیافت اور دریافت کا۔ یہ اُسی صورت میں ہوسکتا ہے جب نگاہیں لفظوں کی صرف ظاہری شکل صورت کو نہ دیکھیں، اُس کے متعلقات کے ساتھ اُسے پڑھیں بھی۔ اِس کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ ہر لفظ کے ساتھ متعلقہ شعر بھی نظر کے سامنے رہے۔ میں اپنی بات کی کچھ وضاحت کرنا چاہوں گا۔

(۱) بیان کی وسعت بھی مرزا صاحب کی شاعری کا ایک وصف ہے۔ اِس صفت کی کارفرمائی نے مرکّبات کی شکل میں ایک خاص طرزِ ادا کی صورت گری کی ہے۔ مثلاً ''یک'' اور ''دو'' سادہ سے لفظ ہیں۔ ترکیبی صورت میں اِن لفظوں سے ایسے ٹکڑوں کی تشکیل ہوئی ہے جن میں بے کراں وسعت سما گئی ہے۔ اِن مرکّبات کو دیکھیے:

> یک بختِ اوج، یک بیاباں بیضۂ قمری، یک بیاباں تپشِ بالِ شرر۔ یک بیاباں جلوۂ گل، یک بیاباں حسرتِ تعمیر، یک بیاباں ماندگی، یک جہاں اُمید، یک جہاں چینِ جبیں، یک جہاں زانو تامّل، یک جہاں تماشِ ہوس، یک جہاں ہنگامہ، یک چمن جلوۂ یوسف، ماتمِ یک شہر آرزو، یک عالم چراغاں، یک گلستاں دل، یک نیستاں عالم، یک عالم افسردگاں، یک عالم گریباں چاکیِ گل، یک عالم گلستاں۔

دو جہاں ابر، دو جہاں خوابِ پریشاں، دو جہاں ریگِ رواں، دو جہاں کیفیت، دو جہاں لالہ زار، دو جہاں ناز و نیاز، دو جہاں وسعت، دو عالم آداب، دو عالم آگہی، دو عالم اوہام، دو عالم دشت، دو عالم شورِ محشر، دو عالم فتنہ، دو عالم نیرنگ۔

اب اِن (چند) مصرعوں کو پڑھیے:

ع: اسدؔ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام۔

ع: دو عالم آگہی: سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے

ع: اب میں ہوں اور ماتمِ یک شہر آرزو۔

ع: ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے

ع: یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ

ع: یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب

ع: ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گل ہے

اِن مصرعوں میں [اور ایسے دوسرے مصرعوں میں] جس بے کرانی کا عکس اُتر آیا ہے، وہ بیان کے ایک خاص انداز کی نشان دہی کر رہا ہے۔ ''یک'' اور ''دو'' کے ساتھ ایسے سب مرکبات بھی بہ یک نظر سامنے ہوں اور وہ شعر بھی جن میں یہ آئے ہیں تو ایسے مرکبات کی معنویت کا بھرپور احساس غالبؔ کے اندازِ فکر کو اور اُن کے ذہن کو (خاص کر اُن کی شاعری کے دورِ اوّل کو) سمجھنے میں کس قدر معاون ثابت ہوگا!۔

(۲) مرزا صاحب کے بہت سے اشعار میں روشنی اور رنگ کی رنگارنگ کیفیات تہ نشیں ہیں، مثلاً:

ع: چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا

ع: جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجو

ع: فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا

ع: پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں

ع: آج رنگِ رفتہ دورِ گردشِ ساغر ہوا

ع: رنگِ شکستہ صبحِ بہارِ نظارہ ہے

ع: باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ تا چاکِ قفس

ع: بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے

جلوہ، گل، غنچہ، بہار، رنگ جیسے لفظ اِس صفت کی آئینہ داری کرتے ہیں۔ مثلاً ''جلوہ'' ایک عام لفظ ہے؛ یہ دیوانِ غالبؔ میں ایک سو اُنتالیس (۱۳۹) بار آیا ہے۔ بہ طورِ مفرد صرف اکیس (۲۱) بار اور بہ طورِ مرکب ایک سو اٹھارہ (۱۱۸) بار۔ یہ لفظ مفرد اور مرکب

صورتوں میں، خاص کر مرکّب طور پر اشعار میں جس طرح آیا ہے اگر یہ سب معنوی جہتیں بہ یک نظر سامنے آجائیں تو کیا اِس خاص صفت کو اچّھی طرح سمجھنے میں مدد نہیں ملے گی؟

(۳) متداول دیوانِ غالبؔ کے پہلے شعر [نقش فریادی ہے...] کی تشریح میں اہلِ نظر نے بہت کچھ خیال آرائی کی ہے۔ مرزا صاحب نے ''فریادؔ'' اور'' کاغذ'' کے تلازموں کے ساتھ کئی اشعار میں اِس خیال کو الگ الگ انداز سے نظم کیا ہے۔ ایسے جتنے اشعار ہیں وہ سب لفظِ'' کاغذ'' کے تحت نظر کے سامنے ہوں تو کیا اِس خیال کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد نہیں ملے گی؟ یہاں ایسے صرف دو شعر نقل کرتا ہوں:

پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں یہ تنک مایہ ہے فریادیِ جوشِ ایثار (ص۴)

داد خواہِ تپش و مُہرِ خموشی بر لب کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا (ص۲۸)

(۴) مرزا صاحب کا معروف شعر ہے:

نہ گُلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز میں ہوں اپنی شکست کی آواز (ص۱۷۲)

''گُلِ نغمہ'' تشبیہی مرکّب ہے یا موسیقی کی اصطلاح ہے، اِس پر کئی صاحبوں نے اظہارِ خیال کیا ہے؛ لیکن کسی نے یہ معلوم کرنا ضروری نہیں سمجھا کہ یہ مرکّب اِسی شعر میں آیا ہے یا اُن کے کسی اور شعر میں بھی ملتا ہے؟ لفظِ ''گُل'' کے تحت اُس کے جملہ مرکّبات بھی نظر کے سامنے ہوں تو بہ آسانی معلوم ہوجائے گا کہ یہ مرکّب مرزا صاحب کے ایک اور شعر میں موجود ہے:

شغلِ ہوس در نظر، لیک حیا بے خبر شاخِ گُلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز (ص۴۴)

اگر یہ شعر بھی سامنے ہو تو کیا ''گُلِ نغمہ'' کی معنویت[1] روشن نہیں ہوگی؟

---

[1] ''گُلِ نغمہ سے مراد نغمے کا بہترین جُزو ہے۔ دوسری ترکیب ''شاخِ گُل'' ہے، غالبؔ نے دونوں کو ملا کر ایک کر دیا ہے۔ شاخِ گُلِ نغمہ: وہ ٹہنی جس میں بہترین نغمہ موجود ہو، یعنی خود نغمہ'' [گیان چند جین: تفسیرِ غالب، ص۲۱۷]۔ اِسی سلسلے میں یہ بھی نظر میں رہنا چاہیے کہ غالبؔ نے ایک شعر میں ''شاخِ گُلِ نقشِ پا'' بھی لکھا ہے:

آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے دستار گردِ شاخِ گُلِ نقشِ پا کروں [ص۵۶]

اِس بحث میں اِس طرف بھی توجّہ نہیں کی گئی کہ یہ ترکیب کسی اور شاعر کے یہاں بھی ملتی ہے؟ میری ناتمام معلومات کے مطابق غالبؔ سے پہلے میر حسنؔ نے سحر البیان میں اِس مرکّب کو نظم کیا ہے:

بجاتی وہ جوگن جہاں جوگیا تو وھاں بیٹھتی خلق دھونی رما
گُلِ نغمہ جو اُس سے گرتے ہزار تو لیتا اُنھیں دشت دامن پسار
گُلِ نغمۂ تر کی تھی یہ بہار کہ صحرا کے گُل اُس کے آگے تھے خار

[سحر البیان مرتّبۂ راقم الحروف، ص۲۴۳]

جو حضرات اِس پر اصرار کرتے ہیں کہ ''گُلِ نغمہ'' موسیقی کی اصطلاح ہے، اُنھیں اِن سب اشعار کو ایک بار غور سے پڑھ لینا چاہیے، تب محسوس ہوگا کہ اُن کا یہ اصرار بے جا ہے۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ فارسی اور اردو میں جو کتابیں ہندستانی اور ایرانی موسیقی پر لکھی گئی ہیں، کسی میں بھی ''گُلِ نغمہ'' بہ طورِ اصطلاحِ موسیقی موجود نہیں۔ میر حسنؔ کے پہلے شعر میں ''دشت اپنے دامن میں نغموں کے پھول بھر لیتا تھا'' سامنے کی بات ہے؛ پھر ''گُلِ نغمہ'' کو موسیقی کی اصطلاح کہنا، اِس کو خیال آرائی کے سوا اور کیا کہا جائے!

غالب صدی کے سلسلے میں فروری ۱۹۷۰ء میں شعبۂ اردو دہلی یونی ورسٹی کی طرف سے ایک کتاب اشاریۂ کلامِ غالب شائع ہوئی تھی جس میں غالب کے اردو فارسی کلام کے منتخب مرکّبات کو یک جا کیا گیا تھا۔ اِس کے پیش لفظ میں لکھا گیا تھا:

"غالب کے ذہن کے نقش و نگار بغیر اُن کی شاعرانہ ترکیبوں کے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اُن میں جو ندرت اور طرفگی ہے، وہ ہمارے ادب کی دولت اور شاعری میں اُن کی وسعتِ فکر کی دلیل ہے"۔

اِس مجموعے کے تین مرتّبین میں میرا نام بھی شامل تھا۔ یہ ناتمام کام تھا، مگر اپنے انداز کی منفرد کتاب تھی۔ اُس وقت تک ایسا کوئی جائزہ کتابی شکل میں سامنے نہیں آیا تھا۔ یہ ناتمام کام ایک مکمل کام کا اشاریہ نما ضرور تھا۔

میرے ذہن میں یہ خیال اُسی وقت بیٹھ گیا تھا کہ یہ کام بھی کرنے کا ہے؛ لیکن دوسرے ضروری کاموں نے مہلت نہیں دی۔ اِس پر تیس بتیس سال گزر گئے۔ زندگی کی محدود مدّت میں سب ضروری کاموں کی تکمیل کون کرسکا ہے؛ یہ سوچ کر، اب سے دو سال پہلے میں نے اِس کام کا ڈول ڈالا۔ یہ بات عام ہے کہ ایسے کاموں میں بہت سی اُلجھنیں سامنے آتی رہتی ہیں، ایسا ہی ہوا۔ بہ ہر طور، زورقِ اندیشہ بہ ساحل رسید۔

اِس کام کا جو خاکہ بنایا گیا تھا، اُس کے مطابق دیوانِ غالب نسخۂ عرشی کے جملہ مفرد اور مرکّب الفاظ اور کلیاتِ نظمِ فارسی کے صرف مرکّبات کو شاملِ کتاب کیا جانا تھا۔ قواعد کی پُرانی کتابوں میں [یعنی اُس زمانے کی کتابوں میں جو زمانہ مرزا غالب کا ہے، بل کہ اُس کے کچھ بعد تک کی کتابوں میں] لفظ کی تین قسمیں بتائی گئی ہیں: اسم، فعل، حرف۔ اِس تقسیم کے مطابق یہ خیال کیا گیا تھا کہ پہلے حصّے میں اسموں کے مفردات اور مرکّبات ہوں اور دوسرے حصّے میں افعال، حروف اور فارسی مرکّبات۔ ہر مفرد اور مرکّب اسم کے ساتھ متعلقہ شعر بھی لکھا جائے تاکہ دو فائدے ایک ساتھ حاصل ہوسکیں: الفاظ شماری کی بھی تکمیل ہوجائے اور لفظی شمار کے ساتھ ساتھ لفظوں کی معنوی وسعت بھی نگاہوں کے سامنے آجائے۔ آنکھیں لفظوں کو دیکھیں بھی اور پڑھیں بھی ــــــــ لیکن ہوا یہ کہ اسموں کا احاطہ کرنے میں زیادہ صفحات مرتب ہوگئے، دو جلدیں بن گئیں۔ اِس کے نتیجے میں افعال اور حروف کو بعد کے لیے اُٹھا رکھا گیا اور فارسی مرکّبات کو بھی۔ اُس تیسری جلد میں افعال اور حروف کے ساتھ متعلقہ شعر نہیں لکھے جائیں گے۔ اشعار تو سب اسما کے تحت آ ہی گئے ہیں؛ بس اشعار کا صفحہ نمبر لکھ دیا جائے گا۔ اِس طرح متعلقہ شعر کو تلاش کرنے میں کسی طرح کی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ اندراجات کی تکمیل بھی ہوجائے گی اور ضخامت بھی کم رہے گی۔ ہاں، فارسی مرکّبات کے ساتھ اشعار ضرور نقل کیے جائیں گے۔ چوں کہ فارسی کے مفردات شامل نہیں ہوں گے، یوں سارے اندراجات ایک جلد میں بہ آسانی سما سکیں گے۔

بُنیادی ماخذ

میں نے دیوانِ غالب نسخۂ عرشی کو اپنے کام کی بُنیاد بنایا ہے۔ اِس نسخے کی دو اشاعتیں ہیں: طبعِ اوّل ۱۹۵۸ء، طبعِ ثانی ۱۹۸۲ء۔ بُنیادی نسخے کے طور پر اشاعتِ اوّل کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے، اشاعتِ ثانی کو صرف معاون نسخے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ طبعِ ثانی میں نو دریافت دیوانِ غالب کے وہ اشعار بھی شامل ہیں جو طبعِ اوّل میں موجود نہیں؛ ایسے اشعار اشاعتِ ثانی سے

منقول ہیں۔ میں نے اپنی کتاب املاے غالب میں لکھا تھا:

''اردو اشعار کے لیے بہ طورِ عموم دیوانِ غالب نسخۂ عرشی...... کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ یہ وضاحت کردی جائے کہ اشاعتِ اوّل کے حوالے دیے گئے ہیں؛ ایک دوضمنی حوالوں سے قطعِ نظر، اِس نسخے کی اشاعتِ ثانی کو بہ طورِ کتابِ حوالہ استعمال نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اِس اشاعت کے سرورق پر بہ طورِ مرتّب نام تو عرشی صاحب ہی کا چھپا ہوا ہے، مگر یہ مجھے معلوم ہے کہ اشاعتِ اوّل پر نظرِ ثانی کا کام اُن کی طویل علالت کے دوران ہوتا رہا جو مکمل طور پر اُن کا کام نہیں۔ اِس نسخے میں کچھ اضافے بھی ہیں اور اُن کے ذمّے دار بھی وہ نہیں۔ بعض کمیوں اور کچھ فروگذاشتوں کے باوجود کتابِ حوالہ کی حیثیت نسخۂ اشاعتِ اوّل کو حاصل ہے جو مکمل طور پر عرشی صاحب کا مرتّب کیا ہوا ہے'' [ص ۱۹]۔

دیوانِ غالب نسخۂ عرشی کی اشاعتِ ثانی میں ''گزارش'' کے تحت عرشی زادہ [اکبر علی خاں فرزندِ عرشی صاحب] نے جو کچھ لکھا ہے، اُس سے صورتِ حال کسی حد تک سامنے آجاتی ہے۔ اِس تحریر کے آخر میں اُنھوں نے یہ بھی لکھا ہے:

''یہ بھی عرض کرنا ضروری ہے کہ طباعتِ دیوان کا بڑا حصّہ مولانا عرشی کی موجودہ علالت کے دوران میں انجام پایا ہے اور اِس کے پروف میں نے پڑھے ہیں۔ اُس زمانے میں ڈاکٹروں کی ہدایت کی وجہ سے میں بعض دریافت طلب مقامات کے بارے میں مولانا عرشی سے ہدایت بھی نہ لے سکا تھا، اِس لیے کچھ غلطیاں میری وجہ سے بھی راہ پا گئیں'' [ص ۴۶۷]۔

نسخۂ عرشی طبعِ ثانی کا مقدمہ ایک بار پڑھ لیا جائے تو واضح طور پر معلوم ہوجائے گا کہ اِس نسخے میں عرشی زادہ نے کس قدر دخل اندازی کی ہے۔ یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ نسخۂ عرشی کا جو مسوّدہ طبعِ ثانی کے لیے آیا تھا؛ اُس کے سرورق پر عرشی صاحب کے نام کے نیچے عرشی زادہ نے اپنا نام بھی لکھا تھا۔ انجمن ترقیِ اردو (ہند) کے ناظم ڈاکٹر خلیق انجم اور صدر مالک رام (مرحوم) نے اِس پر اعتراض کیا۔ دونوں کی متفقہ راے تھی کہ سرورق پر بہ حیثیتِ مرتّب صرف عرشی صاحب کا نام ہونا چاہیے۔ اِس جھگڑے نے طول کھینچا۔ اِس نسخے (طبعِ ثانی) کی خرابی میں اِس کا بھی کچھ نہ کچھ دخل رہا ہے۔

نقلِ اشعار کے لیے میں نے بنیادی نسخے کے طور پر نسخۂ عرشی طبعِ اوّل کو سامنے رکھا؛ البتہ اِس کا التزام کیا کہ ہر شعر کا طبعِ ثانی کے متن سے مقابلہ کرلیا جائے۔ اِن دونوں نسخوں کے ساتھ ساتھ تفسیرِ غالب کو بھی پیشِ نظر رکھا گیا ہے [کچھ اشعار کے متن کے تحت اِس کتاب کے مندرجات کو بھی سامنے رکھا جانا چاہیے]۔ نسخۂ عرشی طبعِ اوّل اور طبعِ ثانی کے تقابلی مطالعے سے معلوم ہوا کہ دونوں نسخوں کے بہت سے اشعار کا متن باہم مختلف ہے اور کچھ اختلافات بہت پریشان کُن ہیں۔ اِس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ایسے مقامات پر وہ وضاحتی حواشی موجود نہیں جن سے ایسے اختلافات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے [اور جو تدوین کے طریقۂ کار کا ضروری حصّہ ہے] یوں قاری یہ فیصلہ نہیں کرپاتا کہ وہ اُس اختلاف کو تبدیلیِ متن مانے یا غلطیِ کتابت۔ [طبعِ ثانی میں ایسے اغلاطِ متن اچھی خاصی تعداد میں ہیں جن سے غلط نامہ اور استدراک کا حصّہ خالی ہے]۔ میں دو مثالوں سے اِس کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ طبعِ ثانی میں

ص ۴۵۲ پر ایک شعر یوں چھپا ہوا ہے:

نقشِ سطرِ صد تبسم ہے بر آبِ زیرِ گاہ　　حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے

یہ شعر نو دریافت خود نوشت دیوانِ غالب میں ہے [جس کا عکس نقوش (لاہور) میں بھی شائع ہوا تھا]۔ ڈاکٹر گیان چند جین نے اپنی کتاب تفسیرِ غالب میں پہلے مصرعے کو اِس طرح لکھا ہے: نقشِ صد سطرِ تبسم ہے بر آبِ زیرِ کاہ [ص ۵۵۱]۔ نقوش کا مذکورہ نسخہ میرے سامنے نہیں؛ میرے استفسار پر ڈاکٹر حنیف نقوی نے مطلع کیا کہ اُس میں پہلا مصرع اُسی طرح ہے جس طرح تفسیرِ غالب میں ہے۔

دیوانِ غالب نسخۂ گپتا رضا میں پہلا مصرع طبعِ ثانی کے مطابق ہے، مرتب نے پہلے مصرعے کے حوالے سے یہ ضرور لکھا ہے: ''نخ: صد سطرِ تبسم (شاید سہوِ کتابت)'' ص ۲۳۹۔ ''نخ'' سے مراد ہے: ''نسخۂ بھوپال قدیم بہ خطِ غالب'' (ایضاً ص ۱۳)۔ یہاں یہ الجھن پیدا ہوتی ہے کہ سہوِ کتابت کہاں ہے؟ اگر مراد یہ ہے کہ نسخۂ عرشی طبعِ ثانی میں سہوِ کتابت ہے اور صحیح متن ''نقشِ صد سطرِ تبسم'' ہے [جس طرح نخ میں ہے] تو اُسے متن میں لکھا جانا چاہیے تھا، حاشیے میں کیوں لکھا گیا؟ اگر مراد یہ ہے کہ اصل ماخذ ''نخ'' میں سہوِ کتابت ہے (یعنی صحیح متن وہی ہے جو نسخۂ عرشی طبعِ ثانی میں ہے) تو یہ کیسے معلوم ہوا؟ اِس کا ماخذ کیا ہے؟ مرتب نے دوسرے مصرعے کے ''آبِ زیرِ گاہ'' کے متعلق کچھ نہیں لکھا (یعنی یہی صحیح متن ہے) تو پھر خود اُنھوں نے ''آبِ زیرِ کاہ'' کیوں لکھا؟ آپ نے دیکھا، نسخۂ عرشی طبعِ ثانی کی ایک غلطیِ کتابت نے کیا گل کھلائے ہیں!!

(۲)　　انجم چرخ: گوہر آگیں فرش　نور ے، ماہ ساغرِ سیمیں

یہ ایک قصیدے کا شعر ہے۔ طبعِ ثانی میں یہی ہے [ص ۳۸۲]۔ طبعِ اوّل میں ''انجمیں چرخ'' ہے [ص ۲۸۰]۔ طبعِ اوّل کے متن میں اِس قصیدے کو رسالہ کمال (دہلی) کے حوالے سے درج کیا گیا ہے۔ اِسی اشاعت کے حصۂ ''شرح غالب'' سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اِس قصیدے کا ماخذِ اوّل یہی رسالہ ہے اور یہ کہ دیوانِ غالب نسخۂ نظامی (بدایوں) میں اِسے وہیں سے نقل کیا گیا ہے [ص ۲۷۹]۔ پھر ضمیمۂ اختلافِ نسخ میں اِس قصیدے کے اختلافِ متن کے لیے کمال، البلاغ، دیوانِ غالب نسخۂ نظامی اور دیوانِ غالب طاہر اڈیشن کا حوالہ دیا گیا ہے اور متعلقہ شعر کے تحت لکھا گیا ہے کہ ماخذِ اوّل کمال (دہلی) میں اِس شعر میں ''انجمِ چرخ'' ہے اور البلاغ اور نسخۂ نظامی میں بھی ''انجمِ چرخ'' ہے [ص ۴۶۸]۔ اگر ماخذِ اوّل کمال میں ''انجمِ چرخ'' ہے تو پھر طبعِ اوّل کے متن میں ''انجمیں چرخ'' کیوں لکھا گیا؟ یہ کہاں سے منقول ہے؟ یہ بہت اُلجھن میں ڈالنے والی بات ہے۔

تفسیرِ غالب میں طبعِ اوّل کے مطابق ''انجمیں چرخ'' ہے۔ اِس کی تشریح اِس طرح کی گئی ہے: ''نواب کی بزم کا موتیوں سے ٹنکا ہوا فرش تاروں بھرے آسمان کی طرح ہے'' [ص ۳۸۲]۔ نسخۂ رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق ''انجم چرخ'' ہے [ص ۴۸۴]۔ طبعِ ثانی کے حواشیِ اختلافِ نسخ میں اِس شعر میں کسی طرح کے اختلافِ متن کا حوالہ نہیں دیا گیا، اِس کا مطلب یہی ہوا کہ چاروں مذکورۂ بالا ماخذ میں ''انجم چرخ'' ہے۔ اِس صورت میں طبعِ اوّل کے متن اور ضمیمۂ اختلافِ نسخ کے منقولہ اندراج کے متعلق کیا کہا جائے گا؟ یہاں وضاحتی حاشیہ از بس ضروری ہے۔ اِس کے بغیر قاری اور ناقل، دونوں مبتلائے اُلجھن رہیں گے۔ میں

نے اِس کتاب میں اِس شعر میں ''انجمِ چرخ'' لکھا ہے لیکن میں پوری طرح مطمئن نہیں۔ ضروری وضاحت کے بغیر میری طرح دوسرے لوگ بھی اِسی الجھن میں مبتلا رہیں گے۔

نہایت ضروری وضاحتی حواشی کے نہ ہونے سے بہت سے مقامات پر یہی صورتِ حال سامنے آتی ہے۔ میں مزید وضاحت کے لیے ایسی اَور چند مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ طبعِ اوّل میں ص ۳۰۵ پر یہ شعر ہے:

طرزِ بیدلؔ میں ریختہ کہنا
اسداللہؔ خاں! قیامت ہے

اِسی نسخے میں ص ۳۲۰ پر بھی یہ شعر ملتا ہے اور وہاں اِس شعر میں ''ریختہ لکھنا'' ہے؛ مگر اِس کے متعلق غلط نامے میں یہ ہدایت ملتی ہے کہ اُس سطر کو جس میں یہ شعر لکھا ہوا ہے، اُس سے پہلے کی سطر کے ساتھ یہاں سے قلم زد کردیا جائے۔ اِس سے بہ ظاہر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مرتب نے ''ریختہ کہنا'' کو برقرار رکھا ہے۔ طبعِ ثانی میں ''ریختہ کہنا'' ہے [ص ۴۲۷]۔

طبعِ اوّل نیز طبعِ ثانی کے دیباچۂ مرتب میں بھی یہ شعر آیا ہے [طبعِ اوّل ص ۲۳۔ طبعِ ثانی ص ۲۴]۔ اور وہاں بھی اِس شعر میں ''ریختہ کہنا'' ہے۔ اِس طرح بہ ظاہر یہ مسلّم ہوجاتا ہے کہ مرتب نے ''ریختہ کہنا'' کو درست قرار دیا ہے ــــــــــ طبعِ اوّل میں ص ۳۲۰ پر اِس شعر کے ذیل میں یہ بھی لکھا گیا ہے: ''اِس مقطعے کو میرزا صاحب نے اپنے ایک مکتوب بہ نامِ مولوی عبدالرزّاق شاکرؔ میں اِس تمہید کے ساتھ نقل کیا ہے: قبلہ! ابتداے فکرِ سخن میں بیدلؔ و اسیرؔ و شوکتؔ کی طرز پر ریختہ لکھتا تھا، چناں چہ ایک غزل کا مقطع یہ تھا''۔ اِس خط کے لیے حوالہ دیا ہے: ''عود: ۱۵۹''۔ یہی عبارت طبعِ ثانی میں بھی ہے [ص ۴۲۷]۔ اِس طرح یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اِس شعر کا واحد ماخذ مرزا صاحب کا محوّلۂ بالا خط بہ نامِ شاکرؔ ہے اور یہ کہ مرزا صاحب کا یہ خط عودِ ہندی میں ہے۔ اِس کتاب کا پہلا اڈیشن میرے پاس نہیں تھا۔ میرے دریافت کرنے پر حنیف نقوی صاحب نے مطّلع کیا کہ عودِ ہندی کی اشاعتِ اوّل میں اِس شعر میں ''ریختہ لکھنا'' ہے۔

مرزا صاحب کا یہ خط خطوطِ غالب [مرتبۂ ڈاکٹر خلیق انجم] میں شامل ہے۔ مرتب کی وضاحت کے مطابق یہ عودِ ہندی طبعِ اوّل سے ماخوذ ہے؛ اِس میں بھی اِس شعر میں ''ریختہ لکھنا'' ہے [جلدِ دوم، ص ۸۴۶]۔

اِس طرح یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ اِس شعر میں ''ریختہ لکھنا'' درست ہے اور ''ریختہ کہنا'' قابلِ قبول نہیں۔ [میں نے اسی بنا پر اِس کتاب میں اِس شعر میں ''ریختہ لکھنا'' لکھا ہے]۔

ایک ضمنی بات ـــــــ: مرزا صاحب نے اِس خط میں ایک جگہ ''ریختہ لکھتا تھا'' لکھا ہے: ''بیدلؔ ...... کی طرز پر ریختہ لکھتا تھا''؛ پھر زیرِ بحث شعر لکھا ہے اور اُس کے بعد لکھا ہے:: ''پندرہ برس کی عمر سے پچیس برس کی عمر تک مضامینِ خیالی لکھا کیا''۔ یعنی مرزا صاحب نے اپنے قلم سے نثر میں ریختہ کہنا کے مفہوم میں ''لکھتا تھا'' اور ''لکھا کیا'' لکھا ہے۔ یہ بھی تائید مزید کے ذیل میں آتا ہے۔

جب تک مکتوبِ غالبؔ بہ نامِ شاکرؔ کے مقابلے میں کوئی ایسی مضبوط سند نہ پیش کی جائے جس سے اِس شعر میں ''ریختہ لکھنا''

کے بجاے ''ریختہ کہنا'' کا ثبوت ملے، اُس وقت تک اِس شعر میں ''ریختہ لکھنا'' کو درست مانا جائے گا اور ''ریختہ کہنا'' کو نادرست کہا جائے گا۔

نسخۂ رضا میں بھی ''ریختہ کہنا'' ہے [ص ۱۳۸]۔ اُنھوں نے بھی اِس کے لیے اِسی مکتوبِ غالب بہ نامِ شاکر کا حوالہ دیا ہے، اِس طرح: ''دیکھیے مکتوب بہ نامِ عبدالرزّاق شاکر۔ عودِ ہندی ص ۱۵۹''۔ یعنی اُنھوں نے عودِ ہندی میں اِس خط کو پڑھا نہیں، نسخۂ عرشی سے حوالہ نقل کر لیا۔

(۲) چمن زارِ تمنّا ہو گیا صرفِ خزاں لیکن بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرتناک باقی ہے

طبعِ اوّل میں اسی طرح ہے [ص ۱۰۷]۔ طبعِ ثانی میں ''چمن زارِ تمنّا ہو گئی'' ہے۔ اِس نسخے کے غلط نامے یا کسی ضمیمے میں یہ حوالہ نہیں ملتا کہ طبعِ اوّل کے ''ہو گیا'' کو ''ہو گئی'' بنایا گیا ہے۔ اِس صورت میں لامحالہ اِسے کتابت کی غلطی مانا جائے گا۔ میں نے طبعِ اوّل کے مطابق ''ہو گیا'' لکھا ہے۔

نسخۂ رضا میں ''ہو گئی'' ہے [ص ۲۳۴]۔ اور یہ محض طبعِ ثانی کی نقل ہے۔ ہاں تفسیرِ غالب میں طبعِ اوّل کے مطابق ''ہو گیا'' ہے [ص ۴۵۳]۔ شان الحق حقّی نے اپنے قابلِ قدر مضمون ''کلامِ غالب کا لسانی تجزیہ'' میں اِس شعر میں ''چمن زارِ تمنّا ہو گئی'' لکھا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے: ''ممکن ہے کتابت میں ''ہو گئے''، ''ہو گئی'' بن گیا ہو'' [غالب۔ جدید تنقیدی تناظرات، مرتبۂ اسلوب احمد انصاری، ص ۱۳۹]۔ غالباً حقّی صاحب نے طبعِ ثانی یا نسخۂ رضا سے شعر نقل کیا، یوں متن کی یہ غلطی بھی نقل ہو گئی۔

(۳) اُن کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے مُنہ پر رونق وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

طبعِ اوّل میں ''رونق منہ پر'' ہے [ص ۲۳۹]۔ یہی طبعِ ثانی میں ہے [ص ۳۱۸]۔ رضا میں ''منہ پر رونق'' ہے [ص ۴۰۲]۔ اِس غزل کے متعلق عرشی صاحب نے لکھا ہے کہ یہ غزل ''آخرِ ما'' سے ماخوذ ہے۔ ''ما'' سے مراد ہے دیوانِ غالب طبعِ دوم، مطبوعۂ ۱۸۴۸ء۔ رضا لائبریری میں موجود اِس کے ایک نسخے کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے: ''اِس کے آخری سادہ اوراق پر مرزا صاحب کا وہ کلام نقل کیا گیا ہے جو اُنھوں نے اِس دیوان کی اشاعت کے بعد کہا تھا'' [طبعِ اوّل، ص ۹۷]۔ اُنھوں نے اِس کلام کی تفصیل پیش کی ہے، اُس میں یہ غزل [کمال اچھا ہے ــــ جمال اچھا ہے] بھی شامل ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ یہ کلام مطبوعہ دیوان کے آخر میں شامل سادہ اوراق پر کسی دوسرے شخص کا لکھا ہوا ہے، یہ غالب کے قلم کا لکھا ہوا نہیں؛ اِس بات کو پیشِ نظر رہنا چاہیے۔

عرشی صاحب نے طبعِ اوّل کے ضمیمۂ اختلافِ نسخ میں اِس غزل کے پانچویں شعر (اُن کے دیکھے سے ......) کے تحت لکھا ہے کہ دیوانِ غالب کے تیسرے اور چوتھے مطبوعہ اڈیشن میں اِس شعر میں ''منہ پر رونق'' ہے (ص ۴۶۱)۔

اب صورتِ حال یہ ہے کہ ''رونق منہ پر'' صرف دیوانِ غالب طبعِ دوم کے ایک نسخے کے آخر میں شامل سادہ اوراق پر کسی مجہول الاحوال شخص کے قلم کی لکھی ہوئی اِس غزل میں ہے۔ اِس کے مقابلے میں دیوانِ غالب کے تیسرے اور چوتھے مطبوعہ اڈیشن میں، جو غالب کی تصحیح کے ساتھ چھپے ہیں، ''منہ پر رونق'' ہے۔ اِن دو نسخوں کے مقابلے میں ایک نامعلوم الاحوال شخص کی تحریر کو کسی

معقول وجہ کے بغیر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ اس لحاظ سے نسخۂ رضا کا متن مرجّح حیثیت رکھتا ہے اور کسی دوسرے معتبر ماخذ کی عدم موجودگی میں اُسی کو اختیار کیا جانا چاہیے۔ میں نے اِسی بنا پر اِس شعر میں ''منہ پر رونق'' لکھا ہے۔

(۴) جامِ ہر ذرّہ ہے سرشارِ تمنّا مجھ سے کس کا دل ہوں کہ دوعالم سے لگایا ہے مجھے

طبعِ اوّل میں ''دوعالم میں'' ہے (ص ۱۰۸)۔ طبعِ ثانی میں ''دوعالم سے'' ہے (ص ۱۱۵)۔ دونوں نسخوں میں اِس شعر کے دوسرے مصرعے میں کسی طرح کے اختلافِ نسخ کا حوالہ نہیں ملتا؛ اِس صورت میں کسی وضاحت کے بغیر طبعِ ثانی کے متن کو کس بنا پر قبول کیا جاسکتا ہے؟ نسخۂ رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق ''دوعالم سے'' ہے (ص ۲۵۳)۔ ڈاکٹر نقوی نے مطلع کیا کہ نسخۂ خودنوشت (نسخۂ بھوپال قدیم) میں ''دوعالم سے'' ہے۔ میں نے اِسی بنا پر طبعِ ثانی کے مطابق ''دوعالم سے'' لکھا ہے۔ عدمِ وضاحت نے خواہ مخواہ پریشانی کا سامان پیدا کر دیا ہے۔

(۵) سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر بیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار

طبعِ اوّل میں یہی ہے [ص ۴]۔ طبعِ ثانی میں ''اُسی کی'' ہے [ص ۴]۔ اِس سلسلے میں یہ بات توجہ طلب ہے کہ ''چکنی ڈلی'' والے قطعے میں ''صاحب کے کفِ دست'' آیا ہے۔ طبعِ اوّل اور طبعِ ثانی، دونوں میں یہی ہے۔ اِس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ طبعِ ثانی میں ''اُسی کی کفِ اُمید'' میں ''کی'' غلطیِ کتابت ہے۔ نسخۂ رضا میں ''اُسی کی'' ہے [ص ۳۰۷] اور یہ نتیجہ ہے طبعِ ثانی کی نقل کا۔ اگر طبعِ اوّل سے مقابلہ کرلیا جاتا تو معلوم ہو جاتا کہ ''اُسی کے'' ہونا چاہیے۔ ہاں، ''چکنی ڈالی'' والے قطعے میں نسخۂ رضا میں بھی ''صاحب کے کفِ دست'' ہے [ص ۳۷۸]۔

(۶) نظارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دگر آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ

طبعِ اوّل میں یہی ہے [ص ۵۱]۔ طبعِ ثانی میں ''جوہرِ برگِ دعا'' ہے [ص ۵۴]۔ ''برگِ حنا'' کو حاشیے میں اختلافِ نسخ کے ذیل میں لکھا گیا ہے۔ طبعِ اوّل کے ضمیمۂ اختلافِ نسخ میں ''برگِ دعا'' ہے [ص ۴۰۸]، یعنی عرشی صاحب نے ''برگِ حنا'' کو مرجّح قرار دیا تھا۔ طبعِ ثانی میں یہ نہیں لکھا گیا کہ اب ''برگِ دعا'' کو کس بنا پر ترجیح دی گئی ہے اور اس کے بغیر اس تبدیلی کو کس بنا پر مان لیا جائے؟ پہلے مصرعے کے ''خونیں نفس'' کی رعایت اور مناسبت سے برگِ حنا مناسب تر معلوم ہوتا ہے۔ نسخۂ رضا میں یہاں طبعِ اوّل کے مطابق ''برگِ حنا'' ہے [ص ۱۹۴]۔ تفسیرِ غالب میں بھی ''برگِ حنا'' ہے۔ جیَن صاحب نے لکھا ہے: ''جوہرِ برگِ حنا سرخ رنگ یعنی خون ہے ...... نسخۂ شیرانی میں ''حنا'' کی جگہ ''دعا'' بنادیا گیا ہے۔ میرے نزدیک ''برگِ دعا'' کا کوئی محل نہیں۔ میں اِس موقعے پر نسخۂ شیرانی کی ترمیم کو سہو قرار دوں گا'' [۲۴۱]۔ یہ ایسی صورتِ حال ہے کہ وضاحتی حاشیے کے بغیر ذہن کو روشنی نہیں ملے گی۔ میں نے یہاں طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۷) آتشِ رنگِ رُخِ ہرگل کو بخشے ہے فروغ ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ

طبعِ اوّل میں یہی ہے [ص ۴۸]۔ طبعِ ثانی میں ''دلِ سردِ صبا'' ہے [ص ۵۱]۔ اِس کے غلط نامے یا ضمیمۂ استدراک میں اِس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ ''صبا'' کی نسبت سے واضح طور پر ''دم'' کا محل ہے۔ بہ ظاہر اسے غلطیِ کتابت مانا جائے گا۔ نسخۂ رضا میں یہاں طبعِ

اوّل کے مطابق ''دمِ سردِ صبا'' ہے [ص ۱۹۲]۔ تفسیرِ غالب میں بھی ''دمِ سرد'' ہے۔ اُس میں لکھا گیا ہے: ''ٹھنڈی ہوا سے باغ میں رونق ہے...... دمِ سرد اور گرمیِ بازار میں تضاد ہے'' [ص ۲۳۴]۔ میں نے طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۸) مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکا دے وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں

طبعِ اوّل میں واضح طور پر ''چمکادے'' ہے [ص ۶۲]۔ طبعِ ثانی میں ''چمکاوے'' ہے [ص ۶۷]۔ اِس تبدیلی سے متعلق حواشی میں کسی طرح کی صراحت نہیں ملتی۔ نسخۂ رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق ''چمکاوے'' ہے [ص ۳۳۷]۔ تفسیرِ غالب میں ''چمکادے'' ہے [ص ۲۸۴]۔ طبعِ اول کے ضمیمۂ اختلافِ نسخ کے مطابق اِس شعر میں متن کا کوئی اختلاف نہیں؛ اِس بنا پر میں نے طبعِ اوّل کی مطابقت میں ''چمکادے'' لکھا ہے۔

(۹) دامِ ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہوتے تک

طبعِ اوّل میں یہی ہے [ص ۱۷۵]۔ طبعِ ثانی میں ''صد گامِ نہنگ'' ہے [ص ۲۱۳]۔ اِس کے حاشیے میں [بہ خیالِ غالب عرشی زادہ نے] لکھا ہے: قا، گل، قب، نج، م، مد، ح، لط: کام۔ مگر اِن میں سے اکثر میں گاف کے دونوں مرکزوں کے لکھنے کا التزام نہیں''۔ اِس صراحت کے مطابق آٹھ نسخوں میں ''کام'' ہے۔ مگر یہ نہیں لکھا گیا کہ ''گام'' کس نسخے میں ہے؟ اور یہ کہ کیا اُس نسخے میں التزام کے ساتھ گ پر دونوں مرکز لگائے گئے ہیں؟ اِن دونوں صراحتوں کے بغیر ''گام'' کو کس بنیاد پر قبول کیا جائے گا؟ نہیں قبول کیا جاسکتا۔ نسخۂ رضا میں طبعِ اوّل کے مطابق ''کام'' ہے۔ میں نے بھی طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۱۰) کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے ورنہ یہاں ذرہ ذرہ روکشِ خرشیدِ عالم تاب تھا

طبعِ اوّل میں ''اپنے جنونِ نارسا'' ہے [ص ۱۴۵]۔ اِس کے ضمیمۂ اختلافِ نسخ میں اِس شعر کے حوالے سے لکھا گیا ہے: ''مد: اپنی''۔ ''مد'' سے مراد ہے دیوانِ غالب کا پانچواں اڈیشن [نسخۂ شیونرائن، مطبوعۂ مابعدِ ۱۸۶۳ء]۔ یعنی عرشی صاحب نے ''اپنی'' کو متن میں جگہ نہیں دی اور بجا طور پر۔ یہ دراصل غلطیِ کتابت ہے۔

طبعِ ثانی میں ''اپنی جنونِ نارسا'' ہے [ص ۱۶۵]۔ اِس کے حاشیے میں لکھا گیا ہے: ''ح، لط: اپنے (سہوِ کاتب)'' یعنی نسخۂ حمیدیہ مطبوعۂ ۱۹۲۱ء اور لطیف اڈیشن ۱۹۳۸ء میں ''اپنے'' ہے، مگر اِسے سہوِ کاتب مانا گیا ہے۔ بہ ظاہر یہ اضافہ عرشی زادہ نے کیا ہے۔ عرشی صاحب نے تو ''اپنی'' کو ناقابلِ قبول مانا تھا۔ یہ نہیں لکھا گیا کہ اب ''اپنے'' کو کس بنا پر سہوِ کاتب مانا گیا ہے؟ ''اپنے'' اور ''اپنی'' محض قرائت کا مسئلہ ہے یوں کہ اب سے پہلے آخرِ لفظ میں شامل یَ کے لکھنے میں آج کل کی طرح امتیازِ صورت کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا تھا۔ نسخۂ رضا میں ''اپنی جنونِ نارسا'' ہے [ص ۱۶۰] یہ طبعِ ثانی کی نقل ہے۔ میں نے طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۱۱) بہ عجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیم شوخی ہے تغافل کو نہ کر مغرور تمکیں آزمائی کا

طبعِ اوّل ص ۱۶ ـــــ طبعِ ثانی میں ''تسلیمِ شوخی'' (معِ اضافت) ہے [ص ۱۶]۔ نسخۂ رضا میں طبعِ اوّل کے مطابق ہے۔ میں نے بھی طبعِ اوّل کی مطابقت میں ''تسلیم'' کو بغیر کسرۂ اضافت لکھا ہے۔

(۱۲) بے دماغی شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہیں — یار تیرا جامِ مے، خمیازہ میرا آشنا
شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے — میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا

طبعِ اوّل میں یہ دونوں شعر دو الگ الگ غزلوں میں ملتے ہیں [ص۱۹ — ص۱۳۹]۔ طبعِ ثانی میں بھی یہ دونوں غزلیں الگ الگ ملتی ہیں [ص۲۰ — ص۱۷۱]۔ لیکن پہلے شعر کو، جو طبعِ اوّل میں پہلی غزل میں تھا [ص۱۹ پر] اِس غزل میں شامل نہیں کیا گیا، اُس کو دوسری غزل کے تحت حاشیے میں اختلافِ نسخ کے ذیل میں لکھا گیا ہے [ص۱۷۱]۔ نسخۂ رضا میں طبعِ اوّل کے مطابق اِن دونوں شعروں کو شاملِ غزل کیا گیا ہے۔ میں نے بھی طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۱۳) مفت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ — رہبری میں پردۂ رہبر کھلا

طبعِ اوّل میں ''رہ روی'' ہے: رہ روی میں پردۂ رہبر کُھلا [ص۱۴۰]۔ طبعِ ثانی میں مصرع یوں ہے: رہبری میں پردۂ رہبر کھلا [ص۱۵۷]۔ طبعِ اوّل کے ضمیمۂ اختلافِ نسخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس شعر میں کوئی اختلافِ متن موجود نہیں، طبعِ ثانی میں بھی حاشیے میں یا کہیں اور کسی اختلاف کا حوالہ نہیں ملتا؛ ہاں متن میں طبعِ اوّل کے ''رہ روی'' کے بجائے ''رہبری'' ہے۔ حاشیے میں لکھا گیا ہے کہ یہ (خ) یعنی انتخابِ غالب سے منقول ہے، محض اِس کی بنیاد پر یہ، مان لیا گیا ہے کہ (غالباً) انتخابِ غالب میں مرزا صاحب نے ''رہ روی'' کو ''رہبری'' بنا دیا ہے۔ میں نے یہ یہاں طبعِ ثانی کی مطابقت اختیار کی ہے، لیکن یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ وضاحتی حاشیے کے بغیر بہت سے لوگ الجھن میں مبتلا رہیں گے اور میں بھی پوری طرح مطمئن نہیں۔

(۱۴) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں — جوں شانہ پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں

اوّل میں یہی ہے [ص۶۱]۔ ثانی میں دوسرا مصرع یوں ہے: خارِ الم سے پُشت بہ دنداں گزیدہ ہوں [ص۶۵]۔ اِس کے حاشیے میں لکھا گیا ہے: ''ق، ح، قا: جوں شانہ پشتِ دست۔ موجودہ متن دیوانِ غالب حسرتؔ اڈیشن سے نقل کیا گیا ہے جو گلِ رعنا پر مبنی ہے'' [ص۶۵]۔

مالک رام صاحب کے لکھنے کے مطابق گلِ رعنا کے نسخۂ لاہور میں [جو غالبؔ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے] یہ مصرع اُسی طرح ہے جس طرح نسخۂ عرشی طبعِ اوّل میں ہے [گلِ رعنا مرتبۂ مالک رام، ص۱۷۳]۔ نیز نسخۂ حمیدیہ اور نسخۂ شیرانی میں بھی یہی متن ہے۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ ''موجودہ متن دیوانِ حسرتؔ سے نقل کیا گیا ہے جو گلِ رعنا پر مبنی ہے'' کس طرح قابلِ قبول ہو سکتا ہے؟ جب گلِ رعنا کے اصل نسخے (بہ خطِ غالبؔ) میں ''جوں شانہ پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں'' لکھا ہوا ہے، تب نسخۂ حسرتؔ کا حوالہ قابلِ قبول نہیں رہتا؛ اِس بنا پر کہ یہ معلوم نہیں کہ حسرتؔ کے پاس جو نسخۂ گلِ رعنا تھا، اُس کا احوال کیا تھا؟ غالبؔ کے خودنوشت نسخۂ گلِ رعنا کے متن پر اُس مجہول الاحوال نسخے کے متن کو ترجیح نہیں دی جا سکتی [گلِ رعنا کا نسخۂ لاہور چھپ چکا ہے، ہاں فی الوقت یہ میرے سامنے نہیں]۔ میں نے اِسی بنا پر اِس شعر میں نسخۂ عرشی طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

تفسیرِ غالبؔ میں بھی طبعِ اوّل کے مطابق ہے [ص۲۷۹]۔ رضا میں ثانی کے مطابق ہے [ص۲۱۱]۔ یہاں وضاحتی حاشیہ از بس ضروری تھا اور ضروری ہے۔

(۱۵) برق سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حُسن شمعِ خلوت خانہ کیجیے، ہرچہ باداباد، گُل

طبعِ اوّل میں اسی طرح ہے [ص ۵۲]۔ طبعِ ثانی میں ''برقِ سامانِ نظر'' ہے [ص ۵۶]۔ ''برق'' میں اضافت کا زیر بہ ظاہر کرشمۂ کتابت معلوم ہوتا ہے، یوں کہ حواشی میں کہیں بھی اس کی وضاحت نہیں ملتی۔ نسخۂ رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق ''برقِ سامانِ نظر'' ہے [ص ۱۹۷]۔ تفسیرِ غالب میں طبعِ اوّل کے مطابق ''برق'' بغیر کسرۂ اضافت ہے [ص ۲۴۸]۔ میں نے طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

(۱۶) اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر، کہ ہے جستجوے فرصتِ ربطِ سر و زانو مجھے

طبعِ اوّل میں ''فرصتِ ربطِ سرِ زانو'' ہے [ص ۸۷]۔ طبعِ ثانی میں بھی یہی ہے [ص ۸۴]؛ لیکن اس کے ضمیمۂ استدراک میں نسخۂ نودریافتِ دیوانِ غالبؔ کے حوالے سے ''سروزانو'' کو صحیح بتایا گیا ہے [ص ۴۸۸]۔ نسخۂ رضا کے متن میں ''سرِزانو'' ہے [ص ۲۳۶] اور حاشیے میں اسی نسخۂ نودریافتِ دیوانِ غالبؔ کے حوالے سے ''سروزانو'' لکھا گیا ہے۔ یعنی مرتب نے طبعِ ثانی کے استدراک کو دیکھا تو، مانا نہیں۔ بہ ظاہر اس کی وجہ مجھے یہ معلوم ہوتی ہے کہ تفسیرِ غالب میں ''سرِزانو'' ہے اور مرتب نے اُس کو بہتر سمجھا ہے۔

> تفسیرِ غالب کے متنِ شعر میں ''سرِزانو'' ہے اور جینؔ صاحب نے یہاں معنی آفرینی کا کمال دکھایا ہے، لکھا ہے:
>
> ''ربطِ سرِزانو: دونوں زانوؤں کے سروں کا ملانا جو قیام کے وقت ہی ممکن ہے۔ چلنے میں دونوں زانو الگ الگ رہتے ہیں، زانوؤں کا مستقل ربط مرنے ہی پر ممکن ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ میری زندگی کے بے چینی بے مطلب نہیں، کیوں کہ میں ایسی فرصت چاہتا ہوں کہ دونوں زانوؤں کو ملائے رہوں۔ 'ربطِ سروزانو' ہوتا تو معنی کچھ اور ہوتے'' [ص ۳۴۸]۔

جینؔ صاحب نے طبعِ ثانی کے ضمیمۂ استدراک کو دیکھ لیا ہوتا تو اُن کو معلوم ہوجاتا کہ اصلاً متن میں ''سروزانو'' ہی ہے اور اُن کو اِس دوراز کار معنی آفرینی کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔ میں نے استدراک کے مطابق ''ربطِ سروزانو'' لکھا ہے۔

(۱۷) صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے کہ روے غنچۂ گُل سوے آشیاں پھر جائے

طبعِ اوّل کے متن میں مصرع یوں ہے: صبا، لگا وہ طمانچہ طرف سے بلبل کی [ص ۳۰۵]؛ لیکن اِس کے غلط نامے میں لکھا گیا ہے کہ ''بلبل کی'' غلط ہے، صحیح ''بلبل کے'' ہے۔ طبعِ ثانی کے متن میں یہ مصرع یوں لکھا ہوا ہے: صبا، لگا وہ طپانچے طرف سے بلبل کی [ص ۴۲۷]۔ اِس نسخے کے استدراک میں یا متعلقہ حاشیے میں یہ نہیں لکھا گیا کہ طبعِ اوّل کے غلط نامے میں ''بلبل کے'' کو صحیح لکھا گیا ہے اور یہ کہ اُسے نہ ماننے کی وجہ کیا ہے۔ یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ طبعِ اوّل میں ''طپانچہ'' ہے، اُسے ''طپانچے'' کیوں بنایا گیا۔

عرشیؔ صاحب نے مقدمۂ مکاتیبِ غالب میں لکھا ہے: ''بیتابؔ نے ''طمانچہ'' لکھا تھا، میرزا صاحب نے ''طمانچہ'' کو تپانچہ بنادیا'' [مکاتیبِ غالب، طبعِ ششم ص ۲۲۳]۔ یہ مرزا صاحب کا وہی نقطۂ نظر ہے کہ فارسی الفاظ میں ت لکھنا چاہیے، ط نہیں لکھنا چاہیے۔ مرزا صاحب کی اِس اصلاح کے بعد متعلقہ شعر میں ''طپانچہ'' یا ''طپانچے'' نہیں لکھا جاسکتا۔ ''تپانچہ'' لکھا جائے یا ''تپانچے''

لکھا جائے۔ میں نے اِسی بنا پر ''تپانچہ'' اور طبعِ اوّل کی اصلاحِ غلط نامہ کے مطابق ''بلبل کے'' لکھا ہے۔ نسخۂ رضا کا متن طبعِ ثانی کے مطابق ہے [ص ۱۳۸]۔ یہاں وضاحتی حاشیہ ازبس ضروری ہے۔

(۱۸) علم ہی سے قدر ہے انسان کی ہے وہی انسان جو جاہل نہیں

طبعِ اوّل میں یہی ہے [ص ۲۷۵]۔ طبعِ ثانی میں ''علم سے ہی'' ہے [ص ۳۷۴]۔ اِس نسخے کے حواشی میں اِس شعر میں اختلافِ متن کی نشان دہی نہیں کی گئی، اِس صورت میں طبعِ اوّل کے متن کو درست مانا جائے گا۔ نسخۂ رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق ''علم سے ہی'' ہے [ص ۴۶۸]۔

(۱۹) فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ یہ وہم زرگرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا

طبعِ اوّل میں ''غریبی بہرِ تسکینِ ہوس'' ہے [ص ۲۳]۔ طبعِ ثانی میں بھی یہی ہے [ص ۲۴]؛ مگر اِس کے ضمیمۂ استدراک میں اِس شعر کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ صحیح ''فریب'' ہے [ص ۴۷۱]۔ تفسیرِ غالب میں لکھا گیا ہے: ''نسخۂ عرشی میں پہلا لفظ ''غریبی'' ہے، لیکن خودنوشت دیوان میں ''فریب'' ہے اور یہی صحیح ہے'' [۱۲۶]۔ نسخۂ رضا میں پہلا لفظ ''غریبی'' ہے، یہ طبعِ ثانی کے متن کی نقل ہے۔ میں نے استدراک کے مطابق ''فریب'' لکھا ہے۔ دوسرے مصرعے میں تفسیرِ غالب اور نسخۂ رضا دونوں میں ''برقِ حاصل ہا'' ہے۔ تفسیرِ غالب میں اِس کے معنی لکھے گئے ہیں: ''برقِ حاصل: وہ بجلی جو خرمن کو جلادے''۔ ''برق حاصل'' اور ''برقِ حاصل'' دونوں بامعنی ٹکڑے ہیں، یوں میں نے طبعِ اوّل وثانی کے مطابق ''برق حاصل ہا'' لکھا ہے۔

(۲۰) زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے مگر شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانی مانگے

طبعِ اوّل [ص ۸۷] میں ''زلف'' کے بعد کاما لگا ہوا ہے اور ''تحریر'' کے نیچے اضافت کا زیر لگا ہوا ہے۔ طبعِ ثانی میں پہلا مصرع یوں ہے: زلفِ تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے، مگر [ص ۸۴]؛ مگر اِس نسخے کے کسی اندراج سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ طبعِ اوّل میں درج مصرعے کی قرائت کو بدلا گیا ہے [یہ قرائت کی تبدیلی ہے، متن کی تبدیلی نہیں]۔ وضاحت کے بغیر یہ بات کیسے معلوم ہوگی اور اُسے کس بُنیاد پر مانا جائے گا؟

رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق ہے، تفسیر میں طبعِ اوّل کے مطابق ہے۔ میں نے طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔

ایسے سب الفاظ کا احاطہ کرنا مقصود نہیں، بس اِس طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ضروری حذف اور اضافوں کے ساتھ نسخۂ عرشی کا نیا اڈیشن شائع کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ اِس کے بغیر مجھ جیسے بہت سے کام کرنے والوں کو نقلِ اشعار میں طرح طرح کی اُلجھنوں سے دوچار ہوتا رہنا پڑے گا اور بہت سے مقامات پر اعتماد کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکے گا کہ نقل کردہ متن واقعتاً درست ہے۔

طبعِ ثانی میں بہت سے مقامات پر متن طبعِ اوّل کے متن سے مختلف ہے اور حواشی میں حوالہ دیا گیا ہے؛ میں نے یہ فرض کرلیا ہے کہ یہ تبدیلیاں عرشی صاحب کی ہدایت کے مطابق کی گئی ہوں گی [یوں کہ ضروری توضیحات نہ ہونے کی صورت میں فرض کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں] اِس بنا پر ایسے مقامات پر طبعِ ثانی کی مطابقت اختیار کی ہے۔ ہاں، جہاں صاف طور پر وہ تبدیلی

ناقابلِ قبول معلوم ہوتی ہے، وہاں طبعِ اوّل کی مطابقت اختیار کی ہے۔ انجمن ترقیِ اردو کے ناظمِ اعلا نے مطلع کیا ہے کہ انجمن کی طرف سے نسخۂ عرشی کا نیا اڈیشن جلد ہی شائع ہوگا اور اُس میں ضروری وضاحتوں پر مبنی ایک ضمیمہ آخر میں شامل ہوگا۔ اگر ایسا ہوسکا تو یہ مناسب اور بہتر صورت ہوگی۔

ایک وضاحت: یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ بنیادی لفظ [مفرد ہو یا مرکّب] اگر شعر کا پہلا حصّہ ہے، ایسی صورت میں اُس لفظ کے آگے بیانیہ کا نشان (:) بنانے کے بجائے تیر کا نشان بنایا گیا ہے تاکہ بہ یک نظر معلوم ہوجائے کہ زیرِ نظر لفظ اُس شعر کا پہلا جزو ہے۔ مثلاً ''ہ م ع ل'' کے ذیل میں ''ہلاکِ بےخبری'':

ہلاکِ بےخبری   نغمۂ وجود و عدم   جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد

اِس سے بہ یک نظر یہ معلوم ہوجائے گا کہ ''ہلاکِ بےخبری'' [یا ایسے ہی دوسرے ٹکڑے] متعلقہ مصرعِ اوّل کا شروع کا حصّہ ہیں۔

املا

اِسی سلسلے کا ایک مسئلہ الفاظ کی شکل صورت (املا) کا بھی ہے۔ طبعِ اوّل کا اگر نیا اڈیشن تیار کیا جائے تو اِس طرف توجّہ کرنا ازبس ضروری ہے۔ میں محض بہ طورِ مثال دو لفظوں کے اختلافاتِ املا کی نشان دہی کرتا ہوں، اِسی سے صورتِ حال کا بہ خوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

(۱)   مراشمول ہر اک دل کے پیچ وتاب میں ہے   میں مدّعا ہوں تپش نامۂ تمنّا کا

طبعِ اوّل میں ''پیچ وتاب'' ہے [ص ۱۷]۔ طبعِ ثانی میں ''پیچ تاب'' ہے [ص ۱۷]۔ اِس کے حاشیے میں اختلافِ نسخ کے تحت ''پیچ و تاب'' لکھا گیا ہے، اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتب کے نزدیک مرجّح صورت ''پیچ تاب'' ہے! لیکن آگے بڑھ کر اِس کی تردید ہوجاتی ہے، یوں کہ اِس اشاعت میں پانچ اشعار کے متن میں ''پیچ وتاب'' ملتا ہے۔

یہ لفظ طبعِ اوّل میں شامل پندرہ اشعار میں ملتا ہے۔ اِن میں سے گیارہ اشعار میں ''پیچ وتاب'' لکھا ہوا ہے: مراشمول ہر اک دل کے پیچ وتاب میں ہے [ص ۱۷]، جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ وتاب آئینے پر [ص ۴۰]، پیچ وتابِ جادہ ہے خطِ کفِ افسوس و بس [ص ۴۶]، پیچ وتابِ جادہ ہے بہاں جوہرِ تیغِ عسس [ص ۵]، پیچ وتابِ دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے [ص ۹۳]، ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ وتاب میں [۱۸۹]، جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ وتاب میں [ص ۱۸۹]، بہ پیچ وتابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ [ص ۲۱۴]، دل نے سن کر، کانپ کر، کھا پیچ وتاب [ص ۲۶۶]، معافِ پیچ وتابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے [ص ۸۵]، ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ وتاب [ص ۲۳۲]۔

چار اشعار میں ''پیچتاب'' لکھا ہوا ہے: ہے پیچتابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی [ص ۷۶]، مبادا اے پیچتابِ طبع! نقشِ مدّعا گم ہو [ص ۶۸]، اسدؔ کو پیچتابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے [ص ۲۲]، تدبیرِ پیچتابِ نفس کیا کرے کوئی [ص ۸۸]۔

طبعِ ثانی کا احوال یہ ہے کہ اُس میں منقولۂ بالا پندرہ مصرعوں میں سے چھے مصرعوں میں ''پیچ وتاب'' ہے، پانچ مصرعوں میں

''پیچ تاب'' ہے اور چار مصرعوں میں ''پیچتاب'' لکھا ہوا ہے۔ طبعِ ثانی میں شامل حصۂ ''بادآورد'' [یا نو دریافت نسخۂ دیوانِ غالب] کے ایک مصرعے میں یہ لفظ آیا ہے اور اُس میں ''پیچتاب'' لکھا گیا ہے [جورِ زلف کی تقریرِ پیچتاب خاموشی، ص ۴۵۳]۔ اس طرح طبعِ ثانی میں چھے جگہ ''پیچ وتاب'' ہے، پانچ مصرعوں میں ''پیچ تاب'' ہے اور پانچ مصرعوں میں ''پیچتاب'' ملتا ہے: ایک لفظ کی تین شکلیں۔

اِس الجھن میں یوں اور اضافہ ہوتا ہے کہ طبعِ اوّل کے ص ۱۷ پر جس شعر میں ''پیچ وتاب'' لکھا ہوا ہے، اُس کے حوالے سے ضمیمۂ اختلافِ نسخ میں بتایا گیا ہے کہ ق (نسخۂ بھوپال قدیم) میں یہاں ''پیچتاب'' ہے۔ اِس کے بعد لکھا گیا ہے: ''یہی غالب کا پسندیدہ لفظ ہے'' (ص ۴۰۲)۔ اگر ''پیچتاب'' غالب کا پسندیدہ لفظ ہے تو متن میں اِسی کو لکھا جانا چاہیے تھا، اِسے متن میں نہ لکھنے کی وجہ کیا ہے؟ یہ معلوم نہیں ہوتا۔ پھر یہ کیسے معلوم ہوا کہ لفظ کی یہ شکل غالب کی پسندیدہ صورتِ املا ہے؟ جب تک اِس کی وضاحت نہ کی جائے، اِس قول کو کس بنا پر مانا جائے گا؟ نسخۂ لاہور بہ قولِ عرشی صاحب نواب فخر الدین محمد خاں دہلوی کا لکھا ہوا ہے جو میرزا صاحب کے مشہور کاتب تھے (مقدمۂ طبعِ اوّل، ص ۸۴) اِس نسخے کا عکس شائع ہو چکا ہے، اِس میں چار اشعار میں یہ لفظ آیا ہے اور ہر جگہ ''پیچ وتاب'' لکھا گیا ہے: ص ۱۳۲، ۱۳۲، ۱۸۲، ۲۲۸۔ بہ خوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عدمِ تعیّن، عدمِ یکسانی اور عدمِ وضاحت نے کس قدر الجھن کا سامان فراہم کر دیا ہے اشعار نقل کرنے والوں کے لیے!۔

اصل لفظ ''پیچ وتاب'' ہے [پیچ وخم کی طرح] اور طبعِ اوّل میں بھی بیش تر یہی ملتا ہے، یوں میں نے اِس لفظ کے اِسی املا کو ترجیح دی ہے۔

(۲) رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خوڑم

یہ ایک قطعے کا شعر ہے اور طبعِ اوّل میں اِس شعر میں ''خرّم'' لکھا ہوا ہے [ص ۲۶۵]۔ یہی طبعِ ثانی میں ہے [ص ۳۶۰]۔ یہ قطعہ مرزا صاحب نے نواب کلبِ علی خاں کی خدمت میں بھیجا تھا اور یہ بہ خطِ غالب ملتا ہے۔ اِس کا عکس مرقعِ غالب میں شامل ہے [ص ۱۸۱] اور اِس میں مرزا صاحب نے اپنے قلم سے ''خوڑم'' لکھا ہے۔ مکاتیبِ غالب میں عرشی صاحب نے اِسے شامل کیا ہے اور اُس میں بھی اصل کے مطابق ''خوڑم'' لکھا ہوا ہے [طبعِ ششم، ص ۷۶]۔ املا کا یہ اختلاف اُلجھن پیدا کرے گا۔ اِسے ''خوڑم'' لکھا جانا چاہیے تھا۔ میں نے اِس کتاب میں متعلقہ شعر میں اصل کے مطابق ''خوڑم'' ہی لکھا ہے [اِس لفظ کے سلسلے میں مزید تفصیل کے لیے دیکھیے املاے غالب، ص ۸۵]۔

مرزا صاحب نے املا سے متعلق بھی بہت کچھ لکھا ہے، خطوں میں اُن کے ایسے اقوال بکھرے ہوئے ہیں۔ اصلاحِ کلام کے ذیل میں املا کی غلطیوں کی طرف شاگردوں کی توجہ مبذول کراتے رہتے تھے۔ لفظوں کی جن املائی شکلوں کو درست سمجھتے تھے، اُن کی بھی نشان دہی کرتے رہتے تھے اور بار بار ٹوکتے تھے۔ املا کی صحت کے اہتمام کو ملحوظ رکھنا تو ویسے بھی ضروری ہے، مگر جس مصنف کی نظر اور ذہن میں املا کی یہ اہمیت ہو، اُس کے کلام میں تو ازبس ضروری ہے۔ مرزا صاحب کے قلم کی لکھی ہوئی بہت سی تحریریں موجود ہیں اور خطوطِ غالب میں اُن کے اقوال بھی محفوظ ہیں۔

اِس خیال کے پیشِ نظر کہ مرزا صاحب کے کلام میں اُن کے منشا کے خلاف املائی صورتیں جگہ نہ پاسکیں، میں نے املاے غالب کے نام سے ایک کتاب مرتّب کی تھی جو چھپ چکی ہے [دہلی میں اِسے غالب انسٹی ٹیوٹ نے چھاپا ہے اور کراچی میں ادارۂ یادگارِ غالب نے]۔ مقصود یہ تھا کہ مرزا صاحب کے اردو فارسی کلام کے مرتّبین اور ناقلین جن مشکلات اور مسائل سے دوچار ہوسکتے ہیں، اُن کی نشان دہی کی جائے۔ یہ بھی واضح کیا جائے کہ مرزا صاحب نے اپنے قلم سے کس لفظ کو کس طرح لکھا ہے یا کس طرح لکھنے کی ہدایت کی ہے۔ میں نے اپنی اِس کتاب میں املاے غالب کے مندرجات کی پابندی کی ہے۔ اِس کتاب میں شامل اشعارِ غالب کے کسی لفظ کے املا سے متعلق کوئی بات دریافت طلب ہو تو املاے غالب کو دیکھا جائے۔ یہاں املاے الفاظ (جیسے: آدر، تراز، تڑپھنا، زرا، یھاں، وھاں وغیرہ) سے متعلق تفصیلات لکھنا بے محل ہوگا۔ نیز اُن سے متعلق تفصیلات یہاں سما بھی نہیں پائیں گی، اِتنی گنجایش نہیں۔

تدوین میں توقیف نگاری (پنکچویشن) کی بھی اہمیت ہے اور ضروری مقامات پر اُس سے متعلق وضاحت کی بھی۔ دیوانِ غالب میں تو اِس کی بہت اہمیّت ہے۔ میں اِس کی بس ایک مثال پیش کروں گا۔

طبعِ اوّل میں ص ۷۰ پر یہ شعر ہے:

حیرت ہجوم، لذّتِ غلطانیِ تپش　　سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ

طبعِ ثانی میں پہلے مصرعے کی صورت یہ ہے:

حیرت، ہجومِ لذّتِ غلطانیِ تپش (ص ۷۵)۔

اِس کے حاشیے میں یا استدراک میں یہ نہیں بتایا گیا کہ طبعِ اوّل کے برخلاف ''حیرت'' کے بعد کاما کیوں لگایا گیا؟ نسخۂ رضا میں طبعِ ثانی کے مطابق ہے (ص ۲۲۳)۔ تفسیرِ غالب میں طبعِ اوّل کے مطابق ہے۔ اُس میں تفسیرِ شعر کے ذیل میں یہ بھی لکھا گیا ہے: ''دل میں حیرت کا ہجوم ہے...... آئینہ، حیرت ہجوم ہوتا ہے، اِس لیے دل بھی حیرت ہجوم ہے......'' (ص ۳۱۴)۔ کامے کی جگہ بدلے گی تو معنی بھی بدل جائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ طبعِ ثانی میں اِس مصرعے کے کیا معنی متعیّن کر کے کامے کی جگہ بدلی گئی ہے؟ ہاں، طبعِ اوّل اور طبعِ ثانی میں ''غلطانی'' ہے۔ میں نے اِس کتاب میں اِس مصرعے میں ''غلتانی'' لکھا ہے (فرمودۂ غالب کے مطابق)۔ تفصیل کے لیے املاے غالب کو دیکھا جاسکتا ہے۔ جب تک اِس کی وضاحت نہیں کی جائے گی، طبعِ ثانی کے مصرعے کو مرجّح نہیں کہا جاسکتا۔ مرجّح حیثیت طبعِ اوّل کے مصرعے کو حاصل رہے گی۔ یہ بھی سوال پیدا ہوگا کہ یہ تبدیلی کس نے کی ہے، عرشی صاحب نے یا عرشی زادہ نے؟

ترتیبِ الفاظ

پہلے مفرد لفظوں کو حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق لکھا گیا ہے۔ ہر لفظ کے ساتھ نمبر شمار بھی لکھا گیا ہے۔ مقابل میں وہ شعر لکھا گیا ہے جس میں وہ لفظ آیا ہے اور ہر شعر کے آخر میں صفحہ نمبر درج کیا گیا ہے۔ یہ پہلا حصّہ ہوا۔

مرکّبات کو دو حصّوں میں بانٹا گیا ہے: (۱) وہ مرکّب جن میں متعلّقہ لفظ مرکّب کا جُزوِ اوّل ہے؛ جیسے ''اشک'' کے تحت ''اشکِ چشمِ سرمہ آلود''۔ (۲) وہ مرکّب جن میں متعلّقہ لفظ درمیان میں آیا ہے یا آخر میں؛ جیسے: بارانِ اشک، نازِ گراں مایگیِ اشک اور قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق۔ ہر مرکّب کے ساتھ دائرے میں نمبر شمار لکھا گیا ہے؛ لیکن متعلّقہ شعر نہیں لکھا گیا، یوں کہ ہر مرکّب کے حرفِ اوّل کے تحت اُس شعر کو بہ آسانی اپنی جگہ دیکھا جاسکتا ہے۔ شعر بھی لکھا جاتا تو محض تکرار ہوتی۔ یہ دوسرا حصّہ ہوا۔ تیسرے حصّے میں وہ مرکّبات ہیں جن میں متعلّقہ لفظ مرکّب کا پہلا جُز ہے۔ ایسے ہر مرکّب کے ساتھ وہ شعر بھی لکھا گیا ہے جس میں وہ مرکّب آیا ہے۔ ہر شعر کے ساتھ صفحہ نمبر کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔ چوں کہ نسخۂ عرشی طبعِ اوّل کو بُنیادی نسخہ مانا گیا ہے [اِس کی وضاحت کی جاچکی ہے] اِس لیے سب اشعار کے ساتھ صفحات نمبر بھی طبعِ اوّل کے ہیں۔ ہاں جن اشعار کا طبعِ ثانی میں اضافہ کیا گیا ہے، وہ طبعِ ثانی سے منقول ہیں اور اُن کے آگے ''ثانی'' یا ''طبعِ ثانی'' لکھا گیا ہے۔

جیسا کہ لکھا جاچکا ہے، لفظ شماری بھی مقصود ہے۔ اِس خیال سے کہ شمارِ الفاظ میں کسی طرح کی خرابی پیدا نہ ہو، یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ ہر حرف کے تحت حصّۂ اوّل کے مفرد الفاظ کو اور تیسرے حصّے کے مرکّبات کے پہلے لفظ کو (جو شمار میں آئے گا) جلی لکھا جائے۔ دوسرے حصّے کے مرکّبات میں شمار کے لیے، نمبر شمار کے دائرے کو اور اُس میں مندرج نمبر شمار کو جلی لکھا جائے گا۔ اِس طرح سب لفظوں کو بہ آسانی شمار کیا جاسکتا ہے۔ مزید یہ کہ حاشیے میں ہر لفظ کے متعلّق یہ لکھا گیا ہے کہ وہ کُل کتنی بار آیا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کتنی بار بہ طورِ مفرد آیا ہے اور کتنی بار بہ طورِ مرکّب۔ مثلاً الف ممدودہ کے تحت پہلا لفظ ''آب'' ہے۔ اِس کے حاشیے میں لکھا گیا ہے کہ یہ لفظ کُل باون بار آیا ہے؛ بہ طورِ مفرد نو بار اور بہ طورِ مرکّب تینتالیس بار ——— اِس طرح یہ بات بھی سامنے آسکے گی کہ مرزا صاحب کے کلام میں مفرد اور مرکّب الفاظ کا عمومی تناسب کیا ہے۔ یہ معلوم ہوسکے گا کہ مفردات کے مقابلے میں مرکّبات کا اوسط زیادہ اور بہت زیادہ ہے۔ اِس تناسب کو نظر میں رکھ کر مرزا صاحب کی شاعری میں خیال اور اظہار کے کئی اہم پہلوؤں پر گفتگو کی جاسکتی ہے۔ اِس سلسلے میں اِس کا لحاظ رکھا جانا چاہیے کہ جن الفاظ کے ساتھ مفرد یا مرکّب نہ لکھا ہو، اُنھیں مفرد سمجھا جائے۔

ایک وضاحت ———: مفردات اور مرکّبات کے شمار سے متعلّق ایک ضروری وضاحت کی جاتی ہے۔ جیسا کہ لکھا جاچکا ہے، اِس جلد میں حروف (حروفِ جار، حروفِ عطف، حروفِ ربط وغیرہ) کو شامل نہیں کیا گیا۔ کسی لفظ کا پہلا جُز کوئی حرف ہو جیسے: تا قیامت، برزمیں، بہ دل (وغیرہ) تو اصولاً وہ مرکّب لفظ ہے؛ مگر مشکل یہ ہے کہ اُس کو مرکّبات کے تحت درج نہیں کیا جاسکتا؛ اِس لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ جن اشعار میں ایسے لفظ آئیں، اُن کو مفردات کے حصّے میں لکھا جائے؛ مگر شمارِ الفاظ کے تحت اُن کو مرکّبات کی گنتی میں شامل رکھا جائے۔ دو مثالوں سے اِس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

(۱) حرفِ فَ کے تحت لفظِ ''فانوس'' کے حصّۂ مفردات میں کُل دو شعر ہیں، جن میں سے ایک شعر میں ''بہ فانوس'' آیا ہے۔ حصّۂ مرکّبات میں کُل چار شعر ہیں۔ اِس کے حاشیے میں لکھا گیا ہے کہ ''فانوس'' بہ طورِ مفرد ایک بار آیا ہے اور بہ طورِ مرکّب پانچ بار۔

(۲) حرفِ قَ کے تحت لفظِ ''قیامت'' کے حصّۂ مفردات کے دو شعروں میں ''تا قیامت'' آیا ہے [تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر ـــ رہا گر کوئی تا قیامت سلامت]۔ اِس لفظ (قیامت) کے حصّۂ مفردات میں کل پچیس شعر ہیں اور حصّۂ

مرکّبات میں پانچ شعر ہیں۔ حاشیے میں شمار کے تحت لکھا گیا ہے کہ لفظِ "قیامت" مفرد طور پر تیئیس بار آیا ہے اور مرکّب طور پر سات بار۔ لفظِ "جوں"، "سار" اور "ساں" کو ایسے حروف کی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا۔

بہ سلسلۂ مرکّبات

(۱) ایسے الفاظ بہت ہیں جو دو یا زیادہ اجزا سے مل کر بنے ہیں، لیکن ایک کلمے کے طور پر استعمال میں آتے ہیں۔ ایسے لفظ جو کسی اسم اور فارسی کے فعلِ امرِ حاضر سے مل کر بنے ہیں، جنھیں قواعد کی زبان میں اسمِ فاعل سماعی کہا جاتا تھا، جیسے: دل کش، راہ رَو، رہ نما، خوں فشاں، نامہ رساں، شانہ کش، غاشیہ بردار، دل نواز، محفل آرا، مے پرست، بُت پرست، غریب نواز، ستار نواز، ذائقہ شناس (وغیرہ)۔

ایسے مرکّبات میں یاے مصدری (ی۔ئی) کا لاحقہ شامل کرلیا گیا ہو، جیسے: بت پرستی، دل نوازی، رہ نمائی، صبا خرامی، خوں فشانی، دل ربائی (وغیرہ)۔ یا حروفِ جمع کا لاحقہ آیا ہو، جیسے: مے پرستاں، بت پرستوں، دل نوازوں (وغیرہ)؛ ایسے سبھی کلموں کو، جو اصلاً مرکّب ہیں لیکن استعمال میں ایک کلمے کے طور پر آتے ہیں، ایک کلمہ مان کر (مفرد لفظ کی طرح) جلی لکھا گیا ہے۔

(۲) اِسی فہرست میں ایسے مرکّبات بھی آتے ہیں جو دو یا زیادہ لفظوں سے مل کر بنے ہوں۔ خواہ دو اسموں سے مل کر بنے ہوں، یا اسم اور فارسی کے کسی مصدر سے مل کر بنے ہوں، جیسے: سیہ مست، کم سخن، جاں پناہ، سرخوش، ضبط آشنا، سردمہر، سخن گفتن (وغیرہ)۔ یا ایسے مرکّبات میں یاے مصدری یا حروفِ جمع کے لاحقے شامل ہوگئے ہوں، جیسے: اضطراب انجامی، تغافل مشربی، غفلت نگاہی، تنگ پیرہنی، بے پروا نگاہاں، خونیں نگاہاں، چمن رویاں، نازک خیالی، سردمہری، قطرہ سامانی، کم فرصتی (وغیرہ)۔ یہ اور اِسی انداز کے دوسرے مرکّبات مرزا صاحب کے کلام میں بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ ایسے لفظوں نے کلام کی معنویت اور بیان کی رنگا رنگی میں بہت اضافہ کیا ہے۔ یہ سب بہ لحاظِ اصل مرکّب الفاظ ہیں؛ مگر اِن کی ساخت ایسی ہے کہ یہ ایک کلمے کے طور پر استعمال میں آتے ہیں اور اِسی طرح اشعار میں آئے ہیں۔ ایسے سبھی مرکّب ٹکڑوں کو، جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، ایک کلمے کے طور پر جلی لکھا گیا ہے مگر شمار میں اِن سب کو مرکّب کلمے مانا گیا ہے۔

چند وضاحتیں

(۱) اصل لفظ اور اُس کی مخفف شکل کو دو مستقل الفاظ مانا گیا ہے اور مستقل لفظوں کے طور پر درج کیا گیا ہے، جیسے: راہ، رہ؛ شاہ، شہ؛ ماہ، مہ؛ راہگزر، رہگزر (وغیرہ)۔

(۲) اسماے جمع کو بھی مستقل الفاظ کے طور پر درج کیا گیا ہے، جیسے: لالہ ہا، گل ہا، سخنوراں، راتیں، باتیں، فرشتوں، لوگوں (وغیرہ)۔

(۳) اسماے اعداد [جیسے: ایک، اک، یک، دو، دوسرا، دونوں، چار، چاروں، اوّل، اوّلیں، سَو، صد، ہزار، لاکھوں، کروڑ،

سینکڑوں، دگر، دیگر (وغیرہ)] کوشامل کیا گیا ہے۔ ''ہر'' اور ''ہمہ'' کو بھی اِسی ذیل میں رکھا گیا ہے۔

(۴) کلماتِ تحسین و تعجب [جیسے: خوشا، اے خوشا، حبذا، مرحبا، واہ واہ، ہائے ہائے (وغیرہ) کوشامل کیا گیا ہے۔ اِسی طرح کلماتِ تاسف [جیسے: دریغ، دریغا، اے دریغا، وائے، اے وائے، حیف، ہدا، ہائے، ہائے ہائے] کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ ''ہائے'' اور ''ہائے ہائے'' بہ طور کلماتِ تاسف بھی آتے ہیں اور بہ طور کلماتِ تحسین و تعجب بھی۔ مرزا صاحب کے یہاں ''ہائے ہائے'' دونوں کلمات کے طور پر آیا ہے [دیکھیے یہ غزل: درد سے میرے، ہے تجھ کو بے قراری، ہائے ہائے! ص ۲۰۴، اور یہ غزل: وہ بادہ ہائے ناب گوارا کہ ہائے ہائے! ص ۱۲۳]۔

(۵) دوسرے شاعروں کے جن مصرعوں یا اشعار کو تضمین کیا گیا ہے، اُن کو الفاظ شماری کے تحت نہیں لایا گیا۔

(۶) قادر نامہ نصابی رسالہ ہے، اِس بنا پر اُس کے الفاظ کو شمار میں شامل نہیں کیا گیا؛ البتہ اُس میں شامل دو غزلوں کے اشعار کو شاملِ لفظ شماری کر لیا گیا ہے۔

(۷) جن اشعار کے صفحات نمبر ۴۴۴ سے ۴۵۷ تک ہیں، وہ سب اشعار طبعِ ثانی سے منقول ہیں۔ یہ صفحات نو دریافت نسخۂ دیوانِ غالبؔ کے متن کے ہیں جو طبعِ اوّل میں شامل نہیں تھا، طبعِ ثانی میں اُسے شامل کیا گیا ہے۔

(۸) میں نے اِس کا التزام کیا ہے کہ متن میں کسی طرح کی تبدیلی نہ کی جائے، طبعِ اوّل یا پھر طبعِ ثانی کی مطابقت کو لازماً ملحوظ رکھا جائے۔ ہاں ایک مقام ایسا ہے جہاں قرائت کی ایک غلطی کی تصحیح کی ہے۔ طبعِ اوّل میں ص ۳۱۳ پر یہ رباعی ہے:

اے منشیِ خیرہ سر! سخن ساز نہ ہو — عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو

آواز تری نکلی اور آواز کے ساتھ — لاٹھی وہ لگی کہ جس میں آواز نہ ہو

طبعِ ثانی میں بھی یہی ہے (ص ۴۴۱)۔ ''آواز نہ ہو'' پر نظر رکھی جائے تو واضح طور پر معلوم ہوگا کہ ''آواز تری نکلے'' اور ''لاٹھی وہ لگے'' ہونا چاہیے۔ یہ متن کی تبدیلی نہیں، یہ محض قرائت کا معاملہ ہے۔ ''لگی'' اور ''لگے''، اِسی طرح ''نکلی'' اور ''نکلے'' کی کتابت میں اُس زمانے میں آخرِ لفظ میں شامل یائے معروف و مجہول کی صورت نگاری میں آج کل کی طرح امتیاز نہیں کیا جاتا تھا۔ لکھا کسی طرح جائے، پڑھا جاتا تھا صحیح طور پر لفظ و معنی کی مطابقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ اِسی بنا پر یہاں ''نکلے'' اور ''لگے'' لکھا گیا ہے۔

(۹) ''بے'' کلمۂ نفی ہے۔ یہ بہت سے لفظوں کے ساتھ اِس طرح آیا ہے کہ جزوِ لفظ بن گیا ہے، جوڑ نمایاں نہیں، جیسے: بیباک، بیدرد، بےخواب، بےفیض وغیرہ؛ ایسے لفظوں کو ایک لفظ مانا گیا ہے اور ایک لفظ کے طور پر درج کیا گیا ہے۔ جن لفظوں کے ساتھ اِس طرح آیا ہے کہ جزوِ لفظ نہیں معلوم ہوتا، جیسے یہ مصرع: بے مَے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی؛ ایسے مقامات پر صرف اصل لفظ کو اُس کے مقام پر لکھا گیا ہے۔ مثلاً ''بے مَے'' میں ''مَے'' کو میم مع یٖ کے تحت لکھا گیا ہے، اوّل الذکر الفاظ کی تعداد دو سو ترانوے[۲۹۳] ہے۔

(۱۰) کبھی مصرعے کے دو مستقل بالمعنی ٹکڑوں (جملوں) کے درمیان واو حرفِ عطف کے طور پر آتا ہے، اُسی طرح جس طرح

دو جملوں کے درمیان آتا ہے؛ اور کبھی دو لفظوں کے درمیان آتا ہے، جسے مرکّب عطفی کہتے ہیں۔ مثلاً یہ دو مصرعے: دشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور (ص ۴)۔ کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے (ص ۴۸)۔ پہلے مصرعے میں عطف کا واو اُسی طرح آیا ہے جس طرح دو جملوں کے درمیان آتا ہے اور دوسرے مصرعے میں ''ضعف و خاموشیِ بلبل'' مرکّبِ عطفی ہے۔ پہلی صورت میں واوِ عطف کو شاملِ شمار نہیں کیا گیا۔

(۱۱) متعدّد لفظ ہیں جو کہیں ایک معنی میں بہ طورِ حرف آئے ہیں اور کہیں بہ طورِ اسم۔ جیسے: پَے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا (ص ۱۴۶) یہاں ''پَے'' لیے، واسطے کے معنی میں آیا ہے اور مثلاً یہ مصرع: ضعف سے نقشِ پَےِ مور ہے طوقِ گردن (ص ۱۹۵)۔ یہاں یہ لفظ پیر کے معنی میں آیا ہے۔ ایسے لفظ جہاں حرف کے طور پر آئے ہیں، اُنھیں شامل نہیں کیا گیا۔ جہاں کسی دوسرے معنی میں آئے ہیں، اُنھیں شامل کرلیا گیا ہے۔ ایسے قابلِ ذکر الفاظ یہ ہیں:

آپ: ع: آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا، اِس مصرعے میں ''آپ'' بہ طورِ ضمیر کے ''تم'' کے مفہوم میں آیا ہے۔ اور مثلاً یہ شعر:

پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہوگئے (ص ۲۲۸)

اِس میں یہ لفظ خود، اپنے آپ کے مفہوم میں آیا ہے۔ یا جیسے یہ شعر:

گر جوہرِ امتیاز ہوتا ہم میں رُسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں

یعنی اپنے آپ کو۔ جہاں جہاں ''آپ'' اِن معنوں میں آیا ہے، اُسے شامل کیا گیا ہے۔

اَور ــــ: ایک معنی میں یہ کلمۂ عطف ہے، جیسے: دین اور دُنیا۔ یا جیسے ع: اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے۔ اور کہیں یہ مزید، دیگر کے معنوں میں آیا ہے، جیسے: بنیں گے اَور ستارے اب آسماں کے لیے۔ یا جیسے: اَور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا۔ جہاں یہ اِن معنوں میں آیا ہے اِسے شامل کیا گیا ہے۔ اِس لفظ کی اِسی معنوی نسبت سے ''اَوروں'' کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

سوا ــــ: جب یہ لفظ زیادہ کے معنی میں آیا ہے، تو اِسے شامل کیا گیا ہے، جیسے:

رنج طاقت سے سوا ہو تو نہ پیٹوں کیوں کر ذہن میں خوبیِ تسلیم و رضا ہے تو سہی (ص ۳۱۱)

جب یہ بجز کے معنی میں آیا ہے، جیسے:

سوا ناج کے، جو ہے مقلوبِ جاں نہ وھاں آم پائیں، نہ انگور پائیں (ص ۲۶۴)

اِن معنوں میں اِسے شامل نہیں کیا گیا۔

گویا ــــ: یہ لفظ بہ طورِ حرفِ تشبیہ کئی جگہ آیا ہے جیسے کے معنی میں، مثلاً:

طبع کی واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا (ص ۲۳)

اور ایک جگہ کہنے والا کے معنی میں آیا ہے ع: نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ۔ اِس معنی میں اِسے شامل کیا گیا ہے۔

استثنا

از، اور اِس کی مخفف صورت زِ، با، بر، براے، بہ در؛ یہ سب حرفِ جار ہیں۔ یہ بہ کثرت آئے ہیں۔ عام صورتوں میں اِن کو شمار میں شامل نہیں کیا گیا؛ لیکن کچھ ایسے لفظ ہیں جو اِن حرفوں سے مل کر ایک کلمے کے طور پر اِس طرح استعمال میں آتے ہیں جیسے ایک کلمے کے سانچے میں ڈھل گئے ہوں۔ ایسے لفظوں کو مستثنا لفظوں کے طور پر شاملِ شمار کرلیا گیا ہے:

از ــــــ: صرف دو لفظوں میں اِسے جزوِ لفظ مانا گیا ہے: از روے [تین بار]۔ از سر (تین بار)۔ بہ طورِ مثال ایسے چار شعر:

گرچہ از روے ننگِ بے ہُنری ہوں خود اپنی نظر میں اتنا خوار ص(۱۲۵)
اُس بزمِ پُر فروغ میں اِس تیرہ بخت کو لبریز ملا نشیب میں از روے اہتمام ص(۲۸۲)
کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا کہ شاخِ گُل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا (ص۲۷)
دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی میرزا یوسف، ہے غالبؔ یوسفِ ثانی مجھے (ص۲۳۲)

ایسے دوسرے کلمے ہیں: باوجود، باوصف، باہم، بجاے خود، بخود [بخود بالیدنی، بخود لرزیدن]۔ برآر، برانداختنی، برافگندہ، برجستہ. برچیدن، برخاستن، برخود غلط [برخود غلطِ شوخیِ تاثیر]، برخود غلطی [برخود غلطی ہاے تحمل، برخود غلطی ہاے عزیزاں]، برسبیل [برسبیلِ دوام، برسبیلِ شکایت]، برگردیدنی، برگزیدہ، برمحل، بروے [بروے زمیں، بروے سفرہ، بروے کار، بروے گردوں]، بدستور، بقدر [بقدرِ لفظ و معنی، بقدرِ مصلحت وغیرہ]۔ در پردہ، درپے [درپَیِ حصولِ شرف، درپَیِ دیوار و در]، درمیاں۔

"از" سے مرکّب جو دوسرے کلمے ہیں جن میں ترکیبی صورت نمایاں ہے، جیسے: از خود رفتگاں از خود رفتگی، از خود گزشتن، زخود رفتۂ بیداے خیال، از خویش بیروں آمدن؛ ایسے کلمات کو حرفِ خ کے تحت درج کیا گیا ہے۔ متعلقہ شعر اِن کے ساتھ ضرور لکھا گیا ہے، جس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اصل کلمہ کیا تھا۔ اِسی طرح "زپا افتادگی" کو پ کے تحت لکھا گیا ہے۔

غیر معتبر کلام

نسخۂ عرشی طبعِ اوّل میں کچھ غیر معتبر کلام شامل ہوگیا تھا۔ طبعِ ثانی میں یہ اہتمام کیا گیا کہ ایسے کلام کو شامل نہ کیا جائے۔ اِس اہتمام کے باوجود کچھ غیر معتبر اشعار طبعِ ثانی میں باقی رہ گئے۔ طبعِ ثانی کے غلط نامے اور استدراک میں اور نسخۂ رضا کے مقدمے میں "حرفِ نامعتبر" کے عنوان سے اِس کی نشان دہی کی گئی ہے (ص۵۱)۔ میں نے اِس غیر معتبر کلام کو اِس کتاب میں شامل نہیں کیا۔ ذیل میں اِس کی تفصیل لکھی جاتی ہے۔

(۱) ایک قطعہ۔ کُل سات شعر، مصرعِ اوّل: اُٹھا اک دن بگولا سا جو کچھ میں جوشِ وحشت میں (ص۳۵۱)

(۲) ایک قطعہ۔ کُل دو شعر، پہلا مصرع: ایک اہلِ درد نے سنسان جو دیکھا قفس (ص۳۵۲)۔ [رضا نے لکھا ہے کہ یہ قطعہ غالبؔ کے شاگرد ذاکر کا ہے اور اُن کے دیوان میں موجود ہے]۔

(۳) ص ۴۰۳ پر چار شعر۔ مصرع ہاے اوّل: [۱] دو رنگیاں یہ زمانے کی جیتے جی ہیں سب۔ [۲] پیری میں بھی کمی نہ ہوئی تاک جھانک کی۔ [۳] وہ مرغ ہے خزاں کی صعوبت سے بے خبر۔ [۴] وصل میں ہجر کا ڈر یاد آیا۔

(۴) ص ۴۱۱ — ۴۱۴: ایک غزل کے چار شعر، مصرعِ اوّل: اِس قدر ضبط کہاں ہے کبھی آ بھی نہ سکوں۔

(۵) ص ۴۱۹: ایک شعر۔ پہلا مصرع: جو معشوق زلفِ دوتا باندھتے ہیں۔

(۶) ص ۴۲۰: ایک غزل کے پانچ شعر اور چار مصرعے۔ مصرعِ اوّل: نسخۂ سوزشِ دل درخورِ عتاب نہیں۔ یہ غزل تفسیرِ غالب میں بھی شامل ہوگئی ہے [ص ۵۱۵]۔

(۷) ص ۴۲۲: ایک شعر۔ مصرعِ اوّل: نتیجہ اپنی آہوں کا ہے شکلِ مستوی پورا۔

(۸) ص ۴۲۹: ایک شعر۔ پہلا مصرع: جو حدِ تقویٰ ادا نہ ہووے تو اپنا مذہب یہی ہے غالبؔ۔

(۹) ص ۴۳۰: چھے شعر۔ مصرع ہائے اوّل: [۱] مزہ تو جب ہے کہ اے آہِ نارسا ہم سے۔ [۲] حالت ترے عاشق کی یہ اب آن بنی ہے۔ [۳] گھر سے نکالنا ہے اگر ہاں نکالیے۔ [۴] لیں بوسہ یا مصیبتِ ہجراں بیاں کریں۔ [۵] زرا کر زور سینے پر کہ تیرِ پُرستم نکلے۔ [۶] اگر ہوتا تو کیا ہوتا، یہ کہیے۔

(۱۰) ص ۴۵۳: ایک شعر۔ پہلا مصرع: کرتا ہے گل جنونِ تماشا کہیں جسے۔

(۱۱) ص ۴۵۶: نو شعر کی ایک غزل۔ پہلا مصرع: سمجھا دو اسے یہ وضع چھوڑے۔ یہ نو دریافت نسخۂ دیوانِ غالبؔ کی غزل ہے۔ اس کے حاشیے میں یہ لکھا گیا ہے: ''یہ غزل مخطوطے کے حاشیے پر بہ خطِ غیر نقل ہوئی ہے''۔ نسخۂ رضا میں اِس کے متعلق حاشیے میں لکھا گیا ہے: ''غزل کا اسلوب غالبؔ کے اسلوب سے میل نہیں کھاتا'' (ص ۲۹۶)۔ اِس طرح یہ غزل شک کے دائرے میں آجاتی ہے۔ میں نے اِسے مشکوک کلام میں رکھا ہے۔ ہاں، تفسیرِ غالب میں یہ شامل ہے (ص ۵۵۴)۔

یہ کام صبر آزما ثابت ہوا، بارے، اتمام کو پہنچا۔ میں محبّ مکرّم الحاج عبدالوہاب خاں سلیم کا خاص طور پر شکر گزار ہوں جن کے پیہم تقاضوں نے اور اصرار نے کام کی رفتار کو سست نہیں ہونے دیا۔ دراصل اِس موضوع پر اِس انداز کی کتاب مرتّب کرنے کی فرمایش اُنھی نے کی تھی۔ میں اُن کی بات ٹالتا نہیں، یوں ہامی بھر لی تھی۔ عبدالوہاب خاں صاحب میرے مخلص کرم فرما اور غم گسار ہیں۔ یہ اُن کے پیہم اصرار کا فیضان ہے کہ درمیان میں کام رُکا نہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ خاں صاحب کی کتاب دوستی اور اُن کا بے مثال خلوص شاملِ حال نہ رہتا تو میں موجودہ حالات میں اِس کام کو شاید نہ کر پاتا۔

کتاب کا نام برادرِ عزیز ڈاکٹر اسلم پرویز کا تجویز کیا ہوا ہے۔ اگر یہ کتاب چھپ بھی گئی، تو یہ لطفِ خاص ہوگا ڈاکٹر خلیق انجم کا، ورنہ اتنی ضخیم کتاب اِس زمانے میں اور کون چھاپ سکتا تھا۔ خلیق صاحب کی کرم فرمائی میرے شاملِ حال رہتی ہے اور اِس طرح کام کرنے کا حوصلہ بڑھتا رہتا ہے اور یقین رہتا ہے کہ ہر کتاب چھپے گی ضرور اور قاعدے قرینے کے ساتھ چھپے گی۔

توقّع کرتا ہوں کہ نقد و نظر سے تعلّقِ خاطر رکھنے والے اصحاب اِسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے اور کلامِ غالبؔ سے متعلق بعض تنقیدی مباحث کو اِس کے مندرجات سے نئی روشنی ملے گی۔

رشید حسن خاں

۱۶/اپریل ۲۰۰۵ء

آ

آب[1]: (۱) بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت کہاں — غافلاں غش جان کر چھڑکے ہیں آب آئینے پر — ص۳۹

(۲) شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا — شعلۂ جوّالہ، ہر یک حلقۂ گرداب تھا — ص۱۳۵

(۳) ہوئی ہیں آب شرمِ کوششِ بیجا سے تدبیریں — عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں — ص۶۴

(۴) آب ہوجاتے ہیں ننگِ ہمّتِ باطل سے مرد — اشک پیدا کر اسدؔ، گر آہ بے تاثیر ہے — ص۹۶

(۵) تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں — تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت — ص۱۲۷

(۶) زہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب — پرتوِ مہتاب سیلِ خانماں ہوجائے گا — ص۱۵۰

(۷) کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رُو دینا — تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے — ص۲۲۳

(۸) گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے — زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا — ص۲۶۰

(۹) چھڑکے ہے شبنم آئینۂ برگِ گل پہ آب — اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے — ص۲۱۷

دیکھیے ____: (۱۰) آتش و آب و باد و خاک۔ (۱۱) آسیائے آب۔ (۱۲) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب۔
(۱۳) بروئے آب۔ (۱۴) خواہشِ آب۔ (۱۵) روئے آب۔ (۱۶) سازِ صدائے آب۔ (۱۷) محیطِ آب۔
(۱۸) مشتِ آب۔ (۱۹)، (۲۰)، (۲۱) موجِ آب [تین بار]۔ (۲۲)، (۲۳)، (۲۴) نقش بر آب [تین بار]۔
(۲۵) نمد در آب۔ [نیز دیکھیے: میر آب۔ بے آب]۔

آبِ آئنہ: (۱) در آبِ آئنہ از جوشِ عکسِ گیسوئے مشکیں — بہارِ سنبلستاں جلوہ گر ہے آں سوئے دریا — ص۳۴۷

(۲) ضبط سے مطلب بجز وارستگی دیگر نہیں — دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں — ص۶۶

---

[1] آب : باون بار [مفرد: نو بار، مرکب: تینتالیس بار]۔   آبے : ایک بار۔

آبِ بخشیدن زِ دریا: اسدؔ! جز آب بخشیدن زِ دریا، خضرؔ کو کیا تھا — ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندرؔ کی — ص۷۷

آبِ برجاماندہ: صفائے حیرتِ آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر — تغیّر آبِ برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر — ص۱۲۸

آبِ بقا: (۱) مجھ کو وہ دو کہ جسے کھا کے نہ پانی مانگوں — زہر کچھ اور سہی، آبِ بقا اور سہی — ص۳۱۱

(۲) دیکھیے: دمِ آبِ بقا۔ (۳) چشمۂ آبِ بقا۔

آبِ تیغِ ناز: زخم ہائے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مُردگی — اے خوشا! گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے — ص۱۰۰

آبِ تیغِ نگاہ: نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آبِ تیغِ نگاہ — کہ زخمِ روزنِ در سے ہوا نکلتی ہے — ص۲۱۸

آبِ چشمۂ آئینہ: اسدؔ! تاثیرِ صافی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکس زنگی کا — ص۲۶

آبِ حیات: (۱) لبِ نگار میں آئینہ، دیکھ آبِ حیات — بہ گمرہیٔ سکندرؔ ہے محوِ حیرانی — ص۹۶

(۲) یا خضرؔ نے لگا کے شاخِ نبات — مدّتوں تک دیا ہے آبِ حیات — ص۱۳۱ [آم کے لیے

آبِ حیواں: دیکھیے: نسخۂ آبِ حیواں۔

آبِ دمِ شمشیرِ ابرو: زخم میں ستم کوشوں کے ہے سامانِ خوں ریزی — سرشکِ چشمِ یار آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے — ص۹۸

آبِ رفتہ درجو: نہیں ہے بازگشتِ سیل غیر از جانبِ دریا — ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ درجو تھا — ص۲۲

آبِ روانِ اشک: دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار — باغ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک — ص۵۰

آبِ روئے کار: (۱) شرر ہے رنگ بعد اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں — کرے ہے سنگ پر خرشید آبِ روئے کار آتش — ص۴۷

(۲) دیکھیے: فروغ افزائے آبِ روئے کار۔

آبِ زندگانیٔ شمع: رخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیٔ شمع — ہوئی ہے آتشِ گل آبِ زندگانیٔ شمع — ص۱۷۴

آبِ زیرِ کاہ: نقشِ صد سطرِ تبسّم ہے برآبِ زیرِ کاہ — حُسن کا خط پر نہاں خندیدنی انداز ہے — ص۳۵۲

آبِ طراوت: بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے — ریشے سے ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے — ص۹۲

آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ: دیکھیے: عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ۔

آب گردیدن: شرم، آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آب گردیدن روا لیکن چکیدن منع ہے — ص۱۱۲

آبِ گل: وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے — بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سنبل کے تلے — ص۳۵۴

آبِ گہر: (۱) صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں — جنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا — ص ۲۸۸

(۲) نہ رکھ چشمِ حصولِ نفع صحبت ہائے مُمسک سے — لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا — ص ۴۴۵

آبِ ہفت دریا: بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی — بھروں یک گوشۂ دامن گر آبِ ہفت دریا ہو — ص ۱۹۴

آبے بروے کار آوردن: دیکھیے: حسرتِ آبے بروے کار آوردن۔

آب وتاب[1]: اِس کتابِ طرب نصاب نے جب — آب و تاب انطباع کی پائی — ص ۲۶۲

آب ودانہ[2]: (۱) یہاں آب و دانہ موسمِ گل میں حرام ہے — زُنّارِ واگسستہ ہے موجِ صبا مجھے — ص ۷۶

(۲) سرشکِ بر زمیں اُفتادہ آسا — اُٹھا یہاں سے نہ میرا آب و دانہ — ص ۳۵۱

آب ورنگِ[3] گُل: حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گُل — مانندِ شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے — ص ۸۰

آب و گِل[4]: (۱) جلوہ زارِ آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی — فتنۂ شورِ قیامت کس کی آب و گِل میں ہے — ص ۴۳۳

(۲) دیکھیے: طوفانِ آب و گِل۔

آب وہوا[5]: (۱) کوئی دُنیا میں مگر باغ نہیں ہے زاہد؟ — خلد بھی باغ ہے، خیر، آب و ہوا اَور سہی — ص ۳۱۱

(۲) یہاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم — حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم — ص ۴۴۸

دیکھیے ـــــ: (۳) دعوتِ آب وہوا۔ (۴) نازشِ دودمانِ آب وہوا۔

آب وہواے زندگی: زہر لگتی ہے مجھے آب و ہواے زندگی — یعنی تجھ سے تھی اِسے ناسازگاری، ہاے ہاے! — ص ۲۰۴

آبی[6] پیرہن: کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوبؑ نے آنکھیں سفید — ہے جو آبی پیرہن ہر موجِ رُودِ نیل کی — ص ۹۱

آبا[7]: دیکھیے: پیشۂ آبا۔

آباد[8]: (۱) اے اسدؔ! آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری — خامہ میرا، تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے — ص ۱۰۴

(۲) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت — یہی نقشا ہے، ولے اِس قدر آباد نہیں — ص ۱۸۶

---

۱ آب وتاب : ایک بار۔
۲ آب ودانہ : دوبار۔
۳ آب ورنگ : ایک بار [مرکب]۔
۴ آب و گل : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
۵ آب وہوا : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکب: تین بار]۔
۶ آبی : ایک بار [مرکب]۔
۷ آبا : ایک بار [مرکب]۔
۸ آباد : تیئیس بار [مفرد: چار بار، مرکب: اُنیس بار]۔

(۳) رہا آباد عالم اہلِ ہمّت کے نہ ہونے سے — بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، مے خانہ خالی ہے — ص۲۰۹

(۴) یہ کون کہوے ہے آباد کر ہمیں لیکن — کبھی زمانہ مرادِ دلِ خراب تو دے — ص۳۲۰

دیکھیے ـــــ: (۵) الم آبادِ جہاں۔(۶) انتظار آبادِ حیرانی۔(۷) تپش آبادِ شوق۔(۸) تعزیت آبادِ عشق۔(۹) حسرت آبادِ جہاں۔(۱۰) حیرت آبادِ تغافل ہائے شوق۔(۱۱) حیرت آبادِ جنوں۔(۱۲) حیرت آبادِ غربت۔(۱۳) خضر آباد۔(۱۴) خیال آباد۔(۱۵) شرر آبادِ رستخیز۔(۱۶) شمعِ خیال آباد۔(۱۷) عجز آباد۔(۱۸) عزلت آبادِ صدف۔(۱۹) فضائے حیرت آبادِ تمنا۔(۲۰) گلشن آباد۔(۲۱) نقص آبادِ گیتی۔(۲۲) وحشت آباد۔(۲۳) وحشت آبادِ تسلّی۔

آبادی[۱]: (۱) نگہِ معمارِ حسرت ہا، چہ آبادی چہ ویرانی؟ — کہ مژگاں جس طرف وا ہو، بہ کف دامانِ صحرا ہے — ص۸۴

(۲) نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی — ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار — ص۱۶۷

(۳) اسدؔ! از بس کہ فوجِ درد و غم سرگرمِ جولاں ہے — غبارِ راہِ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی — ص۴۵۱

(۴) دیکھیے: آرزوے خانہ آبادی۔

آبادیِ صحرا: پریشانی اسدؔ! در پردہ ہے سامانِ جمعیت — کہ ہے آبادیِ صحرا ہجومِ خانہ بردوشاں — ص۴۴۹

آبجو[۲]: جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجوٗ — یھاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا — ص۱۳۵

آبدار[۳]: (۱) قاتل بہ عزمِ ناز و دل از زخم در گداز — شمشیر آبدار و نگہِ آبدار تر — ص۴۰

(۲) موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال — ہر ذرہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا — ص۱۵۴

آبدار تر: دیکھیے: آبدار (۱)۔

آبداریِ[۴] صمصام: مرحبا! موشگافیِ ناوک — آفریں! آبداریِ صمصام — ص۱۳۸

آبرو[۵]: (۱) نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جوٗ ہے — چہ حسابِ جاں فشانی! چہ غرورِ دل ستانی! — ص۹

(۲) خشکیِ مَے نے تلف کی مے کدے کی آبرو — کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو — ص۶۸

---

[۱] آبادی : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
[۲] آبجو : ایک بار۔
[۳] آبدار : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
[۴] آبداری : ایک بار [مرکّب]۔
[۵] آبرو : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پانچ بار]۔

(۳) تم نے مجھ کو جو آبرو بخشی — ہوئی میری وہ گرمیِ بازار — ص ۱۲۵

(۴) آبرو کیا خاک اُس گل کی کہ گلشن میں نہیں — ہے گریباں ننگِ پیراہن جو دامن میں نہیں — ص ۱۸۴

(۵) ہوا ہے شہ کا مصاحب، پھرے ہے اتراتا — وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے! — ص ۲۳۲

دیکھیے ـــــــ: (۶) پاسِ آبرو۔ (۷) پاسِ ضبطِ آبرو۔

آبروے زر: دیکھیے: عیارِ آبروے زر۔

آبروے شیوۂ اہلِ نظر: ہر بلہوس نے حُسن پرستی شعار کی — اب آبروے شیوۂ اہلِ نظر گئی — ص ۲۳۲

آبروے عشق: کیا آبروے عشق جہاں عام ہو جفا — رُکتا ہوں، تم کو بے سبب آزار دیکھ کر — ص ۱۶۸

آبستیِ تیر:[۱] مثلِ گُل زخم ہے میرا بھی سناں سے توأم — تیرا ترکش ہی کچھ آبستیِ تیر نہیں — ص ۵۷

آبشارِ نغمہ:[۲] دیکھیے: کوکِ صداے آبشارِ نغمہ۔

آبگینہ:[۳] (۱) ہے شکستن سے بھی دل نومید، یارب! کب تلک — آبگینہ کوہ پر عرضِ گراں جانی کرے — ص ۲۱۱

(۲) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے — آبگینہ تُندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے — ص ۲۲۱

آبگینہ فام: دیکھیے: فلکِ آبگینہ فام۔

آبگینہ گداز: ہجومِ فکر سے دل مثلِ موج لرزاں ہے — کہ شیشہ نازک و صہبا ہے آبگینہ گداز — ص ۴۳

آبلوں: (۱) بہ وقتِ سرنگونی ہے تصور انتظارستاں — نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا — ص ۱۹

(۲) اِن آبلوں سے پانْو کے گھبرا گیا تھا میں — جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر — ص ۱۶۹

(۳) اہلِ تدبیر کی واماندگیاں! — آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں — ص ۱۸۱

(۴) نہیں گرداب جُز سرگشتگی ہاے طلب ہرگز — حبابِ بحر کے ہے آبلوں میں خارِ ماہی کا — ص ۲۶

(۵) نہ سُووے آبلوں میں گر، سرشکِ دیدۂ نم سے — بہ جَولاں گاہِ نومیدی نگاہِ عاجزاں پا ہے — ص ۸۵

---

۱ آبستی : ایک بار [مرکب]۔
۲ آبشار : ایک بار [مرکب]۔
۳ آبگینہ : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

آبلہ[1]: (۱) وحشتِ اُلفت چمن و آبلہ مہماں پرور — دلِ جبریل کفِ پا پہ مَلے ہے رخسار — ص۴

(۲) عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید — مینائے مے ہے آبلہ پائے نگاہ کا — ص۱۹

(۳) آبلہ پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا — اے دماغِ نارسا! خُم خانۂ منزل نہ پوچھ — ص۷۲

(۴) دی لطفِ ہَوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت — تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے — ص۱۱۱

(۵) اے ہرزہ دوی! منّتِ تمکینِ جنوں کھینچ — تا آبلہ محمل کشِ موجِ گہر آوے — ص۱۱۴

(۶) ہرگام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا — ص۱۹

(۷) اے آبلے! کرم کر، یہاں رنجہ یک قدم کر — اے نورِ چشمِ وحشت! اے یادگارِ صحرا! — ص۲۶

(۸) رفتار سے شیرازۂ اجزائے قدم باندھ — اے آبلے! محمل پئے صحرائے عدم باندھ — ص۷۱

دیکھیے ______: (۹) اثرِ آبلہ۔ (۱۰) چشمِ آبلہ۔ (۱۱) خلوتِ آبلہ۔ (۱۲) شیرازۂ صد آبلہ۔ (۱۳) گہرِ آبلہ۔

آبلہ پا: (۱) وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سر تا سرِ خاک — گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہربار ہنوز — ص۱۷۲

(۲) عشق کی راہ میں ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال — سُست رَو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے — ص۲۴۰

(۳) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہرگام — جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں — ص۲۹۷

(۴) دیکھیے: اک آبلہ پا۔

آبلہ پایانِ صحرائے نظر بازی: عجب اے آبلہ پایانِ صحرائے نظر بازی! — کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ گوہر نہیں ہوتا — ص۳۳۵

آبلہ دار: دیکھیے: کفِ آبلہ دار۔

آبلہ منزل: دیکھیے: بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل۔

آبلۂ پا: (۱) ہے تنگ زِ واماندہ شدن حوصلۂ پا — جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا — ص۲۹

(۲) آیا نہ بیانِ طلبِ کام، زباں تک — تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا — ص۲۹

(۳) واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب — دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے — ص۱۰۶

دیکھیے ______: (۴) جرسِ آبلۂ پا۔ (۵) خلوتِ آبلۂ پا۔ (۶) طرفِ آبلۂ پا۔

---

[1] آبلہ : ستائیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: بیس بار]۔ آبلے : دوبار [بطورِ جمع]۔ آبلوں : پانچ بار [بطورِ جمع]۔

آبلۂ نادمیدہ: یک مُشتِ خوں ہے پرتوِ خور سے تمام دشت — دردِ طلب بہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ — ص۳۶

آبلے: (۱) گو بیابانِ تمنّا و کجا جولانِ عجز؟ — آبلے پا کے ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز — ص۴۳

(۲) عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر — بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں — ص۶۲

آبنوسی[۱] شانہ: بس کہ سودائے خیالِ زلف وحشت ناک ہے — تا دلِ شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے — ص۱۰۶

آبیارتر[۲]: بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نوبہار تر — دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر — ص۴۰

آبیارِ صد تمنّا: اسدؔ! یاسِ تمنّا سے نہ رکھ اُمیدِ آزادی — گدازِ ہر تمنّا: آبیارِ صد تمنّا ہے — ص۸۵

آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ: دیکھیے: برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ۔

آبیارِ نغمہ: شوخیِ مضرابِ جولاں: آبیارِ نغمہ ہے — برگ ریزِ ناخنِ مطرب: بہارِ نغمہ ہے — ص۸۶

آپ[۳]: (۱) بہ فریبِ آشنائی، بہ خیالِ بے وفائی — نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی — ص۹

(۲) رہا نظارہ وقتِ بے نقابی آپ پر لرزاں — سرشک آگیں مژہ سے دست از جاں شستہ بر رو تھا — ص۴۲

(۳) گر جوہرِ امتیاز ہوتا ہم میں — رُسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں — ص۱۱۸

(۴)،(۵) وائے دیوانگیِ شوق! کہ ہر دم مجھ کو — آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا — ص۱۵۰

(۶) لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنّائے نشاط — تو ہو اور آپ بہ صد رنگ گلستاں ہونا — ص۱۵۰

(۷) یہ غزل اپنی، مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ ز بس تکرارِ دوست — ص۱۶۵

(۸) جب وہ جمالِ دل فروز، صورتِ مہرِ نیم روز — آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں مُنہ چھپائے کیوں؟ — ص۱۹۳

(۹) پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا؟ — آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے — ص۲۲۸

(۱۰) دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے — میں اُسے دیکھوں، بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے — ص۲۲۱

(۱۱) کہتے ہیں: کہیں خدا سے، اللہ اللہ! — وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے — ص۲۵۴

(۱۲)،(۱۳) اَور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے — فقط اک، شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے

اُس کا یہ حال کہ کوئی نہ ادا سنج ملا — آپ لکھتے تھے ہم اور آپ اُٹھا رکھتے تھے — ص۳۲۷ [طبع ثانی]

---

۱ آبنوسی : ایک بار [مرکّب]۔ ۲ آبیار : چار بار [مرکّب]۔ ۳ آپ : سولہ بار۔

(۱۴) میں آپ سے جاچکا ہوں، اب بھی — اے بے خبری! اُسے خبر کر — ص۴۴۸

(۱۵) اے دل! بہ خیالِ عارضِ یار — یہ شامِ غم آپ پر سحر کر — ص۴۴۸

(۱۶) پوچھے ہے کیا معاشِ جگر تفتگانِ عشق — جوں شمع آپ اپنی وہ خوراک ہوگئے — ص۱۲۳ [طبع ثانی]

آپ سے[1]: آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسدؔ! — حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں؟ — ص۲۹۸

آپس[2]: رشک سے لڑتی ہیں آپس میں اُلجھ کر لڑیاں — باندھنے کے لیے جب سر پہ، اُٹھایا سہرا — ص۲۸۸

آتش[3]: (۱) لذّتِ ایجادِ ناز افسونِ عرضِ ذوقِ قتل — نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا — ص۱۱

(۲) زِبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمع خار اپنا — ص۱۵

(۳) مگر آتش ہمارا کوکبِ اقبال چمکا دے — وگرنہ مثلِ خارِ خشک مردودِ گلستاں ہیں — ص۶۲

(۴) طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد — اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی! — ص۱۹

(۵) مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا — کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر — ص۱۶۷

(۶) عشق پر زور نہیں، ہے یہ وہ آتش غالبؔ! — کہ لگائے نہ لگے اور بُجھائے نہ بنے — ص۲۳۶

(۷) شعلہ رُخسارا! تحیّر سے تری رفتار کے — خارِ شمعِ آئنہ آتش میں جوہر ہوگیا — ص۳۰

(۸) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں — میں خار ہوں، آتش میں چھبوں، رنگ نکالوں — ص۶۰

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص۴۶]:

(۹)،(۱۰) ہوئی ہے بس کہ صرفِ مشقِ تمکینِ بہار آتش — بہ اندازِ حنا ہے رونقِ دستِ چنار آتش

(۱۱) شرر ہے رنگ، بعد اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں — کرے ہے سنگ پر خرشیدِ آبِ روے کار آتش

(۱۲) گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی — نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار آتش

(۱۳) خیالِ دود تھا سر جوشِ سودائے غلط فہمی — اگر رکھتی نہ خاکسترنشینی کا غبار آتش

(۱۴) ہوائے پرفشانی برقِ خرمن ہائے خاطر ہے — بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زار آتش

---

[1] آپ سے : ایک بار۔

[2] آپس : ایک بار۔

[3] آتش : اُنتّر بار [مفرد: چوبیس بار، مرکّب: پینتالیس بار]۔

آتش خانہ : ایک بار۔

آتش کدہ : پانچ بار [مرکّب: ایک بار]۔

آتشیں : چار بار [مرکّب]۔

(۱۵) نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا — بلا گردانِ بے پروا خرامی ہائے یار آتش

(۱٦) دھویں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا — اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش

[چھے بار بہ طورِ ردیف، ص ۴۷]:

(۱۷)، (۱۸) بہ اقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سواد آتش — کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولائے مداد آتش

(۱۹) اگر مضمونِ خاکستر کرے دیباچہ آرائی — نہ باندھے شعلۂ جوّالہ غیر از گرد باد، آتش

(۲۰) کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوُ خوباں — بہ تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ یاد آتش

(۲۱) دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا — نہ ہو بالیدہ غیر از جُنبشِ دامانِ باد آتش

(۲۲) اسدؔ! قدرت سے حیدر کی ہوئی ہر گبرو ترسا کو — شرارِ سنگِ بت ہی، بر بنائے اعتقاد، آتش

[دو بار بہ طورِ ردیف، ص ۱۷۳]:

(۲۳) نہ لیوے گر خسِ جوہر طراوت سبزۂ خط سے — لگاوے خانۂ آئینہ میں روئے نگار آتش

(۲۴) فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلِ مشکلِ عاشق — نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار آتش

دیکھیے ـــــــ: (۲۵) دلِ پُر آتش۔ (۲٦)، (۲۷) شعلۂ آتش [دو بار]۔ (۲۸) صحبتِ خس و آتش۔ (۲۹) نعل در آتش۔

آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما: آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما تجھ سے — چشمک آرائیِ صد شہر چراغاں مجھ سے — ص ۸۳

آتش افشانی: سخن میں خامۂ غالبؔ کی آتش افشانی — یقیں ہے ہم کو بھی لیکن اب اُس میں دم کیا ہے — ص ۲۵۱

آتش انگیزِ تپش: ہے مساسِ دستِ افسوس آتش انگیزِ تپش — بے تکلف آپ پیدا کر کے تَف، جلتا ہوں میں — ص ۹۳

آتش بار: جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں؟ — ہم نہیں جلتے، نفس ہر چند آتش بار ہے — ص ۲۱۲

آتش بجاں: (۱) سایہ میرا مجھ سے مثلِ دود بھاگے ہے اسدؔ! — پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے — ص ۲۲۲

(۲) دیکھیے: بیتابیِ تجلیِ آتش بجاں۔

آتش پرست: آتش پرست کہتے ہیں اہلِ جہاں مجھے — سرگرمِ نالہ ہائے شرر بار دیکھ کر — ص ۱٦۸

آتشِ پنہاں: دیکھیے: صہبائے آتشِ پنہاں۔

آتشِ خاموش: (۱) دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا — آتشِ خاموش کے مانند گویا جل گیا — ص۱۵۱

(۲) غیروں سے اُسے گرمِ سخن دیکھ کے غالبؔ! — میں رشک سے جوں آتشِ خاموش رہا گرم — ص۲۲۸

آتش خانہ: رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم — شعلہ ہا نذرِ سمندر بلکہ آتش خانہ ہم — ص۵۴

آتش خیز: کس نے دیکھا نفسِ اہلِ وفا آتش خیز؟ — کس نے پایا اثرِ نالۂ دل ہائے حزیں؟ — ص۱۳۴

آتشِ داغ تمنّا: دیکھیے: سوزِ آتشِ داغِ تمنّا۔

آتشِ دل: (۱) شب دراز و آتشِ دل تیز، یعنی مثلِ شمع — مہ ز سر تا ناخنِ پا رزقِ یک شبگیر ہے — ص۹۶

(۲) دیکھیے: وحشتِ آتشِ دل۔

آتشِ دوزخ: آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں! — سوزِ غم ہائے نہانی اَور ہے — ص۲۲۷

(۲) دیکھیے: جلوہ زارِ آتشِ دوزخ۔

آتش دیدہ: دیکھیے: موے آتش دیدہ۔

آتشِ رُخسار: دیکھیے: سوزِ عشقِ آتشِ رخسار۔

آتشِ رنگِ حنا: بیتابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار — یعنی نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو — ص۷۹

آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل: آتشِ رنگِ رُخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ — ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ — ص۳۸

آتش زبانی: چارسوے عشق میں صاحب دُکانی مفت ہے — نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے — ص۱۱۴

آتش زدہ: دیکھیے ـــــ: (۱) رنگِ کاغذِ آتش زدہ۔ (۲) حیرتِ کاغذِ آتش زدہ۔ (۳) دامِ ہر کاغذِ آتش زدہ۔ (۴)، (۵) کاغذِ آتش زدہ [دوبار]۔

آتش زنِ نامِ نکو: گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو — خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں، اخگر ہوا — ص۲۰

آتش زیرِ پا: بس کہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیرِ پا — موے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا — ص۱۴۲

آتشِ سوزاں: ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی — باقی نہ رہے آتشِ سوزاں میں حرارت — ص۱۲۷

آتشِ غم: بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم — ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو — ص۶۷

آتش فگن: برق بہ جانِ حوصلہ آتش فگن اسدؔ! — اے دل فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں — ص۵۷

آتش کدہ: (۱) ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب — رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب — ص ۳۲

(۲) جاری تھی اسدؔ! داغِ جگر سے مری تحصیل — آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا — ص ۱۵۳

(۳) ہے تنگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو — ہے عارِ دل، نفَس اگر آذر فشاں نہیں — ص ۱۸۸

(۴) آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے — اے وائے! اگر معرضِ اظہار میں آوے — ص ۲۳۴

آتش کدۂ صدتب: نالہ ہا حاصلِ اندیشہ کہ جوں کشتِ سپند — دلِ ناسوختہ آتش کدۂ صد تب تھا — ص ۲۴

آتشِ گل: آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام — شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام — ص ۱۳۱ [آم کے لیے]

(۲) رُخِ نگار سے ہے سوزِ جاودانیِ شمع — ہوئی ہے آتشِ گل آبِ زندگانیِ شمع — ص ۱۷۴

(۳) دیکھیے: ذوقِ آتشِ گل۔

آتش موے دماغِ شوق: آتش موے دماغِ شوق ہے تیرا تپاک — ورنہ ہم کس کے ہیں اے داغِ تمنا! آشنا — ص ۱۹

آتشِ مے: (۱) لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ! — آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست — ص ۳۳

(۲) کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی — کہ شمعِ خانۂ دل آتشِ مے سے فروزاں کی — ص ۷۶

آتش نفَس: دیکھیے: مغنیِ آتش نفَس۔

آتش و آب و باد و خاک: آتش و آب و باد و خاک نے لی — وضعِ سوز و نم و رم و آرام — ص ۱۳۸

آتشِ ہمسایہ: یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلادے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم — ص ۳۳۸

آتشیں: دیکھیے ــــــ: (۱) شیشۂ آتشیں۔ (۲) آہِ آتشیں۔

آتشیں پائی: دیکھیے: عرضِ آتشیں پائی۔

آتشیں رخ: دیکھیے: نگارِ آتشیں رخ۔

آتش باز[۱]: دیکھیے: دکانِ آتشباز۔

آتش بازی[۲]: آتش بازی ہے جیسے شغلِ اطفال — ہے سوزِ جگر کا بھی اسی طور کا حال — ص ۲۵۳

آثار[۳]: دیکھیے ــــــ: (۱) باغِ ہمایونِ تقدس آثار۔ (۲) جہاں دارِ آفتاب آثار۔ (۳) خطِ قدرت آثار۔

---

۱ آتشباز : ایک بار۔
۲ آتشبازی : ایک بار۔
۳ آثار : چھے بار [مرکب]۔

آثارِ جلالی وجمالی: ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم — آثار جلالی و جمالی باہم — ص۲۵۳

آثارِ زخمِ دنداں: دیکھیے: جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں۔

آثارِ ظہورِ شام: صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے — غافلاں! آغازِ کار آئینۂ انجام ہے — ص۱۰۱

آج[1]: (۱) نشّے میں گم کردہ رہ آیا وہ مستِ فتنہ خو — آج رنگِ رفتہ، دورِ گردشِ ساغر ہوا — ص۲۰

(۲) دُود کو آج اُس کے ماتم میں سیہ پوشی ہوئی — وہ دلِ سوزاں کہ کل تک شمعِ ماتم خانہ تھا — ص۲۵

(۳) صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج — خارِ پیراہن، رگِ بستر کو نشتر ہوگیا — ص۲۹

(۴) اے اسدؔ! ہے مستعدِّ شانۂ گیسو شدن — پنجۂ مژگاں بخود بالیدنی رکھتا ہے آج — ص۳۵

[چھے بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۳۴]:

(۵) معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار — چشمِ کشودہ حلقۂ بیرونِ در ہے آج

(۶) حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار — ہر رشتہ چاکِ جَیب کا تارِ نظر ہے آج

(۷) ہوں داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار — نورِ چراغِ بزم سے جوشِ سحر ہے آج

(۸) کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن تمام — پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج

(۹) تا صبح ہے بہ منزلِ مقصد رسیدنی — دُودِ چراغِ خانہ غبارِ سفر ہے آج

(۱۰) دور اوفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ — مرغِ خیال بلبلِ بے بال و پر ہے آج

[چار بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۱۶۵]:

(۱۱)،(۱۲) گلشن میں بندوبست بہ رنگِ دگر ہے آج — قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در ہے آج

(۱۳) آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ — تارِ نَفَس، کمندِ شکارِ اثر ہے آج

(۱۴) اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل — سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج

[تین بار بہ طورِ جزوِ ردیفِ رباعی، ص۴۵۷]:

(۱۵)،(۱۶)،(۱۷) گلخن، شررِ اہتمام بستر ہے آج — یعنی تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج

---

[1] آج : پینسٹھ بار۔

ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار — قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج

[تین بار بہ طورِ جزوِ ردیفِ رباعی، ص۱۱۸]:

(۱۸)،(۱۹)،(۲۰) دل، سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج — نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج

یک تارِ نفس میں جوں طنابِ صبّاغ — ہر پارۂ دل بہ رنگِ دیگر ہے آج

(۲۱) شوقِ بے پروا کے ہاتھوں مثلِ سازِ نادرست — کھنچتا ہے آج نالے خارج از آہنگِ دل — ص۵۳

(۲۲) چربیِ پہلوے خیال، رزقِ دو عالم احتمال — کل ہے جو وعدۂ وصال، آج بھی اے خدا! سمجھ — ص۷۳

(۲۳) مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید — یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی — ص۷۷

(۲۴) عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغِ گردِ راہ — آج تنخواہِ شکستن ہے کُلہِ جبریل کی — ص۹۱

(۲۵) ساقیا! دے ایک ہی ساغر میں سب کوئے کہ آج — آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں ہے مجھے — ص۱۰۰

(۲۶) عجز و نیاز سے تو نہ آیا وہ راہ پر — دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے — ص۱۰۵

(۲۷) اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی — چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے — ص۱۱۲

(۲۸) مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور — آج کی شب چشمِ کوکب تک پریدن منع ہے — ص۱۱۳

(۲۹) آج مجھ سا نہیں زمانے میں — شاعرِ نغز گوے، خوش گفتار — ص۱۲۶

(۳۰) جانتا ہوں کہ آج دنیا میں — ایک ہی ہے اُمید گاہِ انام — ص۱۳۶

(۳۱) غنچہ پھر لگا کھلنے، آج ہم نے اپنا دل — خوں کیا ہوا دیکھا، گُم کیا ہوا پایا — ص۱۴۳

(۳۲) نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں — نظارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت — ص۱۴۷

(۳۳) آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے؟ — کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا — ص۱۴۵

(۳۴) بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ — سبب کیا خواب میں آ کر تبسّم ہاے پنہاں کا؟ — ص۱۵۷

(۳۵) مے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں، یا رب! — آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا — ص۱۵۹

(۳۶) کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول — آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کھُلا — ص۱۶۱

(۳۷) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی — آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا — ص۱۶۴

(۳۸) کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہیں — آج غالبؔ غزل سرا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۳۹) آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں؟ — مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اَور — ص۱۷۰

(۴۰) تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک — بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل — ص۱۷۶

(۴۱) شورِ جولاں تھا کنارِ بحر پر کس کا؟ کہ آج — گردِ ساحل ہے بہ زخمِ موجۂ دریا، نمک — ص۱۷۵

(۴۲) لے گئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری — موجِ مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں — ص۱۸۵

(۴۳) آج ہم اپنی پریشانیِ خاطر اُن سے — کہنے جاتے تو ہیں، پر دیکھیے کیا کہتے ہیں — ص۱۸۷

(۴۴) کل کے لیے کر آج نہ خسّت شراب میں — یہ سوءِظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں — ص۱۸۹

(۴۵) ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں — ص۱۸۹

(۴۶) کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا بُرائی ہے! — بلا سے، آج اگر دن کو ابرو باد نہیں — ص۱۹۲

(۴۷) کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں تو کہتے ہیں — کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں — ص۱۹۲

(۴۸) شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں — دُکھتے ہیں آج اُس بُتِ نازک بدن کے پاؤں — ص۱۹۶

(۴۹) دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا — آج پھر اُس کی روبکاری ہے — ص۲۲۳

(۵۰) ساقی گری کی شرم کرو آج، ورنہ ہم — ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مَے جس قدر ملے — ص۲۳۶

(۵۱) رکھیو غالبؔ مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف — آج کچھ درد مرے دل میں سِوا ہوتا ہے — ص۲۴۱

(۵۲) یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بِن نہ رہے — قضا سے شکوہ ہمیں کس قدر ہے، کیا کہیے! — ص۲۴۷

(۵۳) بس کہ فَعّالِ مایُرید ہے آج — ہر سلحشور انگلستاں کا — ص۲۶۰

(۵۴) رام پور آج ہے وہ بُقعۂ معمور کہ ہے — مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ عالم — ص۲۶۵

(۵۵) آج یہ قدر دانِ معنی ہے — بادشاہِ جہانِ معنی ہے — ص۲۶۸

(۵۶) پایا قادر نامے نے آج اختتام — اک غزل تم اَور پڑھ لو وَالسّلام — ص۲۷۵

(۵۷) میری سنو کہ آج تم اِس سرزمین پر — حق کے تفضلات سے ہو مرجعِ انام — ص۲۸۲

(۵۸) خوش ہو اے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا — باندھ شہ زادہ جواں بخت کے سر پر سہرا — ص۲۸۷

(۵۹) خراجِ بادشہِ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج | کہ بن گیا ہے خمِ جعدِ پُرشکن، تکیہ | ص ۳۰۳
(۶۰) تحریر ہے یہ غالبِ یزداں پرست کی | تاریخ اِس کی: آج نویں ہے اگست کی | ص ۳۱۲
(۶۱) دیدہ خوں بار ہے مدت سے ولے آج ندیم! | دل کے ٹکڑے بھی کئی،خون کے شامل آئے | ص ۳۱۲
(۶۲) آج یک شنبے کا دن ہے، آؤ گے؟ | یا فقط رستا ہمیں بتلاؤ گے | ص ۳۱۲
(۶۳) شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ | آج عالم اور ہی بازار کا | [قادرنامہ]
(۶۴) لال ڈگی پر کرے گا جا کے کیا؟ | پُل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا | [قادرنامہ]
(۶۵) کیا کہیں کھائی ہے حافظ جی کی مار | آج ہنستے آپ جو کِھل کِھل نہیں | [قادرنامہ]

آخر[1]:
(۱) جوشِ بیدادِ تپش سے ہوئی عریاں آخر | شاخِ گلبن پہ صبا، چھوڑ کے پیراہنِ خار | ص ۳
(۲) شوخیِ رنگِ حنا خونِ وفا سے کب تک؟ | آخر اے عہد شکن! تو بھی پشیماں نکلا | ص ۱۳
(۳) کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں لیکن آخر | جس کو دل کہتے تھے سو تیر کا پیکاں نکلا | ص ۱۳
(۴) ضبطِ گریہ گہرِ آبلہ لایا آخر | پاے صد موج بہ طوفاں کدۂ دل باندھا | ص ۱۴
(۵) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا | کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا | ص ۱۵
(۶) اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی چشمِ سفید آخر | حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا | ص ۲۲
(۷) دیدار طلب ہے دلِ وامانده کہ آخر | نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا | ص ۲۹

[پانچ بار بہ طورِ ردیف، ص ۴۰]:
(۸) خطِ نوخیز: نیلِ چشم زخمِ صافیِ عارض | لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ آخر
(۹) ہلال آسا تہی رہ گر کُشادن ہاے دل چاہے | ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر
(۱۰) تڑپ کر مرگیا وہ صیدِ بال افشاں کہ مضطر تھا | ہوا ناسورِ چشمِ تعزیت زخمِ خدنگ آخر
(۱۱) لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی | ہوئی قطرہ فشانی ہاے مے بارانِ سنگ آخر
(۱۲) اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے | نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہاے چنگ آخر

---

[1] آخر : اڑتالیس بار [مفرد: سینتالیس بار، مرکب: ایک بار]۔ آخرِ کار : ایک بار۔

[چھے بار بہ طور ردیف، ص ۴۱، ۱۶۸]:

(۱۳)، (۱۴) دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر   ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر

(۱۵) رگِ گُل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے   ملیں گے منزلِ الفت میں ہم اور عندلیب آخر

(۱۶) غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بے قراری سے   نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر

(۱۷) اسدؔ کی طرح میری بھی، بغیر از صبحِ رُخساراں   ہوئی شامِ جوانی اے دلِ حسرت نصیب! آخر

(۱۸) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں   تکلف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر   ص ۱۶۸

[تین بار بہ طور ردیف، ص ۱۶۸]:

(۱۹)، (۲۰) صفائے حیرتِ آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر   تغیّر آبِ برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر

(۲۱) نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی   ہوا جامِ زمرد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر

(۲۲) ہم غلط سمجھے تھے، لیکن زخمِ دل پر رحم کر   آخر اِس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال!   ص ۵۲

(۲۳) ڈر نالہ ہائے زار سے میرے، خدا کو مان   آخر نوائے مرغِ گرفتار بھی نہیں   ص ۱۸۴

(۲۴) بوسہ نہیں، نہ دیجیے، دشنام ہی سہی   آخر زباں تو رکھتے ہو تم، گر دہاں نہیں   ص ۱۸۸

(۲۵) حد چاہیے سزا میں عقوبت کے واسطے   آخر گناہگار ہوں، کافر نہیں ہوں میں   ص ۱۹۰

(۲۶) بیدادِ وفا دیکھ کہ جاتی رہی آخر   ہرچند مری جان کو تھا ربط لبوں سے   ص ۲۰۱

(۲۷) ولا! یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر   نہ گریۂ سحری ہے نہ آہِ نیم شبی ہے   ص ۲۰۵

(۲۸) رونے سے اے ندیم! ملامت نہ کر مجھے   آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی   ص ۲۱۵

(۲۹) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اور شخص پر   آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے   ص ۲۱۹

(۳۰) ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالبؔ!   آخر تو کیا ہے اے نہیں ہے!   ص ۲۲۹

(۳۱) دلِ ناداں! تجھے ہوا کیا ہے؟   آخر اِس درد کی دوا کیا ہے؟   ص ۲۳۸

(۳۲) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر   ابھی اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمایش ہے   ص ۲۴۴

(۳۳) اب تو مل جائے گی تیری ان سے سانٹھ   لیکن آخر کو پڑے گی ایسی گانٹھ   ص ۲۶۶

(۳۴) اُلفتِ زر ہمہ نقصاں ہے کہ آخر قاروں — زیرِ بارِ غمِ دام و درم چند رہا — ص۳۳۶
(۳۵) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے — ص۳۵۳
(۳۶) ہوا شرمِ تہی دستی سے وہ بھی سرنگوں آخر — بس اے زخمِ جگر! اب دیکھ لی شورش نمک داں کی — ص۷۷
(۳۷) اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر کہ ہے — جستجوے فرصتِ ربطِ سرِ زانو مجھے — ص۷۸
(۳۸) ہے دلِ افسردہ، داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ! — شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰
(۳۹) رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر — گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے — ص۸۱
(۴۰) جس طرف سے آئے ہیں آخر اُدھر ہی جائیں گے — مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم بیہودہ ہے — ص۱۰۳
(۴۱) عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم! — عیسیٰ آخر بہ کفِ آئینۂ تصویر آوے — ص۱۱۳
(۴۲) کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر — تا نہ دے بادِ زمہریر آزار — ص۱۲۶
(۴۳) فائدہ کیا، سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ! — دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہوجائے گا — ص۱۵۱
(۴۴) ذکر اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا — بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا — ص۱۵۹
(۴۵) ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا نہ سہی — آخر اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا! — ص۱۵۹
(۴۶) عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے — کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست — ص۱۶۳
(۴۷) نہ لڑ ناصح سے غالبؔ! کیا ہوا گر اُس نے شدّت کی — ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر — ص۱۶۷

آخرِ کار: آخرِ کار گرفتارِ سرِ زلف ہوا — دلِ دیوانہ کہ وارستۂ ہر مذہب تھا — ص۲۴

آخرِ ماہِ صفر: ہے چار شنبہ آخرِ ماہِ صفر، چلو — رکھ دیں چمن میں، بھر کے مئے مشک بو کی ناند — ص۱۲۸

آداب[۱]: دیکھیے: (۱) گردابِ دو عالم آداب۔ (۲) رہ و رسمِ طرحِ آداب۔

آدابِ وقار و تمکیں: دیکھیے: خارجِ آدابِ وقار و تمکیں۔

آدرفشاں[۲]: ہے تنگِ سینہ، دل اگر آتش کدہ نہ ہو — ہے عارِ دل، نفس اگر آدر فشاں نہیں — ص۱۸۸

آدم[۳]: (۱) چاہے گر جنّت، جُز آدم وارثِ آدم نہیں — شوخیِ ایمانِ زاہد سستیِ تدبیر ہے — ص۹۵

---

۱ آداب : تین بار [مرکّب]۔
۲ آدر : ایک بار [مرکّب]۔
۳ آدم : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

(۲) نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر — جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی — ص ۱۲۳

(۳) نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن — بہت بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے — ص ۲۲۹

(۴) دیکھیے: مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ آدم۔

آدم[۱]: (۱) دیکھیے: آدم[۱]۔ (۲) دیکھیے: یک قدِّ آدم۔

آدمی[۲]: (۱) یقیں ہے آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو — دمِ تیغِ توکّل سے اگر پائے سبب کاٹے — ص ۹۸

(۲) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا — آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا — ص ۱۵۰

(۳) پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق — آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟ — ص ۱۵۹

(۴) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں! — ص ۱۹۳

(۵) ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال — ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو — ص ۱۹۴

(۶) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے — ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو — ص ۲۰۰

(۷) عشق نے غالبؔ! نکمّا کردیا — ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے — ص ۲۵۰

(۸) کوئی وھاں سے نہ آسکے یھاں تک — آدمی وھاں نہ جاسکے یھاں کا — ص ۲۶۰

(۹) سب سے یہ گوشہ کنارے ہے، گلے لگ جا مرے — آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے — ص ۲۹۱

(۱۰) تو نے دیکھا، مجھ پہ کیسی بن گئی اے رازدار! — خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار — ص ۲۸۹

آدھی[۳]: [تین بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۲۸۹ (تضمین)]:

(۱)، (۲)، (۳) گھستے گھستے پانْو میں زنجیر آدھی رہ گئی — مرگئے، پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی

سب ہی پڑھتا کاش! کیوں تکبیر آدھی رہ گئی۔

آدینہ[۴]: دیکھیے: خونِ آدینہ۔

آراستہ[۵]: بزمِ سلطانی ہوئی آراستہ — کعبۂ امن و اماں کا در کھلا — ص ۱۳۹

آرام[۶]: (۱) عکسِ رُخِ افروختہ تھا تصویر بہ پُشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حُسن ترازی تمکیں سے آرام کیا — ص ۲۶

---

۱ آدم : دوبار [مرکّب]۔

۲ آدمی : دس بار۔

۳ آدھی : تین بار۔

۴ آدینہ : ایک بار [مرکّب]۔

۵ آراستہ : ایک بار۔

۶ آرام : دس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چار بار]۔

(۲) آتش و آب و باد و خاک نے لی وضعِ سوز و نم و رم و آرام ص۱۳۸

(۳) حُسن، غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد ص۱۶۶

(۴) ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے ص۲۲۲

(۵) اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں اُس در پہ نہیں بار تو کعبے ہی کو ہو آئے ص۲۳۹

(۶) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے ص۲۴۵

(۷) سامانِ خور و خواب کہاں سے لاؤں آرام کے اسباب کہاں سے لاؤں ص۲۵۴

(۸) دیکھیے: فرصتِ آرام۔

آرامِ جان وتن: دیکھیے: موجبِ آرامِ جان وتن۔

آرامِ فنا: قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ رفتار، نہیں بیش تر از لغزشِ پا، ہیچ ص۳۶

آرامیدگی: دیکھیے: محوِ آرامیدگی۔

آرامیدن[1]: دیکھیے: تہمتِ آرامیدن۔

آرامیدنی: خوشا مستی! کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے ص۱۱۵

آرامیدہ: دیکھیے: دلِ آرامیدہ۔

آرایش[2]: (۱) تیری آرایش کا استقبال کرتی ہے بہار جوہرِ آئینہ ہے یھاں نقشِ احضارِ چمن ص۵۹

(۲) خطِ نوخیز کی آئینے میں دی کس نے آرایش کہ ہے تہ بندیِ پرہائے طوطی رنگ جوہر کا ص۳۳۴

(۳) نہیں ہے خالی آرایش سے بے سامانیِ عاشق شکستِ حال، اندازِ آفرینِ کج کلاہی ہے ص۴۵۵

دیکھیے ———: (۴) وقتِ آرایش۔ (۵) محوِ آرایش۔

آرایشِ بزمِ وصال: رہنِ خاموشی میں ہے آرایشِ بزمِ وصال ہے پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں، گفتگو ص۷۹

آرایشِ بیداد: ہے ترحّم آفریں آرایشِ بیداد یھاں اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانۂ صیاد یھاں ص۵۷

آرایشِ جمال: آرایشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں ص۱۸۹

---

[1] آرامیدن : ایک بار[مرکّب]۔ آرامیدہ : ایک بار[مرکّب]۔
آرامیدگی : ایک بار[مرکّب]۔ آرامیدنی : ایک بار۔ [2] آرایش : بارہ بار[مفرد: تین بار، مرکّب: نوبار]۔

آرایشِ خمِ کاکل: تو اور آرایشِ خمِ کاکل — میں اور اندیشہ ہائے دور دراز! — ص ۱۷۲

آرایشِ سرو دستار: پیر و مرشد! اگرچہ مجھ کو نہیں — ذوقِ آرایشِ سر و دستار — ص ۱۲۶

آرایشِ فردوسِ بریں: کس سے ہو سکتی ہے مدّاحیِ ممدوحِ خدا؟ — کس سے ہو سکتی ہے آرایشِ فردوسِ بریں؟ — ص ۱۳۵

آرایشِ وصل: بہ تحیّر کدۂ فرصتِ آرایشِ وصل — دلِ شب آئنہ دارِ تپشِ کوکب تھا — ص ۲۴

آرزو[1]: (۱) اگر آرزو ہے راحت، تو عبث بہ خوں تپیدن — کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی — ص ۱۰

(۲) اگر آرزو رسا ہو، پئے دردِ دل دوا ہو — وہ اجل کہ خوں بہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی — ص ۱۰

(۳) گر شہادت آرزو ہے، نشّے میں گستاخ ہو — بالِ شیشے کا، رگِ سنگِ فساں ہو جائے گا — ص ۲۰

(۴) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر — بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُر خار بستر ہے — ص ۸۵

(۵) میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ! کہ دل — دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا جل گیا — ص ۱۵۱

(۶) غالبؔ! مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو — جس کا خیال ہے گلِ جَیبِ قبائے گل — ص ۱۷۶

(۷) دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں — ورنہ یہاں بے رونقی سودِ چراغِ کشتہ ہے — ص ۲۱۰

(۸) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی — وائے ناکامی! کہ اُس قاتل کا خنجر تیز ہے — ص ۲۱۳

(۹) طبع ہے مشتاقِ لذّت ہائے حسرت، کیا کروں! — آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے — ص ۲۱۴

(۱۰) جُز زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو — جَیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے — ص ۲۱۶

(۱۱) چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو — سرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

(۱۲) مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی — موت آتی ہے، پر نہیں آتی — ص ۲۳۸

(۱۳) رہی نہ طاقتِ گفتار، اور اگر ہو بھی — تو کس اُمید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے — ص ۲۴۲

(۱۴) ہے بندے کو اعادۂ عزّت کی آرزو — چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام — ص ۲۸۳

دیکھیے ____: (۱۵) انجمنِ آرزو۔ (۱۶) اوّلِ درسِ آرزو۔ (۱۷) پست فطرتیِ طبعِ آرزو۔ (۱۸) تپشِ نبضِ آرزو۔ (۱۹) جوشِ خونِ آرزو۔ (۲۰) جَیبِ آرزو۔ (۲۱) خارِ پیرہنِ آرزو۔ (۲۲) دستِ آرزو۔ (۲۳) ساغر

---

[1] آرزو : چونتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکب: بیس بار]۔ — آرزوئیں : ایک بار۔
آرزوہا : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

کشِ خونِ آرزو۔(۲۴) سلسلۂ آرزو۔(۲۵) سرو برگِ آرزو۔(۲۶)،(۲۷)،(۲۸) شکستِ آرزو [تین بار]۔
(۲۹) شر و شورِ آرزو۔(۳۰) فریبِ آرزو۔(۳۱) قافلۂ آرزو۔(۳۲) ماتمِ یک شہر آرزو۔(۳۳) نازکیِ طبعِ
آرزو۔(۳۴) وبالِ ہزار آرزو۔

آرزو تاویل: دیکھیے: جُرمِ آرزو تاویل۔

آرزوخرامی: حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزوخرامی! دل جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی ص۲۰۳

آرزوشہیدِ وفا: اے آرزو شہیدِ وفا! خوںبہا نہ مانگ جُز بہرِ دست و بازوے قاتل دعا نہ مانگ ص۵۰

آرزوہا: سرنوشتِ خلق ہے طغراے عجزِ اختیار آرزوہا خار خارِ چینِ پیشانی عبث ص۴۴

آرزوئیں: دیکھیے: لاکھوں آرزوئیں۔

آرزوے بخششِ خاص: ہے مجھے آرزوے بخششِ خاص گر تجھے ہے اُمیدِ رحمتِ عام ص۱۳۶

آرزوے بوسہ: دیکھیے: داغِ آرزوے بوسہ۔

آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں: ساقیا! دے ایک ہی ساغر میں سب کوئے کہ آج آرزوے بوسۂ لب ہاے مے گوں ہے مجھے ص۱۰۰

آرزوے خانہ آبادی: آرزوے خانہ آبادی نے ویراں تر کیا کیا کروں، گر سایۂ دیوار سیلابی کرے ص۱۰۰

آرزوے دوست: نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے نہ دی ہوتی خدایا! آرزوے دوست، دشمن کو ص۱۹۸

آرزوے گلچینی: مے کدے میں ہو اگر آرزوے گلچینی بھول جا یک قدحِ بادہ بہ طاقِ گلزار ص۱۳۲

آرزوے مرگِ غالبؔ: تیغ در کف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ! مژدہ باد! ص۳۸

آرمیدگی: (۱) ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے ص۲۰۶
(۲) دیکھیے: ہوسِ آرمیدگی۔

آرمیدن[۱]: حکمِ بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے باوجودِ مشقِ وحشت ہا رمیدن منع ہے ص۱۱۲

آرمیدہ: (۱) ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں میں دشتِ غم میں آہوے صیاد دیدہ ہوں ص۲۹۹
(۲) دیکھیے: یک نَفَسِ آرمیدہ۔

---

[۱] آرمیدن : ایک بار۔
آرمیدگی : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
آرمیدہ : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔

آرے[۱] : کس روز تہمتیں نہ تراشا کیے عدو؟ — کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے؟ ص ۲۴۳

آزاد[۲] : (۱) قید میں بھی ہے اسیری، آزاد — چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں ص ۵۸

(۲) سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے — پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا ص ۱۵۰

دیکھیے ـــــــ: (۳) خاطرِ آزاد۔ (۴) نشۂ مینا آزاد۔

آزادمرد: یہ لاشِ بے کفن اسدِ خستہ جاں کی ہے — حق مغفرت کرے! عجب آزاد مرد تھا ص ۱۵۵

آزادگی: دیکھیے: سررشتۂ آزادگی۔

آزادوں: غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم ص ۱۷۷

آزادہ: دیکھیے: دلِ آزادہ۔

آزادہ رَو: آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صُلحِ کُل — ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے ص ۱۲۵

آزادہ وخودبیں: بندگی میں بھی وہ آزادہ وخود بیں ہیں کہ ہم — اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا ص ۱۶۲

آزادی[۳] : (۱) بہ تختی ہاے قیدِ زندگی معلوم آزادی — شرر بھی صیدِ دامِ رشتۂ رگ ہاے خارا ہے ص ۸۵

دیکھیے ـــــ: (۲) اُمیدِ آزادی۔ (۳) باوصفِ آزادی۔ (۴) رہنِ آزادی۔ (۵) سعیِ آزادی۔ (۶) لطفِ آزادی۔

آزادیِ عشق: دیکھیے: دعویِ آزادیِ عشق۔

آزادیِ نسیم: ~~آزادیِ نسیم مبارک~~! کہ ہر طرف — ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دامِ ہواے گل ص ۱۷۶

آزار[۴] : (۱) یہاں تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ — بے خبر، دے بہ کفِ پاے مسافر آزار
یک بیاباں تپشِ بالِ شرر سے، صحرا — مغزِ کہسار میں کرتا ہے فرو نشترِ خار ص ۴

(۲) کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر — تا نہ دے بادِ زمہریر آزار ص ۱۳۶

(۳) دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستمگر! — کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے ص ۲۳۴

دیکھیے ـــــ: (۴) بقدرِ لذّتِ آزار۔ (۵) بے سبب آزار۔ (۶) جگر تشنۂ آزار۔ (۷) حریصِ لذّتِ آزار۔

۱ـ آرے : ایک بار۔

۲ـ آزاد : پانچ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: تین بار]۔
آزادگی : ایک بار [مرکّب]۔ آزادوں : ایک بار۔
آزادوں : ایک بار۔
آزادہ : تین بار [مرکّب]۔

۳ـ آزادی : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔

۴ـ آزار : نو بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔

(۸) حسرتِ لذّتِ آزار۔ (۹) سپاسِ لذّتِ آزار دوست [مزید دیکھیے: کم آزار]۔

آزر[1]: دیکھیے: بُت خانۂ آزر۔

آزردگاں: دیکھیے ــــــــ: (۱) بے موجب آزردگاں۔ (۲) دل آزردگاں۔ (۳) غبارِ خاطرِ آزردگاں۔

آزردگی: ہرچند عمر گزری آزردگی میں لیکن — ہے شرحِ شوق کو بھی جوں شکوہ ناتمامی — ص۷۵

آزردگیِ یار: میں سادہ دل آزردگیِ یار سے خوش ہوں — یعنی سبقِ شوق مکرّر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

آزردہ[2]: (۱) ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے — تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے — ص۲۰۱

(۲) رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلّف سے — تکلّف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی — ص۲۰۲

دیکھیے ــــــــ: (۳)، (۴) دلِ آزردہ [دوبار]۔ (۵) عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ۔

آزمایش[3]: [بارہ مرتبہ بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۲۴۴]:

(۱)، (۲) حضورِ شاہ میں اہلِ سخن کی آزمایش ہے — چمن میں خوش نوایانِ چمن کی آزمایش ہے

(۳)، (۴) قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمایش ہے — جہاں ہم ہیں، وہاں دار و رسن کی آزمایش ہے

(۵) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر — ابھی اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمایش ہے

(۶) نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہَوا خواہی — اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمایش ہے

(۷) وہ آیا بزم میں، دیکھو نہ کہیو پھر کہ غافل تھے! — شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمایش ہے

(۸) رہے دل ہی میں تیر، اچھا؛ جگر کے پار ہو، بہتر — غرض شستِ بُتِ ناوک فگن کی آزمایش ہے

(۹) نہیں کچھ سُبحہ و زُنّار کے پھندے میں گیرائی — وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمایش ہے

(۱۰) پڑا رہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل — مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمایش ہے

(۱۱) رگ و پَے میں جب اُترے زہرِ غم تب دیکھیے کیا ہو — ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمایش ہے

---

[1] آزر : ایک بار [مرکّب]۔
[2] آزردہ : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔
آزردگاں : تین بار [مرکّب]۔
آزردگی : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
[3] آزمایش : بارہ بار۔

(۱۲) وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیسا، دیکھنا غالبؔ — نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمایش ہے

آس[۱]: سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے — تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے — ص ۲۰۴

آسان[۲]: (۱) بہ ہوس دردِ سرِ اہلِ سلامت تا چند! — مشکلِ عشق ہوں، مطلب نہیں آساں میرا — ص ۲۱

(۲) نہیں ہے باوجودِ ضعف سیرِ بے خودی آساں — رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرحِ منزل ہا — ص ۲۳

(۳) تکلف برطرف، فرہاؔد اور اتنی سبکدستی — خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسروؔ نے گرانی کی — ص ۷۷

(۴) اسدؔ کو زیست تھی مشکل، اگر نہ سُن لیتا — کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے — ص ۱۰۲

(۵) بہ فیضِ بے دلی نومیدیِ جاوید آساں ہے — کُشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا — ۱۳۳

(۶) تھی نوآموزِ فنا ہمتِ دشوار پسند — سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آساں نکلا — ص ۱۳۴

(۷) تھا گریزاں مژۂ یار سے دل تا دمِ مرگ — دفعِ پیکانِ قضا اِس قدر آساں سمجھا — ص ۱۳۷

(۸) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا — آدمی کو بھی مُیسّر نہیں انساں ہونا — ص ۱۵۰

(۹) ایسا آساں نہیں لہو رونا — دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں! — ص ۱۸۲

(۱۰) ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے — دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں — ص ۱۸۳

(۱۱) رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج — مشکلیں مجھ پر پڑیں اِتنی کہ آساں ہوگئیں — ص ۱۹۲

(۱۲) ابھی ہم قتلگہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں — نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو — ص ۱۹۸

(۱۳) نہیں گر ہمدمی آساں، نہ ہو، یہ رشک کیا کم ہے — نہ دی ہوتی خدایا! آرزوئے دوست دشمن کو — ص ۱۹۸

(۱۴) لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے — ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی — ص ۲۰۳

(۱۵) مشکل ہے زِ بس کلام میرا اے دل! — سُن سُن کے اُسے، سخنورانِ کامل

آساں کہنے کی کرتے ہیں فرمایش — "گویم مشکل وگر نگویم مشکل" — ص ۲۵۲

آساں کُن: اسدِؔ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام — مشکل آساں کُنِ یک خلق! تغافل تا چند؟ — ص ۳۹

---

[۱] آس : ایک بار۔

[۲] آسان : سولہ بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: ایک بار]۔

آسایش[1]: (۱) یارب! اِس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے — رشک آسایش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے — ص۲۱۴

دیکھیے ــــــ: (۲) خضر آبادِ آسایش۔ (۳) سامانِ آسایش۔

آسایشِ اربابِ غفلت: رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر اسدؔ! — پیچ و تابِ دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے — ص۹۳

آسایشِ درد: مژۂ خواب سے کرتا ہوں بہ آسایشِ درد — بخیۂ زخمِ دلِ چاک بہ یک دستہ شرار — ص۶

آسایشِ فنا: دیکھیے: تکیۂ آسایشِ فنا۔

آسایشِ وفاہا: پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع — آسایشِ وفاہا بیتابیِ جفا ہے — ص۹۳

آستاں[2]: (۱) خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق — آستاں میں صفتِ آئنہ در پنہاں ہے — ص۱۰۹

(۲) نیاز، پردۂ اظہارِ خود پرستی ہے — جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے، آستاں تجھ سے — ص۱۱۲

(۳) آستاں پر ہے ترے جوہرِ آئینۂ سنگ — رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں — ص۱۳۵

(۴) دیر نہیں، حرم نہیں، در نہیں، آستاں نہیں — بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم، غیر ہمیں اُٹھائے کیوں — ص۱۹۳

(۵) نصیرِ دولت و دیں اور معینِ ملّت و ملک — بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے — ص۲۳۶

(۶) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال — آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے — ص۲۲۱

(۷)، (۸) دیکھیے: سنگِ آستاں [دو بار]۔

آستانِ یار: موجِ خوں سر سے گزر ہی کیوں نہ جائے — آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا؟ — ص۱۶۱

آستانہ[3]: (۱) سرشکِ آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں — رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں — ص۵۸

(۲) بہ حکمِ عجز ابروے مہِ نَو حیرت ایما ہے — کہ یہاں گم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں — ص۵۸

آستانۂ بیدلؔ: دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بینواے دل — یہاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ — ص۷۰

آستر[4]: بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام — آستر ہے خرقۂ زُہّاد کا صوفِ مداد — ص۳۸

آستیں[5]: (۱) گریہ ہاے بے دلاں گنجِ شرر در آستیں — قہرمانِ عشق میں حسرت سے لیتے ہیں خراج — ص۳۵

۱۔ آسایش : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔
۲۔ آستاں : نو بار [مفرد: چھے بار، مرکب: تین بار]۔
۳۔ آستانہ : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
۴۔ آستر : ایک بار۔
۵۔ آستیں : پانچ بار [مرکب: تین بار]۔

(۲) گرچہ ہوں دیوانہ، پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب — آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا — ص۱۶۰

(۳) ٹکڑے ہوا ہے دیکھ کے تحریر کو جگر — کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام — ص۲۸۲

(۴) دیکھیے: نصیبِ آستیں۔

آستیں فشانی: بہ ہزار اُمیدواری رہی ایک اشک باری — نہ ہوا حصولِ زاری بجز آستیں فشانی — ص۱۰

آسماں[ا]: (۱) لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں — شوخیِ بارش سے مہ، فوارۂ سیماب تھا — ص۱۵

(۲) توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو، پھر ہم کو کیا — آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے — ص۱۰۱

(۳) اُڑ کے جاتا کہاں کہ تاروں کا — آسماں نے بچھا رکھا تھا دام — ص۱۳۵

(۴) آسماں کو، کہا گیا کہ کہیں — گنبدِ تیز گردِ نیلی فام — ص۱۳۸

(۵) فرش سے تا عرش وهاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا — یهاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا — ص۱۴۵

(۶) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہنر میں یکتا تھے؟ — بے سبب ہوا غالبؔ دشمن آسماں اپنا — ص۱۵۹

(۷) کرتے ہو مجھ کو منعِ قدم بوس کس لیے؟ — کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں؟ — ص۱۹۱

(۸) کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے! — جس میں کہ ایک بیضۂ مُور آسمان ہے — ص۲۰۳

(۹) یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے — ہوئے تم دوست جس کے، دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو! — ص۲۰۰

(۱۰) ہے وہی بدمستی ہر ذرّہ کا خود عذر خواہ — جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے — ص۲۱۲

(۱۱) نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کفِ خاک — آسماں، بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۱۲) نویدِ امن ہے بیدادِ دوست جاں کے لیے — رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے — ص۲۳۵

(۱۳) زمانہ عہد میں اُس کے ہے محوِ آرائش — بنیں گے اور ستارے اب آسماں کے لیے — ص۲۳۶

(۱۴) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات — کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی — ص۲۶۲

(۱۵) اُس سے اندازِ شوکتِ تحریر — اخذ کرتا ہے آسماں کا دبیر — ص۲۶۷

(۱۶) خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے — ص۲۷۸

ا۔ آسماں : چوبیس بار [مفرد: سترہ بار، مرکّب: سات بار]۔ آسمانی : ایک بار [مرکّب]۔

(۱۷) جن کی مسند کا آسماں: گوشہ جن کی خاتم کا آفتاب: نگیں ص۲۸۰

(۱۸) جس بزم میں کہ ہو انھیں آہنگِ مے کشی وھاں آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام ص۲۸۲

دیکھیے ____: (۱۹) جامِ آسماں۔(۲۰) سات آسماں۔(۲۱) صد دامن آسماں۔(۲۲) یک آسماں۔

آسماں اورنگ: دیکھیے: شہنشاہِ آسماں اورنگ۔

آسمانِ سفلہ: دیکھتے تھے ہم بہ چشمِ خود وہ طوفانِ بلا آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا ص۱۵

آسمانی: دیکھیے: بلائے آسمانی۔

آسودگی[۱]: اگر آسودگی ہے مدعائے رنجِ بیتابی نثارِ گردشِ پیمانۂ مے روزگار اپنا ص۱۵

آسودہ[۲]: جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا، شوںگہِ آلودہ ہے ص۱۰۳

دیکھیے ____: (۲) دلِ از اضطراب آسودہ۔(۳) فریبِ خاطرِ آسودہ۔

آسودۂ مژگاں: دیکھیے: تبِ آسودۂ مژگاں۔

آسیائے آب[۳]: شکستِ گوشہ گیراں، ہے فلک کو حاصلِ گردش صدف سے آسیائے آب میں ہے دانہ گوہر کا ص۴۴۴

آشتیِ چشم و گوش[۴]: نے مژدۂ وصال، نہ نظارۂ جمال مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے ص۲۳۰

آشفتگاں: دیکھیے: دلِ آشفتگاں۔

آشفتگی: آشفتگی نے نقشِ سویدا کیا درست ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا ص۱۴۳

(۲) یارب! اِس آشفتگی کی داد کس سے چاہیے؟ رشکِ آسایش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے ص۲۱۴

(۳) دیکھیے: ہزار آشفتگی۔

آشفتگیِ جلوہ: دیکھیے: حُسنِ آشفتگیِ جلوہ۔

آشفتہ[۵]: دیکھیے: یک شہر آشفتہ۔

آشفتہ بیانی: (۱) کیا بیاں کرکے مرا روئیں گے یار! مگر آشفتہ بیانی میری ص۲۲۱

۱۔ آسودگی : ایک بار۔

۲۔ آسودہ : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۳۔ آسیا : ایک بار [مرکّب]۔

۴۔ آشتی : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ آشفتہ : گیارہ بار [مرکّب]۔ آشفتگاں: ایک بار [مرکّب]۔
آشفتگی : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

(۲) تو وہ بدخو کہ تحیّر کو تماشا جانے | غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے | ص۲۰۹

آشفتہ جولانی: جب کہ نقشِ مدعا ہووے نہ جُز موجِ سراب | وادیِ حسرت میں پھر آشفتہ جولانی عبث | ص۳۴

آشفتہ سر: (۱) سرشک آشفتہ سر تھا قطرہ زن، مژگاں سے جانے میں | رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں | ص۵۸

(۲) کہا ہے کس نے کہ غالبؔ بُرا نہیں؟ لیکن | سوائے اِس کے کہ آشفتہ سر ہے، کیا کہیے | ص۲۲۷

دیکھیے ـــــــ: (۳)، (۴) غالبِ آشفتہ سر [دوبار]۔

آشفتہ سروں: پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہادؔ کو نام | ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا | ص۱۵۹

آشفتہ نوا: وحشتؔ و شیفتہؔ اب مرثیہ کہویں شاید | مرگیا غالبِؔ آشفتہ نوا، کہتے ہیں | ص۱۸۷

آشفتۂ رم: بہ بوئے زلفِ مشکیں یہ دماغ آشفتۂ رم ہیں | کہ شاخِ آہواں، دودِ چراغ آسا پریشاں ہے | ص۸۱

آشکار[۱]: (۱) جوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ | پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا | ص۱۷

(۲) امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں | ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل | ص۵۱

(۳) گو نفس و چہ غبار؟ جُراتِ عجز آشکار | در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے | ص۹۹

(۴) گرہ کی ہے یہی گنتی کہ تا بہ روزِ شمار | ہوا کرے گی ہر اک سال آشکار گرہ | ص۲۷۸

آشنا[۲]: (۱) دلِ نااُمید کیوں کر بہ تسلّی آشنا ہو | جو اُمیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی | ص۱۰

(۲) آشنا، غالبؔ نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا | ورنہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استماع! | ص۷۸

(۳) نے سرو برگِ آرزو، نے رہ و رسمِ گفتگو | اے دل و جانِ خلق! تو ہم کو بھی آشنا سمجھ | ص۷۳

(۵) دریاے مے ہے ساقی لیکن خمار باقی | تاکو چہ دادنِ موج خمیازہ آشنا ہے | ص۹۴

(۶)، (۷) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں | دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں

کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں، کرتے ہوئے سلام | اِس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں | ص۱۲۹

(۸) دے وہ جس قدر ذلّت، ہم ہنسی میں ٹالیں گے | بارے، آشنا نکلا اُن کا پاسباں، اپنا | ص۱۵۹

---

[۱] آشکار : چار بار۔ آشنایاں: ایک بار۔

[۲] آشنا : سینتیس بار [مفرد: اُنیس بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔

(۹) وہ نیشتر سہی، پر دل میں جب اُتر جاوے　　نگاہِ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے　　ص ۲۲۸

[بہ طورِ ردیف چار بار۔ کُل پانچ بار ص ۱۹]:

(۱۰) خود پرستی سے، رہے باہمدگر نا آشنا　　بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا

(۱۱) آتشِ موے دماغِ شوق ہے تیرا تپاک　　ورنہ ہم کس کے ہیں اے داغِ تمنا! آشنا

(۱۲) بے دماغی شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہیں　　یار تیرا جامِ مَے، خمیازہ میرا آشنا

(۱۳)،(۱۴) جوہرِ آئینہ جُز رمزِ سرِ مژگاں نہیں　　آشنا کی ہمدگر سمجھے ہے ایما آشنا

[پانچ بار بہ طورِ ردیف، ص ۱۴۹]:

(۱۵) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف!　　عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا!

(۱۶) ذرہ ذرہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے　　گردشِ مجنوں بہ چشمک ہاے لیلا آشنا

(۱۷) میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے　　عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا

(۱۸) شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے　　میرا، زانو مونس اور آئینہ، تیرا آشنا

(۱۹) کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ!　　سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا

دیکھیے ــــــ: (۲۰) آوازِ آشنا۔ (۲۱) حق آشنا۔ (۲۲) خطِ جام آشنا۔ (۲۳) دریا آشنا۔ (۲۴) سراغ یک نگہِ قہر آشنا۔ (۲۵) شبنم آشنا۔ (۲۶) نگاہِ آشنا۔ (۲۷)، (۲۸) نگہِ آشنا [دوبار]۔ (۲۹) نمِ شرمِ جبینِ آشنا۔ (۳۰) نوازشِ آشنا۔ (۳۱) یک نگاہِ آشنا۔

آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ:　　مشقِ از خود رفتگی سے ہیں بہ گلزارِ خیال　　آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ ہم　　ص ۵۳

آشنا دشمن:　　ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن کہ رکھتا ہے　　شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر　　ص ۱۲۸

آشنا کُش:　　ترے نوکر ترے در پر اسد کو ذبح کرتے ہیں　　ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کُش! ماجرا کیا ہے؟　　ص ۸۴

آشناے خندہ:　　شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یھاں　　دل محیطِ گریہ و لب آشناے خندہ ہے　　ص ۲۱۵

آشناے گل:　　مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں　　اے واے! گر نگاہ نہ ہو آشناے گل　　ص ۵۳

آشناے گل و خار: دیکھیے: نگہِ آشناے گل و خار۔

آشنایاں: دیکھیے: ضبطِ آشنایاں۔

آشنائی[1]: (۱) نظر بازی، طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے — رہا بیگانہ تاثیر افسوں آشنائی کا — ص۱۶

(۲) نہ مارا جان کر بے جرم، غافل! تیری گردن پر — رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا — ص۱۳۶

دیکھیے ___: (۳) حقِ آشنائی۔ (۴) فریبِ آشنائی۔

آشوبِ[2] آگہی: بے مے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی — کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا — ص۱۳۹

آشوبِ غم: تیرے دل میں گر نہ تھا آشوبِ غم کا حوصلہ — تو نے پھر کیوں کی تھی میری غمگساری، ہائے ہائے! — ص۲۰۳

آشیاں[3]: (۱) گزرا جو آشیاں کا تصور بہ وقتِ بند — مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار و خس تمام — ص۵۵

(۲) قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! — گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو — ص۲۰۰

(۳) اے عندلیب! یک کفِ خس بہرِ آشیاں — طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار ہے — ص۲۱۸

(۴) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے — اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے — ص۲۲۹

(۵) مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغِ اسیر — کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کے لیے — ص۲۳۶

(۶) نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں — کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا — ص۳۴۵

دیکھیے ___: (۷) دستِ مُشتِ پرِ خارِ آشیاں۔ (۸) سوے آشیاں۔ (۹) گرمیِ نبضِ خار و خسِ آشیاں۔
(۱۰) ہر جُزوِ آشیاں۔

آشیاں بندِ بہارِ عیش: آشیاں بندِ بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل — یھاں پہ پروازِ رنگِ رفتہ، بالِ تیر ہے — ص۹۵

آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ: خوں در جگر نہفتہ، بہ زردی رسیدہ ہوں — خود آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ ہوں — ص۶۱

آشیانِ طائرِ رنگِ حنا: یاد رکھیے ناز ہاے التفاتِ اوّلیں — آشیانِ طائرِ رنگِ حنا ہوجایئے — ص۸۸

آشیاں گم کردہ: نواے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے — تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے — ص۱۱۵

آشیانہ[4]: (۱) ہجومِ مژدۂ دیدار و پروازِ تماشاہا — گلِ اقبالِ خس ہے چشمِ بلبل آشیانے میں — ص۵۸

۱۔ آشنائی : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔
۲۔ آشوب : دو بار [مرکّب]۔
۳۔ آشیاں : چودہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: نو بار]۔
۴۔ آشیانہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

(۲) دیکھیے: کنجِ آشیانہ۔

آشیانۂ عنقاے ناز: دیکھیے: پروازِ آشیانۂ عنقاے ناز۔

آصف[۱]: آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا | ہے فخرِ سلیماں جو کرے تیری وزارت ص۱۲۷

آغاز[۲]: (۱) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یاد، گل | غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریاد گل ص۵۲

(۲) ایک میں کیا کہ سب نے جان لیا | تیرا آغاز اور ترا انجام ص۱۳۶

دیکھیے———: (۳) خار خارِ خاطرِ آغاز۔ (۴) روائیِ آغاز۔ (۵) سرخطِ آغاز۔ (۶) شعلہ آغاز۔

آغازِ کار: صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے | غافلاں! آغازِ کار آئینۂ انجام ہے ص۱۰۰

آغوش[۳]: (۱) مستیِ ابر سے گلچینِ طرب ہے حسرت | کہ اِس آغوش میں ممکن ہے دو عالم کا فشار ص۱۳۲

دیکھیے———: (۲) چشمِ تحیّر آغوش۔ (۳) شش جہت آغوش۔

آغوشِ بلا: غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو | چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے ص۲۱۰

آغوشِ خُمار: شعلہ آغاز، ولے حیرتِ داغِ انجام | موجِ مَے، لیک ز سر تا قدم آغوشِ خمار ص۲

آغوشِ خَمِ حلقۂ زُنّار: مرجاؤں نہ کیوں رشک سے، جب وہ تنِ نازک | آغوشِ خمِ حلقۂ زُنّار میں آوے ص۲۳۴

آغوشِ خوباں: دیکھیے: حیرتِ آغوشِ خوباں۔

آغوشِ رقیب: نقشِ نازِ بُتِ طنّاز بہ آغوشِ رقیب | پاے طاؤس پئے خامۂ مانؔی مانگے ص۲۰۹

آغوش کُشا: تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق | آئینہ بہ اندازِ گل آغوش کُشا ہے ص۲۱۹

آغوش کُشائی: گلشن کو تری صحبت از بس کہ خوش آئی ہے | ہر غنچے کا گل ہونا آغوش کُشائی ہے ص۲۱۰

آغوشِ گُل: آغوشِ گُل کشودہ براے وداع ہے | اے عندلیب! چل کہ چلے دن بہار کے ص۲۱۰

آغوشِ گل: آغوشِ گل ہے آئنۂ ذرّہ ذرّہ خاک | عرضِ بہار، جوہرِ پرواز ہے مجھے ص۹۷

آغوشِ نقشِ پا: یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا | آغوشِ نقشِ پا میں کیجے فشارِ صحرا ص۲۶

آغوشِ وداع: (۱) خشت، پُشتِ دستِ عجز و قالب، آغوشِ وداع | پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ ص۱۱

۱۔ آصف : ایک بار۔
۲۔ آغاز : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۳۔ آغوش : اکیس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: بیس بار]۔

(۲) بازماندن ہائے مژگاں ہے یک آغوشِ وداع   عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث   ص۳۴

(۳) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع   چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد   ص۱۶۶

(۴) جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع   چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع   ص۱۷۴

آغوشِ وداعِ جلوہ: تا کجا اے آگہی! رنگِ تماشا باختن؟   چشمِ وا گردیدہ: آغوشِ وداعِ جلوہ ہے   ص۲۱۵

آغوشِ وداعِ دل: دیکھیے: فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل۔

آغوشِ وداعِ نظر: جمعیتِ آوارگیِ دید نہ پوچھو   دل تا مژہ آغوشِ وداعِ نظر آوے   ص۱۱۳

آغوشِ وداعِ یوسفستاں: تکلف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ   پریشاں خواب آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے   ص۸۱

آفات[۱]: تا مجھے پہنچائے کاہش، بختِ بد ہے گھات میں   ہاں، فراوانی اگر کچھ ہے تو ہے آفات میں   ص۲۹۰

آفاق[۲]: دیکھیے ـــــ: خسروِ آفاق۔ عرصۂ آفاق۔ روئے شش جہت آفاق۔

آفت[۳]: (۱) مَیں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے   عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا   ص۱۴۹

(۲) خطر ہے، رشتۂ الفت رگِ گردن نہ ہو جاوے   غرورِ دوستی آفت ہے، تو دشمن نہ ہو جاوے   ص۲۱۳

دیکھیے ـــــ: (۳) اک آفت۔ (۴) ہزار آفت۔ (۵) فقیرِ آفت رسیدہ۔ (۶) مبتلائے آفتِ رشک۔

آفتِ جولانِ ہوس: عذرِ لنگ آفتِ جولانِ ہوس ہے، یارب!   جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پائے چوبیں   ص۸

آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ: حیرت، آفت زدۂ عرضِ دو عالم نیرنگ   مومِ آئینۂ ایجاد ہے مغزِ تمکیں   ص۸

آفتِ فالِ نظر: جوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ   پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا   ص۱۷

آفتِ گیرائی: وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سر تا سرِ دل   بخیہ جوں جوہرِ تیغ آفتِ گیرائی ہے   ص۱۰۴

آفت نسب: ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کُشا لیکن   ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے   ص۱۰۷

آفتِ نظارہ: اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو   ہلال، ناخنکِ دیدہ ہائے اختر ہو   ص۶۷

آفتاب[۴]: (۱) سیلِ بنائے ہستیِ شبنم ہے آفتاب   چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک   ص۵۰

۱۔ آفات : ایک بار۔

۲۔ آفاق : تین بار [مرکّب]۔

۳۔ آفت : بارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

۴۔ آفتاب : اکیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: دس بار]۔

(۲) بٹتے ہیں سونے روپے کے چھلّے حضور میں | ہے جن کے آگے سیم و زر، مہر و ماہ ماند
یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے | لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند ص۱۲۸

(۳) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے! | جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں ص۱۸۹

(۴) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے | پرتو سے آفتاب کے، ذرّے میں جان ہے ص۲۰۳

(۵) رفتارِ عمر قطعِ رہِ اضطراب ہے | اِس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے ص۲۰۶

(۶) جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے | اخلاص کا ہوا ہے اِسی ملک سے ظہور ص۲۶۳

(۷)،(۸) نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم | نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ ص۲۷۷

(۹) جن کی مسند کا آسماں، گوشہ | جن کی خاتم کا آفتاب، نگیں ص۲۸۰

(۱۰) سچ ہے تم آفتاب ہو جس کے فروغ سے | دریائے نور ہے فلکِ آبگینہ فام ص۲۸۲

(۱۱) جس بزم میں کہ ہو اُنھیں آہنگِ مے کشی | وھاں آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام ص۲۸۲

دیکھیے ـــــــ: (۱۲) اجزائے نگاہِ آفتاب۔ (۱۳) تارِ شعاعِ آفتاب۔ (۱۴) عکسِ خطِ جامِ آفتاب۔ (۱۵) غیرتِ صد آفتاب۔

آفتاب آثار: دیکھیے: جہاں دارِ آفتاب آثار۔

آفتابِ بام: بس کہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق | ہر بتِ خرشید طلعت آفتابِ بام ہے ص۱۰۱

آفتاب پرست: ہر ایک ذرّۂ عاشق ہے آفتاب پرست | گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز ص۱۲۲

آفتابِ روزِ محشر: ہے سوا نیزے پہ، اُس کے قامتِ نوخیز سے | آفتابِ روزِ محشر ہے گُلِ دستارِ دوست ص۳۳

آفتابِ صبحِ محشر: دیکھیے: شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر۔

آفتابِ محشر: بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم | ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو ص۶۷

آفریں[۱]: مرحبا موشگافیِ ناوک! | آفریں آبداریِ صمصام! ص۱۳۸

آفرینش[۲]: ~~آفرینش کو~~ ہے وھاں سے طلبِ مستیِ ناز | عرضِ خمیازۂ ایجاد ہے ہر موجِ غبار ص۱۳۳

۱۔ آفریں : ایک بار۔

۲۔ آفرینش : تین بار [مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔

(۲) ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام — مہرِ گردوں ہے چراغِ رہگوارِ باد یہاں — ص۱۷۹

(۳) دیکھیے: طلسمِ آفرینش۔

آقائے[۱] نامور: اِس کشمکش میں آپ کا مذاحِ دردمند — آقائے نامور سے نہ کچھ کرسکا کلام — ص۲۸۳

آگ[۲]: (۱) ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی — ہر یک اختر، ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب — ص۳۱

(۲) رات کو آگ اور دن کو دھوپ — بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار! — ص۱۲۶

(۳) آگ تاپے کہاں تلک انساں! — دھوپ کھاوے کہاں تلک جاں دار! — ص۱۲۶

(۴) دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی — وَقِنا ربّنا عذابَ النّار — ص۱۲۶

(۵) سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک — آگ بھڑکی، مینہ اگر دم بھر کھلا — ص۱۴۰

(۶) دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں — آگ اِس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا، جل گیا — ص۱۵۱

(۷) کیا غم خوار نے رسوا، لگے آگ اِس محبّت کو! — نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو — ص۱۹۹

(۸) تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو — حذر کرو مرے دل سے کہ اِس میں آگ دبی ہے — ص۲۰۵

(۹) نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ — ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے — ص۲۱۲

(۱۰) پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا — آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہوگئے — ص۲۲۹

(۱۱) بگڑی ہے بہت بات بنائے نہیں بنتی — اب گھر کو بغیر آگ لگائے نہیں بنتی — ص۲۸۴

(۱۲) تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں — تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت — ص۱۲۷

(۱۳) دھوئیں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا — اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش — ص۴۷

(۱۴) اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا — آگ مطلوب ہے ہم کو، جو ہَوا کہتے ہیں — ص۱۸۸

(۱۵) آگ سے، پانی میں بُجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا — ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے — ص۲۱۲

آگاہ[۳]: (۱) کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے — ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ — ص۷۱

۱۔ آقا : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ آگ : پندرہ بار۔
۳۔ آگاہ : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

دیکھیے ــــــ: (۲)،(۳) دلِ آگاہ [دوبار] ۔ (۴) نصیبِ خاطرِ آگاہ۔

آگاہی[1]: (۱) ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی — بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ پر محمل پسند آیا — ص۳۱۸

دیکھیے ــــــ: (۲) افسونِ آگاہی۔ (۳) تعبیرِ آگاہی۔ (۴) تمہیدِ آگاہی۔ (۵) جادۂ صحرائے آگاہی۔ (۶) شہیدِ دردِ آگاہی۔ (۷) گردن کشِ یک درسِ آگاہی۔ (۸) وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی۔

آگاہیِ دیدارِ خوباں: دیکھیے: نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں۔

آگہ[2]: دیکھیے: طبعِ آگہ۔

آگہی[3]: (۱) تپشِ دلِ شکستہ پَیِ عبرت آگہی ہے — کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی — ص۹

(۲) گُل، غُنچگی میں غرقۂ دریائے رنگ ہے — اے آگہی! فریبِ تماشا کہاں نہیں! — ص۵۷

(۳) ہے طلسمِ دہر میں صد حشر پاداشِ عمل — آگہی غافل! کہ ایک امروز بے فردا نہیں — ص۶۵

(۴) آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے — مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا — ص۱۳۲

(۵) تا کجا اے آگہی! رنگِ تماشا باختن — چشمِ وا گردیدہ: آغوشِ وداعِ جلوہ ہے — ص۲۱۵

(۶) اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو — آگہی گر نہیں، غفلت ہی سہی — ص۲۲۰

دیکھیے ــــــ: (۷) ایمان و آگہی۔ (۸) حلِّ معمائے آگہی۔ (۹) خانہ آگہی۔ (۱۰) دو عالم آگہی۔ (۱۱) طاقتِ آشوبِ آگہی۔ (۱۲) عیارِ آگہی۔

آگہی مخمور: بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور ملتے ہیں — چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور ملتے ہیں — ص۶۴

آگے[4]: (۱) بٹتے ہیں سُونے روپے کے چھلّے حضور میں — ہے جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ ماند — ص۱۲۸

(۲) شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ — اب مآلِ سعیِ اسکندر کھلا — ص۱۴۰

(۳) دل تا جگر کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب — اِس رہ گزر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا — ص۱۵۴

(۴) بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے تو کیا؟ — بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا — ص۱۵۸

۱۔ آگاہی : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔
۲۔ آگہ : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ آگہی : تیرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سات بار]۔
۴۔ آگے : تیس بار۔

(۵) ہوئے اُس مہروَش کے جلوۂ تمثال کے آگے — پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روزن میں — ص ۱۸۰

(۶) آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی — اب کسی بات پر نہیں آتی — ص ۲۳۷

(۷) پر، یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں — غالب! مُنہ بند ہوگیا ہے گویا — ص ۲۵۳

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص ۲۲۷]:

(۸)،(۹) عجب نشاط سے جلاّد کے چلے ہیں ہم آگے — کہ اپنے سایے سے سر، پانْو سے ہے دو قدم آگے

(۱۰) قضا نے تھا مجھے چاہا خرابِ بادۂ الفت — فقط خراب لکھا، بس نہ چل سکا قلم آگے

(۱۱) غمِ زمانہ نے جھاڑی نشاطِ عشق کی مستی — وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذّتِ الم آگے

(۱۲) خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا — کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے

(۱۳) یہ عُمر بھر جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں ہم نے — تمھارے آئیو اے طرّہ ہاے خم بہ خم! آگے

(۱۴) دل و جگر میں پرافشاں جو ایک موجۂ خوں ہے — ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم آگے

(۱۵) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں، غالب! — ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے

[بہ طورِ جزوِ ردیف، پندرہ بار، ص ۲۴۸]:

(۱۶)،(۱۷) بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے — ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے

(۱۸) اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک — اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے

(۱۹) جُز نام، نہیں صورتِ عالم مجھے منظور — جُز وہم نہیں، ہستیِ اشیا مرے آگے

(۲۰) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا، مرے ہوتے — گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا، مرے آگے

(۲۱) مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا ترے پیچھے — تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے

(۲۲) سچ کہتے ہو، خودبین و خودآرا ہوں، نہ کیوں ہوں؟ — بیٹھا ہے بُتِ آئنہ سیما مرے آگے

(۲۳) پھر دیکھیے اندازِ گل افشانیِ گفتار — رکھ دے کوئی پیمانۂ صہبا مرے آگے

(۲۴) نفرت کا گماں گزرے ہے، میں رشک سے گزرا — کیوں کر کہوں، لو نام نہ اُن کا مرے آگے

(۲۵) ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کُفر — کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے

(۲۶) عاشق ہوں پہ معشوق فریبی ہے مرا کام — مجنوں کو برا کہتی ہے لیلا مرے آگے

(۲۷) خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے — آئی شبِ ہجراں کی تمنا مرے آگے

(۲۸) ہے موج زن اک قلزمِ خوں، کاش یہی ہو! — آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا مرے آگے

(۲۹) گو ہاتھ کو جُنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

(۳۰) ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا — غالبؔ کو برا کیوں کہو، اچھا، مرے آگے

(۳۱) آم کے آگے پیش جاوے خاک — پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک ص ۱۳۰

آلِ[۱] عبا: دیکھیے: خامسِ آلِ عبا۔

آلِ نبی: دیکھیے ـــــ: (۱) دشمنِ آلِ نبی۔ (۲) قبلۂ آلِ نبی۔

آلاتِ[۲] مے کشی: صرف بہائے مے ہوئے آلاتِ مے کشی — تھے یہ ہی دو حساب، سو یوں پاک ہو گئے ص ۲۲۹

آلود[۳]: دیکھیے ـــــ: (۱) جَیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود۔ (۲) چشمِ حسرت آلودِ چراغ کشتہ۔ (۳) زبانِ سرمہ آلود۔

آلودہ[۴]: زمزم ہی پہ چھوڑو، مجھے کیا طوفِ حرم سے — آلودہ بہ مے جامۂ احرام بہت ہے ص ۲۲۵

دیکھیے ـــــ: (۲) ابرِ شفق آلودہ۔ (۳) خواب آلودہ مژگاں۔ (۴) دستِ حنا آلودہ۔ (۵) سرشک آلودہ۔
(۶) غبار آلودہ۔ (۷) قفلِ زنگ آلودہ۔ (۸)، (۹) مسی آلودہ [دوبار]۔ (۱۰)، (۱۱) نگہ آلودہ [دوبار]۔

آلودۂ عصیاں: دیکھیے: دامنِ آلودۂ عصیاں۔

آلودۂ مِسی: دیکھیے: موجِ تبسّمِ لبِ آلودۂ مسی۔

آلودۂ وحشت: دیکھیے: داغِ مشک آلودۂ وحشت۔

آم[۵]: (۱) آم کا کون مردِ میداں ہے؟ — ثمر و شاخ: گوے و چوگاں ہے ص ۱۳۰

(۲) آم کے آگے پیش جاوے خاک — پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک ص ۱۳۰

(۳) مجھ سے پوچھو، تمھیں خبر کیا ہے — آم کے آگے نیشکر کیا ہے! ص ۱۳۰

(۴) آم کو دیکھتا اگر یک بار — پھینک دیتا طلاے دست افشار ص ۱۳۱

۱۔ آل : تین بار [مرکّب]۔
۲۔ آلات : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ آلود : تین بار [مرکّب]۔
۴۔ آلودہ : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تیرہ بار]۔
۵۔ آم : دس بار۔
آموں : ایک بار۔

(۵)،(۶) صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آم — ناز پروردۂ بہار ہے آم — ص۳۱

(۷) خاص وہ آم جو نہ ارزاں ہو — نو برِ نخلِ باغِ سلطاں ہو — ص۳۱

(۸) خوشی ہے یہ آنے کی برسات کے — پئیں بادۂ ناب اور آم کھائیں — ص۲۶۴

(۹) سوا تاج کے، جو ہے مقلوبِ جاں — نہ وہاں آم پائیں نہ انگور پائیں — ص۲۶۴

(۱۰) کھانا نہ انھیں کہ یہ پرائے ہیں آم — ص۳۱۴

آموں: بارے، آموں کا کچھ بیاں ہوجائے — خامہ، نخلِ رطب فشاں ہوجائے — ص۳۰

آمادہ[1]: (۱) تیرے در کے کیے اسبابِ نثار آمادہ — خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں — ص۱۳۵

(۲) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو — برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو — ص۱۹۵

دیکھیے ــــــ: (۳) دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ۔ (۴) زوال آمادہ۔ (۵) شکست آمادہ۔ (۶) وحشتِ شوقِ خروش آمادہ۔

آمد[2]: (۱) آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج — اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی — ص۲۴۳

(۲) دیکھیے: سنگ آمد و سخت آمد۔

آمدِ خط: آمدِ خط ہے، نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد — چشمِ مور آئنۂ دل نگرانی مانگے — ص۷۸

(۲) آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست — دودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست — ص۱۶۴

آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب: آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے — نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی جادہ سے — ص۲۱۷

آمدِ فصلِ بہاری: دیکھیے: نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری۔

آمدِ فصلِ لالہ کاری: پھر جگر کھودنے لگا ناخن — آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے — ص۲۲۳

آمد و رفتِ نفس: ویرانیے جُز آمد و رفتِ نفس نہیں — ہے کوچہ ہائے نے میں غبار صدا بلند — ص۳۸

(۲) کس کو دوں یارب! حسابِ سوزناکی ہائے دل؟ — آمد و رفتِ نفس جُز شعلہ پیمائی نہیں — ص۶۵

آمد آمد[3]: (۱) یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے! — کہ غیرِ جلوۂ گل رہ گزر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

۱۔ آمادہ : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکب: چار بار]۔

۲۔ آمد : نو بار [مفرد: تین بار، مرکب: چھے بار]۔

۳۔ آمد آمد : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

(۲) دیکھیے: طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار۔

آمدنامہ[۱] : جس نے قادرنامہ سارا پڑھ لیا — اُس کو آمدنامہ کچھ مشکل نہیں — ص۲۷۵

آمدن[۲] : دیکھیے: از خویش بیروں آمدن۔

آمدہ[۳] : دیکھیے: (۱) جانِ برلب آمدہ۔ (۲) دست بتہِ سنگ آمدہ۔

آموختن[۴] : دیکھیے: سراب یک تپش آموختن۔

آمیزش[۵] : یہ اُس کے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش — کہ دشت و کوہ کے اطراف میں بہ ہر سرِ راہ — ص۲۷۷

آمین[۶] : (۱) غم و عشرت قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں ہے — دعاے مدعا گم کردگاں لبریزِ آمیں ہے — ص۸۹

(۲) دے دعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول — کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں — ص۱۳۵

(۳) ہے دعا بھی یہی کہ دُنیا میں — تم رہو زندہ جاوداں، آمیں! — ص۲۸۱

آنسو[۷] : آنسو کہوں کہ آہ! سوارِ ہوا کہوں — ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں! — ص۵۶

(۲) غالبؔ! زبس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک — آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہوگئی — ص۹۶

(۳) نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر — کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو — ص۱۹۸

آنکھ[۸] : (۱) باغ تجھ بن گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے — چاہوں گر سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے — ص۸۸

(۲) تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ — جب آنکھ کھل گئی، نہ زیاں تھا نہ سود تھا — ص۱۳۳

(۳) نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر — کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو — ص۱۹۸

(۴) آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا — تجھ پہ کھل جاوے کہ اِس کو حسرتِ دیدار ہے — ص۲۱۲

(۵) جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ! — صحرا ہماری آنکھ میں یک مشتِ خاک ہے — ص۲۱۹

(۶) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے — بھَوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات! چاہیے — ص۲۱۹

۱۔ آمدنامہ : ایک بار۔
۲۔ آمدن : ایک بار [مرکب]۔
۳۔ آمدہ : دوبار [مرکب]۔
۴۔ آموختن : ایک بار [مرکب]۔
۵۔ آمیزش : ایک بار۔
۶۔ آمین : تین بار [مفرد: دوبار، مرکب: ایک بار]۔
۷۔ آنسو : تین بار۔
۸۔ آنکھ : دس بار۔
آنکھوں : سترہ بار۔
آنکھیں : آٹھ بار۔

(۷) رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل — جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا، تو پھر لہو کیا ہے — ص ۲۳۲

(۸) اک خوں چکاں کفن میں کروڑوں بناو ہیں — پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی — ص ۲۳۳

(۹) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ! — رہنے دے مجھے یہاں کہ ابھی کام بہت ہے — ص ۲۴۵

(۱۰) دیکھیے: ہزار آنکھ۔

آنکھوں: (۱) مہِ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے — تماشا، کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا — ص ۱۱

(۲) ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ — رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا — ص ۱۴

(۳) جو کچھ ہے محوِ شوخیِ ابروے یار ہے — آنکھوں کو رکھ کے طاق پہ دیکھا کرے کوئی — ص ۸۸

(۴) خیر خواہِ دید ہوں، از بہرِ دفعِ چشم زخم — کھینچتا ہوں اپنی آنکھوں میں سلائی نیل کی — ص ۹۱

(۵)،(۶) زِبس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے — اسدؔ! کھائے ہوئے سُرمے نے آنکھوں میں بصارت کی — ص ۹۷

(۷) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے — قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا سُونگہ آلودہ ہے — ص ۱۰۳

(۸) توفیق بہ اندازۂ ہمّت ہے ازل سے — آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا — ص ۱۵۲

(۹) بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے تو کیا! — بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا — ص ۱۵۸

(۱۰) رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ؟ — رُتبے میں مہر و ماہ سے کم تر نہیں ہوں مَیں — ص ۱۹۱

(۱۱) جوے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق — میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں — ص ۱۹۱

(۱۲) یہ کہہ سکتے ہو، ہم دل میں نہیں ہیں، پر یہ بتلاؤ — کہ جب دل میں تمھیں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو — ص ۲۰۰

(۱۳) گو ہاتھ کو جُنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے — ص ۲۴۹

(۱۴) دل کو آنکھوں نے پھنسایا، کیا مگر — یہ بھی حلقے ہیں تمھارے دام کے؟ — ص ۲۵۰

(۱۵) جسے کہتے ہیں خوشی، اُس نے بلائیں لے کر — کبھی چوما، کبھی آنکھوں سے لگایا سہرا — ص ۳۹۳

(۱۶) خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار — مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا جو ہوتا ہوشیار — ص ۳۹۰

(۱۷) آنکھوں میں انتظار سے جاں پُرشتاب ہے — آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے — ص ۴۵۳

آنکھیں: (۱) اسدؔ! بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے — اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویرِ عریاں میں — ص ۶۲

(۲) آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ | ہے زمیں از بس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں | ص۶۵

(۳) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوب نے آنکھیں سفید؟ | ہے جو آبی پیرہن ہر موج رودِ نیل کی | ص۹۱

(۴) غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز | کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں | ص۱۳۵

(۵) قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر | لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہوگئیں | ص۱۹۱

(۶) مُنہ نہ دکھلاوے، نہ دکھلا، پر بہ اندازِ عتاب | کھول کر پردہ زرا آنکھیں ہی دکھلا دے مجھے | ص۲۳۵

(۷) مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالب! | یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت! | ص۱۲۵

(۸) مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، ہے ہے! | خوب وقت آئے تم اِس عاشقِ بیمار کے پاس | ص۱۷۳

آوارگی[۱]: (۱) کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش | عافیت، سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ ہے | ص۱۰۳

(۲) مَیں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے | عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا | ص۱۳۹

(۳) رُسوائے دہر گو ہوئے آوارگی سے تم | بارے، طبیعتوں کے تو چالاک ہوگئے | ص۲۲۹

آوارگیِ دید: دیکھیے: جمعیّتِ آوارگیِ دید۔

آوارگی ہائے صبا: دماغِ عطرِ پیراہن نہیں ہے | غمِ آوارگی ہائے صبا کیا | ص۱۵۷

آواروں: سیرِ آنسوے، تماشا ہے طلب گاروں کا | خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا | ص۲۸

آوارہ[۲]: دیکھیے: دلِ آوارہ۔

آوارہ وسرگشتہ: اسدؔ کے واسطے رنگے بہ روے کار ہو پیدا | غبار آوارہ و سرگشتہ ہے یا بو تراب! اُس کا | ص۴۴۷

آوارۂ دشتِ خیال: دیکھیے: انتظار آوارۂ دشتِ خیال۔

آوارۂ عرضِ دوعالم شورِ محشر: دیکھیے: سُراغِ آوارۂ عرضِ دوعالم شورِ محشر۔

آوارۂ کفرودیں: دیکھیے: افسردگی آوارۂ کفرودیں۔

آواز[۳]: (۱) مرتا ہوں اِس آواز پہ، ہر چند سر اُڑ جائے | جلاّد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ ہاں اور | ص۱۷۰

۱۔ آوارگی : چار بار [مفرد: تین بار، مرکب: ایک بار]۔ آوارگی ہا: ایک بار [مرکب]۔ آواروں : ایک بار۔

۲۔ آوارہ : پانچ بار [مرکب]۔

۳۔ آواز : پندرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: سات بار]۔

(۲) نہ گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز — ص۱۷۲

(۳) پیکرِ عشاق، سازِ طالعِ ناساز ہے — نالہ، گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے — ص۲۲۷

(۴) کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں — میری آواز گر نہیں آتی — ص۲۳۷

(۵) لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اُٹھا؟ — گویا ابھی سُنی نہیں آواز صور کی — ص۲۴۳

(۶)،(۷)،(۸) آواز تری نکلے اور آواز کے ساتھ — لاٹھی وہ لگے کہ جس میں آواز نہ ہو — ص۳۱۳

دیکھیے ____: (۹) تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز۔ (۱۰) دودِ شعلۂ آواز۔ (۱۱) سرمۂ آواز۔ (۱۲) شعلۂ آواز۔

آوازِ آشنا: ربطِ تمیزِ اعیاں دُردِ مَےِ صدا ہے — اَعمیٰ کو سرمۂ چشم، آوازِ آشنا ہے — ص۹۴

آوازِ پرِعنقا: جو عزادارِ شہیدانِ نَفَس دُزدیدہ ہو — نوحۂ ماتم بہ آوازِ پرِ عنقا کرے — ص۱۰۱

آوازِ خوباں: دیکھیے: شعلۂ آوازِ خوباں۔

آوازہ[1]: دیکھیے: بلند آوازہ۔

آوردگاں: دیکھیے: سخن برلب آوردگاں۔

آوردن[2]: دیکھیے ____: (۱) حسرتِ آبے بہ روے کار آوردن۔

(۲) (بہ) دست آوردنِ دل۔

آوردہ: دیکھیے: بہم آوردہ۔

آہ[3]: (۱) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرہ آہ کا — یارب! نَفَس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ — ص۱۹

(۲) ہر چند میں ہوں طوطیِ شیریں سخن، ولے — آئینہ آہ! میرے مقابل نہیں رہا — ص۲۱

(۳) اے آہ! میری خاطرِ وابستہ کے سوا — دُنیا میں کوئی عقدۂ مشکل نہیں رہا — ص۲۱

(۴) دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا — نہ ہو بالیدہ، غیر از جُنبشِ دامانِ باد، آتش — ص۴۷

(۵) کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ! — دردِ جدائی اسداللہ خاں نہ پوچھ — ص۷۰

۱۔ آوازہ : ایک بار [مرکّب]۔ — آوردگاں : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ آوردن : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔ — ۳۔ آہ : چونتیس بار [مفرد: اٹھارہ بار، مرکّب: سولہ بار]۔

آوردہ : ایک بار [مرکّب]۔ — آہیں : چار بار۔

(۶) آب ہوجاتے ہیں ننگِ ہمّتِ باطل سے مرد — اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے — ص۹۶

(۷) ہے عرضِ شکست، آئنۂ جُراتِ عاشق — جُز آہ کہ سر لشکرِ وحشت علمی ہے — ص۰۶

(۸) دوست دارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! — آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا — ص۱۳۳

(۹) دل میں پھر گریے نے اک شُور اُٹھایا غالبؔ! — آہ! جو قطرہ نہ نکلا تھا سُو طوفاں نکلا — ص۱۳۴

(۱۰) اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا — غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا — ص۱۵۱

(۱۱) آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک — کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۱۲) آہ وہ جُراتِ فریاد کہاں! — دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا — ص۱۵۲

(۱۳) آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے؟ — ہم بھی ایک اپنی ہَوا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۱۴) کیا دے صدا کہ الفتِ گم گشتگاں سے آہ! — ہے سرمہ، گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام — ص۵۵

(۱۵) آنسو کہوں کہ آہ! سوارِ ہَوا کہوں — ایسا عناں گسیختہ آیا کہ کیا کہوں! — ص۵۶

(۱۶) وھاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یھاں میں ہوں شرمسار — یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو — ص۱۹۵

(۱۷) نہیں ہے آہ کو ایماے تیر باریدن — وگرنہ ہے خمِ تسلیم سے کماں پیدا — ص۳۳۶

(۱۸) یھاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم — حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم — ص۳۳۸

دیکھیے ــــــــ: (۱۹) شرارِ آہ۔ (۲۰) ضبطِ آہ۔ (۲۱) فغان و آہ۔

آہِ آتشیں: میں عدم سے بھی پرے ہوں، ورنہ غافل! بارہا — میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا — ص۱۵۱

آہِ بےتاثیر: (۱) عروجِ نااُمیدی چشم زخمِ چرخ کیا جانے — بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا — ص۳۰

(۲) دیکھیے: آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر۔

آہِ حسرتناک: دیکھیے: بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرتناک۔

آہِ سحرگہ: دریغ! آہِ سحرگہ کارِ بادِ صبح کرتی ہے — کہ ہوتی ہے زیادہ سرد مہری شمع رویاں کی — ص۷۶

آہِ خاموشاں: نہیں ہے ضبط، جُز مشاطگی ہاے غم آرائی — کہ میلِ سرمہ چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں — ص۳۳۹

آہِ شعلہ ریز: تھی میرے ہی جلانے کو اے آہِ شعلہ ریز! — گھر پر پڑا نہ غیر کے کوئی شرار، حیف! — ص۳۹

آہِ گرم: دیکھیے: اک آہِ گرم۔

آہِ نارسا: دیکھیے: یک آہِ نارسا۔

آہِ نیم شبی: دلا! یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر نہ گریۂ سحری ہے، نہ آہِ نیم شبی ہے ص۲۰۵

آہ وزاری: دیکھیے: فریاد وآہ وزاری۔

آہ وفریاد: کچھ تو دے اے فلکِ ناانصاف! آہ و فریاد کی رُخصت ہی سہی ص۲۲۱

آہ وفغاں: لیتا، نہ اگر دل تمھیں دیتا، کوئی دم چین کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ و فغاں اور ص۱۷۰

آہیں: (۱) حسرت کشِ یک جلوۂ معنی ہیں نگاہیں کھینچوں ہوں سویداے دلِ چشم سے آہیں ص۵۹

(۲) جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں ص۵۹

(۳) مت مردمکِ دیدہ میں سمجھوں یہ نگاہیں ہیں جمع سویداے دلِ چشم میں آہیں ص۱۸۳

(۴) بس کہ روکا میں نے اور سینے میں اُبھریں پے بہ پے میری آہیں بخیۂ چاکِ گریباں ہوگئیں ص۱۹۲

آہن[1]: ہوا چرچا جو میرے پانْو کی زنجیر بننے کا کیا بیتاب کاں میں جُنبشِ جوہر نے آہن کو ص۱۹۸

آہنگ[2]: (۱) نے کوچۂ رُسوائی و زنجیرِ پریشاں اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں؟ ص۶۰

(۲) فریاد اسدؔ! غفلتِ رسوائیِ دل سے کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں ص۶۰

دیکھیے ــــــ: (۳) افسردگی آہنگ۔ (۴) پیچ وتاب بہ طبعِ برق آہنگ۔ (۵) تپش آہنگ۔ (۶) خارج از آہنگ۔ (۷) نشاط آہنگ۔

آہنگِ اسدؔ: آہنگِ اسدؔ میں نہیں جز نغمۂ بیدلؔ ''عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ'' ص۳۶

آہنگِ زمیں بوسِ قدم: وھاں پہنچ کر جو غش آتا پَے ہَم ہے ہم کو صدرہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو ص۱۹۵

آہنگِ شکایت: دیکھیے: سازِ آہنگِ شکایت۔

آہنگِ شوقِ یار: اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہاے چنگ آخر ص۴۰

آہنگ عدمِ نالہ: آہنگِ عدمِ نالہ بہ کہسار گرو ہے ہستی میں نہیں شوخیِ ایجادِ صدا ہیچ ص۳۶

۱۔ آہن : ایک بار۔

۲۔ آہنگ : چودہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: بارہ بار]۔ آہنگی : دو بار [مرکّب]۔

آہنگِ مضراب پر پروانہ: شب تری تاثیرِ سحر شعلۂ آواز سے — تارِ شمع آہنگِ مضراب پر پروانہ تھا — ص۲۵

آہنگِ مے کشی: جس بزم میں کہ ہو اُنھیں آہنگِ مے کشی — وھاں آسمان شیشہ ہے، آفتاب جام — ص۲۸۲

آہنگیِ پرواز: جُو غبار کردہ سیر، آہنگیِ پرواز کُو؟ — بلبلِ تصویر و دعوائے پر افشانی عبث — ص۳۴

آہنگیِ ہستی: دیکھیے سپندِ آہنگیِ ہستی۔

آہو[1]: (۱) کسو کو زِ خود رستہ کم دیکھتے ہیں — کہ آہو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں — ص۵۶

دیکھیے ـــــــ: (۲) بیاضِ دیدۂ آہو۔ (۳) پابہ زنجیرِ رمِ آہو۔ (۴) تمثالِ سوادِ چشمِ آہو۔ (۵) دوشِ رمِ آہو۔ (۶)، (۷) رمِ آہو [دوبار]۔ (۸) سوادِ چشمِ آہو۔ (۹) سوادِ دیدۂ آہو۔ (۱۰) سرپنجۂ مژگانِ آہو۔ (۱۱) مژگانِ آہو۔ (۱۲) ہر چشمِ آہو۔

آہواں: دیکھیے: شاخِ آہواں۔

آہوہا: دیکھیے: موجِ رمِ آہوہا۔

آہوے بیابانِ ختن: حجر الاسود دیوارِ حرم کیجے فرض — نافہ آہوے بیابانِ ختن کا کہیے — ص۱۲۲ [چھٹی ڈالی]

آہوے ختن: کیجے آہوے ختن کو خضرِ صحراے طلب — مُشک ہے سُنبلستانِ زلف میں گردِ سواد — ص۳۸

آہوے دشتِ تتار: دیکھیے: دماغِ آہوے دشتِ تتار۔

آہوے رم خوردہ: دیکھیے: عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ۔

آہوے صیاد دیدہ: ممکن نہیں کہ بھول کے بھی آرمیدہ ہوں — میں دشتِ غم میں آہوے صیاد دیدہ ہوں — ص۲۹۹

آئنہ[2]: (۱) ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ — رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا — ص۱۴

(۲) بےخبر مت کہ ہمیں، بیدرد! خود بینی سے پوچھ — قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا — ص۱۵

(۳) چشم بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں — آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست — ص۲۳

(۴) آئنہ دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث — کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں — ص۵۷

---

[1] آہو: سترہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سولہ بار]۔
آہواں: ایک بار [مرکب]۔
آہوہا: ایک بار [مرکب]۔
[2] آئنہ: ایک سو بارہ بار [مفرد: اکتالیس بار، مرکب: اکہتر بار]۔

(۵) تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار	ہستی عدم ہے، آئنہ گر روبرو نہ ہو	ص۶۸
(۶) ریگِ روان و ہر تپش درسِ تسلیِ شعاع	آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوںبہا سمجھ	ص۷۲
(۷) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر	عکس کجا و کو نظر، نقش کو مدّعا سمجھ	ص۷۳
(۸) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ "یا علی مدد"	ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سبحہ کو خوںبہا سمجھ	ص۷۳
(۹) بجز دیوانگی، ہوتا نہ انجامِ خود آرائی	اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی	ص۷۷
(۱۰) تشنۂ خونِ تماشا جو وہ پانی مانگے	آئنہ رُخصتِ اندازِ روانی مانگے	ص۷۸
(۱۱) حُسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ!	آئنہ، یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے	ص۸۷
(۱۲) وہ شوخ اپنے حُسن پہ مغرور ہے اسدؔ!	دکھلا کے اُس کو آئنہ توڑا کرے کوئی	ص۸۸
(۱۳) شورِ تمثال ہے کس رشکِ چمن کا یارب!	آئنہ، بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے	ص۸۸
(۱۴) حسرتِ تپیدن ہا، خوںبہاے دیدن ہا	رنگِ گل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے	ص۸۸
(۱۵) عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز	آئنہ، بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے	ص۱۰۷
(۱۶) تمثالِ تماشاہا، اقبالِ تمناہا	عجزِ عرق شرمے اے آئنہ! حیرانی	ص۱۰۸
(۱۷) جوہرِ دستِ دعا آئنہ، یعنی تاثیر	یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار	ص۱۳۳
(۱۸) شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ	اب مآلِ سعیِ اسکندر کھُلا	ص۱۴۰
(۱۹) اب میں ہوں اور ماتمِ یک شہر آرزو	توڑا جو تونے آئنہ، تمثال دار تھا	ص۱۵۴
(۲۰) آرایشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز	پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں	ص۱۸۹
(۲۱)،(۲۲) از مہر تا بہ ذرّہ دل و دل ہے آئنہ	طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئنہ	ص۲۰۱
(۲۳) نہ جانوں کیونکے مٹے داغ طعنِ بدعہدی	تجھے کہ آئنہ بھی ورطۂ ملامت ہے	ص۲۱۴
(۲۴) حُسنِ بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے	آئنہ، زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے	ص۲۱۵
(۲۵) دل مت گنوا، خبر نہ سہی سیر ہی سہی	اے بے دماغ! آئنہ تمثال دار ہے	ص۲۱۸
(۲۶) اُس چشمِ فسوںگر کا اگر پائے اشارہ	طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے	ص۲۳۲

(۲۷) نہ دیجے ضبطِ پاسِ آبرو وقتِ شکستن بھی — تحمل پیشۂ تمکین رہیے آئنہ آسا — ص ۲۲۷

(۲۸) وحشتِ دل سے پریشاں ہے چراغانِ خیال — باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آئیں — ص ۸

(۲۹) کھینچوں ہوں آئنے پر خندۂ گل سے مسطر — نامہ، عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ نہیں — ص ۸

(۳۰) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے — گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہوا سمجھ — ص ۴۷

(۳۱) ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی — ص ۷۶

(۳۲) غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہائے خود بینی — سفیدی آئنے کی پنبۂ روزن نہ ہوجاوے — ص ۸۵

(۳۳) تاکہ تجھ پر کھلے اعجازِ ہوائے صیقل — دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہوجانا — ص ۱۵۶

(۳۴) کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ — بہ رنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ — ص ۱۲۵

(۳۵) پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ — ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں — ص ۲۹۹

[چھے بار بہ طور جزوِ ردیف، ص ۷۰]:

(۳۶) حیرت ہجوم لذتِ غلتانیِ تپش — سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ

(۳۷) غفلت بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں — یہاں پشتِ چشمِ شوخیِ قاتل ہے آئنہ

(۳۸) حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ — در پردۂ ہوا پرِ بسمل ہے آئنہ

(۳۹) یہاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر ٹوٹ کر — جوہرِ طلسم عقدۂ مشکل ہے آئنہ

(۴۰) ہم زانوے تامل و ہم جلوہ گاہِ گل — آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئنہ

(۴۱) دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بے نوائے دل — یہاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ

دیکھیے ــــــ: (۴۲)، (۴۳) آبِ آئنہ [دو بار]۔ (۴۴) تپشِ آئنہ۔ (۴۵) تمثال گداز آئنہ۔ (۴۶) تہِ خاکسترِ صد آئنہ۔ (۴۷) جنونِ آئنہ۔ (۴۸)، (۴۹)، (۵۰) جوہرِ آئنہ [تین بار]۔ (۵۱) خارِ شمع آئنہ۔ (۵۲) دلِ آئنہ۔ (۵۳) رقیبِ آئنہ۔ (۵۴) زانوے آئنہ۔ (۵۵) زنگار خوردہ آئنہ۔ (۵۶) صد آئنہ زانوے گلستاں زدہ۔ (۵۷) صفتِ آئنہ۔ (۵۸) صفحۂ آئنہ۔ (۵۹) طلسمِ آئنہ۔ (۶۰) عکسِ آئنہ۔ (۶۱) نقش بندِ آئنہ۔ (۶۲) نگہِ آئنہ۔ (۶۳) یک عرق آئنہ۔

آئنہ انجامِ جنوں: حیرتِ آئنہ انجامِ جنوں ہوں جوں شمع — کس قدر داغِ جگر شعلہ اُٹھاتا ہے مجھے — ص۸۸

آئنہ ایجادِ درد: ہر رنگِ گردش، آئنہ ایجادِ درد ہے — اشکِ سحاب جز بہ وداعِ خزاں نہیں — ص۵۷

آئنہ ایجادِ کفِ گوہر بار: جوشِ طوفانِ کرم، ساقیِ کوثر ساغر — ہے فلک، آئنہ ایجادِ کفِ گوہربار — ص۳

آئنہ پرداز: (۱) بہ فکرِ حیرتِ رم آئنہ پرداز زانو ہے — کہ مشکِ نافہ، تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے — ص۹۸

(۲) کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا! — رحمت کہ عذر خواہِ لبِ بے سوال ہے — ص۲۰۵

آئنہ پردازِ داغِ ماہ: عکسِ گل ہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں — فلسِ ماہی آئنہ پردازِ داغِ ماہ ہے — ص۹۲

آئنہ پردازیِ دستِ دگراں: ضعف، آئنہ پردازیِ دستِ دگراں ہے — تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں — ص۶۱

آئنہ تعمیر: دید، حیرت کش و خرشید، چراغانِ خیال — عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا — ص۲۷

آئنہ خانہ: آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر — بس کہ ہیں بےخود و وارفتہ و حیراں گل و صبح — ص۳۷

(۲) پرواز نقدِ دامِ تمنائے جلوہ تھا — طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرو — ص۶۹

(۳) ذوقِ خود داری خرابِ وحشتِ تسخیر ہے — آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے — ص۹۵

(۴) شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز — ذوق میں جلوے کے تیرے بہ ہوائے دیدار — ص۱۳۳

(۵) مدعا محوِ تماشائے شکستِ دل ہے — آئنہ خانے میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے — ص۲۱۶

آئنہ دار: (۱) بالِ رعنائیِ دُم: موجۂ گل بندِ قبا — گردشِ کاسۂ سُم: چشمِ پری آئنہ دار — ص۵ [گھوڑے کے لیے

(۲) مردمک سے ہو عزا خانۂ اقبالِ نگاہ — خاکِ در کی ترے جو چشم نہ ہو آئنہ دار — ص۱۳۲

(۳) کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی — آئنہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں — ص۱۷۸

آئنہ دارِ تپشِ کوکب: بہ تحیر کدۂ فرصتِ آرائشِ وصل — دلِ شب، آئنہ دارِ تپشِ کوکب تھا — ص۲۴

آئنہ دارِ خموشیِ دل: تغافل، آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے — ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد — ص۳۷

آئنہ دارِ ہمدگر: شوخیِ حسن و عشق ہے آئنہ دارِ ہمدگر — خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ — ص۷۳

آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں: گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں تجھ سے — آئنہ داریِ یک دیدۂ حیراں مجھ سے — ص۲۱۲

آئنہ رُخساروں: فروِ آئینہ میں بخشیں شکنِ خندۂ گل — دلِ آزردہ، پسند آئنہ رخساروں کا — ص۲۸

آئنہ ساز: فریب صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ — نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز — ص۴۲

آئنہ ساماں: ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرّۂ خاک — شوق دیدار بلا آئنہ ساماں نکلا — ص۱۳

آئنہ سیما: دیکھیے ـــــ:(۲،۱)بُتِ آئنہ سیما[دوبار]۔

آئنہ فتراکِ دماغِ دلہا: گرد باد: آئنہ فتراکِ دماغِ دل ہا — تیرا صحراے طلب: محفلِ پیمانہ شکار — ص۶

آئنہ کیفیتِ صدرنگ: درد، آئنہ کیفیتِ صد رنگ ہے، یارب! — خمیازہ طرب ساغرِ زخمِ جگر آوے — ص۱۱۳

آئنہ منزل: دیکھیے: زیورِ صد آئنہ منزل۔

آئنۂ استغنا: دیکھیے: تمثالِ بہار آئنۂ استغنا۔

آئنۂ اعتبار: دیکھیے: گدازِ آئنۂ اعتبار۔

آئنۂ امتحاں: آئنۂ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ — شش جہت اسباب ہے وہمِ توکّل ہنوز — ص۴۴

آئنۂ انتظار: (۱) کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا؟ — ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا — ص۱۷

(۲) وصال جلوہ تماشا ہے پر دماغ کہاں — کہ دیجے آئنۂ انتظار کو پرداز — ص۱۷۱

آئنۂ برگِ گل: چھڑکے ہے شبنم آئنۂ برگِ گل پہ آب — اے عندلیب! وقتِ وداعِ بہار ہے — ص۲۱۷

آئنۂ جُراتِ عاشق: ہے عرضِ شکست آئنۂ جُراتِ عاشق — جُز آہ کہ سرلشکرِ وحشت علَمی ہے — ص۱۰۶

آئنۂ حسنِ یقیں: دیکھیے: زنگارِ رخِ آئنۂ حُسنِ یقیں۔

آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں: کوہکن: گرسنہ مزدورِ طرب گاہِ رقیب — بیستوں: آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں — ص۱۳۴

آئنۂ دل نگرانی: آمدِ خط ہے، نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد — چشمِ مور آئنۂ دل نگرانی مانگے — ص۷۷

آئنۂ دوجہاں مدارا: تکلّف، آئنۂ دوجہاں مدارا ہے — سُراغِ یک نگہِ قہر آشنا معلوم! — ص۵۴

آئنۂ ذرّہ ذرّہ خاک: آغوشِ گل، ہے آئنۂ ذرّہ ذرّہ خاک — عرضِ بہار، جوہرِ پرداز ہے مجھے — ص۹۷

آئنۂ زانو: ساقیِ گل رنگ سے اور آئنۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل وصبح — ص۴۷

آئینۂ شوخی:	جس ادب گاہ میں تو آئینۂ شوخی ہو	جلوہ ہے ساقیِ مخموریِ تابِ دیدار	ص۶
آئینۂ صفحۂ افشاں زدہ:	سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہارِ اسدؔ	دشت و ریگ، آئینۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے	ص۱۰۹
آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں:	ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم	لغو ہے آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں	ص۱۳۴
آئینۂ گل:	حُسنِ خود آرا کو ہے مشقِ تغافل ہنوز	ہے کفِ مشاطہ میں آئینۂ گل ہنوز	ص۴۳
آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں:	گردباد، آئینۂ محشرِ خاکِ مجنوں	یک بیاباں دلِ بیتاب اُٹھایا ہے مجھے	ص۱۰۷
آئینۂ ناز:	ہر رنگِ سُوز پردۂ یک ساز ہے مجھے	بالِ سمندر آئینۂ ناز ہے مجھے	ص۹۶
آئینۂ نازِ توکّل:	سادگی، ہے عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا	ناکسی، آئینۂ نازِ توکّل تاچند؟	ص۳۹
آئینۂ نشانِ حال:	سوختگاں کی خاک میں ریزشِ نقشِ داغ ہے	آئینۂ نشانِ حال مثلِ گلِ چراغ ہے	ص۱۱۵
آئینِ[1]:	(۱) دادِ دیوانگیِ دل! کہ ترا مدحت گر	ذرّے سے باندھے ہے خرشیدِ فلک پر آئیں	ص۹
	(۲) کس سے ممکن ہے تری مدح، بغیر از واجب	شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں	ص۱۳۵

دیکھیے ــــــــ: (۳) سالِ فرخی آئیں۔ (۴) سراپا شبنم آئیں۔ (۵) رسوائے آئیں۔ (۶) شرع و آئین۔
(۷) قدم بوسِ دلِ تسلیم آئیں۔

آئیں بندِ رنگینی:	عدم: وحشت سُراغ و ہستی: آئیں بندِ رنگینی	دماغِ دو جہاں پر سُنبل و گل یک شبیخوں ہے	ص۱۱۱
آئینِ غزل خوانی:	میں جو گستاخ ہوں آئینِ غزل خوانی میں	یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے	ص۲۴۱
آئینِ گلستانِ ارم:	حیرت، حدِ اقلیمِ تمنّائے پری ہے	آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارمؔ باندھ	ص۷۱
آئینِ نکتہ دانی:	دیکھو اِس دفترِ معانی کو	سیکھو آئینِ نکتہ دانی کو	ص۲۶۸
آئینہ[2]:	(۱) عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم	خوں ہو آئینہ کہ ہو جامۂ طفلاں رنگیں	ص۷
	(۲) توڑے ہے عجزِ تنک حوصلہ بر روئے زمیں	سجدہ تمثال وہ آئینہ، کہیں جس کو جبیں	ص۷
	(۳) جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پزیر	اگر آئینہ بنے حیرتِ صورتگرِ چیں	ص۹

---

[1] آئین : گیارہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: نو بار]۔
[2] آئینہ : ایک سو پینتالیس بار [مفرد: چوّن بار، مرکّب: اکیانوے بار]۔ آئینہ خانہ : پانچ بار۔ آئینہ داں : ایک بار۔

(۴) جوشِ تکلیفِ تماشا محشرستانِ نگاہ　　فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ مشتِ آب تھا　　ص۱۵

(۵) خود پرستی سے رہے باہمدگر ناآشنا　　بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا　　ص۱۹

(۶) جَیبِ نیازِ عشق نشاں دارِ ناز ہے　　آئینہ ہوں شکستنِ طرفِ کلاہ کا　　ص۱۹

(۷) ہرچند میں ہوں طوطیِ شیریں سخن، ولے　　آئینہ آہ! میرے مقابل نہیں رہا　　ص۲۱

(۸) بہ شیرینیِ خوابِ آلودہ مژگاں، نشترِ زنبور　　خودآرائی سے آئینہ طلسمِ مومِ جادو تھا　　ص۲۲

(۹)،(۱۰) جوہرِ فکر، پرِ افشانیِ نیرنگِ خیال　　حُسن، آئینہ و آئینہ، چمن مشرب تھا　　ص۲۴

(۱۱) آئینہ، داغِ حیرت و حیرت، شکنجِ یاس　　سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر　　ص۴۱

(۱۲) کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے　　باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ تا چاکِ قفس　　ص۴۵

(۱۳) نظارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دگر　　آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ　　ص۵۱

(۱۴) اے اسدؔ! خامُش ہے طوطیِ شکر گفتارِ طبع　　ظاہرا، رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ، دل　　ص۵۳

(۱۵) دل دے کفِ تغافلِ ابروے یار میں　　آئینہ ایسے طاق پہ گم کر کہ تو نہ ہو　　ص۶۸

(۱۶) مُجو دل، سُراغِ درد بہ دل خفتگاں نہ پوچھ　　آئینہ عرض کر، خط و خالِ بیاں نہ پوچھ　　ص۷۰

(۱۷) ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روے گل گوں سے　　نشانِ خالِ رُخ، داغِ شرابِ پرتگالی ہے　　ص۷۹

(۱۸) آئینہ نفس سے بھی ہوتا ہے کدورت کش　　عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے　　ص۸۰

(۱۹) تماشا سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل　　ہنوز آئینہ خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے　　ص۸۱

(۲۰) نہاں ہے گوہرِ مقصود جَیبِ خود شناسی میں　　کہ یہاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے　　ص۸۳

(۲۱) بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے　　حیرت، شہیدِ جُنبشِ ابروے یار ہے　　ص۹۰

(۲۲) لبِ نگار میں آئینہ، دیکھ آبِ حیات　　بہ گمرہیِ سکندر ہے محوِ حیرانی　　ص۹۶

(۲۳) فرصتِ آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی　　یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے　　ص۱۰۹

(۲۴) گلستاں، بے تکلف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے　　جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے　　ص۱۱۱

(۲۵) پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ　　نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے　　ص۱۱۲

(۲۶) قتلِ عشاق نہ غفلت کشِ تدبیر آوے　　یارب! آئینہ بہ طاقِ خمِ شمشیر آوے　　ص ۱۱۳

(۲۷) تمثالِ بتاں گر نہ رکھے پنبۂ مرہم　　آئینہ بہ عریانیِ زخمِ جگر آوے　　ص ۱۱۴

(۲۸) آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے　　صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا!　　ص ۱۴۸

(۲۹) شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیے　　میرا، زانو مونس اور آئینہ، تیرا آشنا　　ص ۱۴۹

(۳۰) اپنے کو دیکھتا نہیں، ذوقِ ستم تو دیکھ　　آئینہ تاکہ دیدۂ نخچیر سے نہ ہو　　ص ۱۹۵

(۳۱) اُلجھتے ہو تم اگر دیکھتے ہو آئینہ　　جوتم سے شہر میں ہوں ایک دو تو کیوں کر ہو؟　　ص ۱۹۷

(۳۲) کس کا سُراغِ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا!　　آئینہ، فرشِ ششش جہتِ انتظار ہے　　ص ۲۱۷

(۳۳) آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے　　ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے　　ص ۲۱۸

(۳۴) دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار　　آئینہ بہ دستِ بُتِ بدمستِ حنا ہے　　ص ۲۱۹

(۳۵) تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق　　آئینہ بہ اندازِ گل آغوش کُشا ہے　　ص ۲۱۹

(۳۶) جوہر ایجادِ خطِ سبز ہے خود بینیِ حُسن　　جو نہ دیکھا تھا سُو آئینے میں پنہاں نکلا　　ص ۱۳

(۳۷) بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز　　دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہوگیا　　ص ۳۰

(۳۸) خطِ نوخیز، نیلِ چشم زخمِ صافیِ عارض　　لیا آئینے نے حرزِ پرِ طوطی بہ چنگ آخر　　ص ۴۰

(۳۹) کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا؟　　آئینے کے پایاب سے اُتری ہیں سپاہیں　　ص ۵۹

(۴۰) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی　　کہ مثلِ ذرہ ہائے خاک آئینے پَرافشاں ہیں　　ص ۶۴

(۴۱) حیرت، حدِ اقلیمِ تمنائے پری ہے　　آئینے پہ آئینِ گلستانِ ارم باندھ　　ص ۷۱

(۴۲) کیا بدگماں ہے مجھ سے! کہ آئینے میں مرے　　طوطی کا عکس سمجھے ہے، زنگار دیکھ کر　　ص ۱۶۹

(۴۳) ہوئے اُس مہروَش کے جلوۂ تمثال کے آگے　　پرافشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرہ روزن میں　　ص ۱۸۰

(۴۴) خطِ نوخیز کی آئینے میں دی کس نے آرایش　　کہ ہے تہ بندیِ پرہائے طوطی، رنگ جوہر کا　　ص ۴۴۳

(۴۵) ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم　　مفتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر　　ص ۴۴۷

(۴۶) بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل　　سروِ بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار　　ص ۴

[آٹھ بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۳۹]:

(۴۷)،(۴۸) بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پر	ہے نفس، تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر
(۴۹) بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت کہاں!	غافلاں غش جان کر چھڑکے ہیں آب آئینے پر
(۵۰) بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری	بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر
(۵۱) مدّعی میری صفائے دل سے ہوتا ہے خجل	ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر
(۵۲) نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ	جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر
(۵۳) سدِّ اسکندر بنے بہرِ نگاہِ گل رُخاں	گر کرے یوں امر، نہیِ بوتراب آئینے پر
(۵۴) دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا!	رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر

دیکھیے ــــــ: (۵۵) آبِ چشمۂ آئینہ۔ (۵۶) پسِ زانوے آئینہ۔ (۵۷) پُشت گرمیِ آئینہ۔ (۵۸) پُشت و رُخِ آئینہ۔ (۵۹) تصویر بہ پُشتِ آئینہ۔ (۶۰) تمثال درآئینہ۔ (۶۱) جانشینِ جوہرِ آئینہ۔ (۶۲) ــ(۶۹) جوہرِ آئینہ [آٹھ بار]۔ (۷۰) چمن چمن گلِ آئینہ۔ (۷۱) حبابِ چشمۂ آئینہ۔ (۷۲) حیرتِ آئینہ۔ (۷۳)، (۷۴)، (۷۵) خانۂ آئینہ [تین بار]۔ (۷۶) دامِ جوہرِ آئینہ۔ (۷۷) دامنِ آئینہ۔ (۷۸) درِ آئینہ۔ (۷۹) درونِ جوہرِ آئینہ۔ (۸۰) دلِ آئینہ۔ (۸۱) صد جلوۂ آئینہ۔ (۸۲) صفائے حیرتِ آئینہ۔ (۸۳) صورتِ آئینہ۔ (۸۴) صیقلِ آئینہ۔ (۸۵) فردِ آئینہ۔ (۸۶) قبلۂ آئینہ۔ (۸۷) کشورِ آئینہ۔ (۸۸) معزولیِ آئینہ۔ (۸۹) ہزار آئینہ۔ (۹۰) ہوسِ گستاخیِ آئینہ۔

آئینہ بند:	مہِ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال آنکھوں سے	تماشا، کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا	ص۱۱
آئینہ بندِ خلوت و محفل:	ہم زانوے تامّل و ہم جلوہ گاہِ گل	آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئنہ	ص۷۰
آئینہ بندی:	نہ بخشی فرصتِ یک شبنمستاں جلوۂ خُور نے	تصوّر نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا	ص۲۶
آئینہ بندیِ گوہر:	بہ رہنِ ضبط ہے آئینہ بندیِ گوہر	وگرنہ بحر میں ہر قطرہ، چشمِ پُرنم ہے	ص۱۰۲
آئینہ پردازِ تسلّی:	تماشائے بہار آئینہ پردازِ تسلّی ہے	کفِ گل برگ سے پائے دلِ رنجور ملتے ہیں	ص۶۳
آئینہ پردازِ نقاب:	بس کہ شرمِ عارضِ رنگیں سے حیرت جلوہ ہے	ہے شکستِ رنگِ گل آئینہ پردازِ نقاب	ص۳۱

آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان: شرم، آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آب گردیدن روا لیکن چکیدن منع ہے — ص۱۱۲

آئینہ چراغاں: دیکھیے: یک آئینہ چراغاں۔

آئینہ خانہ: (۱) کس کا جنونِ دید تمنا شکار تھا؟ — آئینہ خانہ، وادیِ جوہر غبار تھا — ص۱۷

(۲) ہر ذرّہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دوچار صحرا — ص۲۶

(۳) ہوئی یہ بے خودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے — کہ طوطی، قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں — ص۵۸

(۴) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے — کرے جو پرتوِ خرشید عالم شبنمستاں کا — ص۱۵۶

(۵) خوشا! طوطیؔ و گنجِ آشیانہ — نہاں در زیرِ بال آئینہ خانہ — ص۴۵۱

آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر: دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہ ہو یارب! — نفَس، آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر بہتر ہے — ص۱۰۸

آئینہ دارِ شکستن: دیکھیے: یک آئینہ دارِ شکستن۔

آئینہ داری: تماشا! کہ اے محوِ آئینہ داری! — تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں — ص۱۷۹

آئینہ داں: گرمیِ شوق طلب ہے عینِ تاپاکِ وصال — غافلاں! آئینہ داں ہے نقشِ پائے جستجو — ص۶۹

آئینہ رُخاں: دیکھیے: وصلِ آئینہ رُخاں۔

آئینہ طرب: دیکھیے: دلِ آئینہ طرب۔

آئینہ کارتر: سعیِ خرام، کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے — جوشِ چکیدنِ عرق آئینہ کارتر — ص۳۱

آئینہ واقلیمِ کوراں: رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر — گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے — ص۸۱

آئینہ وشانہ: آئینہ و شانہ ہمہ دست و ہمہ زانو — اے حُسن! مگر حسرتِ پیماں شکنی ہے؟ — ص۱۱۱

آئینہ ہا: ہرذرّہ خاک: عرضِ تمنائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو — ص۶۹

آئینۂ اخلاقِ بہار: لالہ و گل بہم آئینۂ اخلاقِ بہار — ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے — ص۱۰۸

آئینۂ اظہار: وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار — شہرت چمنِ فتنہ و عنقا ارمی ہے — ص۱۰۶

آئینۂ انجام: صبح سے معلوم آثارِ ظہورِ شام ہے — غافلاں! آغازِ کار آئینۂ انجام ہے — ص۱۰۱

آئینۂ ایجاد: دیکھیے: مومِ آئینۂ ایجاد۔

آئینۂ بادِ بہاری: لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی / چمن، زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا ص۱۳۸

آئینۂ بختِ بیدار: خاکِ صحرائے نجف: جوہرِ سیرِ عرفا / چشمِ نقشِ قدم: آئینۂ بختِ بیدار ص۳۳۲

آئینۂ بہار: دل سے اُٹھا لطفِ جلوہ ہائے معانی / غیرِ گل، آئینۂ بہار نہیں ہے ص۲۰۸

آئینۂ بے زنگ: دیکھیے: صد آئینۂ بے زنگ۔

آئینۂ بے مہریِ قاتل: ہوائے سیرِ گل: آئینۂ بے مہریِ قاتل / کہ اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل پسند آیا ص۱۳۲

آئینۂ پردازِ معانی: گر ملے حضرتِ بیدلؔ کا خطِ لوحِ مزار / اسدؔ آئینۂ پردازِ معانی مانگے ص۷۸

آئینۂ پیدائیِ استغنا: یاس: آئینۂ پیدائیِ استغنا ہے / نااُمیدی: ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ ص۴۲

آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں: یاس: تمثالِ بہار آئنۂ استغنا / وہم: آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں ص۷

آئینۂ تاثیر: دیکھیے: صد آئینۂ تاثیر۔

آئینۂ تصویر: عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت معلوم! / عیسیٰؔ آخر بہ کفِ آئینہ تصویر آوے ص۱۱۳

آئینۂ تصویر نما: معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ / تیغِ ستم آئینۂ تصویر نما ہے ص۲۱۹

(۲) دیکھیے: بزمِ آئینۂ تصویر نما۔

آئینۂ تعبیر: وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ / جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا ص۱۱

آئینۂ تکرارِ تمنا: دیر و حرم: آئینۂ تکرارِ تمنا / واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں ص۵۹

آئینۂ تمثال: خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا / کہ موم، آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا ص۳۱

آئینۂ تمیز: ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی / تکلف برطرف، آئینۂ تمیز حائل ہے ص۷۷

آئینۂ حیرت پرستی: زبس ہر شمع یہاں آئینۂ حیرت پرستی ہے / کرے ہیں غنچۂ منقارِ طوطی نقش گلگیریں ص۶۴

آئینۂ خُور: ہَوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بانی / کہ تھا آئینۂ خُور پر تصور زنگ بستن کا ص۲۷

آئینۂ خیال: (۱) طرزِ آفرینِ نکتہ سرائیِ طبع ہے / آئینۂ خیال کو طوطی نما کہوں ص۵۶

(۲) تمثالِ جلوہ عرض کر، اے حُسن! کب تلک / آئینۂ خیال کو دیکھا کرے کوئی ص۸۷

آئینۂ دریا: دیکھیے: طوفانیِ آئینۂ دریا۔

آئینۂ دستِ طبیب: دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر ؎ ہوا سکتے سے مَیں آئینۂ دستِ طبیب آخر ص۴۱

آئینۂ دل: نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیّر، نہ نگاہ ؎ گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں ص۸

(۲) دیکھیے: وحدت خانۂ آئینۂ دل۔

آئینۂ دیوار: سحر گر باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا ؎ اُڑے رنگِ گُل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا ص۳۱

آئینۂ زانو: دیکھیے ـــــــ: (۱) طوطیِ آئینۂ زانو۔ (۲) جوہرِ آئینۂ زانو۔

آئینۂ سنگ: دیکھیے: جوہرِ آئینۂ سنگ۔

آئینۂ شانِ اظہار: تیرا پیمانۂ مے: نسخۂ ادوارِ ظہور ؎ تیرا نقشِ قدم: آئینۂ شانِ اظہار ص۶

آئینۂ صدرنگ خود آرائی: فرصت: آئینۂ صد رنگ خود آرائی ہے ؎ روز و شب: یک کفِ افسوسِ تماشائی ہے ص۱۰۴

آئینۂ صدرنگ نشاط: پردۂ دردِ دل آئینۂ صد رنگ نشاط ؎ بخیۂ زخمِ جگر خندۂ زیرِ لب تھا ص۲۴

آئینۂ طاقِ ہلال: بدر، ہے آئینۂ طاقِ ہلال ؎ غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال ص۵۱

آئینۂ ناز: ذرّہ اُس گرد کا: خرشید کو آئینۂ ناز ؎ گرد اُس دشت کی: اُمید کو احرامِ بہار ص۱۳۳

آئینۂ نازپروں: جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کہ گردوں ہر صبح ؎ خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پروں ص۸

آئینۂ یک پرتوِشوق: دیدہ تا دل اسدؔ آئینۂ یک پرتوِ شوق ؎ فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار ص۱۳۳

آیت[۱] رحمتِ حق: آیتِ رحمتِ حق بسملۂ مصحفِ ناز ؎ مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار ص۶

۱۔ آیت : ایک بار [مرتّب]۔

الف

ابتدا[1] : چشمۂ انطباع جاری ہے ابتدائے ورق شماری ہے ص۲۶۸

ابجد[2] : دیکھیے ـــــــ : (۱) قفلِ ابجد۔ (۲) طلسمِ قفلِ ابجد۔

ابجدی: دیکھیے: اطفالِ ابجدی۔

ابد[3] : (۱) ہے ازل سے روائیِ آغاز ہو ابد تک رسائیِ انجام ص۱۳۸

دیکھیے ـــــــ : (۲) سرِ سلسلہ جُنبانیِ صد عمرِ ابد۔ (۳) عیشِ ابد۔

ابداً : نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رتبہ کہ رہے ابداً پشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں ص۱۳۴

ابر[4] : (۱) سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر بیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار ص۴

(۲) جوشِ بہار کلفتِ نظارہ ہے اسدؔ! ہے ابر، پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا ص۱۹

(۳) ہَوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی کہ تھا آئینۂ خور پر تصور زنگ بستن کا ص۲۷

(۴) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو ص۷۰

(۵) خوشی کیا، کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈھے ہے ابھی سے برق، خرمن کو ص۱۹۸

(۶) سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں! ابر کیا چیز ہے، ہَوا کیا ہے! ص۲۳۸

(۷) خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی درِ حضور پر اے ابر! بار بار برس ص۲۶۳

(۸) جوں نخلِ ماتم ابر سے مطلب نہیں مجھے رنگِ سیاہِ نیل غبارِ سحاب ہے ص۴۵۲

۱۔ ابتدا : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ ابجد : دو بار [مرکّب]۔
ابجدی : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ ابد : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
ابداً : ایک بار۔
۴۔ ابر : پینتیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: ستائیس بار]۔

دیکھیے ـــــ: (۹) روزِ ابر۔ (۱۰) زہرۂ ابر۔ (۱۱) سرنوشتِ دو جہاں ابر۔ (۱۲) مستی ابر۔ (۱۳) ہر پارۂ ابر۔

ابرِ بہار: باغ شگفتہ تیرا بساطِ نشاطِ دل — ابرِ بہار خم کدہ کس کے دماغ کا؟ ص۱۵۰

دیکھیے ـــــ: (۲) خلیدۂ رگِ ابرِ بہار۔ (۲) رگِ ابرِ بہار۔

ابرِ بہاری: (۱) سیہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے — زمیں جوشِ طرب سے جامِ لبریزِ سفالی ہے ص۷۹

(۲) ہے مجھے، ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا — روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہو جانا ص۱۵۶

(۳) دیکھیے: رگِ ابرِ بہاری۔

ابرِ بے پرواخرام: اسدؔ! سودائے سرسبزی سے ہے تسلیم رنگیں تر — کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پرواخرام اُس کا ص۲۳

ابرِ تگرگ بار: اُنھیں کی سال گرہ کے لیے بناتا ہے — ہوا میں بوند کو ابرِ تگرگ بار، گرہ ص۲۷۹

ابرِ چشمِ گریاں: دیکھیے: برقِ ابرِ چشمِ گریاں۔

ابرِ دریابار: دھوئیں سے آگ کے اک ابرِ دریابار ہو پیدا — اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش ص۴۷

ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں: ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام — دُرِ شہوار ہیں، جو گرتے ہیں قطرے پے ہم ص۲۶۵

ابرِ ستارہ بار: مقامِ شکر ہے اے ساکنانِ خطۂ خاک! — رہا ہے زور سے ابرِ ستارہ بار برس ص۲۶۳

ابرِ سیاہ: دیکھیے: رگِ ابرِ سیاہ۔

ابرِ سیہ مست: بہ سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیماں — اگر ابرِ سیہ مست از سوئے کہسار ہو پیدا ص۳۱

ابرِ شفق آلودہ: مجھے اب، دیکھ کر ابرِ شفق آلودہ، یاد آیا — کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر ص۱۶۷

ابرِ گوہر بار: بزم کا التزام گر کیجے — ہے قلم میری ابرِ گوہر بار ص۱۲۶

ابرِ گہر بار: (۱) وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سر تا سرِ خاک — گزرے ہے آبلہ پا ابرِ گہر بار ہنوز ص۱۷۲

(۲) دیکھیے: رگِ ابرِ گہر بار۔

ابرِ مطیر: کہاں ہے ساقیِ مہ وَش؟ کہاں ہے ابرِ مطیر؟ — بیار: لا مے گلنار گوں، ببار: برس ص۲۶۳

ابرِ مے خانہ: دوست اِس سلسلۂ ناز کے جوں سُنبل و گُل — ابرِ مے خانہ کریں ساغرِ خرشید شکار ص۷

ابرِ نیساں: ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں — خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار ص۵

ابر و باد: کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا بُرائی ہے؟ بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں ص۱۹۲

ابرام[1]: (۱) عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنّا، سب تھا ص۲۲

(۲) بوسہ دینے میں اُن کو ہے انکار دل کے لینے میں جن کو تھا ابرام ص۱۳۷

(۳) ہے قہر گر اب بھی نہ بنے بات کہ اُن کو انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے ص۲۲۵

ابراہیم[2]: دیکھیے: نثرِ مدحت سرائے ابراہیم۔

ابرو[3]: (۱) رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا ورنہ اشارت فہم کو ہر ناخنِ بُریدہ، ابرو تھا ص۲۲

(۲) نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی دیا ابرو کو چھیڑا اور اُس نے فتنے کو اشارت کی ص۹۷

(۳) ہاتھ سے رکھ دی کب ابرو نے کماں کب کمر سے غمزے کی خنجر کُھلا ص۱۴۰

(۴) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند ہے تیر مقرر، مگر اُس کی ہے کماں اور ص۱۷۰

دیکھیے ــــــ: (۵) آبِ دمِ شمشیرِ ابرو۔ (۶) شوخیِ ابرو۔ (۷) گوشۂ ابرو۔ (۸) وسمۂ ابرو۔

ابروے بُت: قبلہ و ابروے بُت: یک رہِ خوابیدۂ شوق کعبہ و بُت کدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں ص۷

ابروے قضا: دیکھیے: موجِ ابروے قضا۔

ابروے مہِ نَو: بہ حکمِ عجز، ابروے مہِ نَو حیرت ایما ہے کہ یہاں خم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں ص۵۸

ابروے یار: دیکھیے ــــــ: (۱) شہیدِ جُنبشِ ابروے یار۔ (۲) کفِ تغافلِ ابروے یار۔ (۳) محوِ شوخیِ ابروے یار۔

ابری[4]: دیکھیے: پیرہنِ کاغذِ ابری۔

ابریشم[5] ساز: محرومِ صدا رہا بغیر از یک تار ابریشمِ ساز موے چینی ہے مجھے ص۴۵۷

ابنائے[6] زماں: دیکھیے: خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں۔

ابنِ[7] علی: دیکھیے: حسینِ ابنِ علی۔

ابنِ مریم: ابنِ مریم ہوا کرے کوئی میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی ص۲۴۲

اُبھار[8]: دل اُس کا پھوڑ کے نکلے بہ شکل پھوڑے کے خدا کرے کہ کرے اِس طرح اُبھار، گرہ ص۲۷۹

۱۔ ابرام : تین بار۔
۲۔ ابراہیم : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ ابرو : چودہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دس بار]۔
۴۔ ابری : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ ابریشم : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ اُبنا : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ اِبن : دو بار [مرکّب]۔
۸۔ اُبھار : ایک بار۔

ابہام[1]:	میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدّق توضیح	میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل	ص۱۲۴
اتفاق[2]:	دیکھیے: گلشنِ اتفاق۔		
اتفاقِ چشم:	بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے	مہ و خرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں	ص۶۲
اتفاقی[3]:	وفائے دلبراں ہے اتفاقی ورنہ اے ہمدم!	اثر فریادِ دل ہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے	ص۲۲۰
اِتمامِ[4] بزمِ عیدِ اطفال:	بعد از اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال	ایّامِ جوانی رہے ساغر کشِ حال	
	آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم	اے عمرِ گزشتہ! یک قدم استقبال	ص۲۵۲
اتوار[5]:	لال ڈگّی پر کرے گا جا کے کیا؟	پُل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا	[قادرنامہ]
اٹھارہ سو[6]:	(۱) سنینِ عیسوی اٹھارہ سو اور اٹھاون	یہ چاہتے ہیں جہاں آفریں سے شام و پگاہ	
	(۲) یہ جتنے سینکڑے ہیں، سب ہزار ہوجاویں	دراز اِس کی ہو عمر اِس قدر، سخن کوتاہ	ص۲۷۸
اٹھاون:	دیکھیے: اٹھارہ سو۔		
اثبات[7]:	(۱) نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا	دی ہے جائے دہن اُس کو دمِ ایجاد، نہیں	ص۱۸۶
	(۲) ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا	ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے	ص۲۲۰
اثباتِ یقیں:	تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے ولیکن بہ تضاد	وصیِ ختمِ رُسل تو ہے بہ اثباتِ یقیں	ص۹
اثر[8]:	(۱) اسدؔ! مایوس مت ہو گرچہ رونے میں اثر کم ہے	کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا	ص۳۱
	(۲) سبب، وارستگاں کو تنگیِ ہمّت ہے، خداوندا!	اثر سُرمے سے اور لب ہائے عاشق سے صدا گُم ہو	ص۶۸
	(۳) اثر سوزِ محبّت کا قیامت بے محابا ہے	کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے	ص۸۴
	(۴) اثر میں یہاں تک اے دستِ دعا! دخلِ تصرّف کر	کہ سجدہ، قبضۂ تیغِ خمِ محراب ہوجاوے	ص۱۰۵
	(۵) لطفِ خمارِ مے کو ہے در دلِ ہمدگر اثر	پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے	ص۱۱۵
	(۶) آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک	کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہوتے تک!	ص۱۷۵
	(۷) آہ کا کس نے اثر دیکھا ہے!	ہم بھی ایک اپنی ہوا باندھتے ہیں	ص۱۸۱

۱۔ ابہام : ایک بار۔
۲۔ اتفاق : دو بار [مرکّب]۔
۳۔ اتفاقی : ایک بار۔
۴۔ اتمام : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ اتوار : ایک بار۔
۶۔ اٹھارہ سو : ایک بار۔
۷۔ اثبات : تین بار [مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔
۸۔ اثر : چوبیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: تیرہ بار)۔

(۸) بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا | اثر مرے نَفَسِ بے اثر میں خاک نہیں | ص ۱۸۴
(۹) وفاے دلبراں ہے اتفاقی، ورنہ اے ہمدم! | اثر فریادِ دل ہاے حزیں کا کس نے دیکھا ہے | ص ۲۲۰
(۱۰) اک گرم آہ کی تو ہزاروں کے گھر جلے | رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے | ص ۳۰۴
(۱۱) ہوئی اک عمر صرفِ مشقِ نالہ | اثر موقوف بر عمرِ دگر ہے | ص ۳۵۵

دیکھیے ــــــ: (۱۲) اندازِ اثر۔ (۱۳) سرشکِ نمک اثر۔ (۱۴) طراوتِ سحر ایجادیِ اثر۔ (۱۵) کمندِ شکارِ اثر۔ (۱۶) گردِ تمناے اثر۔

اثرِ آبلہ: اثرِ آبلہ سے جادۂ صحراے جنوں | صورتِ رشتۂ گوہر ہے چراغاں مجھ سے | ص ۲۱۱

اثرِ انتظار: نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ | گزشتگاں اثرِ انتظار رکھتے ہیں | ص ۹۳

اثرِ بانگِ حزیں: دیکھیے: دردِ اثرِ بانگِ حزیں۔

اثرِ دیدہ: ہنوز اے اثرِ دیدہ! ننگِ رُسوائی | نگاہ فتنہ خرام و درِ دوعالم باز | ص ۴۳

اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ: صرفِ اعدا اثرِ شعلہ و دودِ دوزخ | وقفِ احباب گل و سنبلِ فردوس بریں | ص ۱۳۵

اثرِ کمندیِ فریادِ نارسا: اثر کمندیِ فریادِ نارسا معلوم! | غبارِ نالہ کمیں گاہِ مدّعا معلوم! | ص ۵۳

اثرِ گریہ: کی ہم نفَسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر | اچھے رہے آپ اُس سے، مگر مجھ کو ڈبو آئے | ص ۲۳۹

اثرِ نالۂ دل ہاے حزیں: کس نے دیکھا نَفَسِ اہلِ وفا آتش خیز؟ | کس نے پایا اثرِ نالۂ دل ہاے حزیں؟ | ص ۱۳۴

اجابت[۱]: (۱) دے دعا کو مری وہ مرتبۂ حُسنِ قبول | کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں | ص ۱۳۵
(۲) دیکھیے: یقینِ اجابت۔

اجارا[۲]: غالب! ترا احوال سنادیں گے ہم اُن کو | وہ سن کے بُلالیں، یہ اجارا نہیں کرتے | ص ۲۳۴

اجازت[۳]: دے مجھ کو شکایت کی اجازت کہ ستمگر! | کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار میں آوے | ص ۲۳۴

اجازتِ تسلیمِ ہوش: مَے نے کیا ہے حُسنِ خود آرا کو بے حجاب | اے شوق! ہاں اجازتِ تسلیمِ ہوش ہے | ص ۲۳۰

اِجتہاد[۴]: (۱) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں | علی سے آکے لڑے اور خطا کہیں اُس کو | ص ۲۸۵

۱۔ اِجابت : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۲۔ اجارا : ایک بار۔
۳۔ اجازت : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ اجتہاد : دوبار۔

(۲) یزید کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ — بُرا نہ مانیے گر ہم بُرا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

اَجزا[1]: ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام — مہرِ گردوں، ہے چراغِ رہ گزارِ بادِ یہاں — ص۱۷۹

اَجزاے ایماں: ہم موحد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم — ملّتیں جب مٹ گئیں، اجزاے ایماں ہوگئیں — ص۱۹۲

اَجزاے بہار: ربطِ یک شیرازۂ وحشت ہیں اجزاے بہار — سبزہ بیگانہ، صبا آوارہ، گُل نا آشنا — ص۱۹

اَجزاے پریشاں: نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا غالبؔ! — کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزاے پریشاں کا — ص۱۵۷

اجزاے حواس: دیکھیے: بے ربطیِ شیرازۂ اجزاے حواس۔

اجزاے دو عالم دشت: یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کُھلا — جادہ، اجزاے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا — ص۱۳۶

اجزاے عالم: تمام اجزاے عالم صیدِ دامِ چشمِ گریاں ہے — طلسمِ شش جہت یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے — ص۸۱

اَجزاے قدم: دیکھیے: شیرازۂ اجزاے قدم۔

اجزاے نالہ: اللہ رے تیری تُندیِ خو! جس کے بیم سے — اجزاے نالہ دل میں مرے رزقِ ہَم ہوئے — ص۲۲۶

اجزاے نگاہِ آفتاب: ہوگئے ہیں جمع اجزاے نگاہِ آفتاب — ذرّے اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں — ص۱۸۵

اجل[2]: (۱) اگر آرزو رسا ہو، پَے دردِ دل دوا ہو — وہ اجل کہ خوں بہا ہو بہ شہیدِ ناتوانی — ص۱۰

(۲) دیکھیے: حناے پاے اجل۔

اچھا[3]: (۱) بسمل اس تیغِ دو دستی کا نہیں بچتا اسدؔ! — عافیت بیزار! ذوقِ کشتن اچھا نہیں — ص۶۵

(۲) ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی — زیب دیتا ہے، اِسے جس قدر اچھا کہیے — ص۱۲۲

(۳) گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا یوں سہی — یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟ — ص۱۵۵

(۴) درد، منّت کشِ دوا نہ ہوا — میں نہ اچھا ہوا، بُرا نہ ہوا — ص۱۶۱

(۵) کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں — تیرا بیمار، بُرا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۶) اُن کو غالبؔ! یہ سال اچھا ہے — جو ائمہ کے ہیں تولائی — ص۲۶۳

---

[1] اجزا : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: نو بار]۔
[2] اجل : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
[3] اچھا : تیس بار۔
اچھوں : دو بار۔
اچھی : تین بار۔
اچھے : دو بار۔

(۷) لو، ہم مریضِ عشق کے بیماردار ہیں	اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج	ص۱۶۵
(۸) آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں	مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اور	ص۱۷۱
(۹) سر کھجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہو جائے	لذّتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں	ص۱۸۲
(۱۰) قفس میں ہوں، گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو	مرا ہونا برا کیا ہے نواسنجانِ گلشن کو؟	ص۱۹۸
(۱۱) غالبؔ! بُرا نہ مان جو واعظ بُرا کہے	ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے	ص۲۱۸
(۱۲) غالبؔ! اِن مہ طلعتوں کے واسطے	چاہنے والا بھی اچھا چاہیے	ص۲۲۳
(۱۳) اچھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصور	دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی	ص۲۲۸
(۱۴) یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے	غالبؔ کو بُرا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے	ص۲۳۵
(۱۵)،(۱۶) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے	کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے	ص۲۳۹
(۱۷) رہے دل ہی میں تیر، اچھا؛ جگر کے پار ہو، بہتر	غرض شستِ بُتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے	ص۲۴۳
(۱۸) ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالبؔ کو نہ جانے؟	شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے	ص۲۴۵
(۱۹) ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا	غالبؔ کو بُرا کیوں کہو، اچھا مرے آگے	ص۲۴۹

[گیارہ بار بہ طور جزوِ ردیف، ص۲۳۹]:

(۲۰)،(۲۱) حُسنِ مہ گرچہ بہ ہنگامِ کمال اچھا ہے	اُس سے میرا مہِ خرشید جمال اچھا ہے
(۲۲) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ	جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے
(۲۳) اَور بازار سے لے آئے، اگر ٹوٹ گیا	ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے
(۲۴) بے طلب دیں تو مزا اُس میں سوا ملتا ہے	وہ گدا جس کو نہ ہو خوے سوال، اچھا ہے
(۲۵) اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے مُنہ پر رونق	وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے
(۲۶) دیکھیے پاتے ہیں عشاق، بُتوں سے کیا فیض!	اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے
(۲۷) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا	جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے
(۲۸) قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے	کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے

(۲۹) خضر سلطان کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز — شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچّھا ہے

(۳۰) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ یہ خیال اچّھا ہے

اچّھوں: (۱) کی وفا ہم سے تو غیر اُس کو جفا کہتے ہیں — ہوتی آئی ہے کہ اچّھوں کو بُرا کہتے ہیں ص۱۸۷

(۲) چاہیے اچّھوں کو، جتنا چاہیے — یہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیے ص۲۲۲

اچّھی: (۱) فکر اچّھی، پر ستایش ناتمام — عجزِ اعجازِ ستایش گر کُھلا ص۱۴۱

(۲) ہاں چھپے گھٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش وطرب — شام سے آتے تو کیا اچھی گزرتی رات سب ص۲۹۱

(۳) واہ بے لڑکے! پڑھی اچّھی غزل — شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا [قادرنامہ]

اچّھے: (۱) کی ہم نفَسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر — اچّھے رہے آپ اُس سے مگر مجھ کو ڈبو آئے ص۲۳۹

(۲) ہیں اَور بھی دُنیا میں سخنور بہت اچّھے — کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اَور ص۱۷۰

احباب:[۱] احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کرسکے — زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا ص۱۵۵

(۲) شورشِ باطن کے ہیں احباب منکر، ورنہ یھاں — دل، محیطِ گریہ و لب، آشنائے خندہ ہے ص۲۱۵

دیکھیے ــــــ: (۳) بساطِ صحبتِ احباب۔ (۴) خندۂ احباب۔ (۵) خوشنودیِ احباب۔ (۶) دعویِ جمعیّتِ احباب۔ (۷) ذوقِ صحبتِ احباب۔ (۸) غبارِ خاطرِ احباب۔ (۹) گلدستۂ احباب۔ (۱۰) نَفَس گرمیِ احباب۔ (۱۱) وقفِ احباب۔

اِحتیاج:[۲] دیکھیے: رنگِ احتیاج۔

اِحتیاجِ گواہ: ملے گی اِس کو وہ عقلِ نہفتہ داں کہ اِسے — پڑے نہ قطعِ خصومت میں احتیاجِ گواہ ص۲۷۸

اِحترام:[۳] دیکھیے: صد گونہ احترام۔

اِحتشام:[۴] دیکھیے: امیرِ شہ احتشام۔

اِحتمال:[۵] دیکھیے: رزقِ دو عالم احتمال۔

اِحتیاط:[۶] دیکھیے: وضعِ احتیاط۔

۱۔ احباب : گیارہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دس بار]۔
۲۔ احتیاج : دوبار [مرکّب]۔
۳۔ احترام : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ احتشام : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ احتمال : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ احتیاط : ایک بار [مرکّب]۔

اِحرام[1]: (۱) جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ — کعبۂ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے — ص۹۹

(۲) کعبے میں جا، بجائیں گے ناقوس — اب تو باندھا ہے دَیر میں احرام — ص۱۳۷

دیکھیے ـــــ: (۳) آلودہ بہ مے جامۂ احرام۔ (۴) جامۂ احرام۔

اِحرامِ بہار: ذرّہ اُس گرد کا: خرشید کو آئینۂ ناز — گرد اُس دشت کی: اُمید کو احرامِ بہار — ص۱۳۳

احرامِ تپش: ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع — پائے خوابیدہ بہ دل جوئیِ شبگیر آوے — ص۱۱۳

احرامِ فسردن: وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے — ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے — ص۱۱۰

احرامِ گریباں: دیکھیے: فکرت احرامِ گریباں۔

احرامِ مدعا: ہر نالۂ اسدؔ ہے مضمونِ داد خواہی — یعنی سخن کو کاغذ احرامِ مدعا ہے — ص۹۵

احسان[2]: (۱) طلسمِ منّتِ یک خلق سے رہائی دی — جہاں جہاں مرے قاتل کا مجھ پہ احساں ہے — ص۱۰۲

(۲) سرمۂ مفتِ نظر ہوں، مری قیمت یہ ہے — کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا — ص۱۵۳

(۳) دیوار بارِ منّتِ مزدور سے ہے خم — اے خانماں خراب! نہ احساں اُٹھائیے — ص۲۰۱

(۴) صد جلوہ رو بہ رو ہے جو مژگاں اُٹھائیے — طاقت کہاں کہ دید کا احساں اُٹھائیے — ص۲۰۱

احسانِ صاحب دولتاں: ناگوارا ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں — ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یہاں — ص۵۷

احسن اللہ خاں[3]: جس کو منظور ہو کہ زر بھیجے — احسن اللہ خاں کے گھر بھیجے — ص۲۶۸

اِحضارِ[4] باغ: جوشِ گل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ — زیرِ مشقِ شعر ہے نقش از پئے اِحضارِ باغ — ص۴۸

اِحضارِ چمن: دیکھیے: نقشِ احضارِ چمن۔

اَحکام[5]: جب ازل میں رقم پذیر ہوئے — صفحہ ہائے لیالی و ایام
اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا — مجملاً مندرج ہوئے احکام — ص۱۳۸

اَحکامِ پیغمبر: دیکھیے: عقدۂ احکامِ پیغمبر۔

۱۔ احرام : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
۲۔ احسان : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: ایک بار]۔
۳۔ احسن اللہ خاں: ایک بار۔
۴۔ اِحضار : دو بار [مرکّب]۔
۵۔ اَحکام : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

احکامِ طالعِ مولود: لکھا کرے کوئی احکامِ طالعِ مولود — کسے خبر ہے کہ وھاں جُنبشِ قلم کیا ہے — ص ۲۱۱

احمقوں[1]: خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار — کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیدادگر کو مَیں؟ — ص ۱۹۰

اَحوال[2]: (۱) شوخی تری کہ دیتی ہے احوال ہمارا — رازِ دلِ صد پارہ کی ہے پردہ درِ انگشت — ص ۳۲

(۲) میرؔ کے شعر کا احوال کہوں کیا غالبؔ — جس کا دیوان کم از گلشنِ کشمیر نہیں — ص ۵۷

(۳) غالبؔ! ترا احوال سنا دیں گے ہم اُن کو — وہ سن کے بلالیں، یہ اجارا نہیں کرتے — ص ۲۳۴

(۴) آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسدؔ — حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں؟ — ص ۲۹۸

اَحوالِ بتاں: خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی — اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد — ص ۱۶۶

احوالِ بےخوداں: بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد — کرے ہے خامشی احوالِ بےخوداں پیدا — ص ۴۳۶

احوالِ دل: پوچھا تھا گرچہ یار نے احوالِ دل مگر — کس کو دماغ منّتِ گفت و شنود تھا — ص ۱۲

احوالِ دلِ زار: اپنا احوالِ دلِ زار کہوں یا نہ کہوں — ہے حیا مانعِ اظہار، کہوں یا نہ کہوں — ص ۲۹۸

احوالِ گرفتاریِ دل: اپنے دل ہی سے میں احوالِ گرفتاریِ دل — جب نہ پاؤں کوئی غم خوار، کہوں یا نہ کہوں — ص ۲۹۸

احوالِ واقعی: دیکھیے: گزارشِ احوالِ واقعی۔

اخبارِ لودھیانہ[3]: اخبارِ لودھیانہ میں میری نظر پڑی — تحریر ایک، جس سے ہوا بندہ تلخ کام — ص ۲۸۲

اِختتام[4]: (۱) پایا قادرنامے نے آج اختتام — اِک غزل تم اَور پڑھ لو وَالسّلام — [قادرنامہ]

(۲) دستورِ فنِّ شعر یہی ہے قدیم سے — یعنی دُعا پہ مدح کا کرتے ہیں اختتام — ص ۲۸۳

اختر[5]: (۱) ہے عرق افشاں مشی سے ادہمِ مشکینِ یار — وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب — ص ۳۱

(۲) اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدّعا رسا — اختر کو داغِ سایۂ بالِ ہُما کہوں — ص ۵۶

دیکھیے ــــــ: (۳) تیرگیِ اختر۔ (۴) دیدۂ اختر۔ (۵) سلکِ اختر۔ (۶) شبِ اختر۔ (۷) فروغِ مہ و اختر۔ (۸) مقصدِ نُہ چرخ و ہفت اختر۔ (۹) مہ و اختر۔ (۱۰) ناخنکِ دیدہ ہائے اختر۔ (۱۱) ہر یک اختر۔

۱۔ احمقوں : ایک بار۔
۲۔ احوال : دس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چھے بار]۔
۳۔ اخبارِ لودھیانہ : ایک بار۔
۴۔ اختتام : دوبار۔
۵۔ اختر : سولہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چودہ بار]۔

اخترِ سوختۂ قیس: اخترِ سوختۂ قیس سے نسبت دیجے خالِ مشکینِ رُخِ دل کشِ لیلا کہیے ص۱۲۲

اختر شماری: (۱) بہ وقتِ سرنگونی، ہے تصور انتظارستاں نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا ص۱۹

(۲) دیکھیے: خوکردۂ اختر شماری۔

اختر شمری: دیکھیے: کیس گہریِ اختر شمری۔

اختر فشاں: دیکھیے: مہِ اختر فشاں۔

اختراع[1]: دیکھیے: محوِ اختراع۔

اختراعِ جلوہ: دیکھیے: زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ۔

اختلاج[2]: جُنبشِ ہر برگ سے ہے گل کے لب کو اختلاج حبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج ص۳۵

اختلاط[3]: چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا ہے دل پہ بار نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۳

اختلافِ[4] رنگ و بو: اختلافِ رنگ و بو طرحِ بہارِ بے خودی شُلعِ گل گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے ص۸۷

اختیار[5]: (۱) بیمِ رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش مجبور یاں تلک ہوئے اے اختیار حیف! ص۱۷۳

(۲) گریہ نکالے ہے تری بزم سے مجھ کو ہائے! کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے ص۲۰۸

(۳) سُن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ ص۲۷۹

(۴) خواب و بیداری پہ کب ہے آدمی کو اختیار مثلِ زخم آنکھوں کو سی دیتا، جو ہوتا ہوشیار ص۲۸۹

(۵) ہوں دردمند جبر ہو یا اختیار ہو گہ نالۂ کشیدہ، گہہ اشکِ چکیدہ ہوں ص۲۹۹

دیکھیے ــــــ: (۶) ایک اختیار۔ (۷) طغرائے عجزِ اختیار۔

اخذ[6]: (۱) اِس سے اندازِ شوکتِ تحریر اخذ کرتا ہے آسماں کا دبیر ص۲۶۷

(۲) مسیح جس سے کرے اخذ فیضِ جاں بخشی ستم ہے، کشتۂ تیغِ جفا کہیں اُس کو ص۲۸۵

اِخفا[7]: دیکھیے: پیدائی و اخفا۔

۱۔ اختراع : دوبار [مرکّب]۔
۲۔ اختلاج : ایک بار۔
۳۔ اختلاط : ایک بار۔
۴۔ اختلاف : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ اختیار : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: دوبار]۔
۶۔ اخذ : دوبار۔ ۷۔ اخفا : دوبار [مرکّب]۔

اخفاے حال: گر خامشی سے فائدہ اخفاے حال ہے | خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے ص۲۰۵

اخگر[1]: گرمیِ دولت ہوئی آتش زنِ نامِ نکو | خانۂ خاتم میں یاقوتِ نگیں اخگر ہوا ص۲۰

اِخلاص[2]: (۱) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف! | عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا! ص۱۳۹

(۲) جیسا کہ آفتاب نکلتا ہے شرق سے | اخلاص کا ہوا ہے اِسی ملک سے ظہور ص۲۶۳

اخلاقِ[3] بہار: دیکھیے: آئینۂ اخلاقِ بہار۔

ادا[4] [۱]: (۱) صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک | درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ وا کروں ص۵۶

(۲) ہے غیرتِ الفت کہ اسدؔ اُس کی ادا پر | گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں ص۶۱

(۳) بلاے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات | عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا ص۱۵۸

(۴) پُرسشِ طرزِ دلبری کیجیے کیا کہ بن کہے | اُس کے ہر ایک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں ص۱۷۸

(۵) شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے | داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے ص۲۱۸

(۶) رہا بلا میں بھی مَیں مبتلاے آفتِ رشک | بلاے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے ص۲۳۶

(۷) نہ شعلے میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا | کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تُند خو کیا ہے؟ ص۲۴۱

دیکھیے ـــــــ: (۸) اک ادا۔ (۹) ایک ادا۔ (۱۰) بے حاصلی ادا۔ (۱۱) تماشا ادا۔ (۱۲) تیغِ ادا۔ (۱۳) شیوہ و انداز و ادا۔ (۱۴) مستی ادا۔ (۱۵) معتزولیِ انداز و ادا۔ (۱۶) ناز و ادا۔ (۱۷) ہر ادا۔

ادا سنج: اَور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے | فقط اک، شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے

اُس کا یہ حال کہ کوئی نہ ادا سنج ملا | آپ لکھتے تھے ہم اور آپ اُٹھا رکھتے تھے ص۳۲۷ [طبعِ ثانی]

ادافہماں: اے ادافہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں | ہے بہ صحراے تحیّر چشمِ قربانی جرس ص۳۸

اداے چمن عارضاں: دیکھیے: بسملِ اداے چمن عارضاں۔

اداے خاص: اداے خاص سے غالبؔ ہوا ہے نکتہ سرا | صلاے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے ص۲۳۶

اداے گل: دیکھیے: رنگِ اداے گل۔

۱۔ اخگر : ایک بار۔
۲۔ اخلاص : دوبار۔
۳۔ اخلاق : ایک بار [مرکب]۔
۴۔ ادا (۱) : تیکیس بار [مفرد: چھے بار، مرکب: سترہ بار]۔

ادائے ناز: دیکھیے: اک ادائے ناز۔

ادا[۲][ا]: (۱) جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی — حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا — ص۱۹۲

(۲) بہ نیم غمزہ ادا کر حقِ ودیعتِ ناز — نیامِ پردۂ زخمِ جگر سے خنجر کھینچ — ص۱۹۶

(۳) لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، ولے — غالبؔ یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں — ص۱۷۷

(۴) اے شہنشاہِ کواکب سپہ بہر علَم! — تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے — ص۲۳۱

اُداس[۲]: ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ — مجنوں جو مرگیا ہے تو جنگل اُداس ہے — ص۲۰۵

ادب[۳]: ادب ہے اور یہی کشمکش تو کیا کیجے؟ — حیا ہے اور یہی گو مگو تو کیوں کر ہو؟ — ص۱۹۷

(۲) نہیں کرنے کا مَیں تقریر ادب سے باہر — میں بھی ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نہ کہوں؟ — ص۲۹۸

(۳) ادب نے سونپی ہمیں سرمہ سائیِ حیرت — زبانِ بستہ و چشمِ کشادہ رکھتے ہیں — ص۴۲۹

(۴) دیکھیے: شمشیرِ ادب۔

ادب گاہ: جس ادب گاہ میں تو آئنۂ شوخی ہو — جلوہ ہے ساقیِ مخموریِ تابِ دیدار — ص۹

ادب گاہِ جلوہ فرمائی: دیکھیے: غبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی۔

ادب گاہِ نزاعِ جلوہ: دیکھیے: گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ۔

اِدبار[۴]: (۱) بُتو! توبہ کرو، تم کیا ہو، جب ادبار آتا ہے — تو یوسف سا حسیں بکنے سرِبازار آتا ہے — ص۳۱۰

(۲) دیکھیے: کلفت خانۂ ادبار۔

ادراک[۵]: دیکھیے: (۱) جلوۂ ادراک۔ (۲) حوصلۂ فرصتِ ادراک۔ (۳) سرحدِ ادراک۔

ادراکِ قدم بوس: ہے مشقِ اسدؔ دستگہِ وصل کی منظور — ہوں خاک نشیں از پئے ادراکِ قدم بوس — ص۴۶

ادراکِ معنی: دیکھیے: سروبرگِ ادراکِ معنی۔

ا۔ ادا (۲) : چار بار۔

۲۔ اداس : ایک بار۔

۳۔ ادب : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔

ادب گاہ : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

۴۔ ادبار : دو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔

۵۔ ادراک : پانچ بار [مرکّب]۔

اِدغام[1]:	دیکھیے: صورتِ ادغام۔		
ادنی[2]:	اُس بُتِ مغرور کو کیا ہو کسی پر التفات	جس کے حُسنِ روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات	ص ۲۹۰
اَدوارِ[3] ظہور:	دیکھیے: نسخۂ ادوارِ ظہور۔		
اُدھار[4]:	آپ کا بندہ اور پھروں ننگا!	آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار!	ص ۱۲۷
اَدہمِ[5] مشکینِ یار:	ہے عرق افشاں مشی سے ادہمِ مشکینِ یار	وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب	ص ۳۱
ادیبِ[6] یاوگی ہائے ہوس:	بس کہ ہے عبرت ادیبِ یاوگی ہائے ہوس	میرے کام آئی دلِ مایوس! ناکامی تری	ص ۹۳
اذیّت[7]:	شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا	کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن، تکیہ	ص ۳۰۳
ارادت[8]:	(۱) نصرتُ الملک بہادر! مجھے بتلا کہ مجھے	تجھ سے جو اِتنی ارادت ہے تو کس بات سے ہے؟	ص ۱۲۷
	(۲) صرف اظہار ہے ارادت کا	ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں	ص ۲۸۱
	(۳) دیکھیے: فرقِ ارادت۔		
ارادہ[9]:	(۱) سراپا یک آئینہ دارِ شکستن	ارادہ ہوں یک عالم افسردگاں کا	ص ۱۸
	(۲) اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر!	اُٹھا سکا نہ نزاکت سے گل بدن، تکیہ	ص ۳۰۳
	(۳) پُل ہی پر سے پھیر لائے ہم کو لوگ	ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا	[قادرنامہ]
اربابِ[10] جہاں:	دیکھیے: گستاخیِ اربابِ جہاں۔		
اربابِ چمن:	دیکھیے: وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن۔		
اربابِ ریا:	تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب	بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد	ص ۳۸
اربابِ عجز:	دیکھیے: ساماں طرازِ نازشِ اربابِ عجز۔		
اربابِ غفلت:	دیکھیے: آسایشِ اربابِ غفلت۔		

۱۔ ادغام : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ ادنیٰ : ایک بار۔
۳۔ ادوار : ایک بار [مرکّب]۔
۴۔ اُدھار : ایک بار۔
۵۔ ادہم : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ ادیب : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ اذیّت : ایک بار۔
۸۔ ارادت : تین بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ایک بار]۔
۹۔ ارادہ : تین بار۔
۱۰۔ ارباب : تیرہ بار [مرکّب]۔

اربابِ فطرت: اسدؔ! اربابِ فطرت قدر دانِ لفظ و معنی ہیں سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا ص۲۹

اربابِ فنا: (۱) بس کہ مے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ خطِّ پیمانۂ مے ہے نفسِ دزدیدہ ص۷۱

(۲) دیکھیے: رامشگرِ اربابِ فنا۔

اربابِ وفا: دیکھیے: دشمنِ اربابِ وفا۔

اربابِ ہمت: دیکھیے: دل و دستِ اربابِ ہمّت۔

اربابِ ہوس: دیکھیے: باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس۔

اربابِ یقیں: دیکھیے ـــــ: (۱) سرمہ کشِ دیدۂ اربابِ یقیں۔ (۲) کعبۂ اربابِ یقیں۔

اُردی[1] : شادی سے گزر کہ غم نہ رہوے اُردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے ص۲۲۹

اَرزاں[2]: (۱) خاص وہ آم جو نہ ارزاں ہو نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں ہو ص۱۳۱

(۲) قدرِ سنگِ سرِ رہ رکھتا ہوں سخت ارزاں ہے گرانی میری ص۲۳۱

اَرزانی[3]: (۱) تا تخلّص جامۂ شگرفی ارزانی اسدؔ شاعری جُز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ ص۷۲

(۲) مجھ کو ارزانی رہے، تجھ کو مبارک ہو جیو! نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک ص۱۷۵

(۳) سب کو اُس کا سواد ارزانی چشمِ بینش ہو جس سے نورانی ص۲۶۷

ارزانیِ مےِ جلوہ: ہوئی ہے کس قدر ارزانیِ مےِ جلوہ کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار ص۱۶۷

ارسالِ[4] زر: ہے یہ القصّہ حاصلِ تحریر کہ نہ ارسالِ زر میں ہو تاخیر ص۲۶۸

ارشاد[5]: کس کو کہتے ہیں غزل؟ ارشاد ہو ہاں غزل پڑھیے، سبق گر یاد ہو [قادر نامہ]

ارقام[6]: دیکھیے: صورتِ ارقام۔

ارم[7]: دیکھیے ـــــ: (۱) خیاباں خیاباں ارم۔ (۲) رشکِ گلستانِ ارم۔ گلستانِ ارم۔

۱۔ اُردی : ایک بار۔

۲۔ ارزاں : دوبار۔

۳۔ ارزانی : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔

۴۔ ارسال : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ ارشاد : ایک بار۔

۶۔ ارقام : ایک بار [مرکّب]۔

۷۔ ارم : تین بار [مرکّب]۔

ارمان[۱]: (۱) تاک کے جی میں کیوں رہے ارمان — آئے، یہ گوے اور یہ میدان! ص۱۳۰
(۲) ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے — بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے ص۲۴۹

ارمغاں[۲]: (۱) جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا ص۱۴۲
(۲) اِن سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے — بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے ص۲۵۴
ازانجا کہ حسرت کشِ یار ہیں ہم — رقیبِ تمنائے دیدار ہیں ہم

ازدحام[۳]: (۱) دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟ — کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا ص۳۰
(۲) آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب — تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام ص۲۸۳

ازروے[۴] ننگِ بے ہنری: گرچہ از روے ننگِ بے ہنری — ہوں خود اپنی نظر میں اِتنا خوار ص۱۲۵

ازروے اہتمام: اُس بزمِ پُرفروغ میں اِس تیرہ بخت کو — لبریز ملا نشیب میں ازروے اہتمام ص۲۸۲

ازروے مثال: رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال — دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خورّم ص۲۶۵

ازسرِ تمکیں: کیا کس شوخ نے ناز ازسرِ تمکیں نشستن کا؟ — کہ شاخِ گل کا خم انداز ہے بالیں شکستن کا ص۲۷

ازسرِ نو[۵]: (۱) بیضہ آسا ننگ بال و پر پہ ہے کنجِ قفس — از سرِ نو زندگی ہو، گر رہا ہوجایئے ص۲۱۶
(۲) دی مرے بھائی کو حق نے ازسرِ نو زندگی — میرزا یوسف، ہے غالبؔ! یوسفِ ثانی مجھے ص۲۳۲

ازل[۶]: (۱) ہے ازل سے روائیِ آغاز — ہو ابد تک رسائیِ انجام ص۱۳۸
جب ازل میں رقم پذیر ہوئے — صفحہ ہاے لیالی و ایّام ۱۳۸
توفیق بہ اندازۂ ہمّت ہے ازل سے — آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

دیکھیے ____: (۴) خطِ لوحِ ازل۔ (۵) دواخانۂ ازل۔ (۶) رشتۂ سازِ ازل۔ (۷) روزِ ازل۔ (۸) نقشۂ ایجادِ ازل۔ (۹) نیازمندِ ازل۔

اسامی[۷]: حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی! — دل، جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی ص۲۰۳

اسباب[۸]: (۱) سامانِ خور و خواب کہاں سے لاؤں — آرام کے اسباب کہاں سے لاؤں ص۲۵۴

۱۔ ارمان : دوبار۔ ۲۔ ارمغاں : دوبار۔
۳۔ ازدحام : دوبار۔ ۴۔ ازروے: تین بار [مرکّب]۔
۵۔ ازسر : تین بار [مرکّب]۔
۶۔ ازل : نوبار [مفرد: تین بار، مرکّب: چھے بار]۔
۷۔ اسامی : ایک بار۔
۸۔ اسباب : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔

(۲) دیکھیے: شش جہت اسباب۔

اسبابِ تمنا: (۱) عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا — ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنا، سب تھا — ص۲۴

(۲) دل تو ہو، اچھا نہیں ہے گر دماغ — کچھ تو اسبابِ تمنا چاہیے — ص۳۲۰

اسبابِ گرفتاریِ خاطر: دیکھیے: شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر۔

اسبابِ نثار: تیرے در کے کیے اسبابِ نثار آمادہ — خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں — ص۱۳۵

اسبابِ ویرانی: دیکھیے: من جملۂ اسبابِ ویرانی۔

اسبابِ ہوس: دیکھیے: خرمن سوزِ اسبابِ ہوس۔

اسپند[۱]: (۱) جیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراش ہے — رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا — ص۲۹

(۲) ضبط سے، جوں مردمکِ اسپند اقامت گیر ہے — مجمرِ بزمِ فسردن دیدۂ نخچیر ہے — ص۹۵

اُستاد[۲]: (۱) ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالب! — کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا — ص۱۵۹

دیکھیے ــــــ: (۲)، (۳)، (۴) سیلیِ اُستاد [تین بار]۔

(۵) اُستادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال — یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے — ص۱۲۵

اِستادہ[۳]: تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں — استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام — ص۲۸۲

استخواں[۴]: (۱) دردسے درپردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست — ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا — ص۲۰

(۲) محبت ہے نواسازِ فغاں درپردۂ دل ہا — کرے ہے مغز سے، مانندِ نَے کے، استخواں خالی — ص۴۵۵

دیکھیے ــــــ: (۳) حلوائے مغزِ استخواں۔ (۴) مثلِ استخواں۔ (۵) ہر استخواں۔

استخواں ریزۂ موراں: بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نفس — استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں — ص۷

استظہار[۵]: ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم: مُہرِ نماز — ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار — ص۱۳۳

استعداد[۶]: دیکھیے: غفلت استعداد۔

۱۔ اسپند : دوبار۔
۲۔ اُستاد : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
۳۔ استادہ : ایک بار۔
۴۔ استخواں : چھے بار [مفرد: دوبار، مرکب: چار بار]۔
۵۔ استظہار : ایک بار۔
۶۔ استعداد : ایک بار [مرکب]۔

اِستغنا[1]: دیکھیے ــــــــ: (۱) آئینۂ پیدائیِ استغنا۔ (۲) تمثالِ بہار آئینۂ استغنا۔ (۳) کنگرِ استغنا۔

اِستغنائے حُسن: دیکھیے: رسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن۔

استفہام[2]: دیکھیے: طرزِ استفہام۔

استقبال[3]: (۱) مہِ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے | تماشا، کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا ص۱۱

(۲) تیری آرایش کا استقبال کرتی ہے بہار | جوہرِ آئینہ، ہے یہاں نقشِ احضارِ چمن ص۵۹

(۳) آپہنچے ہیں تا سوادِ اقلیمِ عدم | اے عمرِ گزشتہ یک قدم استقبال! ص۲۵۲

(۴) دیکھیے: بیتابِ استقبال۔

استقبالِ تحریرِ اسدؔ: جوشِ گل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ | زیرِ مشقِ شعر، ہے نقش از پےِ احضارِ باغ ص۴۸

استقبالِ رعنائی: جنوں افسردہ وجاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر | گئی یک عمر خود داری بہ استقبالِ رعنائی ص۹۲

استقبالِ ناز: دیکھیے: ریزش ہائے استقبالِ ناز۔

استماع[4]: دیکھیے: تابِ استماع۔

اُستوار[5]: (۱) فتادگی میں قدم استوار رکھتے ہیں | بہ رنگِ جادہ سرِ کوے یار رکھتے ہیں ص۹۳

(۲) شیشہ شکستِ اعتبار، رنگ بہ گردش استوار | گر نہ مٹیں یہ کوہسار، آپ کو تو صدا سمجھ ص۷۳

(۳) تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بُودا | کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا ص۱۲۰

(۴) قتل کا میرے کیا ہے عہد تو بارے | واے! اگر عہد استوار نہیں ہے ص۲۰۸

(۵) گرہ کا نام لیا پر نہ کرسکا کچھ بات | زباں تک آکے ہوئی اَور استوار گرہ ص۲۷۹

(۶) پئے دُعاے بقاے جنابِ فیض مآب | لگے گی اِس میں ثوابت کی استوار گرہ ص۲۷۹

(۷) دیکھیے: عہدِ استوار۔

اُستوارتر: اے چرخ! خاک برسرِ تعمیرِ کائنات | لیکن بناے عہدِ وفا اُستوار تر ص۴۱

۱۔ استغنا : چار بار [مرکّب]۔

۲۔ استفہام : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ استقبال : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔

۴۔ استماع : ایک بار [مرکّب]۔

۵۔ استوار : آٹھ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: دو بار]۔

استواری : ایک بار [مرکّب]۔

اُستواری: دیکھیے: شرطِ اُستواری۔

استہزا[1]: دیکھیے: جاے استہزا۔

اسدؔ[2]:

(۱) وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ!	جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا	ص۱۱
(۲) اسدؔ! ہر جا سخن نے طرح باغِ تازہ ڈالی ہے	مجھے رنگِ بہار ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا	ص۱۲
(۳) خُورِ شبنم آشنا نہ ہوا، ورنہ میں اسدؔ!	سر تا قدم گزارشِ ذوقِ سجود تھا	ص۱۲
(۴) نے اسدؔ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل	تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا، الفت آزما پایا	ص۱۳
(۵) میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسدؔ اے خانہ خراب!	پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا	ص۱۳
(۶) نوکِ ہر خار سے تھا بس کہ سرِ دُزدیِ زخم	جوں نمد ہم نے کفِ پا پہ اسدؔ! دل باندھا	ص۱۴
(۷) وھاں ہجومِ نغمہ ہاے سازِ عشرت تھا اسدؔ!	ناخنِ غم یھاں سرِ تارِ نفس مضراب تھا	ص۱۵
(۸) اسدؔ! وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل ہوں	بہ رنگِ موجِ مَے خمیازۂ ساغر ہے رم میرا	ص۱۶
(۹) اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعونؔ توأم ہے	جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا	ص۱۶
(۱۰) بے نوائی تر صداے نغمۂ شہرت اسدؔ!	بوریا، یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا	ص۱۷
(۱۱) صبحِ قیامت ایک دُمِ گرگ تھی اسدؔ!	جس دشت میں وہ شوخ دوعالم شکار تھا	ص۱۷
(۱۲) بہ صورت تکلّف، بہ معنی تاسّف	اسدؔ! میں تبسّم ہوں پژمردگاں کا	ص۱۸
(۱۳) اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی	کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا	ص۱۹
(۱۴) جوشِ بہار کلفتِ نظارہ ہے اسدؔ!	ہے ابر، پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا	ص۱۹
(۱۵) اِس چمن میں ریشہ واری جس نے سر کھینچا اسدؔ!	تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثرؔ ہوا	ص۲۰
(۱۶) بوے یوسفؔ مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ!	دَےؔ نے برباد کیا پیرہنستاں میرا	ص۲۱
(۱۷) کل اسدؔ کو ہم نے دیکھا گوشۂ غم خانہ میں	دست برسر، سر بہ زانوے دلِ مایوس تھا	ص۲۱
(۱۸) اسدؔ! خاکِ درِ مَے خانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں	گئے وہ دن کہ پانی جامِ مَے سے زانو زانو تھا	ص۲۲

۱۔ استہزا : ایک بار [مرکب]۔

۲۔ اسدؔ : دو سو اڑسٹھ بار [مفرد: دو سو اکیاون بار، مرکب: سترہ بار]۔

(۱۹) اسدؔ کو پیچ و تابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے — حصارِ شعلۂ جوّالہ میں عزلت گزیں پایا — ص۲۲

(۲۰) اسدؔ! ہر اشک ہے یک حلقہ بر زنجیر افزودن — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ بر آب اُمیدِ رستن ہا — ص۲۳

(۲۱) اسدؔ! تارِ نفَس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی — بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجیے حلِّ مشکل ہا — ص۲۳

(۲۲) اسدؔ کو بت پرستی سے غرض دردِ آشنائی ہے — نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا — ص۲۳

(۲۳) اسدؔ! سودائے سرسبزی سے، ہے تسلیم رنگیں تر — کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پروا خرام اُس کا — ص۲۴

(۲۴) جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ! — ورنہ بسمل کا تڑپنا، لغزشِ مستانہ تھا — ص۲۵

(۲۵) اسدؔ! تاثیرِ صافی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکس زنگی کا — ص۲۶

(۲۶) دیوانگی اسدؔ کی حسرت کشِ طرب ہے — سر میں ہوائے گلشن، دل میں غبارِ صحرا — ص۲۶

(۲۷) شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ! — ماہ کو در تسبیحِ کواکب جائے نشینِ امام کیا — ص۲۷

(۲۸) عیادت سے اسدؔ! میں بیش تر بیمار رہتا ہوں — سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا — ص۲۷

(۲۹) اے خوشا ذوقِ تمنائے شہادت کہ اسدؔ — بے تکلف بہ سجودِ خمِ شمشیر آیا — ص۲۸

(۳۰) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند — حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا — ص۲۸

(۳۱) اسدؔ! اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں — سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا — ص۲۹

(۳۲) عیب کا دریافت کرنا، ہے ہنرمندی اسدؔ! — نقص پر اپنے ہوا جو مطلع، کامل ہوا — ص۲۹

(۳۳) فریاد سے پیدا ہے اسدؔ! گرمیِ وحشت — تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا — ص۲۹

(۳۴) حیرتِ اندازِ رہبر ہے عناں گیر اے اسدؔ! — نقشِ پائے خضر یہاں سدِّ سکندر ہو گیا — ص۳۰

(۳۵) اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں — جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا — ص۳۰

(۳۶) اسدؔ! مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے — کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا — ص۳۱

(۳۷) شب کہ تھا نظارگی روئے بتاں کا، اے اسدؔ! — گر گیا بامِ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب — ص۳۱

(۳۸) لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ! — آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست — ص۳۳

(۳۹) دستِ برہم سودہ ہے مژگانِ خوابیدہ، اسدؔ! — اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث — ص۳۴

(۴۰) اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز	عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث	ص ۳۴
(۴۱) دور افتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ	مرغِ خیالِ بلبلِ بے بال و پر ہے آج	ص ۳۵
(۴۲) اے اسدؔ! ہے مستعدِّ شانۂ گیسو شدن	پنجۂ مژگاں بہ خود بالیدنی رکھتا ہے آج	ص ۳۵
(۴۳) خمارِ منّتِ ساقی اگر یہی ہے اسدؔ!	دلِ گداختہ کے مے کدے میں ساغر کھینچ	ص ۳۵
(۴۴) دریا، بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسدؔ!	ساغر بہ بارگاہِ دماغ رسیدہ کھینچ	ص ۳۶
(۴۵) زندگانی نہیں بیش از نفَسِ چند اسدؔ!	غفلت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح	ص ۳۷
(۴۶) بالیدگی، نیازِ قدِ جاں فزا اسدؔ!	در ہر نفَس بقدرِ نفَس ہے قبا بلند	ص ۳۸
(۴۷) اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے	نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہائے چنگ آخر	ص ۴۰
(۴۸) آئینہ، داغِ حیرت و حیرت، شکنجِ یاس	سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر	ص ۴۱
(۴۹) کیجے جوں اشک اور قطرہ زنی	اے اسدؔ! ہے ہنوز دلّی دور	ص ۴۲
(۵۰) تھا مجھ کو خار خارِ جنونِ وفا اسدؔ!	سوزن میں تھا نہفتہ گلِ پیرہن ہنوز	ص ۴۲
(۵۱) گو یک شرر؟ کہ سازِ چراغاں کروں اسدؔ!	بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز	ص ۴۲
(۵۲) اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے	کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز	ص ۴۳
(۵۳) ہوں خموشی چمنِ حسرتِ دیدار اسدؔ!	مژہ ہے شانہ کشِ طرّۂ گفتار ہنوز	ص ۴۳
(۵۴) دل کی صدائے شکست، سازِ طرب ہے اسدؔ!	شیشۂ بے بادہ سے چاہے ہے قلقل ہنوز	ص ۴۴
(۵۵) آئینۂ امتحاں نذرِ تغافل اسدؔ!	شش جہت اسباب ہے وہمِ توکّل ہنوز	ص ۴۴
(۵۶) بس کہ بے پایاں ہے صحرائے محبت اے اسدؔ!	گردباد اس راہ کا ہے عقدۂ پیمانِ عجز	ص ۴۴
(۵۷) اے اسدؔ! تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے	نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز	ص ۴۵
(۵۸) اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوے باغ ہیں	ظاہرا، صیّادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس	ص ۴۵
(۵۹) یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ!	غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس	ص ۴۶
(۶۰) ہے مشق اسدؔ! دستگہِ وصل کی منظور	ہوں خاک نشیں از پئے ادراکِ قدم بوس	ص ۴۶

(۶۱) دھویں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا	اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے دوچار آتش	ص۴۷
(۶۲) اسدؔ! قدرت سے حیدر کی، ہوئی ہر گبر و ترسا کو	شرارِ سنگِ بت، بہرِ بنائے اعتقاد، آتش	ص۴۷
(۶۳) وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں اسدؔ!	دکھلائے ہے مجھے دو جہاں لالہ زار، داغ	ص۴۸
(۶۴) بنا اسدؔ! میں سرمۂ چشمِ رکابِ یار	آیا نہ میری خاک پہ وہ شہ سوار، حیف!	ص۴۹
(۶۵) یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے	دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف	ص۴۹
(۶۶) اِس عمل میں عیش کی لذّت نہیں ملتی اسدؔ!	زُور نسبت مَے سے رکھتا ہے نصارا کا نمک	ص۴۹
(۶۷) ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں اسدؔ!	ہے برسرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک	ص۵۰
(۶۸) ہے سنگِ ظلمِ چرخ سے مے خانے میں اسدؔ!	صہبا فتادہ خاطر و مینا شکستہ دل	ص۵۱
(۶۹) اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ!	مالِ سُنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال	ص۵۲
(۷۰) خاک ہے عرضِ بہارِ صد نگارستاں اسدؔ!	حسرتیں کرتی ہے میری خاطرِ آزاد، گل	ص۵۲
(۷۱) اے اسدؔ! خامُش ہے طوطیِّ شکر گفتارِ طبع	ظاہرا، رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ دل	ص۵۳
(۷۲) اسدؔ فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا	وگرنہ دلبریِ وعدۂ وفا معلوم!	ص۵۴
(۷۳) اسدؔ! شکوہ کفر و دعا ناسپاسی	ہجومِ تمنّا سے لاچار ہیں ہم	ص۵۵
(۷۴) کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسدؔ!	اب کے بہار کا یونہی گزرا برس تمام	ص۵۵
(۷۵) برق بہ جانِ حوصلہ آتش فگن اسدؔ!	اے دل فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں	ص۵۷
(۷۶) قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ!	ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلّاد یہاں	ص۵۷
(۷۷) کس کا دل زلف سے بھاگا کہ اسدؔ!	دستِ شانہ بہ قفا باندھتے ہیں	ص۵۸
(۷۸) وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ!	چشمِ دریا بار ہے میر آبِ سرکارِ چمن	ص۵۹
(۷۹) یہ مطلع اسدؔ! جوہرِ افسونِ سخن ہو	گر عرضِ تپاکِ نَفَسِ سوختہ چاہیں	ص۵۹
(۸۰) فریاد اسدؔ! غفلتِ رُسوائیِ دل سے	کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں؟	ص۶۰
(۸۱) ہے غیرتِ الفت کہ اسدؔ! اُس کی ادا پر	گر دیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں	ص۶۱

(۸۲) جوں بوئے گل ہوں گرچہ گراں بارِ مُشتِ زر   لیکن اسدؔ! بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں   ص ۶۱

(۸۳) میرا نیاز و عجز ہے مُفتِ بتاں اسدؔ!   یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں   ص ۶۲

(۸۴) اسدؔ! بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے   اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویرِ عریاں ہیں   ص ۶۲

(۸۵) مجھ میں اور مجنوںؔ میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ!   برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں   ص ۶۳

(۸۶) اسد حسرت کشِ یک داغ مشک اندود ہے یارب!   لباسِ شمع پر عطرِ شبِ دیجور مَلتے ہیں   ص ۶۴

(۸۷) اسدؔ! طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے   سمجھتا ہوں تپش کو اُلفتِ قاتل کی تاثیریں   ص ۶۵

(۸۸) سایۂ اُفتادگی بالین و بستر ہوں اسدؔ!   جوں صنوبر دل سراپا قامت آرائی نہیں   ص ۶۵

(۸۹) بسمل اُس تیغِ دودستی کا نہیں بچتا اسدؔ!   عافیت بیزار! ذوقِ کعبتین اچھا نہیں   ص ۶۵

(۹۰) کب تلک پھیرے اسد لب ہائے تفتہ پر زباں   تابِ عرضِ تشنگی اے ساقیِ کوثرؔ! نہیں   ص ۶۶

(۹۱) خار سے گل سینہ افگارِ جفا ہے اے اسدؔ!   برگ ریزی ہے پر افشانیِ ناوک خوردگاں   ص ۶۷

(۹۲) وھاں پر فشانِ دامِ نظر ہوں جہاں اسدؔ!   صبحِ بہار بھی قفسِ رنگ و بو نہ ہو   ص ۶۹

(۹۳) کریں خوباں جو سیرِ حُسن اسدؔ! یک پردہ نازک تر   دمِ صبحِ قیامت در گریبانِ قبا گم ہو   ص ۶۸

(۹۴) خَویِ شرمِ سرد بازاری ہے سیلِ خانماں   ہے اسدؔ! نقصاں میں مُفت اور صاحبِ سرمایہ تو   ص ۶۹

(۹۵) ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن اسدؔ!   تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو   ص ۶۹

(۹۶) دل، کارگاہِ فکر و اسدؔ، بے نوائے دل   یھاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ   ص ۷۰

(۹۷) دیباچۂ وحشت ہے اسدؔ! شکوۂ خوباں   خوں کر دلِ اندیشہ و مضمونِ ستم باندھ   ص ۷۱

(۹۸) تا تخلص جامۂ شنگرفی ارزانی اسدؔ!   شاعری جز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ   ص ۷۲

(۹۹) نغمۂ بے دلاں اسدؔ! سازِ فسانگی نہیں   بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ   ص ۷۳

(۱۰۰) لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ ''یاعلی مدد''   ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سبحہ کو خوںبہا سمجھ   ۷۳

(۱۰۱) مت پوچھ اسدؔ! غصۂ کم فرصتیِ زیست   دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبوں سے   ص ۷۴

(۱۰۲) ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت   دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی   ص ۷۵

(۱۰۳) دلّی کے رہنے والو! اسدؔ کو ستاؤ مت — بے چارہ چند روز کا یہاں میہمان ہے — ص۷۵

(۱۰۴) گر مصیبت تھی تو غربت میں اُٹھا لیتا اسدؔ! — میری دلّی ہی میں ہونی تھی یہ خواری، ہائے ہائے — ثانی: ص۸۰

(۱۰۵) پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ! — دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے — ص۷۵

(۱۰۶) میں نے جنوں سے کی جو اسدؔ! التماسِ رنگ — خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے — ص۷۶

(۱۰۷) اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے — فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی — ص۷۷

(۱۰۸) اسدؔ! بجز آب بخشیدن زِ دریا، خضرؔ کو کیا تھا — ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندرؔ کی — ص۷۷

(۱۰۹) گر ملے حضرتِ بیدلؔ کا خطِ لوحِ مزار — اسدؔ آئینہ پردازِ معانی مانگے — ص۷۸

(۱۱۰) سازِ ایمائے فنا ہے عالمِ پیری اسدؔ! — قامتِ خم سے ہے حاصل شوخیِ ابرو مجھے — ص۷۸

(۱۱۱) اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش — لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے — ص۷۹

(۱۱۲) اسدؔ! مت رکھ تعجب خر دماغی ہائے منعم کا — کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے — ص۷۹

(۱۱۳) ہے دلِ افسردہ داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ! — شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۸۰

(۱۱۴) ہم مشقِ فکرِ وصل و غمِ ہجر سے اسدؔ! — لائق نہیں رہے ہیں غمِ روزگار کے — ص۸۰

(۱۱۵) اسدؔ! بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ — اگر وا ہو، تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے — ص۸۱

(۱۱۶) اسدؔ! جمعیّتِ دل در کنارِ بے خودی خوش تر — دو عالم آگہی، سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے — ص۸۱

(۱۱۷) جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ! — یہاں جز فسوں نہیں اگر افسانہ چاہیے — ص۸۲

(۱۱۸) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے اسدؔ! — نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے — ص۸۲

(۱۱۹) شوخیِ اظہار غیر از وحشتِ مجنوںؔ نہیں — لیلیِ معنی اسدؔ! محمل نشینِ راز ہے — ص۸۲

(۱۲۰) اے اسدؔ! دسترسِ وصلِ تمنّا معلوم! — کاش ہو قدرتِ برچیدنِ داماں مجھ سے! — ص۸۳

(۱۲۱) خانماں ہا پائمالِ شوخیِ دعویٰ اسدؔ! — سایۂ دیوار سیلابِ در و دیوار ہے — ص۸۳

(۱۲۲) اسدؔ! گرنامِ والائے علیؔ تعویذِ بازو ہو — غریقِ بحرِ خوں تمثال در آئینہ رہتا ہے — ص۸۴

(۱۲۳) ترے نوکر ترے در پر اسدؔ کو ذبح کرتے ہیں — ستمگر، ناخدا ترس، آشنا کُش! ماجرا کیا ہے؟ — ص۸۴

(۱۲۴) اسدؔ! یاسِ تمنّا سے نہ رکھ اُمیدِ آزادی	گدازِ ہر تمنّا آبیارِ صد تمنّا ہے	ص۸۵
(۱۲۵) ہوں ہیولائے دوعالم صورتِ تقریر اسدؔ!	فکر نے سونپی خموشی کی گریبانی مجھے	ص۸۶
(۱۲۶) اسدؔ! بہارِ تماشائے گلستانِ حیات	وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت ہے	ص۸۶
(۱۲۷) غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ	پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے	ص۸۷
(۱۲۸) جائے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسدؔ!	صبح و شبنم فرصتِ نشوونمائے خندہ ہے	ص۸۷
(۱۲۹) حُسنِ خوباں بس کہ بےقدرِ تماشا ہے اسدؔ!	آئنہ، یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے	ص۸۷
(۱۳۰) وہ شوخ اپنے حُسن پہ مغرور ہے اسدؔ!	دکھلاکے اُس کو آئنہ توڑا کرے کوئی	ص۸۸
(۱۳۱) حیرتِ فکرِ سخن، سازِ سلامت ہے اسدؔ!	دل پسِ زانوے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے	ص۸۸
(۱۳۲) وسعتِ مشرب، نیازِ کلفتِ وحشت اسدؔ!	یک بیاباں سایۂ بالِ ہما ہوجائیے	ص۸۸
(۱۳۳) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل	بے گہر صدف، گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے	ص۸۹
(۱۳۴) بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہم اسدؔ!	دیکھتے ہیں چشمِ از خوابِ عدم نہ کشادہ سے	ص۸۹
(۱۳۵) کیفیتِ ہجومِ تمنّا رسا اسدؔ!	خمیازہ، ساغرِ مےِ رنجِ خمار ہے	ص۹۰
(۱۳۶) اسدؔ کو حسرتِ عرضِ نیاز تھی دمِ قتل	ہنوز یک سخنِ بے صدا نکلتی ہے	ص۹۰
(۱۳۷) نالہ کھینچا ہے، سراپا داغِ جُرات ہوں اسدؔ!	کیا سزا ہے میرے جُرمِ آرزو تاویل کی؟	ص۹۱
(۱۳۸) اسدؔ قربانِ لطفِ جورِ بے دل	خبر لیتے ہیں، لیکن بے دلی سے	ص۹۱
(۱۳۹) خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ! وقتِ قدح نوشی	بہ عشقِ ساقیِ کوثرؔ بہارِ بادہ پیمائی	ص۹۲
(۱۴۰) رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر اسدؔ!	پیچ و تابِ دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے	ص۹۲
(۱۴۱) وھاں سے ہے تکلیفِ عرضِ بے دماغی اور اسدؔ!	یھاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے	ص۹۳
(۱۴۲) سر بہ زانوے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی	اے اسدؔ! بیجا نہیں ہے غفلت آرامی تری	ص۹۳
(۱۴۳) بُت خانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہے	حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے	ص۹۴
(۱۴۴) جو بہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسدؔ!	وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے	ص۹۵

(۱۴۵) آپ ہو جاتے ہیں ننگِ ہمتِ باطل سے مرد — اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے — ص۹۶

(۱۴۶) اسدؔ نے کثرتِ دل ہائے خلق سے جانا — کہ زلفِ یار ہے مجموعۂ پریشانی — ص۹۶

(۱۴۷) ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف اسدؔ! — یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے — ص۹۷

(۱۴۸) ز بس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے — اسدؔ! کھائے ہوئے سُرمے نے آنکھوں میں بصارت کی — ص۹۷

(۱۴۹) اسدؔ! مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جرأت — کہ میں نے دست و پا باہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے — ص۹۸

(۱۵۰) اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں — صنوبر گلستاں میں بادلِ آزادہ آتا ہے — ص۹۸

(۱۵۱) اسدؔ! تا کے طبیعت طاقتِ ضبطِ الم لاوے؟ — فغانِ دل بہ پہلو، نالۂ بیمارِ بدخو ہے — ص۹۸

(۱۵۲) مسیحِ کشتۂ اُلفت ببر علی خاں ہے — کہ جو اسدؔ! تپشِ نبضِ آرزو جانے — ص۹۹

(۱۵۳) گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں — بے سروساماں اسدؔ فتنہ سر انجام ہے — ص۹۹

(۱۵۴) غنچگی ہے، بر نفس پیچیدنِ فکر اے اسدؔ! — واشگفتن ہائے دل در رہنِ مضموں ہے مجھے — ص۱۰۰

(۱۵۵) اسدؔ! ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں — شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زردوزی — ص۱۰۰

(۱۵۶) ہو جہاں وہ ساقیِ خرشید رو مجلس فروز — وہاں اسدؔ! تارِ شعاعِ مہر، خطِ جام ہے — ص۱۰۱

(۱۵۷) ناتوانی سے نہیں سر در گریبانی اسدؔ! — ہوں سراپا یک خمِ تسلیم، جو مولا کرے — ص۱۰۱

(۱۵۸) اسدؔ! بہ نازکیِ طبعِ آرزو انصاف! — کہ ایک وہمِ ضعیف و غمِ دو عالم ہے — ص۱۰۲

(۱۵۹) اسدؔ کو زیست تھی مشکل، اگر نہ سُن لیتا — کہ قتلِ عاشقِ دل دادہ تجھ کو آساں ہے — ص۱۰۲

(۱۶۰) کثرتِ انشائے مضمونِ تحیر سے اسدؔ! — ہر سرِ انگشت، نوکِ خامۂ فرسودہ ہے — ص۱۰۳

(۱۶۱) اے اسدؔ! آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری — خامہ میرا، تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے — ص۱۰۳

(۱۶۲) کثرتِ اندوہ سے حیران و مضطر ہے اسدؔ — یا علیؑ! وقتِ عنایات و دمِ تائید ہے — ص۱۰۳

(۱۶۳) باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ! — نفسِ سوختہ رمزِ چمن ایمائی ہے — ص۱۰۴

(۱۶۴) اسدؔ باوصفِ مشقِ بے تکلف خاک گردیدن — غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہو جاوے — ص۱۰۵

(۱۶۵) ہے ذوقِ گریہ، عزمِ سفر کیجیے اسدؔ! — رختِ جنونِ سیل بہ ویرانہ کھینچیے — ص۱۰۵

(۱۶۶) ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسدؔ! — دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے — ص۱۰۶

(۱۶۷) وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار — شہرت، چمنِ فتنہ و عنقا ارمی ہے — ص۱۰۶

(۱۶۸) ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابی اسدؔ! — رنگ، یہاں بو سے سوارِ توسنِ چالاک ہے — ص۱۰۷

(۱۶۹) جوشِ فریاد سے لوں گا دیتِ خواب اسدؔ! — شوخیِ نغمۂ بیدلؔ نے جگایا ہے مجھے — ص۱۰۸

(۱۷۰) تمنا ہے اسدؔ! قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دعائے دل بہ محرابِ خمِ شمشیر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۱۷۱) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط — خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے — ص۱۱۰

(۱۷۲) وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا — اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی! — ۱۱۰

(۱۷۳) فریاد اسدؔ! بے نگہی ہائے بتاں سے — سچ کہتے ہیں وَاللہ کہ اللہ غنی ہے — ص۱۱۱

(۱۷۴) ہے سادگیِ ذہن تمنائے تماشا — جائے کہ اسدؔ! رنگِ چمن باختنی ہے — ص۱۱۱

(۱۷۵) اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی — چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے — ص۱۱۲

(۱۷۶) اسدؔ طلسمِ قفس میں رہے، قیامت ہے! — خرام تجھ سے، صبا تجھ سے، گلستاں تجھ سے — ص۱۱۲

(۱۷۷) مانعِ بادہ کشی نادان ہے، لیکن اسدؔ! — بے ولائے ساقیِ کوثرؔ کشیدن منع ہے — ص۱۱۳

(۱۷۸) سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ، اسدؔ! — چاکِ دل شانہ کشِ طرّۂ تحریر آوے — ص۱۱۳

(۱۷۹) ہر غنچہ اسدؔ! بارگہِ شوکتِ گل ہے — دل فرشِ رہِ ناز ہے، بیدلؔ اگر آوے — ص۱۱۴

(۱۸۰) مال و جاہ و دست و پا بے زر خریدہ ہیں اسدؔ! — پس بہ دل ہائے دگر راحت رسانی مفت ہے — ص۱۱۴

(۱۸۱) اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی — زبانِ ہر سرِ مُو حالِ دل پُرسیدنی جانے — ص۱۱۵

(۱۸۲) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص۱۱۶

(۱۸۳) دیدہ تا دل اسدؔ! آئینۂ یک پرتوِ شوق — فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار — ص۱۳۲

(۱۸۴) جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا — ص۱۳۲

(۱۸۵) تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکنؔ، اسدؔ! — سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا — ص۱۳۳

(۱۸۶) دل دیا جان کے کیوں اُس کو وفادار اسدؔ! — غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا — ص۱۳۷

(۱۸۷) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ! جفا میں اُس کی، ہے انداز کارفرما کا ص۱۴۸

(۱۸۸) جاں در ہوائے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ! پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا ص۱۴۹

(۱۸۹) کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ! سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا ص۱۴۹

(۱۹۰) فائدہ کیا؟ سوچ، آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ! دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا ص۱۵۱

(۱۹۱) میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ! سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا ص۱۵۲

(۱۹۲) جاری تھی اسدؔ! داغِ جگر سے مری تحصیل آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا ص۱۵۳

(۱۹۳) بیدادِ عشق سے نہیں ڈرتا مگر اسدؔ! جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا ص۱۵۳

(۱۹۴) اسدؔ! ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سروپا ہیں کہ ہے سرپنجۂ مژگانِ آہو پشت خار اپنا ص۱۵۴

(۱۹۵) تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں ہوا اسدؔ! سینہ، کہ تھا دفینہ گہر ہائے راز کا ص۱۵۵

(۱۹۶) ہے اب اِس معمورے میں قحطِ غمِ الفت اسدؔ! ہم نے یہ مانا کہ دلّی میں رہے، کھاویں گے کیا؟ ص۱۵۵

(۱۹۷) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسدؔ! پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب ص۱۶۳

(۱۹۸) لکھتا ہوں اسدؔ! سوزشِ دل سے سخنِ گرم تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت ص۱۶۴

(۱۹۹) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر ص۱۶۸

(۲۰۰) غمِ ہستی کا اسدؔ! کس سے ہو جز مرگ علاج؟ شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک ص۱۷۵

(۲۰۱) دائم الحبس اِس میں ہیں لاکھوں تمنائیں اسدؔ! جانتے ہیں سینۂ پُرخوں کو زنداں خانہ ہم ص۱۷۷

(۲۰۲) اسدؔ! زندانیِ تاثیرِ اُلفت ہائے خوباں ہوں خمِ دستِ نوازش، ہو گیا ہے طوق گردن میں ص۱۸۱

(۲۰۳) دیکھا اسدؔ کو خلوت و جلوت میں بارہا دیوانہ گر نہیں ہے تو ہُشیار بھی نہیں ص۱۸۴

(۲۰۴) ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسدؔ! کُھلا کہ فائدہ عرضِ ہُنر میں خاک نہیں ص۱۸۳

(۲۰۵) اُس فتنہ خو کے در سے اب اٹھتے نہیں اسدؔ! اِس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

(۲۰۶) ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ! مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اُداس ہے ص۲۰۵

(۲۰۷) ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسدؔ! عالم تمام، حلقۂ دامِ خیال ہے ص۲۰۵

(۲۰۸) گزرا اسدؔ! مسرتِ پیغامِ یار سے — قاصد پہ مجھ کو رشکِ سوال و جواب ہے — ص ۲۰۶

(۲۰۹) نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ! — ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے — ص ۲۱۲

(۲۱۰) اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! — مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے — ص ۲۱۳

(۲۱۱) عارضِ گل دیکھ، روے یار یاد آیا اسدؔ! — جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے — ص ۲۱۴

(۲۱۲) حسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ! — پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی — ص ۲۱۶

(۲۱۳) جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ! — صحرا ہماری آنکھ میں یک مشتِ خاک ہے — ص ۲۱۶

(۲۱۴) غفلت کفیلِ عمر و اسدؔ ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟ — ص ۲۱۸

(۲۱۵) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ! — گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی — ص ۲۲۱

(۲۱۶) سایہ میرا مجھ سے مثلِ دود بھاگے ہے اسدؔ! — پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے — ص ۲۲۲

(۲۱۷) چاہتے ہیں خوب رویوں کو اسدؔ — آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے — ص ۲۲۳

(۲۱۸) اسدؔ! خوشی سے مرے ہاتھ پاٗنو پھول گئے — کہا جو اُس نے: زرا میرے پاٗنو داب تو دے — ص ۲۲۳

(۲۱۹) چھوڑی اسدؔ! نہ ہم نے گدائی میں دل لگی — سائل ہوئے تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے — ص ۲۲۷

(۲۲۰) اِس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسدؔ کی نعش — دشمن بھی جس کو دیکھ کے غمناک ہو گئے — ص ۲۲۹

(۲۲۱) آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسدؔ! — حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں؟ — ص ۲۹۸

(۲۲۲) بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسدؔ! — خیرات خوارِ محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں — ص ۲۹۸

(۲۲۳) پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ! — ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں — ص ۲۹۹

(۲۲۴) پروانے کا نہ غم ہو تو پھر کس لیے اسدؔ! — ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے — ص ۳۰۳

(۲۲۵) اسدؔ افسردگی آوارۂ کفر و دیں ہے — یادِ روزے کہ نَفَس در گرہِ 'یارب' تھا — ص ۴۴۳

(۲۲۶) خیالِ شربتِ عیسیٰ گدازِ ترجبینی ہے — اسدؔ! ہوں مست دریا بخشیِ ساقیِ کوثر کا — ص ۴۴۴

(۲۲۷) صفا کب جمع ہو سکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا — صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ! گوہر نہیں ہوتا — ص ۴۴۵

(۲۲۸) اے اسدؔ! واشدنِ عقدۂ غم گر چاہے — حضرتِ زلف میں جوں شانہ دلِ چاک چڑھا — ص ۴۴۵

(۲۲۹) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرما اے اسدؔ! داغِ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا ص۴۴۶

(۲۳۰) عمر بھر ہوش نہ یک جا ہوئے میرے کہ اسدؔ! میں پرستندۂ روے صنم چند رہا ص۴۴۶

(۲۳۱) نصیبِ تیرہ، بلا گردش آفریں ہے اسدؔ! زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا ص۴۴۶

(۲۳۲) اسدؔ کے واسطے رنگے بروے کار ہو پیدا غبار، آوارہ و سرگشتہ ہے یا بوتراب! اُس کا ص۴۴۷

(۲۳۳) اسدؔ! طبعِ متیں سے گر نکالوں شعرِ برجستہ شرر ہو قطرۂ خونِ فسردہ در رگِ خارا ص۴۴۷

(۲۳۴) افسانہ اسدؔ بہ ایں درازی! اے غم زدہ! قصہ مختصر کر ص۴۴۸

(۲۳۵) سرابِ یقیں ہیں پریشاں نگاہاں اسدؔ کو گر از چشمِ کم دیکھتے ہیں ص۴۴۸

(۲۳۶) پریشانی اسدؔ! در پردہ ہے سامانِ جمعیت کہ ہے آبادیِ صحرا ہجومِ خانہ بردوشاں ص۴۴۹

(۲۳۷) اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنا آفرینی ہا فغاں! بے اختیاریؔ و فریبِ آرزو خوردن ص۴۴۹

(۲۳۸) چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ! واے اے بے خودی و تُہمتِ آرامیدن! ص۴۵۰

(۲۳۹) نالاں ہو اسدؔ! تو بھی سرِ راہ گزر پر کہتے ہیں کہ تاثیر ہے فریادِ جرس کو ص۴۵۰

(۲۴۰) یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا! بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ ص۴۵۱

(۲۴۱) اسدؔ! اندیشۂ ششدر شدن ہے نہ پھریے مُہرہ ساں خانہ بہ خانہ ص۴۵۱

(۲۴۲) اسدؔ! از بس کہ فوجِ دردوغم سرگرمِ جولاں ہے غبارِ راہ ویرانی ہے ملکِ دل کی آبادی ص۴۵۱

(۲۴۳) دیکھ اے اسدؔ! بہ دیدۂ باطن کہ ظاہرا ہر ایک ذرّہ غیرتِ صد آفتاب ہے ص۴۵۲

(۲۴۴) جورِ زلف کی تقریر پیچ و تابِ خاموشی ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے ص۴۳

(۲۴۵) پَے بہ مقصد بُردنی ہے خضرِ مَے سے اے اسدؔ! جادۂ منزل ہے خطِّ ساغرِ مُل کے تلے ص۴۵۳

(۲۴۶) دیکھا نہیں ہے ہم نے بہ عشقِ بتاں اسدؔ! غیر از شکستہ حالی و حسرت کشیدگی ص۴۵۳

(۲۴۷) اسدؔ! خوباں بھی دورِ چرخ سے رنجیدہ خاطر ہیں گریباں چاکیِ گل ہا نشانِ داد خواہی ہے ص۴۵۵

(۲۴۸) اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہاے زار پر مردم بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی ص۴۵۵

(۲۴۹) اسدؔ! ہوں میں پر افشانِ رمیدن سوادِ شعر در گردِ سفر ہے ص۴۵۶

(۲۵۰) اے اسدؔ! مایوس مت ہو از درِ شاہِ نجف — صاحبِ دل ہا وکیلِ حضرتِ اللہ ہے — ص۳۵۶

(۲۵۱) جنسِ بازارِ معاصی اسداللہ اسدؔ — کہ سوا تیرے، کوئی اُس کا خریدار نہیں — ص۱۳۵

دیکھیے ــــــ: (۲۵۲) آہنگِ اسدؔ۔ (۲۵۳) استقبالِ تحریرِ اسدؔ۔ (۲۵۴) اظہارِ اسدؔ۔ (۲۵۵) بزمِ اسدؔ۔ (۲۵۶) بے دلی ہائے اسدؔ۔ (۲۵۷) پیروِ فکرِ اسدؔ۔ (۲۵۸) جانِ اسدؔ۔ (۲۵۹) جانِ بینوائے اسدؔ۔ (۲۶۰) سرشکِ چشمِ اسدؔ۔ (۲۶۱) صد نالہ اسدؔ۔ (۲۶۲) کارِ اسدؔ۔ (۲۶۳) کاروبارِ اسدؔ۔ (۲۶۴) نذرِ سبکباریِ اسدؔ۔ (۲۶۵) ہر نالۂ اسدؔ۔

اسدِؔ خستہ: اسدِؔ خستہ گرفتارِ دو عالم اوہام — مشکل آساں کُنِ یک خلق! تغافل تاچند — ص۳۹

اسدِؔ خستہ جاں: یہ لاشِ بے کفن اسدِؔ خستہ جاں کی ہے — حق مغفرت کرے! عجب آزاد مرد تھا — ص۱۵۵

اسدِؔ فتنہ انتظار: ہر رنگ میں جلا اسدِؔ فتنہ انتظار — پروانۂ تجلیِ شمعِ ظہور تھا — ص۱۸

اسداللہ[۱] اسدؔ: جنسِ بازارِ معاصی اسداللہ اسدؔ — کہ سوا تیرے کوئی اُس کا خریدار نہیں — ص۱۳۵

اسداللہ خاں: (۱) کہتا تھا کل وہ محرمِ راز اپنے سے کہ آہ! — دردِ جُدائیِ اسداللہ خاں نہ پوچھ — ص۷۰

(۲) اسداللہ خاں تمام ہوا — اے دریغا وہ رندِ شاہد باز! — ص۱۷۲

(۳) مارا زمانے نے اسداللہ خاں تمھیں — وہ ولولے کہاں، وہ جوانی کدھر گئی؟ — ص۲۳۳

(۴) طرزِ بیدلؔ میں ریختہ لکھنا — اسداللہ خاں قیامت ہے! — ص۳۲۰

اسداللہ خانِ غالبؔ: نہ ظہوریؔ ہے اور نہ طالبؔ ہے — اسداللہ خانِ غالبؔ ہے — ص۲۶۷

اسداللہ[۲]: امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی — علی ولی، اسداللہ، جانشینِ نبی ہے — ص۷۵

اَسرار[۳]: دیکھیے ــــــ: (۱) بادۂ جوشِ اسرار۔ (۲) محرمِ اسرار۔ (۳) مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار۔ (۴) ہمہ اسرار۔

اسرارِ نیاز: دیکھیے: گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز۔

اسرافیل[۴]: پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرافیل کی — ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی — ص۹۱

۱۔ اسداللہ: چھے بار [اسداللہ اسدؔ: ایک بار۔ اسداللہ خاں: چار بار۔ اسداللہ خانِ غالبؔ: ایک بار]۔

۲۔ اسداللہ: ایک بار [حضرت علی کے لیے]۔

۳۔ اَسرار: پانچ بار [مرتب]۔

۴۔ اسرافیل: ایک بار۔

اسکندر[1] (۱) سدِّ اسکندر ہے بہرِ نگاہِ گل رُخاں — گر کرے یوں امر، نہیِ بوتراب آئینے پر ص۴۰
(۲) شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ — اب مآلِ سعیِ اسکندر کھلا ص۱۴۰

اسلام[2]: (۱) موجِ خمیازۂ یک نشہ، چہ اسلام و چہ کفر — کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں ص۷
(۲) دیکھیے: نوبہارِ حدیقۂ اسلام۔

اسم[3]: مہرِ رخشاں کا نام: خسروِ روز — ماہِ تاباں کا اسم: شحنۂ شام ص۱۳۸

اسمِ حق: دیکھیے: وردِ اسمِ حق۔

اسمائے جلالی: دیکھیے: سطوتِ اسمائے جلالی۔

اسیر[4]: (۱) شومیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر — نامۂ اعمال ہے تاریکیِ کوکب مجھے ص۸۶
(۲) بھاگے تھے ہم بہت سو اُسی کی سزا ہے یہ — ہوکر اسیر، داہتے ہیں راہ زن کے پاؤں ص۱۹۶
دیکھیے ـــــــ: (۳) مرغِ اسیر۔ (۴) نالۂ مرغِ اسیر۔

اسیرانِ تغافل: دیکھیے: اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل۔

اسیرِ بے زباں: اسیرِ بے زباں ہوں، کاشکے! صیادِ بے پروا — بہ دامِ جوہرِ آئینہ ہوجاوے شکار اپنا ص۱۵

اسیرِ چاک: صبر اور یہ ادا کہ دل آوے اسیرِ چاک — درد اور یہ کمیں کہ رہِ نالہ واکروں ص۵۶

اسیرِ دل: دیکھیے: شررِ اسیرِ دل۔

اسیرِ رنگ و بوئے باغ: اے اسدؔ! ہم خود اسیرِ رنگ و بوئے باغ ہیں — ظاہرا، صیادِ ناداں ہے گرفتارِ ہوس ص۴۵

اسیرِ زنگ: اے اسدؔ! خامش ہے طوطیِ شکر گفتارِ طبع — ظاہرا، رکھتا ہے آئینہ اسیرِ زنگ، دل ص۵۳

اسیرِ ستمِ کشاکشِ دامِ وفا: ہے اسیرِ ستمِ کشاکشِ دامِ وفا — دلِ وارستۂ ہفتاد و دو ملّت بیزار ص۹

اسیروں: آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے؟ — کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا ص۱۳۵

اسیری[5]: (۱) قید میں بھی ہے اسیری، آزاد — چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں ص۵۸

---

[1] اسکندر : دوبار [مرکّب]۔
[2] اسلام : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
[3] اسم : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
اسما : ایک بار [مرکّب]۔
[4] اسیر : گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: نوبار]۔
اسیراں : ایک بار [مرکّب]۔
اسیروں : ایک بار۔
[5] اسیری : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔

(۲) بس کہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیرِ پا — موے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا — ص ۱۴۲

دیکھیے ـــــــــ: (۳) دردِ اسیری۔ (۴) ذوقِ اسیری۔

اشاراتِ کثیر: دیکھیے: گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر۔

اِشارت[1]: (۱) ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز — جوں مہِ نَو، ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں — ص ۸

(۲) نگاہِ ناز نے جب عرضِ تکلیفِ شرارت کی — دیا ابرو کو چھیڑ اور اُس نے فتنے کو اشارت کی — ص ۹۷

(۳) جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ ہو وا — تو وا کرے اُس عقدے کو، سو بھی بہ اشارت — ص ۱۲۷

(۴) بلاے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات — عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا — ص ۱۵۸

اشارت فہم: رکھا غفلت نے دور اُفتادۂ ذوقِ فنا، ورنہ — اشارت فہم کو ہر ناخنِ بریدہ، ابرو تھا — ص ۲۲

اشارہ[2]: (۱) ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدعا — طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک — ص ۵۰

(۲) تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل! — کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ — ص ۱۹۵

(۳) اُس چشمِ فسوں گر کا اگر پائے اشارہ — طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے — ص ۲۳۴

(۴) چاک مت کر جَیب بے ایامِ گل — کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے — ص ۲۲۳

(۵) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اَور — کرتے ہیں محبت تو گزرتا ہے گماں اَور — ص ۱۷۰

(۶) پُرسشِ طرزِ دل بری کیجیے کیا کہ بن کہے — اُس کے ہر ایک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں — ص ۱۷۸

اشارۂ جَیب دریدہ: گل، سر بسر اشارۂ جَیب دریدہ ہے — نازِ بہار جز بہ تقاضا نہ کھینچیے — ص ۱۰۶

اشارے: اُس بزم میں مجھے نہیں بنتی حیا کیے — بیٹھا رہا، اگرچہ اشارے ہوا کیے — ص ۲۳۲

اشتیاق[3]: بس کہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق — ہر بُتِ خرشید طلعت آفتابِ بام ہے — ص ۱۰۱

اشتیاق انگیز: عارضِ گل دیکھ، روے یار یاد آیا اسدؔ! — جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے — ص ۲۱۳

اشراف[4] نژادِ آدم: دیکھیے: مرجع و مجمعِ اشراف نژادِ آدم۔

۱۔ اشارت : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
اشارات: ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ اشارہ : سات بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: ایک بار]۔
اشارے : ایک بار۔
۳۔ اشتیاق : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ اشراف : ایک بار [مرکّب]۔

اشرفِ شہور وسنین: شب و روز: افتخارِ لیل و نہار — مہ و سال: اشرفِ شہور و سنین ص۲۸۰

اشعار[۲]: (۱) بزمِ شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا — رکھیو یارب! یہ درِ گنجینۂ گوہر کھلا ص۱۹۰

(۲) نہ ستایش کی تمنا نہ صلے کی پروا — گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی ص۲۰۹

(۳) گنجینۂ معنی کا طلسم اُس کو سمجھیے — جو لفظ کہ غالبؔ مرے اشعار میں آوے ص۲۳۴

(۴) آپ سے وہ مرا احوال نہ پوچھے تو اسدؔ! — حسبِ حال اپنے پھر اشعار کہوں یا نہ کہوں؟ ص۲۹۸

(۵) واہ بے لڑکے! پڑھی اچھی غزل — شوق ابھی سے ہے تجھے اشعار کا [قادرنامہ]

اشک[۳]: (۱) چشمِ اُمید سے گرتے ہیں دوعالم جوں اشک — یاس، پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں ص۸

(۲) ہے تنگ زِ واماندہ شدن حوصلۂ پا — جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا ص۲۹

(۳) ہوا نہ مجھ سے بجز درد حاصلِ صیاد — بسانِ اشک گرفتارِ چشم دام رہا ص۳۰

(۴) برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یہاں — اشک ہوجاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست ص۳۳

(۵) کیجیے جوں اشک اور قطرہ زنی — اے اسدؔ! ہے ہنوز دلّی دور ص۴۲

(۶) ہوسکے ہے پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر — اشک بعدِ ضبط غیر از پنبۂ مینا نہیں ص۶۵

(۷) طاقت، بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں — جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرو ص۶۹

(۸) حسرت سے دیکھ رہتے ہیں ہم آب و رنگِ گل — مانندِ شبنم اشک ہیں مژگانِ خار کے ص۸۰

(۹) آب ہوجاتے ہیں ننگِ ہمتِ باطل سے مرد — اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے ص۹۶

(۱۰) فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے ص۱۰۹

(۱۱) قیدِ ہستی سے رہائی معلوم! — اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں ص۱۸۱

(۱۲) یہاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم — حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہَوا گرم ص۴۲۸

(۱۳) ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر — تاثیرِ جُستنِ اشک سے نقشِ برآب ہے ص۴۵۳

(۱۴) روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی — جوں گوہر اشک کو ہے فرامُش چکیدگی ص۴۵۴

۱۔ اشرف : ایک بار[مرکب]۔
۲۔ اشعار : پانچ بار۔
۳۔ اشک : تریسٹھ بار[مفرد: تیرہ بار، مرکب: پچاس بار]۔
اشک ہا : دوبار[مرکب]۔ اشکوں : ایک بار۔

[آٹھ بار بہ طور ردیف، ص۵۰]:

(۱۵)، (۱۶) آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک   لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک

(۱۷) ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدعا   طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک

(۱۸) میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق   از بسکہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک

(۱۹) رونے نے طاقت اِتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار   مژگاں کو دوں فشار پَےِ امتحانِ اشک

(۲۰) دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار   باغ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک

(۲۱) سیلِ بنائے ہستیِ شبنم ہے آفتاب   چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک

(۲۲) ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں اسدؔ!   ہے بر سرِ مژہ نگراں دیدبانِ اشک

دیکھیے ـــــ: (۲۳) انگشتِ حسابِ اشک۔ (۲۴) بارانِ اشک۔ (۲۵) بعدِ ضبطِ اشک۔ (۲۶) تارِ اشک۔ (۲۷) جوشِ اشک۔ (۲۸) سیلِ اشک۔ (۲۹) صفائے اشک۔ (۳۰) صورتِ اشک۔ (۳۱) طفلِ اشک۔ (۳۲) قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق۔ (۳۳) قطرۂ اشک۔ (۳۴) لبریزِ اشک۔ (۳۵) مانعِ سیلانِ اشک۔ (۳۶) نازِ گراں مایگیِ اشک۔ (۳۷) ذوقِ اشک۔ (۳۸) ہجومِ اشک۔ (۳۹) ہر اشک۔ (۴۰) ہر دانۂ اشک۔ (۴۱) ہر قطرۂ اشک۔

اشک افشانی: یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی   کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی   ص۹۶

اشکباری: (۱) بہ ہزار اُمیدواری رہی ایک اشکباری   نہ ہوا حصولِ زاری بجز آستیں فشانی   ص۱۰

(۲) بہار رنگِ خونِ گل، ہے ساماں اشکباری کا   جنونِ برق، نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا   ص۱۸

(۳) پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب   اشکباری کا حکم جاری ہے   ص۲۲۴

(۴) وُہی صد رنگ نالہ فرسائی   وُہی صد گونہ اشکباری ہے   ص۲۲۴

اشکِ جگرگوں: دیکھیے: شوخیِ اشکِ جگرگوں۔

اشکِ چکیدہ: (۱) ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو   گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں   ص۲۹۹

(۲) اشکِ چکیدہ، رنگِ پریدہ   ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ   ص۴۵۰

اشکِ چشم: (۱) ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے   بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا   ص۲۷

(۲) عشاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ — دیتا ہے اُور، جوں گل و شبنم، بہار داغ — ص ۴۸

اشکِ چشمِ دام: ہے ترحم آفریں آرایشِ بیداد یہاں — اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانۂ صیاد یہاں — ص ۵۷

اشکِ چشمِ سرمہ آلود: دیکھیے: جَیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود۔

اشکِ دیدۂ خرشید: دامنِ گردوں میں رہ جاتا ہے ہنگامِ وداع — گوہرِ شب تاب، اشکِ دیدۂ خرشید ہے — ص ۱۰۳

اشکِ دیدۂ سوزن: دیکھیے: تارِ اشکِ دیدۂ سوزن۔

اشکِ دیدۂ عاشق: دیکھیے: قدرِ اشکِ دیدۂ عاشق۔

اشک ریز: دیکھیے: چشمِ اشک ریز۔

اشک ریزی: چشمِ گریاں بسملِ شوقِ بہارِ دید ہے — اشک ریزی، عرضِ بال افشانیِ اُمید ہے — ص ۱۰۳

اشکِ سحاب: ہر رنگ گردش آئنہ ایجادِ درد ہے — اشکِ سحاب جز بہ وداعِ خزاں نہیں — ص ۵۷

اشکِ شکری: شرمندۂ اُلفت ہوں مداوا طلبی سے — ہر قطرۂ شربت مجھے اشکِ شکری ہے — ص ۴۵۳

اشکِ کباب: (۱) ظاہر ہے طرزِ قید سے صیاد کی غرض — جو دانہ دام میں ہے سو اشکِ کباب ہے — ص ۷۵

(۲) دیکھیے: قطرۂ اشکِ کباب۔

اشک ہاے زمژگاں چکیدہ: دیکھیے: تسبیحِ اشک ہاے زمژگاں چکیدہ۔

اشک ہاے واچکیدہ: اُٹھائے ہیں جو میں اُفتادگی میں متصل صدمے — کروں گا اشک ہاے واچکیدہ سے حساب اُس کا — ص ۴۴۷

اشکِ یاس: دیکھیے: تارِ اشکِ یاس۔

اشکوں: بہا ہے یہاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر — کہ چشمِ تر میں ہر یک پارۂ دل، پاے در گل ہے — ص ۷۷

اَشیا[۱]: دیکھیے: ہستیِ اشیا۔

اَصحاب[۲]: اصحاب کو جو کہ ناسزا کہتے ہیں — سمجھیں تو ذرا دل میں کہ کیا کہتے ہیں
سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم — ہَے ہَے! نہ کہو، کسے بُرا کہتے ہیں! — ص ۳۱۳

اصحابِ کبار: یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار — ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں ہیں چار — ص ۳۱۳

---

۱ اشیا : ایک بار [مرتّب]۔
۲ اصحاب : دوبار [مرتّب]۔

اِصطکاکِ[1] ذرّ:	دل کو اظہارِ سخن، اندازِ فتحُ الباب ہے	یہاں صریرِ خامہ، غیر از اصطکاکِ در نہیں	ص۲۶
اصطلاحاتِ[2] اسیرانِ تغافل:	اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل مت پوچھ	جو گرہ آپ نہ کھولی، اُسے مشکل باندھا	ص۱۴۰
اصل[3]:	(۱) قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں	موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں	ص۱۹۳
	(۲) نشو و نما ہے اصل سے غالبؔ فروع کو	خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے	ص۲۱۹
اصلِ ایمان:	وفاداری بہ شرطِ استواری اصلِ ایماں ہے	مرے بُت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو	ص۱۹۹
اصلِ تخم:	ہے اصلِ تخمِ ہند سے اور اِس زمین سے	پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور	ص۲۹۳
اصلِ تنگ و تازِ جستجو:	پیدا نہیں ہے اصلِ تنگ و تازِ جستجو	مانندِ موجِ آب زبانِ بُریدہ ہوں	ص۹۲
اصلِ خرد:	اے کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ!	ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ	ص۱۱۸
اصلِ دمیدن ہا:	بس کہ ہے اصلِ دمیدن ہا، غبار	ہے نہالِ شکوۂ ریحاں، سفال	ص۵۱
اصلِ شہود و شاہد و مشہود:	اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے	حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں!	ص۱۸۹
اصلاحِ[4] مفاسد:	تیری دانش، مری اصلاحِ مفاسد کی رہین	تیری بخشش، مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل	ص۱۲۴
اصنامِ[5] خیالی:	کثرت آرائیِ وحدت ہے پرستاریِ وہم	کردیا کافر اِن اصنامِ خیالی نے مجھے	ص۲۲۲
اضداد[6]:	یہ اُس کے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش	کہ دشت و کوہ کے اطراف میں بہ ہر سرِ راہ	ص۲۷۷
اضطراب[7]:	گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا	گُہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا	ص۱۲۷
	(۲) میں اور حظِّ وصل! خدا ساز بات ہے	جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں	ص۱۸۹

دیکھیے ـــــــــ: (۳) بالِ اضطراب۔ (۴) براتِ اضطراب۔ (۵) تسکینِ اضطراب۔ (۶) دلِ از اضطراب آسودہ۔ (۷) قطعِ رہِ اضطراب۔ (۸) گرمِ اضطراب۔ (۹) وقتِ اضطراب۔

اضطراب آرا:	جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ!	ورنہ بسمل کا تڑپھنا، لغزشِ مستانہ تھا	ص۲۵

---

[1] اصطکاک : ایک بار [مرکّب]۔
[2] اصطلاحات : ایک بار [مرکّب]۔
[3] اصل : آٹھ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چھے بار]۔
[4] اصلاح : ایک بار [مرکّب]۔
[5] اصنام : ایک بار [مرکّب]۔
[6] اضداد : ایک بار۔
[7] اِضطراب : اٹھارہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سولہ بار]۔

اضطرابِ انجامیِ اُلفت: دیکھیے: سرنوشتِ اضطراب انجامیِ اُلفت۔

اضطرابِ چشمِ برپادوختہ: شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ — اضطرابِ چشمِ برپا دوختہ غمّاز ہے — ص۸۲

اضطرابِ دل: دیکھیے: طرزِ عروجِ اضطرابِ دل۔

اضطرابِ دم شماری: نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا — کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا — ص۱۵

اضطرابِ سرکش: اے اضطرابِ سرکش! یک سجدہ وار تمکیں — میں بھی ہوں شمعِ کشتہ، گر داغ خوںبہا ہے — ص۹۳

اضطرابِ شامِ تنہائی: دیکھیے: طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی۔

اضطرابِ عمر: اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر کہ ہے — جستجوے فرصتِ ربطِ سر و زانو مجھے — ص۷۸

اضطرابِ نارسائی: اضطرابِ نارسائی مایۂ شرمندگی — ہے عرق ریزیِ خجلت جوششِ طوفانِ عجز — ص۴۴

اضطرار[1]: (۱) حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار — ہر رشتہ چاکِ جَیب کا، تارِ نظر ہے آج — ص۴۴

(۲) دیکھیے: رقمِ اضطرار۔

اِطاعت[2]: سہرا لکھا گیا زِ رہِ امتثالِ امر — دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے — ص۱۲۵

اَطراف[3]: یہ اُس کے عدل سے اضداد کو ہے آمیزش — کہ دشت و کوہ کے اطراف میں بہ ہر سرِ راہ — ص۲۷۷

اَطفال[4]: دیکھیے ـــــــ: (۱) اہتمامِ بزمِ عیدِ اطفال۔ (۲) بازیچۂ اطفال۔ (۳) داغِ اطفال۔ (۴) شغلِ اطفال۔

اَطفالِ ابجدی: کہ بحثِ علم میں اطفالِ ابجدی اُس کے — ہزار بار فلاطوں کو دے چکے الزام — ص۲۶۳

اَطہر[5]: دیکھیے: جسمِ اطہر۔

اظہار[6]: صرف اظہار ہے ارادت کا — ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں — ص۲۸۱

دیکھیے ـــــــ: (۲) آئینۂ اظہار۔ (۳) آئینۂ شانِ اظہار۔ (۴) اوجِ عرضِ اظہار۔ (۵) حسرتِ اظہار۔ (۶) خونِ اظہار۔ (۷) دامِ اظہار۔ (۸) رسوائیِ اظہار۔ (۹) شوخیِ اظہار۔ (۱۰) مانعِ اظہار۔ (۱۱) معرضِ اظہار۔ (۱۲) موجِ خرامِ اظہار۔ (۱۳) نشۂ اظہار۔

اظہارِ اسدؔ: سازِ وحشت رقمی ہا کہ بہ اظہارِ اسدؔ — دشت و ریگ آئنۂ صفحۂ افشاں زدہ ہے — ص۱۰۹

---

[1] اضطرار : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: ایک بار]۔
[2] اطاعت : ایک بار [مرکب]۔
[3] اطراف : ایک بار۔
[4] اطفال : پانچ بار [مرکب]۔
[5] اطہر : ایک بار [مرکب]۔
[6] اظہار : بائیس بار [مفرد: ایک بار، مرکب: اکیس بار]۔

اظہارِ بےقرار: زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار | یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو | ص۶۸

اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں: شرر ہے رنگ، بعد اظہار تابِ جلوۂ تمکیں | کرے ہے سنگ پر خرشیدِ آبِ روے کار آتش | ص۴۷

اظہارِ تپش: دیکھیے: بیتابِ اظہارِ تپش۔

اظہارِ تپش کسوتِ گل: دیکھیے: دردِ اظہارِ تپش کسوتِ گل۔

اظہارِ حال: دیکھیے: وجہِ حیرتِ اظہارِ حال۔

اظہارِ خود پرستی: دیکھیے: پردۂ اظہارِ خود پرستی۔

اظہارِ سخن: دل کو اظہارِ سخن، اندازِ فتح الباب ہے | یھاں صریرِ خامہ غیر از اصطکاکِ در نہیں | ص۶۶

اظہارِ کثافت ہا: سخن تاریک طبعوں کا، ہے اظہارِ کثافت ہا | کہ رنگِ خلعۂ فولاد مانائے سیاہی ہے | ص۴۵۵

اِعادۂ[1] عزت: ہے بندے کو اعادۂ عزّت کی آرزو | چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام | ص۲۸۳

اعتبار[2]: (۱) ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان، جھوٹ جانا | کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا | ص۱۵۹

(۲) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹادیا | کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے | ص۲۰۲

(۳) تو نے قسم مے کشی کی کھائی ہے غالبؔ؟ | تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے | ص۲۰۸

دیکھیے______: (۴) جلوۂ نیرنگِ اعتبار۔ (۵) سببِ اعتبار۔ (۶) شکستِ اعتبار۔ (۷) گدازِ آئینۂ اعتبار۔ (۸) مایۂ اعتبار۔

اعتبارِ عشق: اعتبارِ عشق کی خانہ خرابی دیکھنا | غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا | ص۱۵۱

اعتبارِ نغمہ: ہم نشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست | وھاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے | ص۲۱۴

اعتدال[3]: مضمحل ہوگئے قُویٰ غالبؔ! | وہ عناصر میں اعتدال کہاں! | ص۱۸۳

اعتقاد[4]: (۱) نہیں کہ مجھ کو قیامت کا اعتقاد نہیں | شبِ فراق سے روزِ جزا زیاد نہیں | ص۱۹۲

(۲) نبی کا ہو نہ جسے اعتقاد، کافر ہے | رکھے امام سے جو بُغض، کیا کہیں اُس کو؟ | ص۲۸۶

(۳) دیکھیے: بناے اعتقاد۔

---

[1] اعادہ : ایک بار [مرکب]۔

[2] اعتبار : دس بار [مفرد: تین بار، مرکب: سات بار]۔

[3] اعتدال : ایک بار۔

[4] اعتقاد : تین بار [مفرد: دو بار، مرکب: ایک بار]۔

اعتماد[1]: (۱) زندگانی پہ اعتماد غلط — ہے کہاں قیصر اور کہاں فغفور؟ ص۴۲

(۲) جوں اعتماد نامہ و خط کا ہو مُہر سے — یوں عاشقوں میں ہے سببِ اعتبار، داغ ص۳۸

(۳) حُسن اور اُس پہ حُسنِ ظن، رہ گئی بُلہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ہے، اَور کو آزمائے کیوں؟ ص۱۹۳

اعتمادِ دل: دوست دارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم! — آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا ص۱۴۳

اعتمادِ وفاداری: ہے بارے، اعتمادِ وفاداری اِس قدر — غالب! ہم اِس میں خوش ہیں کہ نامہرباں ہے ص۲۰۲

اعجاز[2]: (۱) پامردِ یک انداز نہیں قامتِ ہستی — طاقت اگر اعجاز کرے، تُہمتِ خَم باندھ ص۱۷

دیکھیے ــــــ: (۲) صورتِ اعجاز۔ (۳) عرضِ اعجاز۔ (۴) یک نیستاں قلمرو اعجاز۔

اعجازِ ستایش گر: دیکھیے: عجزِ اعجازِ ستایش گر۔

اعجازِ مسیح: دیکھیے: کعبۂ اعجازِ مسیح۔

اعجازِ مسیحا: اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک — اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے ص۲۲۸

اعجازِ ہوائے صیقل: تا کہ تجھ پر کھلے اعجازِ ہوائے صیقل — دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہوجانا ص۱۵۶

اَعدا[3]: دیکھیے: صرفِ اعدا۔

اَعداد[4]: دیکھیے: (۱) افزایشِ اعداد۔ (۲) ریزشِ اعداد۔

اَعضا[5]: (۱) رچ گیا جوشِ صفاے زلف کا اعضا میں عکس — ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری ص۹۳

(۲) چھوڑ کر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے — دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک ص۱۷۵

دیکھیے ــــــ: (۳) ذوبانِ اعضا۔ (۴) ذوقِ شوخیِ اعضا۔

اعضاے بہار: دیکھیے: رعشۂ اعضاے بہار۔

اَعظم[6]: دیکھیے ــــــ: (۱) جُزوِ اعظم۔ (۲) سوادِ اعظمِ نثر۔

اَعمٰی[7]: ربطِ تمیزِ اعیاں دُردِ مےِ صدا ہے — اعمٰی کو سُرمۂ چشم آوازِ آشنا ہے ص۹۴

---

[1] اعتماد : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دوبار]۔
[2] اعجاز : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔
[3] اعدا : ایک بار [مرکّب]۔
[4] اعداد : دوبار [مرکّب]۔
[5] اعضا : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: تین بار]۔
[6] اعظم : دوبار [مرکّب]۔
[7] اعمٰی : ایک بار [مرکّب]۔

أعمار:[1] : دیکھیے: قاطعِ اعمار۔

اعمال:[2] (۱، ۲) دیکھیے: نامۂ اعمال [دوبار]۔

اعیان:[3] دیکھیے: تحتِ ''اعمیٰ''۔

اِغراق:[4] مدح کے بعد دُعا چاہیے اور اہلِ سخن | اِس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراق رقم ص۲۶۵

اَغیار:[5] دیکھیے ـــــ: (۱) چشم و چراغ محفلِ اغیار۔ (۲) دریافتنِ صحبتِ اغیار۔ (۳) رضا جوِ اغیار۔ (۴) طعنۂ اغیار۔ (۵) گنجایشِ عداوتِ اغیار۔ (۶) نگہبانِ دل ہاے اغیار۔

اُفتادگاں:[6] : دیکھیے: سرپنجۂ اُفتادگاں۔

اُفتادگی:[7] (۱) اُٹھائے ہیں جو میں اُفتادگی میں متصل صدمے | کروں گا اشک ہاے واچکیدہ سے حساب اُس کا ص۴۴۷

(۲) دیکھیے: ہمہ اُفتادگی۔

اُفتادگی بالین و بستر: دیکھیے: سایۂ اُفتادگی بالین و بستر۔

اُفتادگیِ نشہ: ہے زِ پا اُفتادگیِ نشہ بیماری مجھے | بے سخن، تبخالۂ لب دانۂ انگور ہے ص۹۳

اُفتادہ:[8] (۱) وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے اسدؔ | نقشِ پاے مور کو تختِ سلیمانی کرے ص۸۲

دیکھیے ـــــ: (۲) پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز۔ (۳) پا اُفتادۂ حسرت۔ (۴) پا اُفتادۂ زنہار۔ (۵) پیشِ پا اُفتادہ مضموں۔ (۶) دلِ بے دست و پا اُفتادہ۔ (۷) دور اُفتادہ۔ (۸)، (۹) سرشکِ برز میں اُفتادہ [دوبار]۔ گُلِ از شاخ دور اُفتادہ۔

افتخارِ لیل و نہار:[9] شب و روز: افتخارِ لیل و نہار | مہ و سال: اشرفِ شہور و سنین ۲۸۰

افراختنی:[10] اے بے ثمراں! حاصلِ تکلیفِ دمیدن | گردن بہ تماشاے گل افراختنی ہے ص۱۱۱

افروختہ:[11] : دیکھیے ـــــ: (۱) عکسِ رُخِ افروختہ۔ (۲) فروغِ رُخِ افروختۂ خوباں۔

---

[1] اعمار : ایک بار [مرکّب]۔
[2] اعمال : دوبار [مرکّب]۔
[3] اعیان : ایک بار [مرکّب]۔
[4] اغراق : ایک بار [مرکّب]۔
[5] اغیار : چھے بار [مرکّب]۔
[6] افتادگاں : ایک بار [مرکّب]۔
[7] افتادگی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
[8] افتادہ : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: نوبار]۔
[9] افتخار : ایک بار [مرکّب]۔ [10] افراختنی : ایک بار۔
[11] افروختہ : دوبار [مرکّب]۔

افراطِ[1] انتظار: معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار — چشمِ کشودہ، حلقۂ بیرونِ در ہے آج — ص ۳۴

افزایش[2]: اُسے فضائلِ علم و ہنر کی افزایش — ہوئی ہے مبدعِ عالم سے اِس قدر انعام — ۲۶۳

افزایشِ[2] اعداد: یہ دی جو گئی ہے رشتۂ عمر میں گانٹھ — ہے صفر کہ افزایشِ اعداد کرے — ص ۲۵۳

افزایشِ دردِ دروں: دیکھیے: باعثِ افزایشِ دردِ دروں۔

افزودن[3]: اسدؔ! ہر اشک، ہے یک حلقہ بر زنجیرِ افزودن — بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اُمیدِ رستن ہا — ص ۲۳

افزوں[4]: نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی — پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی — ص ۹۲

دیکھیے ____: (۲)، (۳) روز افزوں [دو بار]۔

افسانہ[5]: (۱) شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا — شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا — ص ۱۵

(۲) شب کہ باندھا خواب میں آنے کا قاتل نے جناح — وہ فسونِ وعدہ میرے واسطے افسانہ تھا — ص ۲۵

(۳) حیرت، اپنے نالۂ بیدرد سے، غفلت بنی — راہِ خوابیدہ کو غوغاے جرسِ افسانہ تھا — ص ۲۵

(۴) شکستِ رنگ کی لائی سحر شبِ سُنبل — پہ زلفِ یار کا افسانہ ناتمام رہا — ص ۳۰

(۵) جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ — یہاں جُز فسوں نہیں، اگر افسانہ چاہیے — ص ۸۴

(۶) تو وہ بدخو کہ تحیّر کو تماشا جانے — غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے — ص ۲۰۹

(۷) افسانہ اسدؔ! بہ ایں درازی! — اے غم زدہ! قصّہ مختصر کر — ص ۴۴۸

(۸) آشنا، غالبؔ! نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا — ورنہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استماع؟ — ص ۴۸

(۹) ہجومِ سادہ لوحی پنبۂ گوشِ حریفاں ہے — وگرنہ خواب کی، مضمر ہیں افسانے میں، تعبیریں — ص ۶۴

دیکھیے ____: (۱۰) جوہرِ افسانہ۔ (۱۱) داغِ گرمیِ افسانہ۔ (۱۲) دامنِ افسانہ۔ (۱۳) عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ۔ (۱۴) بادِ افسانۂ بیمار۔

افسانۂ خوابِ زلیخا: عزیزو! ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ — کہ یہاں افسونِ خواب، افسانۂ خوابِ زلیخا ہے — ص ۸۳

---

۱ افراط : ایک بار [مرکّب]۔
۲ افزایش : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
۳ افزودن : ایک بار۔
۴ افزوں : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
۵ افسانہ : سولہ بار [مفرد: نو بار، مرکّب: سات بار]۔

افسانۂ زلفِ یار: آتی نہیں نیند، اے شبِ تار! افسانۂ زلفِ یار سرکر ص۴۴۸

افسر[1]: دیکھیے: وارثِ گنج وتخت وافسر۔

افسردگاں : دیکھیے___: (۱) سوے ضبط افسردگاں۔ (۲) یک عالم افسردگاں۔

افسردگی : (۱) رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم شعلہ ہا نذرِ سمندر بلکہ آتش خانہ ہم ص۵۴

(۲) میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ کہ دل دیکھ کر طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا، جل گیا ص۱۵۱

(۳) افسردگی نہیں طرب انشاے التفات ہاں درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی ص۲۱۵

دیکھیے___: (۴) غفلتِ افسردگی۔ (۵) کلفتِ افسردگی۔

افسردگی آہنگ تر: بیدلی ہاے اسدؔ افسردگی آہنگ تر یادِ ایامے کہ ذوقِ صحبتِ احباب تھا ص۱۵

افسردگیِ دل: شعلے سے نہ ہوتی، ہوسِ شعلہ نے جو کی جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے ص۲۱۹

افسردگی مانوس: یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس ص۴۶

افسردن[2]: (۱) اگر گل حُسن و الفت کی بہم جوشیدنی جانے پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے ص۱۱۵

(۲) نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن گرہ ہے، حسرتِ آبِ بروے کار آوردن ص۴۴۹

(۳) دیکھیے: ہمہ افسردن۔

افسردہ[3]: (۱) اے عدوے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست ص۳۳

(۲) جنوں افسردہ و جاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر گئی یک عمر خود داری بہ استقبالِ رعنائی ص۹۲

(۳) حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرمِ تماشا ہو کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو ص۱۹۴

(۴) خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے ص۲۱۹

دیکھیے___: (۵) بیکسی افسردہ۔ (۶)، (۷) دلِ افسردہ [دوبار]۔

افسردہ دلی ہا : دیکھیے: حُسنِ افسردہ دلی ہا۔

---

[1] افسر : ایک بار [مرکّب]۔
[2] افسردن : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
افسردگاں : دوبار [مرکّب]۔
افسردگی : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔
[3] افسردہ : دس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چھے بار]۔

افسردۂ تمکیں: افسردۂ تمکیں ہے نفس زمیِ احباب پھر شیشے سے نشرِ شرر سنگ نکالوں ص۶۱

افسردۂ دُزدیدہ نفس: رہنے دو گرفتار بہ زندانِ خموشی چھیڑو نہ مجھ افسردۂ دُزدیدہ نفس کو ص۴۵۰

افسوس[1]: (۱) ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں جوں شانہ پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں ۶۱،۴

(۲) سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ الفتِ ہستی عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا ص۱۴۸

(۳) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت ص۱۶۳

(۴) ٹوٹا ہے افسوس! موے خمِ زلف ہے شانہ یکسر دستِ گزیدہ ص۴۵۰

(۵) ہم اور فسردن، اے تجلی افسوس! تکرار روا نہیں تو تجدید سہی ص۲۵۲

دیکھیے ـــــ: (۶) حنائے کفِ افسوس۔ (۷) کفِ افسوس۔ (۸) خطِ کفِ افسوس۔ (۹) مساسِ دستِ افسوس۔

(۱۰) یک لبِ افسوس۔ (۱۱) یک کفِ افسوسِ تماشائی۔ (۱۲) کفِ افسوسِ فرصت۔

افسوسِ گرمی ہائے صحبت: تا کجا افسوسِ گرمی ہائے صحبت اے خیال! دل بہ سوزِ آتشِ داغِ تمنا جل گیا ص۲۰

افسوسِ ویرانی: خراب آبادِ غربت میں عبث افسوسِ ویرانی گل از شاخ دور اُفتادہ ہے نزدیکِ پژمردن ص۴۴۹

افسوں[2]: (۱) نظر بازی: طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے رہا بیگانہ تاثیر افسوں آشنائی کا ص۱۶

(۲) تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل غافل! سویدا: مردمِ چشمِ پری، نظارہ: افسوں ہے ص۱۱۲

دیکھیے ـــــ: (۳) پوشیدہ افسوں۔ (۴) فریبِ افسوں۔ (۵) نگاہِ عبرت افسوں۔

افسونِ آگاہی: خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی نگہ حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے ص۱۰۸

افسونِ انتظار: پھونکا ہے کس نے گوشِ محبت میں اے خدا! افسونِ انتظار، تمنا کہیں جسے ص۲۱۸

افسونِ خواب: عزیزو! ذکرِ وصلِ غیر سے مجھ کو نہ بہلاؤ کہ یہاں افسونِ خواب، افسانۂ خوابِ زلیخا ہے ص۸۳

افسونِ ربطِ پیکر آرائی: گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار، آتش ص۴۷

افسونِ سخن: دیکھیے: جوہرِ افسونِ سخن۔

افسونِ عرضِ ذوقِ قتل: لذّتِ ایجادِ ناز، افسونِ عرضِ ذوقِ قتل نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا ص۱۱

---

[1] افسوس : چودہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: نو بار]۔ [2] افسوں : بارہ بار [مفرد: دو بار، مرکب: دس بار]۔

افسونِ گدازِ دل: دیکھیے: عرضِ افسونِ گدازِ دل۔

افشاں[1]: (۱) بس کہ ہر یک موے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع — پنجۂ خرشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم ص۵۴

(۲) وہ رازِ نالہ ہوں کہ بہ شرحِ نگاہِ عجز — افشاں، غبارِ سرمہ سے فردِ صدا کروں ص۵۶

افشاں زدہ: دیکھیے: آئینۂ صفحۂ افشاں زدہ۔

افشاندنی: دیکھیے: وضعِ زر افشاندنی۔

افشاندہ[2]: (۱) خواہشِ دل ہے زباں کو سببِ گفت و بیاں — ہے سخن، گردِ زِ دامانِ ضمیر افشاندہ ص۱۷

(۲) دیکھیے: پَر افشاندہ۔

افشردگاں: دیکھیے: دنداں در جگر افشردگاں

افشردن[3]: (۱) دیکھیے: دنداں در دل افشردن۔ (۲) مفتِ افشردن۔

افشردۂ انگور: صاف دُردی کشِ پیمانۂ جمؔ ہیں ہم لوگ — وائے! وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں ص۱۸۶

افطارِ[4] صوم: افطارِ صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو — اُس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے

جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو — روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے ص۱۲۸

افعی[5]: (۱) زلفِ سیہ افعی، نظرِ بد قلمی ہے — ہرچند خطِ سبز و زمرد رقمی ہے ص۱۰۶

(۲) باغ، پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے — سایۂ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے ص۲۱۶

(۳) دیکھیے: حریفِ دمِ افعی۔

افعیِ زلفِ سیہِ شیریں: دیکھیے: کشتۂ افعیِ زلفِ سیہِ شیریں۔

افغاں[6]: دیکھیے: حیرت عاجزِ عرضِ یک افغاں۔

افگار[7]: دیکھیے ـــــ: (۱) پاے افگار۔ (۲) دلِ افگار۔ (۳) سینہ افگارِ جفا۔

---

[1] افشاں : تین بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ایک بار]۔
[2] افشاندہ : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
افشاندنی : ایک بار [مرکّب]۔
[3] افشردن : دو بار [مرکّب]۔
افشردگاں : ایک بار [مرکّب]۔
افشردہ : ایک بار [مرکّب]۔
[4] افطار : ایک بار [مرکّب]۔
[5] افعی : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔
[6] افغاں : ایک بار [مرکّب]۔
[7] افگار : تین بار [مرکّب]۔

اَفگندنی: نہیں ہے باوجودِ ضعف سیرِ بےخودی آساں رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرحِ منزل ہا ص ۲۳

اَفگندہ[1]: دیکھیے: داغ برافگندہ۔

اَفلاک[2]: دیکھیے: (۱) گردشِ افلاک۔ (۲) موے چینیِ افلاک۔

اقامت[3]: زخمی ہوا ہے پاشنہ پاے ثبات کا نے بھاگنے کی گوں، نہ اقامت کی تاب ہے ص ۲۰۶

اقبال[4]: دیکھیے ــــــ: (۱) دوامِ اقبال۔ (۲) کوکبِ اقبال۔ (۳) بے دماغ منّتِ اقبال۔

اقبالِ ترحّم: تیرا اقبالِ ترحّم: مرے جینے کی نوید تیرا اندازِ تغافل: مرے مرنے کی دلیل ص ۱۲۴

اقبالِ تمنّاہا: تمثال تماشاہا اقبال تمنّا ہا عجزِ عرقِ شرمے اے آئنہ! حیرانی ص ۱۰۸

اقبالِ خس: دیکھیے: گُلِ اقبالِ خس۔

اقبالِ رنجوری: خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو فروغِ شمعِ بالیں طالعِ بیدارِ بستر ہے ص ۲۱۲

اقبالِ کلفتِ دلِ بےمدعا: اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدعا رسا اختر کو داغِ سایۂ بالِ ہُما کہوں ص ۵۹

اقبالِ نگاہ: دیکھیے: عزاخانہ اقبالِ نگاہ۔

اقلیم[5]: دیکھیے ــــــ: (۱) سات اقلیم۔ (۲) صانعِ ہفت چرخ و ہفت اقلیم۔

اقلیمِ اُلفت: نہیں اقلیمِ الفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا کہ پُشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مُہر عنواں پر ص ۱۶۷

اقلیمِ تمنّاے پری: دیکھیے: حدِ اقلیمِ تمنّاے پری۔

اقلیمِ سخن: بہ اقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سواد، آتش کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولاے مداد، آتش ص ۴۷

اقلیمِ عدم: دیکھیے ــــــ: (۱) رہِ اقلیمِ عدم۔ (۲) سوادِ اقلیمِ عدم۔

اقلیمِ کوراں: دیکھیے: آئینہ و اقلیمِ کوراں۔

اقلیمِ ہند و سند: ہے یہ دُعا کہ زیرِ نگیں آپ کے رہے اقلیم ہند و سند سے تا ملکِ روم و شام ص ۲۸۳

اِک[6]: (۱) اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے ص ۲۳۴

۱۔ افگندہ : ایک بار [مرتّب]۔
افگندنی : ایک بار۔
۲۔ افلاک : دوبار [مرتّب]۔ ۳۔ اقامت : ایک بار۔
۴۔ اقبال : نوبار [مرتّب]۔
۵۔ اقلیم : آٹھ بار [مرتّب]۔
۶۔ اک : اکثر بار۔

(۲) ہوں اک آفت میں گرفتار، کہوں یا نہ کہوں ۲۹۸

(۳) نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ ۲۱

(۴) اک گرم آہ کی، تو ہزاروں کے گھر جلے

(۵) دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی ص۲۳۳

(۶) شرم اک ادائے ناز ہے، اپنے ہی سے سہی ص۱۸۹

(۷) جس کے حُسنِ روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات ص۲۹۰

(۸) قاصد کے آتے آتے خط اک اَور لکھ رکھوں ص۱۸۸

(۹) وہی اک بات ہے جو یھاں نَفَس، وھاں نکہتِ گل ہے ص۱۳۶

(۱۰) اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے ص۲۴۸

(۱۱) جلتا ہے دل کہ کیوں نہ ہم اک بار جل گئے ص۱۷۳

(۱۲) بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے تو کیا ص۱۵۸

(۱۳) اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے ص۲۳۹

(۱۴) جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے ص۲۳۷

(۱۵) دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی ص۲۲۸

(۱۶) یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے ص۲۸۷

(۱۷) تھا میں اک بینوائے گوشہ نشیں ص۱۳۵

(۱۸) بس کہ ہیں ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے ص۱۸۵

(۱۹) ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے ص۱۵۶

(۲۰) مرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا ص۱۵۶

(۲۱) اک تسمہ لگا رہا کہ تا روزے چند ص۱۱۷

(۲۲) اک تماشا ہوا، گِلا نہ ہو ص۱۶۱

(۲۳) اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے! ص ۱۲۳

(۲۴) دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس ص ۱۷۳

(۲۵) بلائے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے ص ۲۳۶

(۲۶) جو داغ نظر آیا اک چشم نمائی ہے ص ۲۱۰

(۲۷) جی میں اِترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز ص ۲۸۷

(۲۸) وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر، سُو ہے ص ۲۳۲

(۲۹) رُوز اِس شہر میں اک حکم نیا ہوتا ہے ص ۲۰۹

(۳۰) اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی ص ۲۴۳

(۳۱) اک خوں چکاں کفن میں کڑوڑوں بناو ہیں ص ۲۴۳

(۳۲) تھا میں اک دردمندِ سینہ فگار ص ۱۲۴

(۳۳) خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھُلا ص ۱۶۱

(۳۴) لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی ص ۲۰۲

(۳۵) انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا ص ۱۴۵

(۳۶) تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا ص ۱۳۲

(۳۷) گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک ص ۱۷۵

(۳۸) پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت! ص ۱۶۴

(۳۹) ہاں کچھ اک رنجِ گراں باریِ زنجیر بھی تھا ص ۱۵۸

(۴۰) اک زرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے ص ۲۴۰

(۴۱) مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہوجائے گا ص ۱۵۱

(۴۲) تھی وہ اک شخص کے تصوّر سے ص ۱۸۲

(۴۳) اک شرر دل میں ہے، اُس سے کوئی گھبرائے گا کیا! ص ۱۸۸

(۴۴) فقط اک، شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے — ص۳۰۵

(۴۵) اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے — ص۲۳۰

(۴۶) اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے — ص۲۳۰

(۴۷) دل میں پھر گریے نے اک شور اُٹھایا غالبؔ — ص۱۳۳

(۴۸) مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی — ص۱۵۶

(۴۹) مرے دامِ تمنا میں ہے اک صیدِ زبوں وہ بھی — ص۲۰۲

(۵۰) آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۵۱) صد حیف! وہ ناکام کہ اک عمر سے غالبؔ — ص۲۲۸

(۵۲) ہے موج زن اک قلزمِ خوں، کاش یہی ہو — ص۲۴۹

(۵۳) اک غزل تم اور پڑھ لو، وَالسّلام — ص۲۷۵

(۵۴) اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک — ص۲۳۸

(۵۵) وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا — ص۱۵۶

(۵۶) اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے — ص۲۱۹

(۵۷) نسبت اک گونہ مرے دل کو ترے ہات سے ہے — ص۱۲۸

(۵۸) بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے — ص۱۹۶

(۵۹) اک، گھر میں مختصر سا بیاباں ضرور تھا — ص۱۸

(۶۰) مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے — ص۳۱۲

(۶۱) یہ جو اک لذّت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے — ص۲۳۱

(۶۲) نہیں کتاب، ہے اک معدنِ جواہر کام — ص۲۶۳

(۶۳) نہیں کتاب، ہے اک منبعِ نکاتِ بدیع — ص۲۶۳

(۶۴) منظر اک، بلندی پر اور ہم بنا سکتے — ص۱۵۹

(۶۵) مرے دریاے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی — ص ۲۰۲

(۶۶) ہو سکے کیا مدح، ہاں اک نام ہے — ص ۱۴۱

(۶۷) جب اک نَفَس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے — ص ۲۳۳

(۶۸) وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے — ص ۲۲۹

(۶۹) اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ — ص ۲۲۶

(۷۰) عاشق کو غبارِ دل اک وجہِ صفائی ہے — ص ۸۰

(۷۱) قیامت اک ہواے تند ہے خاکِ شہیداں پر — ص ۱۶۷

(۷۲) قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا — ص ۱۸۵

اکبر[1]: دیکھیے: خالقِ اکبر۔

اکثر[2]: (۱) کیا رہوں غربت میں خوش، جب ہو حوادث کا یہ حال — نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا — ص ۱۶۱

(۲) قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم — وہ بلاے آسمانی اَور ہے — ص ۲۳۷

(۳) وہ نہیں ہم کہ چلے جائیں حرم کو اے شیخ! — ساتھ حجاج کے اکثر کئی منزل آئے — ص ۳۱۲

اکرام[3]: اے شہنشاہِ کواکب سپہ مہر علم! — تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے — ص ۲۴۱

اکلیل[4]: پانْو سے تیرے مَلے فرقِ ارادت اورنگ — فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت اکلیل — ص ۱۲۳

اکھاڑا[5]: (۱) راجہ اندر کا جو اکھاڑا ہے — ہے وہ بالاے سطحِ چرخِ بریں — ص ۲۸۰

(۲) اُس اکھاڑے میں جو کہ ہے مظنون — یہاں وہ دیکھا بہ چشمِ صورت ہیں — ص ۲۸۱

اکیس[6] دن: سو اِس اکیس دن میں، ہولی کی — مجلسیں جا بہ جا ہوئیں رنگیں — ص ۲۸۰

اگست[7]: تحریر ہے یہ غالبِ یزداں پرست کی — تاریخ اِس کی: آج نویں ہے اگست کی — ص ۳۱۲

اگلے[8] زمانے: ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالبؔ — کہتے ہیں، اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا — ص ۱۵۹

---

۱ اکبر : ایک بار [مرکب]۔
۲ اکثر : تین بار۔
۳ اکرام : ایک بار۔
۴ اکلیل : ایک بار۔
۵ اکھاڑا : دوبار۔
۶ اکیس : ایک بار۔
۷ اگست : ایک بار۔
۸ اگلے : دوبار۔

اگلے وقتوں: اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، اِنھیں کچھ نہ کہو جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں ص۱۸۷

اَلاماں[1]: دیکھیے: پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں۔

اللہ[2]: (۱) فریاد اسدؔ! بے نگہی ہاے بتاں سے سچ کہتے ہیں واللہ کہ اللہ غنی ہے ص۱۱۱

(۲) یہ چاہتا ہے کہ دُنیا میں عزّ و جاہ کے ساتھ تمھیں اور اُس کو سلامت رکھے سدا اللہ! ص۲۷۸

(۳) دیکھیے: وکیلِ حضرتِ اللہ۔

اللہ اللہ[3]: (۱) کہتے ہیں کہیں خدا سے، اللہ اللہ! وہ آپ ہیں صبح و شام کرنے والے ص۲۵۳

(۲) اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم، اللہ اللہ! اِس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہوجانا! ص۱۵۶

اللہ رے[4]: (۱) اللہ رے تیری تندیِ خو! جس کے بیم سے اجزاے نالہ دل میں مرے رزقِ ہَم ہوئے ص۳۲۶

(۲) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ ہلتے ہیں خود بخود مرے، اندر کفن کے پانْو ص۱۹۶

اللہ ہی اللہ[5]: دمِ واپسیں برسرِ راہ ہے عزیزو! اب اللہ ہی اللہ ہے ص۳۱۲

الٰہی[6]: (۱) دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر ص۴۰

(۲) وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر! وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ! ص۲۷۷

(۳) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے! ص۲۳۸

دیکھیے:— (۴) عنایاتِ الٰہی۔ (۵) فرمانِ الٰہی۔

التجا[7]: اے بہ سرابِ حُسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں! شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ ص۷۲

(۲) صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے ص۲۲۳

(۳) دیکھیے: پُشتِ خمِ التجا۔

التزام[8]: بزم کا التزام گر کیجے ہے قلم میری ابرِ گوہر بار ص۱۳۶

التفات[9]: (۱) بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات سنتا نہیں ہوں بات مکرّر کہے بغیر ص۱۶۹

---

[1] اَلاماں : ایک بار۔ [2] اللہ : تین بار (مرکب: ایک بار)۔
[3] اللہ اللہ : دوبار۔ [4] اللہ رے : دوبار۔
[5] اللہ ہی اللہ : ایک بار [6] الٰہی: پانچ بار (مرکب: دوبار)۔
[7] التجا : تین بار [مرکب: ایک بار]۔
[8] التزام : ایک بار۔
[9] التفات : پانچ بار [مفرد: دوبار، مرکب: تین بار]۔

(۲) اُس بُتِ مغرور کو کیا ہو کسی پر التفات — جس کے حُسنِ روز افزوں کی یہ اِک ادنیٰ ہے بات — ص ۲۹۰

(۳) دیکھیے: طربِ انشاے التفات۔

التفاتِ اوّلیں: دیکھیے: نازہاے التفاتِ اوّلیں۔

التفاتِ ناز: ہماری سادگی تھی: التفاتِ ناز پر مرنا — ترا آنا نہ تھا ظالم! مگر تمہید جانے کی — ص ۲۰۳

التماسِ[1] بے قراری: دیکھیے: خارخارِ التماسِ بے قراری۔

التماسِ رنگ: میں نے جنوں سے کی جو اسدؔ التماسِ رنگ — خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے — ص ۷۶

التماسِ لذّتِ بیداد: وہ التماسِ لذّتِ بیداد ہوں کہ میں — تیغِ ستم کو پشتِ خمِ التجا کروں — ص ۵۶

التہاب[2]: ملتی ہے خوے یار سے نار، التہاب میں — کافر ہوں، گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں — ص ۱۸۸

اُلٹا[3]: وھاں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر — یھاں نالے کو اَور اُلٹا دعواے رسائی ہے — ص ۲۱۰

اُلٹی: خدایا! جذبۂ دل کی مگر تاثیر اُلٹی ہے؟ — کہ جتنا کھینچتا ہوں، اَور کھنچتا جائے ہے مجھ سے — ص ۲۲۴

اُلٹے: بندگی میں بھی وہ آزادہ و خود بیں ہیں کہ ہم — اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا — ص ۱۶۲

الزام[4]: (۱) رعد کا کر رہی ہے کیا دم بند — برق کو دے رہا ہے کیا الزام
تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا — تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام — ص ۱۳۸

(۲) کہ بحثِ علم میں، اطفالِ ابجدی اُس کے — ہزار بار فلاطوں کو دے چکے الزام — ص ۲۶۳

الطاف[5]: دیکھیے: نذرِ الطاف۔

الف[6]: سایۂ تیغ کو دیکھ اُس کے، بہ ذوقِ یک زخم — سینۂ سنگ پہ کھینچے ہے الف بالِ شرار — ص ۴

دیکھیے: ـــ (۱) لام الف۔ (۲) یک الف۔

الفت[7]: (۱) نہ ستم کر اب تو مجھ پر کہ وہ دن گئے کہ ہاں تھی — مجھے طاقت آزمائی، تجھے الفت آزمائی — ص ۱۰

---

[1] التماس : تین بار [مرکّب]۔
[2] التہاب : ایک بار۔
[3] اُلٹا : ایک بار۔
اُلٹی : ایک بار۔
اُلٹے : ایک بار۔
[4] الزام : دو بار۔
[5] الطاف : ایک بار [مرکّب]۔
[6] الف : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
[7] الفت : اڑتیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: بتّیس بار]۔
الفت ہا : ایک بار۔

(۲) دلِ نازک پہ اُس کے رحم آتا ہے مجھے غالبؔ — نہ کر سرگرم اُس کافر کو اُلفت آزمانے میں — ص۱۸۰

(۳) شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں — ختم ہے الفت کی تجھ پر پردہ داری، ہائے ہائے! — ص۲۰۳

(۴) خطِ عارض سے لکھا ہے زلف کو الفت نے عہد — یکقلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے — ص۲۱۱

(۵) نہیں نگار کو الفت، نہ ہو، نگار تو ہے — روانیِ روش و مستیِ ادا کہیے — ص۲۲۸

(۶) یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟ — الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟ — ص۲۱۳

دیکھیے ـــــ: (۷) اقلیمِ الفت۔ (۸) چارۂ غمِ اُلفت۔ (۹) حاصلِ الفت۔ (۱۰) حُسن و الفت۔ (۱۱) خرابِ بادۂ الفت۔ (۱۲) دامِ گلۂ الفت۔ (۱۳)، (۱۴) دشتِ الفت [دو بار]۔ (۱۵) دعوائے گرفتاریِ الفت۔ (۱۶)، (۱۷) رشتۂ الفت [دو بار]۔ (۱۸) سبزۂ صحرائے الفت۔ (۱۹) سجدۂ الفت۔ (۲۰) سرنوشتِ اضطراب انجامیِ الفت۔ (۲۱) شرمندۂ الفت۔ (۲۲) غیرتِ الفت۔ (۲۳) قحطِ غمِ الفت۔ (۲۴) قلزمِ الفت۔ (۲۵) مشاطۂ الفت۔ (۲۶) منزلِ الفت۔ (۲۷) مئ الفت۔ (۲۸) مزرعِ الفت۔ (۲۹) نوائے خفتۂ الفت۔

الفت آزما: نے اسدؔ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل — تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا، الفت آزما پایا — ص۱۳

الفتِ دلدل: طبع کو الفتِ دلدلؔ میں یہ سرگرمیِ شوق — کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں — ص۱۳۵

الفتِ زر: الفتِ زر ہمہ نقصاں ہے کہ آخر قاروںؔ — زیرِ بارِ غمِ دام و درمِ چند رہا — ص۳۳۹

الفتِ صیاد: دیکھیے: گرفتارِ الفتِ صیاد۔

الفتِ قاتل: اسدؔ طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے! — سمجھتا ہوں تپش کو الفتِ قاتل کی تاثیریں — ص۶۵

الفتِ گل: الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی — سرو ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن — ص۱۸۱

الفتِ مژگاں: میں الفتِ مژگاں میں جو انگشت نما ہوں — لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت — ص۳۲

الفت نسب: دیکھیے: دلِ الفت نسب۔

الفت ہائے خوباں: دیکھیے: زندانیِ تاثیرِ الفت ہائے خوباں۔

الفتِ ہستی: دیکھیے: ناگزیرِ الفتِ ہستی۔

القصہ[1]: ہے یہ القصہ حاصلِ تحریر — کہ نہ ارسالِ زر میں ہو تاخیر — ص۲۶۸

---

[1] القصہ : ایک بار۔

الم[1]: (۱) حسرت آبادِ جہاں میں ہے الم، غم آفریں نوحہ، گویا خانہ زادِ نالۂ رنجور ہے ص۹۳

(۲) طاقتِ رنجِ سفر بھی نہیں پاتے اُتنی ہجرِ یارانِ وطن کا بھی الم ہے ہم کو ص۱۱۶

دیکھیے ـــــ: (۳) دردوالم۔(۴) رنج والم۔(۵) سراپاالم۔(۶) طاقتِ ضبطِ الم۔(۷) غم ورنج والم۔

(۸) لذّتِ الم۔(۹) یاس والم۔

الم آبادِ جہاں: پیدا ہوئے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں فرسودنِ پائے طلب و دستِ ہوس کو ص۴۵۰

المِ حسرتِ دیدار: دیکھیے: خارخارِ المِ حسرتِ دیدار۔

الم خیز: دیکھیے: طبعِ الم خیز۔

الم ہائے زمانہ: دیکھیے: گرفتارِ الم ہائے زمانہ

الماس[2]: (۱) جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا ص۱۴۲

(۲) دیکھیے: ریزۂ الماس۔

اَلوَر[3]: دیکھیے: جویائے حالِ دہلی والور۔

الہام[4]: دیکھیے: (۱) معنیِ الہام۔(۲) شانۂ زلفِ الہام۔

امام[5]: (۱) کیا غم ہے اُس کو جس کا علیؑ سا امام ہو اِتنا بھی اے فلک زدہ! کیوں بے حواس ہے؟ ص۷۵

(۲) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہبِ حق وَالسّلام وَ الاکرام ص۲۹۷

دیکھیے ـــــ: (۳) بارہ امام۔(۴) جانشینِ امام۔(۵) قائلِ خداونبیؐ وامام۔

امامِ ظاہروباطن: امامِ ظاہر و باطن امیرِ صورت و معنی علیؑ ولی، اسداللہ، جانشینِ نبیؐ ہے ص۷۵

امامِ وقت: امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو ص۸۵

امارت[6]: دیکھیے: توقیعِ امارت۔

امامت[7]: دیکھیے: اوّلیں دورِ امامت۔

---

[1] الم : بارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دس بار]۔
الم ہا : ایک بار۔
[2] الماس : دوبار [مفرد: ایک بار، مرکّب: ایک بار]۔
[3] الور : ایک بار [مرکّب]۔
[4] الہام : دوبار [مرکّب]۔
[5] امام : سات بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔
[6] امارت : ایک بار [مرکّب]۔
[7] امامت : ایک بار [مرکّب]۔

امان[1]: (۱) بختِ ناساز نے چاہا کہ نہ دے مجھ کو اماں — چرخِ کجباز نے تاکا کہ کرے مجھ کو ذلیل ص۱۲۴

(۲) گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے — تب اماں ہجر میں دی بردِ لَیالی نے مجھے ص۲۲۲

(۳) جان کی پاؤں اماں، باتیں یہ سب سچ ہیں مگر — "دل نے کی ساری خرابی، لے گیا مجھ کو ظفرؔ" ص۲۹۲

دیکھیے ـــــــ: (۴)، (۵) کعبۂ امن واماں [دوبار]۔

اُمت[2]: (۱) اُس کی اُمت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے، غالبؔ! گنبدِ بے در کھلا ص۱۶۱

(۲) دیکھیے: کفیلِ بخششِ اُمت۔

امتثالِ[3] امر: دیکھیے: رہِ امتثالِ امر۔

امتحاں[4]: (۱) ئے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں، یارب! — آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا؟ ص۱۵۹

(۲) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں — اک چھیڑ ہے وگرنہ مراد امتحاں نہیں ص۱۸۷

(۳) یہی ہے آزمانا تو ستانا کس کو کہتے ہیں؟ — عدو کے ہو لیے جب تم تو میرا امتحاں کیوں ہو؟ ص۲۰۰

(۴) نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی، نہ سہی — امتحاں اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی ص۲۰۹

(۵) فلک! نہ دور رکھ اُس سے مجھے کہ میں ہی نہیں — درازدستیِ قاتل کے امتحاں کے لیے ص۲۶۶

(۶) کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر — ابھی اُس خستہ کے نیروے تن کی آزمایش ہے ص۲۴۴

دیکھیے ـــــــ: (۷) آئنۂ امتحاں۔ (۸) تشنہ‌سعیِ امتحاں۔ (۹) تقریبِ امتحاں۔ (۱۰) رشکِ امتحاں۔ (۱۱) رنجِ امتحاں۔ (۱۲) سرِ امتحاں۔ (۱۳) سینہ دردِ امتحاں۔ (۱۴) نذرِ امتحاں۔

امتحانِ اشک: رونے نے طاقت اِتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار — مژگاں کو دوں فشار پئے امتحانِ اشک ص۵۰

امتحانِ ہوس: یک بار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے — اے جوشِ عشق! بادۂ مرد آزما مجھے ص۷۶

امتناعِ[5] جلوہ: دیکھیے: یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ۔

امتیاز[6]: دیکھیے: (۱) جوہرِ امتیاز۔ (۲) رنگِ امتیاز۔

---

[1] امان : پانچ بار [مرکب: دوبار]۔
[2] اُمت : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
[3] امتثال : ایک بار مرکب]۔
[4] امتحاں : سولہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: دس بار]۔
[5] امتناع : ایک بار [مرکب]۔
[6] امتیاز : تین بار [مرکب]۔

امتیازِ ناقص وکامل: برروے شش جہت درِ آئینہ باز ہے یھاں امتیازِ ناقص و کامل نہیں رہا ص۱۵۳

امر[1]: (۱) سدِّ اسکندر ہے بہرِ نگاہِ گل رُخاں گر کرے یوں امر، نہیِ بوتراب آئینے پر ص۴۰

(۲) دیکھیے: رو امتثالِ امر۔

امرِ جدید: امرِ جدید کا تو نہیں ہے مجھے سوال بارے، قدیم قاعدے کا چاہیے قیام ص۲۸۳

امروز[2]: ہے طلسمِ دہر میں صد حشر پاداشِ عمل آگہی غافل! کہ ایک امروز بے فردا نہیں ص۶۵

امکان[3]: دیکھیے ____: (۱) درسِ دفترِ امکاں۔ (۲) دشتِ امکاں۔ (۳) شکستِ رنگِ امکاں۔ (۴) عالمِ امکاں۔

(۵) وحشت گاہِ امکاں۔

املا[4]: نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں عنایت نامہ ہاے اہلِ دُنیا ہرزہ عنواں ہیں ص۶۲

املی[5] کے پھول: وہ کھٹے، کہاں پائیں املی کے پھول؟ وہ کڑوے کریلے کہاں سے منگائیں؟ ص۲۶۴

اُمم[6]: دیکھیے: دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم۔

امن[7]: دیکھیے: نویدِ امن۔

امن و اماں: دیکھیے: کعبۂ امن واماں [دوبار]۔

اُمواج[8]: امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل ص۵۱

اُمید[9]: (۱) ناسازیِ نصیب درشتیِ غم سے ہے اُمید نااُمید و تمنا شکستہ دل ص۵۱

(۲) کیا ضعف میں اُمید کو دل تنگ نکالوں میں خار ہوں، آتش میں چبھوں، رنگ نکالوں ص۶۰

(۳) چمن چمن گلِ آئینہ درکنارِ ہوس اُمید محوِ تماشاے گلستاں تجھ سے ص۱۱۲

(۴) لائی ہے معتمد الدولہ بہادر کی اُمید جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو ص۱۱۶

(۵) ذرہ اُس گرد کا، خرشید کو آئینۂ ناز گرد اُس دشت کی، اُمید کو احرامِ بہار ص۱۳۳

---

[1] امر : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔
[2] امروز : ایک بار۔
[3] امکان : پانچ بار [مرکب]۔
[4] املا : ایک بار۔
[5] اِملی : ایک بار۔
[6] اُمم : ایک بار [مرکب]۔
[7] امن : تین بار [مرکب]۔
[8] امواج : ایک بار۔
[9] اُمید، اُمید : چونتیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔
امیدگاہ : ایک بار [مرکب]۔

(۶)،(۷) کہتے ہیں: جیتے ہیں اُمید پہ لوگ — ہم کو جینے کی بھی اُمید نہیں — ص۱۸۳

(۸) جان کر کیجے تغافل کہ کچھ اُمید بھی ہو — یہ نگاہِ غلط انداز تو سَم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۹) ہمیں پھر اُن سے اُمید اور اُنھیں ہماری قدر — ہماری بات ہی پوچھیں نہ وُہ، تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

(۱۰) منحصر مرنے پہ ہو جس کی اُمید — نااُمیدی اُس کی دیکھا چاہیے — ص۲۲۳

(۱۱) کوئی اُمید بر نہیں آتی — کوئی صورت نظر نہیں آتی — ص۲۲۷

(۱۲) ہم کو اُن سے وفا کی ہے اُمید — جو نہیں جانتے وفا کیا ہے — ص۲۳۸

(۱۳) رہی نہ طاقتِ گفتار، اور اگر ہو بھی — تو کس اُمید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے — ص۲۴۲

(۱۴) گرہ سے اور گرہ کی اُمید کیوں نہ بڑھے — کہ ہر گرہ کی گرہ میں ہے تین چار گرہ — ص۲۷۸

(۱۵) ہے غنیمت کہ بہ اُمید گزر جائے گی عُمر — نہ ملے داد، مگر روزِ جزا ہے تو سہی — ص۳۱۱

(۱۶) ہر چند اُمید دور تر ہو — اے حوصلے! سعی بیش تر کر — ص۳۴۸

دیکھیے ـــــــ: (۱۷) بال افشانیِ اُمید۔ (۱۸) براتِ نگرانِ اُمید (۱۹) بیم و اُمید۔ (۲۰)، (۲۱) چشمِ اُمید [دوبار]۔ (۲۲) خاکبازیِ اُمید۔ (۲۳) دلِ نااُمید۔ (۲۴) ضعفِ اُمید۔ (۲۵) کفِ اُمید۔ (۲۶) یاس و اُمید۔ (۲۷) یک جہاں اُمید۔

اُمیدِ آزادی: اسدؔ! یاسِ تمنا سے نہ رکھ اُمیدِ آزادی — گدازِ ہر تمنا، آبیارِ صد تمنا ہے — ص۸۵

اُمیدِ رحمتِ عام: ہے مجھے آرزوے بخششِ خاص — گر تجھے ہے اُمیدِ رحمتِ عام — ص۱۳۶

اُمیدِ رستن ہا: اسدؔ! ہر اشک، ہے یک حلقہ برزنجیر افزودن — بہ بندِ گریہ ہے نقش برآب اُمیدِ رستن ہا — ص۲۳

اُمیدِ سعادت افزائی: سات اور سات ہوتے ہیں چودہ — بہ اُمیدِ سعادت افزائی
غرض اِس سے ہیں چاردہ معصوم — جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی — ص۲۹۳

اُمیدِ فسانہ گویاں: دیکھیے: جبینِ صبحِ امید فسانہ گویاں۔

اُمیدگاہِ انام: جانتا ہوں کہ آج دُنیا میں — ایک ہی ہے اُمید گاہِ انام — ص۱۳۶

اُمید و نااُمیدی: چہ اُمید و نااُمیدی؟ چہ نگاہ و بے نگاہی؟ — ہمہ عرضِ ناشکیبی، ہمہ سازِ جاں ستانی — ص۱۰

اُمیدوار[1]: (۱) دلِ نااُمید کیوں کر بہ تسلّی آشنا ہو | جو امیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی | ص۱۰
(۲) امیدوار ہوں تاثیرِ تلخ کامی سے | کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرّر ہو | ص۶۷
(۳) گاہ بہ خلد امیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک | گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفتِ ماسوا سمجھ | ص۷۲

اُمیدوارتر: سمجھا ہوا ہوں عشق میں نقصاں کو فائدہ | جتنا کہ نا امید تر، امیدوار تر | ص۴۳[ثانی]

امیدوارِ عنایات: امیدوارِ عنایاتِ شیو ناراین | کہ آپ کا ہے نمک خوار اور دولتخواہ | ص۲۷۸

اُمیدواری: دیکھیے: ہزار اُمیدواری۔

امیر[2]: (۱) ہر ایک قطرے کے ساتھ آئے جو ملک، وہ کہے | امیر کلبِ علی خاں جییں ہزار برس | ص۲۶۴
(۲) بلند رتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر | کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ کلاہ | ص۲۷۷
(۳) در پر امیر کلبِ علی خاں کے ہوں مقیم | شایستۂ گدائیِ ہر در نہیں ہوں میں | ص۲۹۹

امیرِ شاہ نشاں: بزم گہ میں: امیرِ شاہ نشاں | رزم گہ میں: حریفِ شیر کمیں | ص۲۸۰

امیرِ شہ احتشام: حق گوے و حق پرست و حق اندیش و حق شناس | توّابِ مستطاب، امیرِ شہ احتشام | ص۲۸۲

امیرِ صورت و معنی: امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی | علی ولی، اسداللہ، جانشینِ نبی ہے | ص۷۵

امیرِ نامور: مملکتِ کمال میں ایک، امیرِ نامور | عرصۂ قیل و قال میں خسروِ نام دار، ایک | ص۲۹۶

امین[3]: (۱) جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا | وہ کفِ خاک، ہے ناموسِ دوعالم کی امیں | ص۱۳۴
(۲) دیکھیے: رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں۔

اَنَاالبحر[4]: دیکھیے: سازِ انا البحر۔

اَنام[5]: دیکھیے: (۱) اُمید گاہِ انام۔ (۲) مرجعِ انام۔

انبساطِ خاطرِ حضرت[6]: میں کون، اور ریختہ؟ ہاں اِس سے مدعا | جز انبساطِ خاطرِ حضرت نہیں مجھے | ص۱۲۵

---

[1] اُمیدوار : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
امیدوارتر : ایک بار [مرکّب]۔
امیدواری : ایک بار مرکّب]۔
[2] امیر : سات بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔
[3] امین : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
[4] انا البحر : ایک بار [مرکّب]۔
[5] اَنام : دوبار [مرکّب]۔
[6] انبساط : ایک بار [مرکّب]۔

انتخاب[1]: (۱) کُھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ — شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے — ص۲۰۶

(۲) دیکھیے: ورقِ انتخاب۔

انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن: بوسۂ پا: انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن — یعنی ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز — ص۴۴

انتخابِ طرزِ جفا: دیکھیے: فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا۔

انتخابِ نقطہ آرائی: سوادِ چشمِ بسمل انتخابِ نقطہ آرائی — خرامِ نازِ بے پروائیِ قاتل پسند آیا — ص۱۲

انتخابِ یک نگاہ: دیکھیے: طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ۔

انتظار[2]: (۱) نہ بھولا اضطرابِ دم شماری انتظار اپنا — کہ آخر شیشۂ ساعت کے کام آیا غبار اپنا — ص۱۵

(۲) جوں چشم، باز ماندہ ہے ہر یک پہ سوے دل — رکھتا ہے داغ تازہ کا یعنی انتظار داغ — ص۴۸

(۳) خاکِ فرصت برسرِ ذوقِ فنا اے انتظار! — ہے غبارِ شیشۂ ساعت رمِ آہو مجھے — ص۷۸

(۴) ہے انتظار سے شرر آبادِ رستخیز — مژگانِ کوہکن، رگِ خارا کہیں جسے — ص۹۰

(۵) یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا — اگر اور جیتے رہتے، یہی انتظار ہوتا — ص۱۵۹

(۶) تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل! — کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ — ص۱۶۵

(۷) تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عُمر بھر — آنے کا عہد کرگئے، آئے جو خواب میں — ص۱۸۸

(۸) بچ آپڑی ہے وعدۂ دلدار کی مجھے — وہ آئے یا نہ آئے، پہ یاں انتظار ہے — ص۲۱۷

(۸) غفلت کفیلِ عُمرو اسدؔ ضامنِ نشاط — اے مرگِ ناگہاں! تجھے کیا انتظار ہے؟ — ص۲۱۸

(۹) آنکھوں میں انتظار سے جاں پُرشباب ہے — آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے — ص۲۵۳

دیکھیے ــــــ: (۱۰)،(۱۱) آئنۂ انتظار [دو بار]۔ (۱۲) اثرِ انتظار۔ (۱۳) اسدِ فتنہ انتظار۔ (۱۴) افراطِ انتظار۔ (۱۵) افسونِ انتظار۔ (۱۶) بیدادِ انتظار۔ (۱۷) حاملِ طومارِ انتظار۔ (۱۸) خلوتِ فسردگیِ انتظار۔ (۱۹) سرِ سودائے انتظار۔ (۲۰) سرمہ سازِ انتظار۔ (۲۱) سروکارِ انتظار۔ (۲۲) صحرائے انتظار۔ (۲۳) طاقتِ بیدادِ انتظار۔ (۲۴) فرشِ شش جہتِ انتظار۔ (۲۵) گرمِ انتظار۔ (۲۶) لطفِ زخمِ انتظار۔ (۲۷) مژگانِ انتظار۔

---

[1] انتخاب : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

[2] انتظار : اُنتالیس بار [مفرد: نو بار، مرکّب: تیس بار]۔ — انتظارستان : دو بار۔

(۲۸) یک دلِ داغِ انتظار۔

انتظار آوارۂ دشتِ خیال:	ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشتِ خیال	اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال	ص۵۲
انتظار آبادِ حیرانی:	تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی	نہیں غیر از نگہ، جوں نرگستاں، فرشِ محفل ہا	ص۲۳
انتظارِ تماشائے حُسنِ دوست:	رکھتا ہے انتظار تماشائے حُسنِ دوست	مژگانِ باز ماندہ سے، دستِ دعا بلند	ص۳۸
انتظارِ جلوۂ کاکل:	انتظارِ جلوۂ کاکل میں ہر شمشادِ باغ	صورتِ مژگانِ عاشق صرفِ عرضِ شانہ تھا	ص۲۵
انتظارِ جلوہ ریزی:	اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی چشم سفید آخر	حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کہیں پایا	ص۲۲
انتظارِ خوش خطاں:	بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے	یکقلم شاخِ گلِ نرگس عصائے کور ہے	ص۴۳
انتظارِ ساغر:	نفس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ	اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ	ص۱۶۵
انتظارِ صید:	یاد کر وہ دن کہ ہر یک حلقہ تیرے دام کا	انتظارِ صید میں اک دیدۂ بے خواب تھا	ص۱۳۵
انتظارِ طرفہ:	وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے مگر	فتنہ، تاراجِ تمنّا کے لیے درکار ہے	ص۸۳

انتظارِ قدومِ بتاں: دیکھیے: ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں۔

انتظارِ مہ وشاں: دیکھیے: شغلِ انتظارِ مہ وشاں۔

انتظارستاں:	بہ وقتِ سرنگونی ہے تصور انتظارستاں	نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا	ص۱۹

(۲) دیکھیے: شب زندہ دارِ انتظارستاں۔

انتظام[1]:	(۱) اے عافیت! کنارہ کر، اے انتظام! چل	سیلابِ گریہ درپئے دیوار و در ہے آج	ص۱۶۵
	(۲) سب صورتیں بدل گئیں ناگاہ یکقلم	لمبر رہا، نہ نذر، نہ خلعت کا انتظام	ص۲۸۲
اِنتعاشِ[2] غم:	مجھے انتعاشِ غم نے پئے عرضِ حال بخشی	ہوسِ غزل سرائی، تپشِ فسانہ خوانی	ص۱۰

اِنتفاع[3]: دیکھیے: خیالِ انتفاع۔

انتقام[4]:	(۱) اِن پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام	قدرتِ حق سے یہی، حوریں اگر وہاں ہوگئیں	ص۱۹۱

---

۱ انتظام : دوبار۔
۲ انتعاش : ایک بار [مرکّب]۔
۳ انتفاع : ایک بار [مرکّب]۔
۴ انتقام : دوبار۔

(۲) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر　اُس ناز کا فلک نے لیا مجھ سے انتقام　ص۲۸۲

انجاحِ مقاصد:[1] تیری دانش: مری اصلاحِ مفاسد کی رہین　تیری بخشش: مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل　ص۱۲۳

انجام:[2] (۱) گر کرے انجام کو آغاز ہی میں یادِ گل　غنچے سے منقارِ بلبل وار ہو فریادِ گل　ص۵۲

(۲) ایک میں کیا کہ سب نے جان لیا　تیرا آغاز اور ترا انجام　ص۱۳۶

دیکھیے ـــــ: (۳) آئینۂ انجام۔ (۴) حیرت داغِ انجام۔ (۵) رسائیِ انجام۔

انجامِ جنوں: دیکھیے: حیرت آئینۂ انجامِ جنوں۔

انجامِ خودآرائی: بجز دیوانگی، ہوتا نہ انجامِ خود آرائی　اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی　ص۷۷

انجامِ نشارِغم: انجامِ نشارِ غم نہ پوچھو　یہ مصرف تا کجے نہیں ہے　ص۳۲۰

انجامِ غافل: مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غرور　چیونٹی کے پر سرو برگِ خود آرائی نہیں　ص۶۵

انجامِ گل: دیکھیے: محوِ عبرت انجامِ گل۔

انجم:[3] (۱) وہ مہرباں ہو تو انجم کہیں: الٰہی شکر!　وہ خشمگیں ہو تو گردوں کہے: خدا کی پناہ!　ص۲۷۷

دیکھیے: (۲) خسروِ انجم۔ (۳) نقدِ انجم۔

انجمِ چرخ: انجمِ چرخ گوہر آگیں فرش　نور: مَے؛ ماہ: ساغرِ سیمیں　ص۲۸۰

انجمِ رخشندہ: شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کُھلا　اِس تکلّف سے کہ گویا بُت کدے کا در کُھلا　ص۱۶۰

انجمن:[4] (۱) رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے　انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں　ص۱۸۵

(۲) ہے آدمی بجائے خود اک محشرِ خیال　ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو　ص۱۹۳

دیکھیے ـــــ: (۳) اہلِ انجمن۔ (۴) تپشِ انجمن۔ (۵) چراغِ انجمن۔ (۶) شکیب و صبرِ اہلِ انجمن۔ (۷) وداعِ انجمن۔ (۸) وحشت انجمن۔

انجمنِ آرزو: نَفَس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ　اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ　ص۱۶۵

انجمنِ رنگ: دیکھیے: عرضِ انجمنِ رنگ۔

---

[1] انجاح : ایک بار [مرکّب]۔

[2] انجام : دس بار [مفرد: دوبار، مرکّب: آٹھ بار]۔

[3] انجم : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

[4] انجمن : تیرہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: گیارہ بار]۔

انجمنِ طوے میرزا جعفر:	دیکھیے: خجستہ انجمن طوے میرزا جعفر۔		
انجمنِ کبریا:	دیکھیے: شمعِ انجمنِ کبریا۔		
انجمنِ ناز:	اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے غالبؔ!	ہم بھی گئے وھاں اور تری تقدیر کو رُو آئے	ص۲۳۸
انحصار[1]:	فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں	کئی ہزار برس بلکہ بے شمار برس	ص۲۶۴
انجیل[2]:	مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں، باطل سمجھ	وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی	ص۹۱
انداختنی[3]:	ہے شعلۂ شمشیرِ فنا حوصلہ پرواز	اے داغِ تمنّا! سپر انداختنی ہے	ص۱۱۱
	[نیز دیکھیے: بر انداختنی]۔		
انداز[4]:	(۱) کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا	کہ شاخِ گل کا خَم، انداز ہے بالیں شکستن کا	ص۲۷
	(۲) نہاں ہے مردمک میں شوقِ رخسارِ فروزاں سے	سپندِ شعلہ نادیدہ صفت انداز جَستن کا	ص۲۷
	(۳) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا؟ قاتل سے کہتا تھا	کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر	ص۱۶۸
	(۴) دو دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح	یہی انداز اور یہی اندام	ص۱۳۵
	(۵) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ	جفا میں اُس کی، ہے انداز کارفرما کا	ص۱۴۸
	(۶) گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا، یوں سہی	یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟	ص۱۵۵
	(۷) اے ترا غمزہ یکقلم انگیز	اے ترا ظلم سر بسر انداز	ص۱۷۲
	(۸) وعدہ آنے کا وفا کیجے، یہ کیا انداز ہے؟	تم نے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے؟	ص۲۳۲
	(۹) پھر اِس انداز سے بہار آئی	کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی	ص۲۵۱
	(۱۰) سات دریا کے فراہم کیے ہوں گے موتی	تب بنا ہوگا اِس انداز کا گز بھر سہرا	ص۲۸۷
	دیکھیے ـــــ: (۱۱) پامردِ یک انداز۔ (۱۲) خندیدنی انداز۔		
انداز آفرینِ کج کلاہی:	نہیں ہے خالی آرایش سے بے سامانیِ عاشق	شکستِ حال، انداز آفرینِ کج کلاہی ہے	ص۴۵۴

---

[1] انحصار : ایک بار۔

[2] انجیل : ایک بار۔

[3] انداختنی : ایک بار۔

[4] انداز : اڑتالیس بار [مفرد: دس بار، مرکب: اڑتیس بار]۔

اندازِ اثر: نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا — تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا — ص ۱۲۵

اندازِ استغنائے حُسن: دیکھیے: رسوائیِ اندازِ استغنائے حُسن۔

اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں: دیکھیے: لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں۔

اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل: ہوائے سیرِ گل آئینۂ بے مہریِ قاتل — کہ اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل پسند آیا — ص ۱۴۳

اندازِ بیاں: ہیں اَور بھی دُنیا میں سخنور بہت اچھے — کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اَور — ص ۱۷۰

اندازِ پرافشانی: دیکھیے: بسملِ اندازِ پرافشانی۔

اندازِ تغافل: (۱) تیرا اقبالِ ترحّم: مرے جینے کی نوید — تیرا اندازِ تغافل: مرے مرنے کی دلیل — ص ۱۲۴

(۲) دیکھیے: موقوفِ اندازِ تغافل۔

اندازِ جنوں: رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلّف سے — تکلّف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی — ص ۲۰۲

اندازِ چراغ از چشم جُستن ہا: نزاکت ہے فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا — شرارِ سنگ اندازِ چراغ از چشم جُستن ہا — ص ۲۲

اندازِ چکیدن: بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی — سو رہتا ہے بہ اندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی — ص ۲۰۲

اندازِ چکیدن ہائے خوں: ہے گدازِ موم اندازِ چکیدن ہائے خوں — نیشِ زنبورِ عسل ہے نشترِ فصّاد یہاں — ص ۵۷

اندازِ حباب: دیکھیے: سرشاریِ اندازِ حباب۔

اندازِ حُسن: دیکھیے: صفا و شوخیِ اندازِ حُسن۔

اندازِ حنا: ہوئی ہے بس کہ صرفِ مشقِ تمکینِ بہار آتش — بہ اندازِ حنا ہے رونقِ دستِ چنار آتش — ص ۴۶

اندازِ دگر: لطفِ عشق ہر یک، اندازِ دگر دکھلائے گا — بے تکلّف یک نگاہِ آشنا ہوجایئے — ص ۸۸

اندازِ رسا: اَور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے — فقط اک، شعر میں اندازِ رسا رکھتے تھے — ص ۲۳۷ (طبع ثانی)

اندازِ روانی: دیکھیے: رخصتِ اندازِ روانی۔

اندازِ رہبر: دیکھیے: حیرتِ اندازِ رہبر۔

اندازِ سخن: تیرا اندازِ سخن: شانۂ زلفِ الہام — تیری رفتارِ قلم: جُنبشِ بالِ جبریل — ص ۱۲۴

اندازِ شوکتِ تحریر: اِس سے اندازِ شوکتِ تحریر — اخذ کرتا ہے آسماں کا دبیر — ص۲۶۷

اندازِ شہِ دلدل سوار: دیکھیے: صیدِ اندازِ شہِ دُلدُل سوار۔

اندازِ عتاب: مُنہ نہ دکھلاوے، نہ دکھلا؛ پر بہ اندازِ عتاب — کھول کر پردہ ذرا آنکھیں ہی دکھلا دے مجھے — ص۲۳۵

اندازِ عیادت: پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے — شبِ ماتم، تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں ہے — ص۸۹

اندازِ فتح الباب: دل کو اظہارِ سخن اندازِ فتح الباب ہے — یہاں صریرِ خامہ، غیر از اصطکاکِ در نہیں — ص۲۶

اندازِ قاتل: دیکھیے: جوشِ حیرت اندازِ قاتل۔

اندازِ گفتگو: ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے؟ — تمھیں کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟ — ص۲۳۱

اندازِ گل: تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق — آئینہ بہ اندازِ گل آغوش کُشا ہے — ص۲۱۹

اندازِ گل افشانیِ گفتار: پھر دیکھیے اندازِ گل افشانیِ گفتار — رکھ دے کوئی پیمانۂ صہبا مرے آگے — ص۲۲۹

اندازِ نقشِ پا: دیکھیے: دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا۔

اندازِ نگاہِ شرگیں: دویدن کے کمیں جوں ریشۂ زیرِ زمیں پایا — بہ گردِ سرمہ اندازِ نگاہِ شرگیں پایا — ص۲۲

انداز و ادا: دیکھیے: (۱) شیوہ و انداز و ادا۔ (۲) معزولیِ انداز و ادا۔

اندازِ ہلال: کاٹ کر پھینکیے ناخن تو بہ اندازِ ہلال — قوّتِ نامیہ اُس کو بھی نہ چھوڑے بیکار — ص۱۳۳

اندازِ یادِ حسنِ سبز: دیکھیے: پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حسنِ سبز۔

اندازہ[۱]: دیکھیے: زنجیرِ اندازہ۔

اندازۂ تشویش: دیکھیے: پیمانۂ اندازۂ تشویش۔

اندازۂ تقریر: سر کھجاتا ہے، جہاں زخمِ سر اچھا ہوجائے — لذّتِ سنگ بہ اندازۂ تقریر نہیں — ص۱۸۲

اندازۂ خمار: دیتے ہیں جنّت حیاتِ دہر کے بدلے — نشّہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے — ص۲۰۸

اندازۂ ہمّت: توفیق بہ اندازۂ ہمّت ہے ازل سے — آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

اندازے: از بس کہ سکھاتا ہے غم، ضبط کے اندازے — جو داغ نظر آیا، اک چشم نمائی ہے — ص۲۰۱

---

[۱] اندازہ: پانچ بار [مرتّب]۔ اندازے: ایک بار [بہ طورِ جمع]۔

اَندام[1]: دو دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح — یہی انداز اور یہی اندام (مہِ نو کے لیے) ص ۱۳۵

اِندر[2]: راجہ اِندر کا جو اکھاڑا ہے — ہے وہ بالائے سطحِ چرخِ بریں ص ۲۸۰

اَندر[3]: (۱) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بہ خود مرے اندر کفن کے پانو ص ۱۹۶

(۲) ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے — ہے اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب میں ص ۱۸۸

(۳) ہے خیالِ حُسن میں حُسنِ عمل کا سا خیال — خلد کا اک در ہے میری گور کے اندر کھلا ص ۱۶۱

اندرونِ[4] چاہ: بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے — ریشے سے ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے ص ۹۳

اندوختن[5]: دیکھیے: کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن۔

اَندود[6]: دیکھیے: داغ شعلہ اندود۔

اندودہ[7]: دیکھیے ــــــ: (۱) سیم مِس اندودہ۔ (۲)، (۳) مشک اندودہ [دوبار]۔

اندوہ[8]: دیکھیے: (۱) کثرتِ اندوہ۔ (۲) غم واندوہ۔

اندوہ رُبا: اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ، انھیں کچھ نہ کہو — جو مے و نغمہ کو اندوہ رُبا کہتے ہیں ص ۱۸۷

اندوہِ شبِ فرقت: گر نہ اندوہِ شبِ فرقت بیاں ہوجائے گا — بے تکلف داغِ مہ مُہرِ دہاں ہوجائے گا ص ۱۵۰

اندوہِ عشق: جاتی ہے کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی — دل بھی اگر گیا، تو وہی دل کا درد تھا ص ۱۵۴

اندوہِ وفا: میں نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹوں — وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا ص ۱۴۴

اندھے[9]: سر آغازِ موسم میں اندھے ہیں ہم — کہ دلّی کو چھوڑیں، لوہارو کو جائیں ص ۲۶۴

اَندھیر[10]: (۱) کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے — پنبہ نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں ص ۱۸۵

(۲) ہورہا ہے جہان میں اندھیر — زلف کی پھر سرشتہ داری ہے ص ۲۲۴

اندھیری[11]: کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول — آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کھلا ص ۱۶۱

---

۱ اندام : ایک بار۔
۲ اِندر : ایک بار۔
۳ اَندر : تین بار۔
۴ اندروں : ایک بار [مرتّب]۔
۵ اندوختن : ایک بار [مرتّب]۔
۶ اَندود : ایک بار [مرتّب]۔
۷ اندودہ : تین بار [مرتّب]۔
۸ اندوہ : چھے بار [مرتّب]۔
۹ اندھے : ایک بار۔
۱۰ اندھیر : دوبار۔
۱۱ اندھیری : ایک بار۔

اندیشہ[1]: (۱) نَفَس در سینہ ہائے ہدگر رہتا ہے پیوستہ | نہیں ہے رشتۂ الفت کو اندیشہ گسستن کا | ص۲۶

(۲) ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے | بہ بندِ گریہ ہے نقشِ بر آب اندیشہ رستن کا | ص۲۷

(۳) طاقت فسانۂ باد، اندیشہ شعلہ ایجاد | اے غم ہنوز آتش! اے دل ہنوز خامی! | ص۷۴

(۴) ہاتھ دھو دل سے، یہی گرمی گر اندیشے میں ہے | آبگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے | ص۲۲۱

(۵)، (۶)، (۷) اے کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ | ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ

یک قطرۂ خون و دعوتِ صد نشتر | یک وہم و عبادتِ ہزار اندیشہ | ص۱۱۸

دیکھیے ____: (۸) پہلوے اندیشہ۔ (۹) جوہرِ اندیشہ۔ (۱۰) حاصلِ اندیشہ۔ (۱۱) خارخارِ وحشتِ اندیشہ۔

(۱۲) دلِ اندیشہ۔ (۱۳) شوخیِ اندیشہ۔ (۱۴) غفلت نقدِ اندیشہ۔ (۱۵) مآلِ اندیشہ۔ (۸) وحشتِ اندیشہ۔

اندیشہ ہاے دور دراز: تو اور آرایشِ خمِ کاکل | میں اور اندیشہ ہاے دور دراز! | ص۱۷۲

اندیشۂ ششدر شدن: اسدؔ! اندیشۂ ششدر شدن ہے | نہ پھریے مُہرہ ساں خانہ بہ خانہ | ص۴۵۱

اندیشۂ شوق: دیکھیے: گلبازیِ اندیشۂ شوق۔

اِنس[2]: دیکھیے: جن وانس وملک۔

انسان[3]: (۱) آگ تاپے کہاں تلک انساں | دھوپ کھاوے کہاں تلک جاں دار | ص۱۲۶

(۲) بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا | آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا | ص۱۵۰

(۳) کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل | انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں | ص۱۹۰

(۴) رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج | مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہوگئیں | ص۱۹۱

(۵) گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے | زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا | ص۲۶۰

(۶)، (۷) علم ہی سے قدر ہے انسان کی | ہے وہی انسان جو جاہل نہیں | [قادرنامہ]

(۸) انساں نیاز مندِ ازل ہے کہ جوں کماں | مطلب ہے ربط سے رگ و پے کی خمیدگی | ص۴۵۴

---

1. اندیشہ : اٹھارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: تیرہ بار]۔
اندیشہ ہا: ایک بار۔

2. اِنس : ایک بار [مرکب]۔

3. انساں : آٹھ بار۔

انشا[1]: (۱) نہ انشا معنیِ مضموں، نہ املا صورتِ موزوں — عنایت نامہ ہاے اہلِ دُنیا ہرزہ عنواں ہیں — ص۶۲

(۲) وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی — ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی — ص۸۷

(۳) گر دکھاؤں صفحۂ بے نقشِ رنگِ رفتہ کو — دستِ رَد، سطرِ تبسّم یکقلم انشا کرے — ص۱۰۱

(۴) دیکھیے: یک انشا۔

انشاے التفات: دیکھیے: طرب انشاے التفات۔

انشاے مضمونِ تحیّر: دیکھیے: کثرتِ انشاے مضمونِ تحیّر۔

انشراحِ جشنِ جمشید[2]: کہا غالبؔ سے تاریخ اِس کی کیا ہے؟ — تو بولا: "انشراحِ جشنِ جمشید" (۱۲۷۰ھ) — ص۱۲۹

انصاف[3]: (۱) کماں ہم بھی رگ وپَے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے — نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی — ص۷۷

(۲) اسدؔ! بہ نازکیِ طبعِ آرزو انصاف! — کہ ایک وہمِ ضعیف و غمِ دوعالم ہے — ص۱۰۲

(۳) واے! گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو — اب تلک تو یہ توقّع ہے کہ وھاں ہوجائے گا — ص۱۵۱

دیکھیے ـــــــ: (۴) شب خونِ انصاف۔ (۵) شہ سوارِ طریقۂ انصاف۔

انصاف نوازی: یھاں تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ — بے خبر دے بہ کفِ پاے مسافر آزار — ص۳

انطباع[4]: (۱) اِس کتابِ طرب نصاب نے جب — آب و تاب انطباع کی پائی — ص۲۶۲

(۲) دیکھیے: چشمۂ انطباع۔

انعام[5]: (۱) ماہ بن، ماہ تاب بن، میں کون — مجھ کو کیا بانٹ دے گا تو انعام؟ — ص۱۳۶

(۲) اُسے فضائلِ علم و ہنر کی افزایش — ہوئی ہے مبدعِ عالم سے اِس قدر انعام — ص۲۶۳

اَنفاس[6]: دیکھیے: سرِ رشتۂ پاسِ انفاس۔

انفعال[7]: (۱) فلکِ سفلہ بے مُحابا ہے — اِس ستمگر کو انفعال کہاں! — ص۲۶

---

۱ انشا : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
۲ انشراح : ایک بار [مرکّب]۔
۳ انصاف : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔
۴ انطباع : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔ ۵ انعام : دو بار۔
۶ انفاس : ایک بار [مرکّب]۔
۷ انفعال : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔

(۲) ہنگامۂ زبونیِ ہمّت ہے انفعال — حاصل نہ کیجے دہر سے عبرت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

دیکھیے: عرقِ انفعال۔

انکار:[1] (۱) بوسہ دینے میں ان کو ہے انکار — دل کے لینے میں جن کو تھا ابرام — ص۳۷

(۲) ہے قہر گر اب بھی نہ بنے بات کہ ان کو — انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے — ص۲۴۵

(۳) یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار — ہیں گرچہ بہت، خلیفہ ان میں ہیں چار

اِن چار میں ایک سے ہو جس کو انکار — غالبؔ! وہ مسلمان نہیں ہے زنہار — ص۴۳۹

انگبیں:[2] انگبیں کے، بہ حکمِ ربِّ الناس — بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس — ص۴۳۱ [آم کے لیے]

(۲) دیکھیے: مے و انگبیں۔

انگشت:[3] [سات بار بہ طور ردیف، ص۴۲]:

(۱)، (۲) جاتا ہوں جدھر، سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت — یکدست جہاں مجھ سے پھرا ہے، مگر انگشت

(۳) میں اُلفتِ مژگاں میں جو انگشت نما ہوں — لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت

(۴) گرمی ہے زباں کی سببِ سوختنِ جاں — ہر شمعِ شہادت کو ہے یہاں سر بسر انگشت

(۵) خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو پھر اُس کی — جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت

(۶) شوخی تری کہہ دیتی ہے احوال ہمارا — رازِ دلِ صد پارہ کی ہے پردہ در انگشت

(۷) کس رُتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گل — آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت

[تین بار بہ طور ردیف، ص۱۹۳]:

(۸) افسوس! کہ دنداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کی تھی درخورِ عقدِ گہر انگشت

(۹) کافی ہے نشانی، ترا چھلّے کا نہ دینا — خالی مجھے دکھلا کے بہ وقتِ سفر انگشت

(۱۰) لکھتا ہوں اسدؔ سوزشِ دل سے سخنِ گرم — تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت

دیکھیے ـــــــ: (۱۱) ناخنِ انگشت۔ (۱۲) ہر سرِ انگشت۔ [مزید دیکھیے: سرانگشت]۔

---

[1] انکار : تین بار۔

[2] انگبیں : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

[3] انگشت : اُنیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکب: گیارہ بار]۔
انگشت نما : ایک بار۔

انگشت بدنداں: خامہ انگشت بہ دنداں کہ اِسے کیا لکھیے — ناطقہ سر بہ گریباں کہ اِسے کیا کہیے — ص۱۱۴

انگشتِ تحیر: شمع سے ہے بزمِ انگشتِ تحیر در دہن — شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع — ص۲۷

انگشتِ حسابِ اشک: ہجومِ گریہ سوے دل، خوشا! سرمایۂ طوفاں — برانگشتِ حسابِ اشک ناخن، نعلِ واژوں ہے — ص۱۱۱

انگشتِ حنائی: دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال — ہوگیا گوشت سے ناخن کا جدا ہوجانا — ص۱۵٦

انگشتِ حیرت: ہے عجب مُردوں کو غفلت ہاے اہلِ دہر سے — سبزہ جوں انگشتِ حیرت در دہانِ گور ہے — ص۳

انگشتِ خوباں: دیکھیے: ناخنِ انگشتِ خوباں۔

انگشتِ سوزن: تکلف، خار خارِ التماسِ بے قراری ہے — کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر — ص۲۱

انگشت نما: میں الفتِ مژگاں میں جو انگشت نما ہوں — لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت — ص۳۲

انگلستان[1]: بس کہ فعّالِ مایُرید ہے آج — ہر سلحشور انگلستاں کا — ص۲٦۰

اُنگلی[2]: آمدِ سیلابِ طوفانِ صداے آب ہے — نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی، جادہ سے — ص۲۱۷

اُنگلیاں: دردِ دل لکھوں کب تک، جاؤں اُن کو دکھلادوں — انگلیاں فگار اپنی، خامہ خوں چکاں اپنا — ص۱۵۹

انگور[3]: (۱) موسمِ گل میں مَیِ گلگوں حلالِ مے کشاں — عقدِ وصلِ دُخترِ رز انگور کا ہر دانہ تھا — ص۲۵

(۲) محتسب سے تنگ ہے از بس کہ کارِ مے کشاں — رز میں جو انگور نکلا، عقدۂ مشکل ہوا — ص۲۹

(۳) انگور سعیِ بے سروپائی سے سبز ہے — غالبؔ بہ دوشِ دل خُمِ مستاں اُٹھایئے — ص۷۳

(۴) آم کے آگے پیش جاوے خاک — پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک

نہ چلا جب کسی طرح مقدور — بادۂ ناب بن گیا انگور[3] — ص۳۱

(۵) سوا تاج کے، جو ہے مقلوبِ جاں — نہ وھاں آم پائیں نہ انگور پائیں — ص۲۴۳

(٦) نشۂ مے کے اُتر جانے کے غم سے انگور — صورتِ اشک بہ مژگانِ رگِ تاک چڑھا — ص۲۲۵

دیکھیے: (۷) افشردۂ انگور۔ (۸)، (۹) دانۂ انگور [دوبار]۔ (۱۰) ریشۂ رزِ انگور۔ (۱۱) شیرۂ انگور۔

انگیز[4]: اے ترا غمزہ: یکقلم انگیز — اے ترا ظلم: سر بسر انداز — ص۱۷۲

---

[1] انگلستان: ایک بار۔

[2] اُنگلی: ایک بار۔ انگلیاں: ایک بار۔

[3] انگور: گیارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکب: پانچ بار]۔

[4] انگیز: ایک بار۔

انیس[1] پرِ کاہ:	وہ عینِ عدل کہ دہشت سے جس کی پُرسش کی	بنے ہے شعلۂ آتش انیسِ پرِ کاہ	ص ۲۷۷
اوج[2]:	(۱) گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا	کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے!	ص ۲۳۰
	(۲) دیکھیے: یک بخت اوج۔		
اوجِ بنائے عالمِ امکاں:	دیکھیے: غرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں۔		
اوجِ حصار:	دیکھیے: یک اوجِ حصار۔		
اوجِ دہِ مرتبۂ معنی ولفظ:	بہ سخن: اوجِ دہِ مرتبۂ معنی و لفظ	بہ کرم: داغِ نہِ ناصیۂ قلزم و نیل	ص ۱۲۴
اوجِ ریزیِ چشمِ حیاپرست:	دیکھیے: قربانِ اوجِ ریزیِ چشمِ حیاپرست۔		
اوجِ طالعِ لعل وگہر:	ترے جواہرِ طرفِ کُلہ کو کیا دیکھیں!	ہم اوجِ طالعِ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں	ص ۱۸۷
اوجِ عرضِ اظہار:	شررِ اسیرِ دل کو ملے اوجِ عرضِ اظہار	جو بہ صورتِ چراغاں کرے شعلہ نردبانی	ص ۱۰
اَور[3]:	(۱) کیجے جوں اشک اَور قطرہ زنی		ص ۴۲
	(۲) دیتا ہے اَور جوں گل و شبنم بہار داغ		ص ۴۸
	(۳) اَور کے لین دین سے کیا کام		ص ۱۳۶
	(۴) مرنے کی اے دل اَور ہی تدبیر کر کہ میں		ص ۱۵۳
	(۵) اپنے پہ اعتماد ہے، اَور کو آزمائے کیوں		ص ۱۹۳
	(۶) امتحاں اَور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی		ص ۲۰۹
	(۷) یھاں نالے کو اَور اُلٹا دعوائے رسائی ہے		ص ۲۱۰
	(۸) کچھ اَور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے		ص ۲۳۶
	(۹) بنیں گے اَور ستارے اب آسماں کے لیے		ص ۲۳۶

---

[1] انیس : ایک بار [مرکّب]۔
[2] اوج : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔
[3] اور : پینسٹھ بار۔
اوروں : دوبار۔

(۱۰) اَور بازار سے لے آئے، اگر ٹوٹ گیا — ص۲۳۹

(۱۱) زرِ قیمت کا ہوگا اَور حساب — ص۲۶۸

(۱۲) زباں تک آ کے، ہوئی اَور استوار گرہ — ص۲۷۹

(۱۳) اک غزل تم اَور پڑھ لو، وَالسّلام — [قادرنامہ]

(۱۴) کچھ اَور ہی عالم ہے دل وچشم و زباں کا — کچھ اَور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا — ص۲۸۴

(۱۵) اَور تو رکھنے کو ہم دہر میں کیا رکھتے تھے — ص۳۰۵

(۱۶) یہ خبط نہیں تو اَور کیا ہے — ص۳۰۵

(۱۷) ضد کی ہے اَور بات، مگر خو بری نہیں — ص۲۴۳

(۱۸) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اورشخص پر — ص۲۹۱

(۱۹) علاوہ عید کے، ملتی ہے اَور دن بھی شراب — ص۱۹۲

[بارہ بار بہ طورِ ردیف، کُل تیرہ بار، ص۱۷۰]:

(۲۰)، (۲۱) ہے بس کہ ہر اک اُن کے اشارے میں نشاں اَور — کرتے ہیں محبت، تو گزرتا ہے گماں اَور

(۲۲)، (۲۳) دے اَور دل اُن کو، جو نہ دے مجھ کو زباں اَور

(۲۴) ہے تیر مقرّر، مگر اُس کی ہے کماں اَور

(۲۵) لے آئیں گے بازار سے جا کر دل وجاں اَور

(۲۶) ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اَور

(۲۷) ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اَور

(۲۸) جلّاد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ ہاں اَور

(۲۹) ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغِ نہاں اَور

(۳۰) کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ وفغاں اَور

(۳۱) رُکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اَور

(۳۲) کہتے ہیں کہ غالبؔ کا ہے اندازِ بیاں اَور

(۳۳) [گیارہ بار جزوِ ردیف کے طور پر، ص ۱۷۰]:

(۳۴)، (۳۵) لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اور   تنہا گئے کیوں؟ اب رہو تنہا کوئی دن اَور

(۳۶) ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور

(۳۷) مانا کہ ہمیشہ نہیں، اچھا کوئی دن اور

(۳۸) کیا خوب، قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

(۳۹) کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

(۴۰) پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اور

(۴۱) کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور

(۴۲) بچّوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور

(۴۳) کرتا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اور

(۴۴) قسمت میں ہے مرنے کی تمنّا کوئی دن اور

[سات بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۲۳۷]:

(۴۵)، (۴۶) کوئی دن گر زندگانی اور ہے   اپنے جی میں ہم نے ٹھانی اور ہے

(۴۷) سوزِ غم ہائے نہانی اور ہے

(۴۸) پر، کچھ اب کے سرگرانی اور ہے

(۴۹) کچھ تو پیغامِ زبانی اور ہے

(۵۰) وہ بلائے آسمانی اور ہے

(۵۱) ایک مرگِ ناگہانی اور ہے

[دس بار بہ طورِ جزوِ ردیف، کُل گیارہ بار، ص ۳۱۱]:

(۵۲)، (۵۳) میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اور سہی   تم ہو بیداد سے خوش، اس سے سوا اور سہی

(۵۴) ہیں ہوس پیشہ بہت، وہ نہ ہوا اور سہی

(۵۵) تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی

(۵۶) آپ کا شیوہ و انداز و ادا اور سہی

(۵۷)،(۵۸) کعبہ ایک اور سہی، قبلہ نما اور سہی

(۵۹) خلد بھی باغ ہے، خیر آب و ہوا اور سہی

(۶۰) سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی

(۶۱)،(۶۲) زہر کچھ اور سہی، آبِ بقا اور سہی

(۶۳) ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی

(۶۴) اگر اَور جیتے رہتے، یہی انتظار ہوتا — ص۱۵۹

(۶۵) بجز قیس اَور کوئی نہ آیا بروے کار — ص۱۴۳

اَوروں: (۱) نہ اَوروں کی سنتا، نہ کہتا ہوں اپنی — سرِ خستہ و شورِ وحشت سلامت — ص۳۳

(۲) تو دوست کسی کا بھی ستمگر! نہ ہوا تھا — اَوروں پہ ہے وہ ظلم کہ مجھ پر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

اوراق[۱]: اور اُن اوراق میں بہ کلکِ قضا — مجملاً مندرج ہوئے احکام — ص۱۳۸

اوراقِ لختِ دل: نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد — یادگارِ نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا — ص۱۲۷

اورنگ[۲]: (۱) پانْو سے تیرے مَلے فرقِ ارادت اورنگ — فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت اکلیل — ص۱۲۳

(۲) دیکھیے: شہنشاہِ آسماں اورنگ۔

اورنگِ سلیماں: اک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک — اک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے — ص۲۲۸

اَورنگزیبی[۳]: نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا — مگر ہاں نام کو اورنگزیبی — ص۲۶۲

اُوستاد[۴]: بزم میں میزبانِ قیصر و جم — رزم میں اوستادِ رستم و سام — ص۱۲۷

---

۱ اوراق : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

۲ اورنگ : تین بار [مرکّب: دوبار]۔

۳ اورنگ زیبی : ایک بار۔

۴ اُوستاد : ایک بار [مرکّب]۔

اوضاعِ[1] ابنائے زماں: دیکھیے: خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں۔

اُوفتادگی[2]: خوش اوفتادگی کہ بہ صحرائے انتظار — جوں جادہ گردِ رہ سے نگہ سرمہ ساکروں ص ۵۶

اُوفتادگیِ کُشتگانِ عشق: برخاک اوفتادگیِ کُشتگانِ عشق — ہے سجدۂ سپاسِ بہ منزل رسیدگی ص ۳۵۴

اُوفتادہ[3]: (۱) تنِ بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھتے ہیں — دلِ زِ کارِ جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں ص ۶۰

(۲) دور اوفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ — مرغِ خیال بلبلِ بے بال و پر ہے آج ص ۳۵

اوقات[4]: (۱) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں — غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے ص ۱۲۸

اوقات[5]: (۲) دیکھیے: سرِ رشتۂ اوقات۔

اُوک[6]: پلادے اوک سے ساقی! جو ہم سے نفرت ہے — پیالہ گر نہیں دیتا نہ دے، شراب تو دے ص ۲۲۳

اوّل[7]: دیکھیے: یوسف بہ قیمتِ اوّل خریدہ۔

اوّلِ درسِ آرزو: ہے خطِ عجزِ ما و تو، اوّلِ درسِ آرزو — ہے یہ سیاقِ گفتگو، کچھ نہ سمجھ فنا سمجھ ص ۴۷

اوّلاً: اوّلاً عمرِ طبیعی بہ دوامِ اقبال — ثانیاً دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم ص ۲۶۵

اوّلیں: دیکھیے: نازہائے التفاتِ اوّلیں۔

اوّلیں دورِ امامت: رنگریزِ گل و جامِ دو جہاں ناز و نیاز — اوّلیں دورِ امامت طرب ایجادِ بہار ص ۴

اولاد[8]: تیری اولاد کے غم سے ہے بروئے گردوں — سلکِ اختر میں مہِ نَو، مژۂ گوہر بار ص ۱۳۳

اوہام[9]: دیکھیے ــــــ: (۱) شاہراہِ اوہام۔ (۲) شورِ اوہام۔ (۳) گرفتارِ دو عالم اوہام۔

اہتزاز[10]: ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے — بہ جلوہ ریزیِ بادو بہ پر فشانیِ شمع ص ۱۷۴

اہتمام[11]: (۱) بہ رہنِ شرم ہے باوصفِ شوخی اہتمام اُس کا — نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا ص ۲۴

۱۔ اوضاع : ایک بار [مرکّب]۔
۲۔ اُوفتادگی : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۳۔ اُوفتادہ : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۴۔ اوقات (۱) : ایک بار۔
۵۔ اوقات (۲) : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ اُوک : ایک بار۔
۷۔ اوّل : دوبار [مرکّب]۔
اوّلاً : ایک بار۔ اوّلیں : دوبار [مرکّب]۔
۸۔ اولاد : ایک بار۔
۹۔ اوہام : تین بار [مرکّب]۔
۱۰۔ اہتزاز : ایک بار۔
۱۱۔ اہتمام : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

(۲) اُس بزمِ پُرفروغ میں اِس تیرہ بخت کو — لبر ملا تشیب میں از روے اہتمام — ص ۲۸۲
(۳) دیکھیے: شرر اہتمام بستر۔

اہلِ انجمن:[1] (۱) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک — رکھو نہ شمع پہ اے اہلِ انجمن! تکیہ — ص ۳۰۳
(۲) دیکھیے: شکیب وصبرِ اہلِ انجمن۔

اہلِ باغ: داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ، گر گُل ہو شہید — لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے — ص ۸۰

اہلِ بزم: کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم؟ — ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! — ص ۱۹۱

اہلِ بصارت: نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں — نظارگیِ صنعتِ حق اہلِ بصارت — ص ۱۲۷

اہلِ بینش: (۱) نقابِ یار ہے غفلت نگاہیِ اہلِ بینش کی — مژہ پوشیدنی ہا: پردۂ تصویرِ عریاں ہے — ص ۸۱
(۲) اہلِ بینش نے بہ حیرت کدۂ شوخیِ ناز — جوہرِ آئنہ کو طوطیِ بسمل باندھا — ص ۱۳۵
(۳) اہلِ بینش کو ہے طوفانِ حوادث، مکتب — لطمۂ موج کم از سیلیِ اُستاد نہیں — ص ۱۸۶

اہلِ تدبیر: اہلِ تدبیر کی واماندگیاں! — آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں — ص ۱۸۱

اہلِ تسنّن: ہند میں اہلِ تسنّن کی ہیں دو سلطنتیں — حیدر آبادِ دکن رشکِ گلستانِ ارم
رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر — کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم — ص ۲۶۵

اہلِ تمنّا: دیکھیے: عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنّا۔

اہلِ جفا: حُسن غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد — بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد — ص ۱۲۶

اہلِ جنوں: ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع — چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد — ص ۱۲۶

اہلِ جہاں: (۱) ہلاکِ بے خبری نغمۂ وجود و عدم — جہان و اہلِ جہاں سے جہاں جہاں فریاد — ص ۳۷
(۲) آتش پرست کہتے ہیں اہلِ جہاں مجھے — سرگرمِ نالہ ہاے شرر بار دیکھ کر — ص ۱۶۸
(۳) کی ہے وا اہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں — چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خور نادیدہ — ص ۷۱
(۴) یوں ہی گر روتا رہا غالبؔ تو اے اہلِ جہاں! — دیکھنا اِن بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں — ص ۱۹۳

---

[1] اہل : باسٹھ بار [مرتّب]۔

(۵) وہ محضِ رحمت و رافت کہ بہرِ اہلِ جہاں نیابتِ دمِ عیسیٰ کرے ہے جس کی نگاہ ص۲۷۷

دیکھیے:(۲) سامعِ زمزمۂ اہلِ جہاں۔(۲)غفلتِ اہلِ جہاں۔

اہلِ خاک: سیہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے زمیں جوشِ طرب سے جامِ لبریزِ سفالی ہے ص۷۹

اہلِ خرابات: اِس پہ گزرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار! غالبِ خاک نشیں اہلِ خرابات سے ہے ص۱۲۸

اہلِ خرد: ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں؟ پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے ص۲۴۵

اہلِ درد: ہرگام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا ص۲۰

اہلِ دل: ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں ص۲۶

اہلِ دُنیا: دیکھیے:(۱) طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا۔(۲)عنایت نامہ ہائے اہلِ دنیا۔

اہلِ دہر: (۱) اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس اہلِ دہر کا سمجھا ہوں دل پذیر متاعِ ہُنر کو میں ص۱۹۰

(۲) دیکھیے:غفلت ہائے اہلِ دہر۔

اہلِ ریا: دیکھیے:بے حاصلیِ اہلِ ریا۔

اہلِ زباں: دیکھیے:زبانِ اہلِ زباں۔

اہلِ سخن: (۱) حضورِ شاہ میں اہلِ سخن کی آزمایش ہے چمن میں خوش نوایانِ چمن کی آزمایش ہے ص۲۴۳

(۲) مدح کے بعد دُعا چاہیے اور اہلِ سخن اِس کو کرتے ہیں بہت بڑھ کے بہ اغراق رقم ص۲۶۵

(۳) روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظِ ''تکیہ کلام'' اب اُس کو کہتے ہیں اہلِ سخن ''سخن تکیہ'' ص۳۰۳

اہلِ سلامت: دیکھیے:دردِ سرِ اہلِ سلامت۔

اہلِ شوق: پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہلِ شوق کا آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہوگئے ص۲۲۹

اہلِ طلب: ہاں اہلِ طلب! کون سُنے طعنۂ نایافت دیکھا کہ وہ ملتا نہیں، اپنے ہی کو کھو آئے ص۲۳۸

اہلِ عزا: دیکھیے:پریشاں موِ اہلِ عزا۔

اہلِ عناد: امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو ص۲۸۵

اہلِ غفلت: عیش، گرمِ اضطراب و اہلِ غفلت سرد مہر دورِ ساغر یک گلستاں برگ ریزِ تاک ہے ص۱۰۷

اہلِ فنا: دیکھیے: طرزِ اہلِ فنا۔

اہلِ کرم: دیکھیے: (۱) تماشائے اہلِ کرم۔ (۲) عاشقِ اہلِ کرم۔

اہلِ کنشت: دیکھیے: حقِ صحبتِ اہلِ کنشت۔

اہلِ نام: عزّت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بِنا — عزّت جہاں گئی، تو نہ ہستی رہی نہ نام — ص ۲۸۲

اہلِ نظر: (۱) بازی خورِ فریب ہے اہلِ نظر کا ذوق — ہنگامہ، گرمِ حیرتِ بود و نبود تھا — ص ۱۲

(۲) خدایا! کس قدر اہلِ نظر نے خاک چھانی ہے — کہ ہیں صد رخنہ جوں غربال دیواریں گلستاں کی — ص ۷۶

(۳) ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود — قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں — ص ۱۸۷

(۴) رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر — کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم — ص ۲۶۵

دیکھیے: (۵) آبروئے شیوۂ اہلِ نظر۔ (۶) قبلۂ اہلِ نظر۔

اہلِ نیاز: دیکھیے: تحفۂ اہلِ نیاز۔

اہلِ ورع: اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل — پر عاصیوں کے زُمرے میں مَیں برگزیدہ ہوں — ص ۳۰۰

اہلِ وفا: دیکھیے______: (۱) قتلِ اہلِ وفا۔ (۲) نَفَسِ اہلِ وفا۔

اہلِ وہم و خیال: دیکھیے: نظر گاہِ اہلِ وہم و خیال۔

اہلِ ہمت: رہا آباد عالم اہلِ ہمّت کے نہ ہونے سے — بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، مے خانہ خالی ہے — ص ۲۰۹

اہلِ ہوس: (۱) مرا دل مانگتے ہیں عاریت اہلِ ہوس، شاید — یہ جایا چاہتے ہیں آج دعوت میں سمندر کی — ص ۷۷

(۲) اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق — جو پانْو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علم ہوئے — ص ۲۲۷

(۳) دیکھیے: سینۂ اہلِ ہوس۔

اہلِ یقیں: (۱) زمامِ ناقہ کفِ اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں — پس از حُسینِ علی پیشوا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

(۲) دیکھیے: ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں۔

اہم[۱]: دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ ولیکن ناچار — پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

ائمہ[۲]: اُن کو غالبؔ یہ سال اچھا ہے — جو ائمہ کے ہیں تولائی — ص ۲۶۳

---

۱ اہم : ایک بار۔ ۲ ائمہ : ایک بار۔

ایاغ[1]: (۱) بے مے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا ص۱۳۹

(۲) دیکھیے: لبِ ایاغ۔

ایام[2]: (۱) ہمیشہ مجھ کو طفلی میں بھی مشقِ تیرہ روزی تھی سیاہی ہے مرے ایام میں لوحِ دبستاں کی ص۷۶

دیکھیے ـــــ: (۲) صفحہ ہائے لیالی و ایام۔ (۳) فتنۂ ایام۔ (۴) گردشِ ایام۔

ایامِ جوانی: پس از اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال ایامِ جوانی رہے ساغر کشِ حال ص۲۵۲

ایامِ خاکسترنشینی: نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں پہلوے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا ص۱۳۵

ایامِ گل: چاک مت کر جیب بے ایامِ گل کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے ص۲۲۳

ایاے: دیکھیے: یاد ایاے۔

ایثار[3]: دیکھیے: فریادیِ جوشِ ایثار۔

ایجاد[4]: (۱) بس کہ یک رنگ ہیں دل، کرتی ہے ایجاد نسیم لالے کے داغ سے جوں نقطہ و خط، سنبل زار ص۳

(۲) ایجاد کرتی ہے اسے تیرے لیے بہار میرا رقیب ہے نفسِ عطر ساے گل ص۱۷۶

دیکھیے ـــــ: (۳) دمِ ایجاد۔ (۴) رقمِ ایجاد۔ (۵) زباں ایجاد۔ (۶) ستم ایجاد۔ (۷) سراسر رویِ عالمِ ایجاد۔ (۸) سرمایۂ ایجاد۔ (۹) سررشتۂ ایجاد۔ (۱۰) شعلہ ایجاد۔ (۱۱) عرضِ خمیازۂ ایجاد۔ (۱۲) فریبِ ایجاد۔ (۱۳) موم آئینۂ ایجاد۔ (۱۴) وحشتِ طبیعتِ ایجاد۔ (۱۵) رنگِ بہار ایجادیِ بیدلؔ۔

ایجادِ ازل: دیکھیے: نشۂ ایجادِ ازل۔

ایجادِ بلبل: دیکھیے: کسوتِ ایجادِ بلبل۔

ایجادِ بہار: دیکھیے: طرب ایجادِ بہار۔

ایجادِ تمنا: دیکھیے: سرمایۂ ایجادِ تمنا۔

ایجادِ صدا: دیکھیے: شوخیِ ایجادِ صدا۔

ایجادِ جلوہ: دیکھیے: کاوشِ ایجادِ جلوہ۔

---

[1] ایاغ : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

[2] ایام : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چھے بار]۔

ایاے : ایک بار [مرکب]۔

[3] ایثار : ایک بار [مرکب]۔

[4] ایجاد : بتیس بار [مفرد: دوبار، مرکب: تیس بار]۔

ایجادِ خطِ سبز: دیکھیے: جوہرِ ایجادِ خطِ سبز۔

ایجادِ داغِ تازہ: دیکھیے: گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ۔

ایجادِ درد: دیکھیے: آئنہ ایجادِ درد۔

ایجادِ سیہ مستی: وہمِ طربِ ہستی: ایجادِ سیہ مستی — تسکیں دہِ صد محفل یک ساغرِ خالی ہے — ص۱۱۵

ایجادِ غنا: دیکھیے: عدمِ قدرتِ ایجادِ غنا۔

ایجادِ کفِ گوہربار: دیکھیے: آئنہ ایجادِ کفِ گوہربار۔

ایجادِ گریباں ہا: دریوزۂ ساماں ہا اے بے سروسامانی! — ایجادِ گریباں ہا در پردۂ عریانی — ص۱۰۸

ایجادِ جنوں: دیکھیے: دماغِ نشۂ ایجادِ جنوں۔

ایجادِ ناز: دیکھیے: لذّتِ ایجادِ ناز۔

ایجادِ یک نگاہ: دیکھیے: کمیں گرِ ایجادِ یک نگاہ۔

ایجادِ یقیں: دیکھیے: کعبۂ ایجادِ یقیں۔

اے خوشا:[1] اے خوشا فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما! — بادہ پُرزور و نفَس مست و مسیحا بیمار — ص۳

(۲) اے خوشا مکتبِ شوق و بلد ستانِ مراد! — سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار — ص۴

(۳) اے خوشا ذوقِ تمنائے شہادت! کہ اسدؔ — بے تکلف بہ سجودِ خمِ شمشیر آیا — ص۲۸

(۴) اے خوشا وقتے! کہ ساقی یک خُمستاں وا کرے — تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے — ص۱۰۱

(۵) زخم ہائے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مُردگی — اے خوشا! گر آبِ تیغِ ناز تیزابی کرے — ص۱۰۰

(۶) کچھ نہیں حاصل تعلق میں، بغیر از کشمکش — اے خوشا رندے! کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے — ص۱۰۳

اے دریغا:[2] اَسد اللہ خاں تمام ہوا — اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز — ص۱۷۲

ایذا:[3] دیکھیے: باعثِ ایذا۔

اِیرا:[4] آئی اگر بلا تو جگہ سے ٹلے نہیں — ایرا ہی دے کے ہم نے بچایا ہے کشت کو — ص۳۲۲[ثانی]

---

[1] اے خوشا : چھے بار۔
[2] اے دریغا : ایک بار۔
[3] ایذا : ایک بار[مرکّب]۔
[4] ایرا : ایک بار۔

ایرج[1]: وارثِ ملک جانتے ہیں تجھے — ایرج و تور و خسرو و بہرام — ص۱۳۷

ایک[2]: (۱) اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے — ص۱۸۹

(۲)،(۳) لاکھوں لگاو ایک چرانا نگاہ کا — لاکھوں بناو ایک بگڑنا عتاب میں — ص۱۸۹

(۴) ہم بھی ایک اپنی ہَوا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۵) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں — ص۱۹۳

(۶) ایک چکّر ہے مرے پانْو میں زنجیر نہیں — ص۱۸۲

(۷) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک — ص۱۳۵

(۸) تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس — ص۱۳۱

(۹) تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں! — ص۱۷۸

(۱۰) ایک فریاد و آہ و زاری ہے — ص۲۲۴

(۱۱) ایک مرگِ ناگہانی اور ہے — ص۲۳۷

(۱۲) عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے — ص۲۶۳

(۱۳) تحریر ایک جس سے ہوا بندہ تلخ کام — ص۲۸۲

(۱۴) چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرّر سہرا — ص۲۸۷

[بہ طورِ ردیف بارہ بار، کُل ۲۳ بار]:

(۱۵)،(۱۶) دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک — وضع میں گو ہوئی دوسر، تیغ ہے ذوالفقار ایک

(۱۷) ہم سخن اور ہم زباں حضراتِ قاسم و طپاں — ایک طپش کا جانشیں، درد کا یادگار ایک

(۱۸)،(۱۹) نقدِ سخن کے واسطے ایک، عیارِ آگہی — شعر کے فن کے واسطے مایۂ اعتبار ایک

(۲۰)،(۲۱) ایک، وفا و مہر میں تازگیِ بساطِ دہر — لطف و کرم کے باب میں زینتِ روزگار ایک

(۲۲-۲۵) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو — ریختے کے قُماش کو پود ہے ایک، تار ایک

---

[1] ایرج : ایک بار [مرتّب]۔

[2] ایک : ایک سوایک بار۔

(۲۶)،(۲۷) مملکتِ کمال میں ایک، امیرِ نامور عرصۂ قیل و قال میں خسروِ نام دار ایک

(۲۸)،(۲۹) گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں مے کدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار ایک

(۳۰)،(۳۱) زندۂ شوقِ شعر کو ایک، چراغِ انجمن کشتۂ ذوقِ شعر کو شمعِ سرِ مزار ایک

(۳۲)،(۳۳) دونوں کے دل حق آشنا، دونوں رسول پر فدا ایک مُحبِّ چار یار، عاشقِ ہشت و چار ایک

(۳۴)،(۳۵) جانِ وفاپرست کو ایک، شمیمِ نوبہار فرقِ ستیزہ مست کو ابرِ تگرگ بار ایک

(۳۶)،(۳۷) لایا ہے کہہ کے یہ غزل شائبہ ریا سے دور کر کے دل و زبان کو غالبِ خاکسار ایک

[چھے بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۱۷۹]:

(۳۸)،(۳۹) ہم سے کھل جاؤ بہ وقتِ مے پرستی ایک دن ورنہ ہم چھیڑیں گے، رکھ کر عذرِ مستی، ایک دن

(۴۰) غرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن

(۴۱) قرض کی پیتے تھے مَے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

(۴۲) نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل! غنیمت جانیے بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن

(۴۳) دھول دھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن

(۴۴) ایک مرگِ ناگہانی اور ہے ص۲۳۷

(۴۵) اِن چاروں میں ایک سے ہو جس کو انکار ص۳۱۳

(۴۶) میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا ص۱۳

(۴۷) میں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے ص۱۳۹

(۴۸) ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں ص۹۳

(۴۹) گر ایک ادا ہو تو اُسے اپنی قضا کہوں ص۱۷۸

(۵۰) آگہی غافل! کہ ایک امروز بے فردا نہیں ص۶۵

(۵۱) تکلّف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی ص۲۰۲

(۵۲) کعبہ ایک اَور سہی، قبلہ نما اَور سہی ص۳۱۱

(۵۳) عاشق ہوئے ہیں آپ بھی ایک اَور شخص پر ص۲۹۱

(۵۴)،(۵۵) ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب ص۱۵۴

(۵۶) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں ص۱۲۹

(۵۷) رونے نے طاقت اِتنی نہ چھوڑی کہ ایک بار ص۵۰

(۵۸) مجھے کیا بُرا تھا مرنا، اگر ایک بار ہوتا ص۱۲۰

(۵۹) گفتۂ غالبؔ ایک بار پڑھ کے اُسے سنا کہ یوں ص۱۷۸

(۶۰) حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جو کی ص۲۲۸

(۶۱) جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے ص۲۰۳

(۶۲) ایک بیداد گرِ رنج فزا اور سہی ص۳۱۱

(۶۳) اُبھرا ہوا نقاب میں ہے اُن کے ایک تار ص۱۹۶

(۶۴) لیے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالبؔ ص۱۹۵

(۶۵) ہے ایک تیر جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں ص۱۵۸

(۶۶) آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ ص۱۶۵

(۶۷) یہ ایک پیرہنِ زرنگار رکھتے ہیں ص۹۳

(۶۸) ایک جا حرفِ وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا ص۲۱۲

(۶۹) میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غمّاز ص۲۹۸

(۷۰) ہر گلِ تر ایک چشمِ خوں فشاں ہوجائے گا ص۱۵۱

(۷۱) جہاں یہ کاسۂ گردوں ہے ایک خاک انداز ص۱۷۲

(۷۲) یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمنِ دیں ص۲۸۵

(۷۳) بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی ص۲۰۲

(۷۴) ایک دل تس پر یہ نا اُمیدواری، ہائے ہائے! ص۲۰۳

(۷۵) ایک دل تھا کہ بہ صد رنگ دکھایا ہے مجھے — ص۱۰۷

(۷۶) صبحِ قیامت ایک دُمِ گرگ تھی اسدؔ! — ص۱۷

(۷۷) جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں — ص۱۹۰

(۷۸) ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی — ص۲۰۹

(۷۹) موت کا ایک دن معیّن ہے — ص۲۳۷

(۸۰) ایک دن مثلِ پتنگِ کاغذی — ص۲۶۶

(۸۱) ایک دن تجھ کو لڑا دیں گے کہیں — ص۲۲۹

(۸۲) جوتم سے،شہر میں ہوں ایک دو،تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

(۸۳) گل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد — ص۳۸

(۸۴) کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب — ص۲۴۴

(۸۵) ایک صورت نئی نظر آئی — ص۲۶۲

(۸۶) سنجیدنی ہے ایک طرف رنجِ کوہکن — ص۳۹

(۸۷) ایک عالم پہ ہیں طوفانیِ کیفیتِ فصل — ص۱۹۳

(۸۸) کہ ایک عمر سے حسرت پرستِ بالیں ہے — ص۲۱۳

(۸۹) میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۹۰) ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں — ص۲۵۴

(۹۱) تھا ایک گونہ ناز جو اپنے کمال پر — ص۲۸۲

(۹۲) وہ ایک مشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۹۳) دل وجگر میں پر افشاں جوایک موجۂ خوں ہے — ص۲۲۸

(۹۴) ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا — ص۱۲

(۹۵) کہ ایک وہمِ ضعیف وغمِ دو عالم ہے — ص۱۰۲

(۹۶) ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق ص۲۰۹

(۹۷) ایک ہی ہے اُمید گاہِ انام ص۱۳۶

(۹۸) عُمر بھر ایک ہی پہلو پہ سُلاتا ہے مجھے ص۳۰۴

(۹۹) ساقیا! دے ایک ہی ساغر میں سب کو مَے کہ آج ص۱۰۰

(۱۰۰) طعمہ ہوں ایک ہی نفسِ جاں گداز کا ص۱۵۵

(۱۰۱) کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہوگئے ص۲۲۹

ایلن برون[۱]: ملاذِ کشور و لشکر، پناہِ شہر و سپاہ جنابِ عالیِ ایلن برونِ والا جاہ ص۲۷۷

ایما[۲]: (۱) جوہرِ آئینہ جُز رمزِ سرِ مژگاں نہیں آشنا کی ہمدگر سمجھے ہے ایما آشنا ص۱۹

دیکھیے ــــــــ: (۲) آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما۔ (۳) حیرتِ ایما۔

ایمائے تیرباریدن: نہیں ہے آہ کو ایمائے تیر باریدن وگرنہ ہے خمِ تسلیم سے کماں پیدا ص۳۴۶

ایمائے شعلہ: کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصّہ تمام بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع ص۱۷۴

ایمائے فنا: دیکھیے: سازِ ایمائے فنا۔

ایمان[۳]: (۱) کیونکر اُس بُت سے رکھوں جان عزیز کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز ص۱۷۳

(۲) ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے ص۲۴۹

(۳) روزہ مرا ایمان ہے غالبؔ! لیکن خسخانہ و برفاب کہاں سے لاؤں ص۲۵۴

(۴) اور بارہ امام ہیں بارہ جن سے ایماں کو ہے توانائی ص۲۶۳

دیکھیے ــــــــ: (۵) اجزائے ایماں۔ (۶) اصلِ ایماں۔ (۷) فروغِ جوہرِ ایماں۔ (۸) شوخیِ ایمانِ زاہد۔

ایمانِ عجز: ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز اے دل وائے جانِ ناز! اے دین وائے ایمانِ عجز! ص۴۴

ایمان و آگہی: دیکھیے: دشمنِ ایمان و آگہی۔

---

۱ ایلن برون : ایک بار۔

۲ ایما : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار۔

۳ ایمان : دس بار [مفرد چار بار، مرکّب: چھے بار]۔

اے وائے:[1] اے وائے غفلتِ نگہِ شوق! ورنہ یہاں — ہر پارہ سنگ لختِ دلِ کوہِ طور تھا — ص۱۸

(۲) مژگاں تلک رسائیِ لختِ جگر کہاں — اے وائے! گر نگاہ نہ ہو آشنائے گل — ص۵۳

(۳) جو تھا سو موجِ رنگ کے دھوکے میں رہ گیا — اے وائے! نالۂ لبِ خونیں نوائے گل — ص۱۷۶

(۴) آتش کدہ ہے سینہ مرا رازِ نہاں سے — اے وائے! اگر معرضِ اظہار میں آوے — ص۲۳۴

ایوب:[2] آپ نے مَسَّنِیَ الضُّرّ کہا ہے تو سہی — یہ بھی یا حضرتِ ایّوب! گلا ہے تو سہی — ص۳۱۰

---

[1] اے وائے : چار بار۔ [2] ایّوب : ایک بار [مرتّب]۔

ب

باب[1]: (۱) فرش سے تا عرش وھاں طوفاں تھا موجِ رنگ کا — یھاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا — ص ۱۳۵

(۲) آج کیوں پروانہیں اپنے اسیروں کی تجھے؟ — کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا — ص ۱۳۵

(۳) جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے — کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں — ص ۱۸۸

(۴) کل کے لیے کر آج نہ خست شراب میں — یہ سوءِ ظن ہے ساقیِ کوثر کے باب میں — ص ۱۸۹

(۵) ایک، وفا و مہر میں تازگیِ بساطِ دہر — لطف و کرم کے باب میں زینتِ روزگار، ایک — ص ۲۹۶

(۶) دیکھیے: اندازِ فتح الباب۔

بابِ نبرد: دھمکی میں مرگیا جو نہ بابِ نبرد تھا — عشقِ نبرد پیشہ طلبگارِ مرد تھا — ص ۱۵۴

بات[2]: (۱) کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنا! — سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ — ص ۳۶

(۲)، (۳) وہ بات چاہتے ہو کہ جو بات چاہیے — صاحب کے ہم نشیں کو کرامات چاہیے — ص ۱۱۶

(۴) نصرت الملک بہادر! مجھے بتلا کہ مجھے — تجھ سے جو اتنی ارادت ہے تو کس بات سے ہے؟ — ص ۱۴۷

(۵) تجھ سے، قسمت میں مری، صورتِ قفلِ ابجد — تھا لکھا، بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا — ص ۱۵۶

(۶) بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے تو کیا! — بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا — ص ۱۵۸

(۷) بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات — سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر — ص ۱۶۹

(۸) یارب! وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات — دے اَور دل اُن کو، جو نہ دے مجھ کو زباں اَور — ص ۱۷۰

---

[1] باب : سات بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: دو بار]۔
[2] بات : پینتالیس بار۔
باتوں : ایک بار۔
باتیں : چار بار۔

(۹) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں   غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں   ص۱۸۵

(۱۰) زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ، خاموشی   یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانِ شمع   ص۱۷۴

(۱۱) ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے   بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں   ص۱۸۶

(۱۲) میں اور حظِ وصل! خدا ساز بات ہے   جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں   ص۱۸۹

(۱۳) گئی وہ بات کہ ہو گفتگو تو کیوں کر ہو   کہے سے کچھ نہ ہوا، پھر کہو تو کیوں کر ہو   ص۱۹۷

(۱۴) ہمیں پھر اُن سے اُمید اور اُنھیں ہماری قدر   ہماری بات ہی پوچھیں نہ وہ تو کیوں کر ہو   ص۱۹۷

(۱۵) گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے   خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے   ص۲۰۵

(۱۶) نشوونما ہے اصل سے غالبؔ! فروع کو   خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیے   ص۲۱۹

(۱۷) دَشنے نے کبھی مُنہ نہ لگایا ہو جگر کو   خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی   ص۲۲۸

(۱۸) آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی   اب کسی بات پر نہیں آتی   ص۲۳۷

(۱۹)،(۲۰) ہے کچھ ایسی ہی بات جو چُپ ہوں   ورنہ کیا بات کر نہیں آتی؟   ص۲۳۷

(۲۱) اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے غالبؔ!   ہم بھی گئے وھاں اور تری تقدیر کو رُو آئے   ص۲۳۹

(۲۲) بات پر وھاں زبان کٹتی ہے   وہ کہیں اور سنا کرے کوئی   ص۲۴۲

(۲۳) واعظ! نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو   کیا بات ہے تمھاری شرابِ طہور کی!   ص۲۴۳

(۲۴) گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر   کی جس سے بات، اُس نے شکایت ضرور کی   ص۲۴۴

(۲۵) ہے قہر، گر اب بھی نہ بنے بات کہ اُن کو   انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے   ص۲۴۵

(۲۶)،(۲۷) نکتہ چیں ہے، غمِ دل اُس کو سنائے نہ بنے   کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے   ص۲۴۶

(۲۸) گرہ کا نام لیا، پر نہ کر سکا کچھ بات   زباں تک آ کے ہوئی اور اُستوار گرہ   ص۲۷۹

(۲۹) بگڑی ہے بہت بات بنائے نہیں بنتی   اب گھر کو بغیر آگ لگائے نہیں بنتی   ص۲۸۴

(۳۰) عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات   کہ جن و اِنس و ملک سب بجا کہیں اُس کو   ص۲۸۵

(۳۱) کیوں کہا تو نے کہ: کہہ دل کا غم اُس کے روبرو   بات کرنے میں نکلتا ہے دم اُس کے روبرو   ص۲۸۹

(۳۲) اُس بُتِ مغرور کو کیا ہو کسی پر التفات — جس کے حُسن روز افزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات — ص۹۰

(۳۳) روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر — فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے — ص۴۵۳

[تین بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۲۹۱]:

(۳۶،۳۵،۳۴) ناگہاں یاد آ گئی ہے مجھ کو یارب! کب کی بات — کچھ نہیں کہتا کسی سے، سن رہا ہوں سب کی بات

کس لیے تجھ سے چھپاؤں ہاں وہ پرسوں شب کی بات — ص۲۹۱ [تضمین]

دیکھیے ـــــــ: (۳۷)، (۳۸) اک بات [دو بار]۔ (۳۹) اَور بات۔ (۴۰) سخن گسترانہ بات۔ (۴۱)، (۴۲) ہر بات [دو بار]۔ (۴۳)، (۴۴) ہر یک بات [دو بار]۔ (۴۵) ہر ایک بات۔

باتوں: لے تو لوں سوتے میں اُس کے پاؤں کا بوسہ، مگر — ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا — ص۱۵۱

باتیں: (۱) گو نہ سمجھوں اُس کی باتیں، گو نہ پاؤں اُس کا بھید — پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا — ص۱۶۱

(۲) تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو — حذر کرو مرے دل سے کہ اِس میں آگ دبی ہے — ص۲۰۵

(۳) جان کی پاؤں اماں، باتیں یہ سب سچ ہیں مگر — ص۲۹۲ [تضمین]

(۴) دیکھیے: لاکھ باتیں۔

باج[1]: (۱) سیرِ ملکِ حُسن کر، مے خانہ ہا نذرِ خُمار — چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج — ص۳۵

(۲) برگ ریزی ہائے گل ہے وضعِ زرافشاندنی — باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری — ص۹۳

(۳) بلند رُتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر — کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ کُلاہ — ص۲۷۷

باج خواہِ تسکیں: کیوں نہ وحشتِ غالبؔ باج خواہِ تسکیں ہو — کُشتۂ تغافل کو خصمِ خوںبہا پایا — ص۱۳

باجا[2]: پُر ہوں میں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باجا — اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے — ص۲۴۰

باختن[3]: دیکھیے: رنگِ تماشا باختن۔

باختنی: ہے سادگیِ ذہن تمنّائے تماشا — جائے کہ اسدؔ رنگِ چمن باختنی ہے — ص۱۱۱

---

[1] باج : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
[2] باجا : ایک بار۔
[3] باختن : ایک بار۔
باختنی : ایک بار۔
باختہ : ایک بار [مرکّب]۔

باختہ: دیکھیے: رنگِ باختہ۔

باد[۱](۱): (۱) آتش و آب و باد و خاک نے لی — وضعِ سوز و نم و رم و آرام — ص ۱۳۸

(۲) نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد — یادگارِ نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا — ص ۱۴۷

دیکھیے: (۳) ابروباد۔ (۴) جلوہ ریزیِ باد۔ (۵) جنبشِ دامانِ باد۔ (۶) چراغانِ سرِ رہگذرِ باد۔
(۷) چراغِ رہگذارِ باد۔ (۸) بہ باددادۂ دعویٰ۔ (۹) صورتِ کاغذِ باد۔ (۱۰) فسانۂ باد۔

بادِ افسانۂ بیمار: بادِ افسانۂ بیمار ہے عیسیٰ کا نفس — استخواں ریزۂ موراں ہے سلیماں کا نگیں — ص ۷

بادِ بہار: شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے — مینائے بے شراب و دلِ بے ہوائے گل — ص ۱۷۶

بادِ بہاری: (۱) اُس شعلے نے گلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم — پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہوا گرم — ص ۲۲۸

(۲) دیکھیے: آئینۂ بادِ بہاری۔

باد بہ دستِ تسلیم: مثلِ مضمونِ وفا، باد بہ دستِ تسلیم — صورتِ نقشِ قدم، خاک بہ فرقِ تمکیں — ص ۱۳۳

بادپیمائی: ہے ہوا میں شراب کی تاثیر — بادہ نوشی ہے بادپیمائی — ص ۲۵۱

بادِ زمہریر: کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر — تا نہ دے بادِ زمہریر آزار — ص ۱۲۶

بادِ سحر: دیکھیے: (۱) جنبشِ بادِ سحر۔ (۲) نفَسِ بادِ سحر۔

بادِ صبا: دیکھیے: (۱) مستیِ بادِ صبا۔ (۲) نفَسِ بادِ صبا۔

بادِ صبح: دیکھیے کارِ بادِ صبح۔

بادباں[۲]: خامے سے پائی طبیعت نے مدد — بادباں بھی، اُٹھتے ہی لنگر، کھلا — ص ۱۳۰

بادبانِ کشتیِ مے: پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مے تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی — ص ۲۰۶

بادبانی: دیکھیے: سازِ بادبانی۔

باد[۳](۲): (۱،۲) تیغ در کف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اِس طرف — مژدہ باد! اے آرزوے مرگِ غالبؔ مژدہ باد! — ص ۳۸

باداباد: دیکھیے: ہر چہ باداباد۔

---

[۱] باد(۱) : بائیس بار [مرتّب]۔
[۲] بادباں : ایک بار [مرتّب]۔
بادبانی : ایک بار [مرتّب]۔
[۳] باد(۲) : دو بار [مرتّب]۔
باداباد : ایک بار۔

بادام[1]: دیکھیے: پردۂ بادام۔

بادامی: دیکھیے: دستارِ بادامی۔

بادشا[2]: سلام اُسے کہ اگر بادشا کہیں اُس کو — تو پھر کہیں کہ کچھ اِس سے سوا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

بادشاہ[3]: (۱) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں — دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں — ص۱۲۹

(۲) غالبؔ بھی گر نہ ہو تو کچھ ایسا ضرر نہیں — دُنیا ہو یارب اور مرا بادشاہ ہو — ص۱۹۷

(۳) جب اُس کے دیکھنے کے لیے آئیں بادشاہ — لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی — ص۲۵۱

(۴) نہ آفتاب، ولے آفتاب کا ہم چشم — نہ بادشاہ، ولے مرتبے میں ہمسرِ شاہ — ص۲۷۷

(۵) نہ بادشاہ، نہ سلطاں، یہ کیا ستایش ہے؟ — کہو کہ خاصِ آلِ عبا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

(۶) دیکھیے: مدحِ بادشاہ۔

بادشاہِ جہانِ معنی: آج یہ قدردانِ معنی ہے — بادشاہِ جہانِ معنی ہے — ص۲۶۷

بادشاہِ دہلی: دیکھیے: مطبعِ بادشاہِ دہلی۔

بادشاہی: بادشاہی کا جہاں یہ حال ہو غالبؔ! تو پھر — کیوں نہ دلّی میں ہر اک ناچیز نوابی کرے — ص۱۰۱

بادشہ[4]: (۱) شاد ہوں لیکن اپنے جی میں کہ ہوں — بادشہ کا غلامِ کار گزار — ص۱۲۵

(۲) مہر کانپا، چرخ چکّر کھا گیا — بادشہ کا رایتِ لشکر کھلا — ص۱۳۰

(۳) بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب — اب علوِ پایۂ منبر کھلا — ص۱۳۰

بادشہِ چیں: (۱) یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روس — یہ لے گا بادشہِ چیں سے چھین تخت و کلاہ — ص۲۷۸

(۲) خراج بادشہِ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج — کہ بن گیا ہے خمِ جعدِ پُرشکن، تکیہ — ص۳۰۳

بادہ[5]: (۱) اے خوشا فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما! — بادہ پُرزور و نفَس مست و مسیحا بیمار — ص۳

---

[1] بادام : ایک بار [مرکّب]۔
بادامی : ایک بار [مرکّب]۔
[2] بادشا : ایک بار۔
[3] بادشاہ : آٹھ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: تین بار]۔
بادشاہی : ایک بار۔
[4] بادشہ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
[5] بادہ : چالیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تینتیس بار]۔
بادہ‌ہا : ایک بار۔

(۲) گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی، نہ طور پر   دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر   ص۱۶۹

(۳) صاف دُردی کشِ پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ   وائے! وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں   ص۱۸۶

(۴) جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا   سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں   ص۱۹۲

(۵) کرے ہے بادہ ترے لب سے کسبِ رنگِ فروغ   خطِ پیالہ سراسر نگاہِ گلچیں ہے   ص۲۱۳

(۶) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست   بزمِ خیال مے کدۂ بے خروش ہے   ص۲۳۰

(۷) مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل   بادہ غالبؔ! عرقِ بید نہیں   ص۶۷

دیکھیے ـــــ: (۸)،(۹)،(۱۰) جامِ بادہ [تین بار]۔(۱۱) جوشِ بادہ۔(۱۲) دُردِ بادہ۔(۱۳) کفِ بادہ۔
(۱۴) محیطِ بادہ۔(۱۵)،(۱۶) موجِ بادہ۔(۱۷) شیشۂ بے بادہ۔(۱۸) یک قدحِ بادہ۔

بادہ آشامی: ہوئی اِس دور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی   پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے   ص۲۵۰

بادہ پرستوں: دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں   موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ   ص۷۱

بادہ پیمائی: دیکھیے: بہارِ بادہ پیمائی۔

بادہ خوار: یہ مسائلِ تصوف، یہ ترا بیان غالبؔ!   تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا   ص۱۹۰

بادہ کشی: دیکھیے: مانعِ بادہ کشی۔

بادہ نوشی: ہے ہَوا میں شراب کی تاثیر   بادہ نوشی ہے باد پیمائی   ص۲۵۱

بادہ نوشیِ رنداں: دیکھیے: جادادِ بادہ نوشیِ رنداں۔

بادہ ہائے نابِ گوارا: وہ میوہ ہائے تازۂ شیریں کہ واہ واہ!   وہ بادہ ہائے نابِ گوارا کہ ہائے ہائے!   ص۱۲۳

بادہ وساغر: ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو   بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر   ص۱۶۹

بادۂ اُلفت: دیکھیے: خرابِ بادۂ الفت۔

بادۂ بے خُمار: گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں   مے کدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار، ایک   ص۲۹۶

بادۂ جوشِ اسرار: مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی   جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار   ص۱۳۳

بادۂ دوشینہ: ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین   ہاں، مُنہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے   ص۲۳۹

بادۂ شبانہ: وہ بادۂ شبانہ کی سر مستیاں کہاں! — اُٹھیے بس اب کہ لذّتِ خوابِ سحر گئی — ص۲۳۳

بادۂ طرب: مجھے بادۂ طرب سے بہ خمار گاہِ قسمت — جو ملی تو تلخ کامی، جو ہوئی تو سر گرانی — ص۱۰

بادۂ گل رنگ: صبح آیا جانبِ مشرق نظر — اک نگارِ آتشیں رخ، سر کُھلا

تھی نظر بندی، کیا جب ردِّ سحر — بادۂ گل رنگ کا ساغر کُھلا — ص۱۳۹

بادۂ گل فام: توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام وسبو، پھر ہم کو کیا — آسماں سے بادۂ گل فام گر برسا کرے — ص۱۰۱

بادۂ گل فامِ مشک بو: وہ چیز جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز — سوائے بادۂ گل فامِ مشک بو، کیا ہے؟ — ص۲۳۲

بادۂ مرد آزما: یک بار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے — اے جوشِ عشق! بادۂ مرد آزما مجھے — ص۷۶

بادۂ ناب: (۱) نہ چلا جب کسی طرح مقدور — بادۂ ناب بن گیا انگور — ص۱۳۰

(۲) خوشی ہے یہ آنے کی برسات کے — پییں بادۂ ناب اور آم کھائیں — ص۲۶۳

(۳) دیکھیے: گریباں چاکِ موجِ بادۂ ناب۔

بادۂ نظّارۂ گلشن: منع مت کر حُسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے — بادۂ نظّارۂ گلشن حلالِ عندلیب — ص۳۲

بار[1] (۱): (۱) بعدِ یک عُمر ورع بار تو دیتا بارے — کاش! رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا — ص۱۵۸

(۲) اپنا وہ نہیں شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں — اُس در پہ نہیں بار تو کعبے ہی کو ہو آئے — ص۲۳۹

(۳) دیکھیے: منعِ بارِ باغ۔

بار[2] (۲): (۱) بار لائی ہے دانہ ہائے سرشک — مژہ، ہے ریشۂ رزِ انگور — ص۴۱

(۲) نہ گل اُس میں نہ شاخ و برگ نہ بار — جب خزاں آئے تب ہو اُس کی بہار — ص۱۳۰

(۳) دیکھیے: صاحبِ شاخ وبرگ وبار۔

باروَر: ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار — باروَر جس کا سرو، گل بے خار — ص۲۶۷

بار[3] (۳): (۱) چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا — ہے دل پہ بار، نقشِ محبت ہی کیوں نہ ہو — ص۱۹۳

(۲) دیکھیے: گراں بارِ مشتِ زر۔

---

[1] بار (۱) : تین بار [مفرد: دوبار، مرکّب: ایک بار]۔

[2] بار (۲) : چار بار [مرکّب: دو بار]۔

[3] بار (۳) : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

بارِ بستر:	(۱) بہ ذوقِ شوخیِ اعضا، تکلف بارِ بستر ہے	مُعافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے	ص۸۵
	(۲) تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے	مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے	ص۲۱۲
بارِ خاطر:	کوہ کے ہوں بارِ خاطر، گر صدا ہو جایئے	بے تکلف اے شرارِ جستہ! کیا ہو جایئے؟	ص۲۱۶
بارِ علائق:	ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے	کہ ظاہر پنجۂ خرشید، دستِ زیرِ پہلو ہے	ص۹۸
بارِ منتِ درباں:	دیکھیے: زیرِ بارِ منتِ درباں۔		
بارِ منتِ مزدور:	دیوار، بارِ منتِ مزدور سے ہے خم	اے خانماں خراب! نہ احساں اٹھایئے	ص۲۰۱
بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل:	شبِ اختر، قدحِ عیش نے محمل باندھا	بارِ یک قافلۂ آبلہ منزل باندھا	ص۱۴
بار[۱] خدایا:	زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا!	کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے	ص۲۳۶
بارانِ[۲] اشک:	سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک؟	آگ بھڑکی، مینہ اگر دم بھر کھلا	ص۱۳۰
بارانِ سنگ:	لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی	ہوئی قطرہ فشانی ہائے مے بارانِ سنگ آخر	ص۳۰
باربار[۳]:	(۱) یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالب!	کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی	ص۱۰
	(۲) غالب! نہ کر حضور میں تو بار بار عرض	ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر، کہے بغیر	ص۱۷۰
	(۳) خدا نے تجھ کو عطا کی ہے گوہر افشانی	درِ حضور پر اے ابر! بار بار برس	ص۲۶۴
باربدِ[۴] بزمِ سخن:	خامہ میرا کہ وہ ہے باربدِ بزمِ سخن	شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہے	ص۲۴۱
بارش[۵]:	دیکھیے: (۱) عذرِ بارش۔ (۲) شوخیِ بارش۔		
بارگاہِ[۶] خاص:	آیا تھا وقت ریل کے کھلنے کا بھی قریب	تھا بارگاہِ خاص میں خلقت کا ازدحام	ص۲۸۳
بارگاہِ دماغ رسیدہ:	دریا، بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسدؔ	ساغر بہ بارگاہِ دماغ رسیدہ کھینچ	ص۳۶
بارگاہِ ناز:	دیکھیے: مسند نشینِ بارگاہِ ناز۔		
بارگہِ[۷] شوکتِ گل:	ہر غنچہ اسدؔ! بارگہِ شوکتِ گل ہے	دل فرشِ رہِ ناز ہے بیدلؔ اگر آوے	ص۱۱۴

---

۱ بار (۴): ایک بار [مرکّب]۔
۲ باران: دو بار [مرکّب]۔
۳ بار بار: تین بار۔
۴ باربد: ایک بار [مرکّب]۔
۵ بارش: دو بار [مرکّب]۔
۶ بارگاہ: تین بار [مرکّب]۔ ۷ بارگہ: ایک بار [مرکّب]۔

بارہ[1]: (۱) اور پھر ہندسہ تھا بارہ کا باہزاراں ہزار زیبائی ص۲۶۲

(۲) اور بارہ امام ہیں بارہ جن سے ایماں کو ہے توانائی ص۲۶۳

بارہ امام: دیکھیے: بارہ(۲)۔

بارہا[2]: (۱) کہوں کیا خوبیِ اوضاعِ ابنائے زماں غالبؔ بدی کی اُس نے، جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی ص۲۰۳

(۲) بارہا دیکھی ہیں اُن کی رنجشیں پر، کچھ اب کے سرگرانی اَور ہے ص۲۳۶

باریدن[3]: دیکھیے: ایمائے تیر باریدن۔

باریکی[4] ونرمی: کس رُتبے میں باریکی ونرمی ہے کہ جوں گل آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت ص۳۲

باز[5] (۱): (۱) ہنوز اے اثرِ دیدہ! ننگِ رسوائی نگاہ فتنہ خرام و درِ دو عالم باز ص۳۳

(۲) برروئے شش جہت درِ آئینہ باز ہے یہاں امتیازِ ناقص و کامل نہیں رہا ص۱۵۳

(۳) دیکھیے: گرہِ نیم باز۔

باز[6] (۲): اے منشیِ خیرہ سرا! سخن ساز نہ ہو عصفور ہے تو، مقابلِ باز نہ ہو ص۳۱۳

باز[7] [آنا]: (۱، ۲) جور سے باز آئے، پر باز آئیں کیا کہتے ہیں: ہم تجھ کو منہ دکھلائیں کیا ص۱۶۱

بازپسیں[8]: دیکھیے: نگہِ بازپسیں۔

بازگشت[9]: مستانہ طے کروں ہوں رہِ وادیِ خیال تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے ص۲۰۶

بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت: بازگشتِ جادہ پیمائے رہِ حیرت کہاں؟ غافلاں غشِ جان کر چھڑکے ہیں آب آئینے پر ص۳۹

بازگشتِ سیل: نہیں ہے بازگشتِ سیل، غیر از جانبِ دریا ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ درجو تھا ص۲۲

بازگشتن[10]: دیکھیے: غریبِ ستم دیدۂ بازگشتن۔

---

۱ بارہ : تین بار۔

۲ بارہا : دوبار۔

۳ باریدن : ایک بار[مرکّب]۔

۴ باریکی : ایک بار[مرکّب]۔

۵ باز(۱) : تین بار[مرکّب: ایک بار]۔

۶ باز(۲) : ایک بار۔

۷ باز(آنا): دوبار۔

۸ بازپسیں : ایک بار[مرکّب]۔

۹ بازگشت : تین بار[مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔

۱۰ بازگشتن : ایک بار[مرکّب]۔

بازماندن[1] ہائے مژگاں: بازماندن ہائے مژگاں ہے یک آغوشِ وداع — عید در حیرت سوادِ چشمِ قربانی عبث ص۴۴

بازماندہ: (۱) جوں چشم، بازماندہ ہے ہر یک بہ سوے دل — رکھتا ہے داغِ تازہ کا یھاں انتظار داغ ص۴۸

(۲)، (۳) دیکھیے: مژگانِ بازماندہ [دوبار]۔

بازار[2]: (۱) چشم بر چشم پچنے ہے بہ تماشا مجنوں — ہر دو سو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار ص۲

(۲) دو جہاں طالبِ دیدار تھا یارب! کہ ہنوز — چشمکِ ذرّہ سے ہے گرم نگہ کا بازار ص۴

(۳) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز — پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار ص۵

(۴) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رسواے آئیں ہے — نفَس تیری گلی میں خوں ہو اور بازار رنگیں ہے ص۸۹

(۵) تم شہر میں ہو تو ہمیں کیا غم، جب اُٹھیں گے — لے آئیں گے بازار سے، جا کر، دل و جاں اَور ص۱۷۰

(۶) دل و دیں نقد لا، ساقی سے گر سودا کیا چاہے — کہ اِس بازار میں ساغر، متاعِ دست گرداں ہے ص۲۱۰

(۷) غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر — کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے ص۲۳۴

(۸) اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا — ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے ص۲۳۹

(۹) سجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پُرسشِ حال — کہ یہ کہے کہ سرِ رہ گزر ہے کیا کہیے! ص۲۴۷

(۱۰) گھر سے بازار میں نکلتے ہوئے — زہرہ ہوتا ہے آب انساں کا ص۲۶۰

(۱۱) شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے دھوم — آج عالم اَور ہے بازار کا [قادرنامہ]

دیکھیے: (۱۲) سرِ بازار۔ (۱۳) گرمیِ بازار۔

بازارِ باغ: دیکھیے: گرمیِ بازارِ باغ۔

بازارِ جاں سپاری: دیکھیے: روزِ بازارِ جاں سپاری۔

بازارِ چمن: وقت ہے، گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے — یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن ص۵۹

بازارِ دوست: (۱) آمدِ خط سے ہوا ہے سرد جو بازارِ دوست — دودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست ص۱۲۴

(۲) دیکھیے: گرمیِ بازارِ دوست۔

---

[1] بازماندن: ایک بار [مرکب]۔
بازماندہ: تین بار [مرکب]۔

[2] بازار: تئیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: بارہ بار]۔

بازارِ عشق: دیکھیے: کوچہ گردیِ بازارِ عشق۔

بازارِ غفلت: چار سوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع ص۴۸

بازارِ فوج داری: پھر کھلا ہے درِ عدالتِ ناز گرم بازارِ فوج داری ہے ص۲۲۴

بازارِ محبت: بیباک ہوں از بس کہ بہ بازارِ محبت سمجھا ہوں زرہ، جوہرِ شمشیرِ عسس کو ص۲۵۰

بازارِ معاصی: دیکھیے: جنسِ بازارِ معاصی۔

بازو[1]: نینداُس کی ہے، دماغ اُس کا ہے، راتیں اُس کی ہیں تیری زُلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہوگئیں ص۱۹۱

دیکھیے ـــــــ: (۲)، (۳)، (۴) تعویذِ بازو [تین بار]۔ (۵) زورِ بازو۔ (۶) دست و بازو۔

بازوے شکرفانِ خودآرا: دیکھیے: حرزِ بازوے شکرفانِ خودآرا۔

بازوے فرہاد: دیکھیے: دست و بازوے فرہاد۔

بازوے قاتل: دیکھیے: دست و بازوے قاتل۔

بازی خورِ فریب[2]: بازی خورِ فریب ہے اہلِ نظر کا ذوق ہنگامہ، گرمِ حیرتِ بود و نبود تھا ص۱۲

بازی کدۂ حسرتِ جاوید: دیکھیے: عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید۔

بازی گاہ: خدا سے ہے یہ توقع کہ عہدِ طفلی میں بنے گا شرق سے تا غرب اُس کا بازی گاہ ص۲۷۷

بازیگر[3]: ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر کھلا ص۱۳۹

بازیچۂ[4] اطفال: بازیچۂ اطفال ہے دُنیا مرے آگے ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے ص۲۴۸

باس[5]: دیکھیے: بوباس۔

باطل[6]: (۱) مدعا در پردہ، یعنی جو کہوں باطل سمجھ وہ فرنگی زادہ کھاتا ہے قسم انجیل کی ص۹۱

(۲) دعواے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی ص۱۰۹

---

[1] بازو : نوبار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔

[2] بازی : ایک بار [مرکب]۔
بازی کدہ: ایک بار [مرکب]۔
بازی گاہ : ایک بار۔

[3] بازیگر : ایک بار۔

[4] بازیچہ : ایک بار [مرکب]۔

[5] باس : ایک بار [مرکب]۔

[6] باطل : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دو بار]۔

(۳) حریفِ جوششِ دریا نہیں خود داریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو، باطل ہے دعویٰ ہوشیاری کا — ص۱۳۸

دیکھیے ـــــــ: (۴) سرِ دعویِ باطل۔(۵) ننگِ ہمتِ باطل۔

باطن[1]: (۱) وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے — ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے — ص۱۱۰

دیکھیے ـــــــ: (۲) امامِ ظاہر و باطن۔(۳) دیدۂ باطن۔(۴)،(۵) شورشِ باطن [دوبار]۔

باطنِ ہمدیگر: کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے — ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ — ص۷۱

باعث[2]: (۱) وہی اک بات ہے جو یھاں نَفَس، وٗھاں نکہتِ گل ہے — چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا — ص۱۳۶

(۲) لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا، یعنی — ہوسِ سیر و تماشا، سُو وہ کم ہے ہم کو — ص۱۹۵

باعثِ افزایشِ دردِ دروں: نہ کرتا کاش نالہ! مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم! — کہ ہوگا باعثِ افزایشِ دردِ دروں وہ بھی — ص۲۰۲

باعثِ ایذا: باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سُرور — لخت لختِ شیشۂ بشکستہ جُز نشتر نہیں — ص۶۶

باعثِ تاخیر: ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا — آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا — ص۱۵۸

باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس: یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے — غالبؔ کو بُرا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے — ص۲۳۵

باعثِ واماندگی: باعثِ واماندگی ہے عمرِ فرصت جو مجھے — کردیا ہے پا بہ زنجیرِ رمِ آہو مجھے — ص۷۸

باغ[3]: (۱) سحر گر باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا — اُڑے رنگِ گل اور آیینۂ دیوار ہو پیدا — ص۳۱

(۲) بزم، داغِ طرب و باغ، کُشادِ پرِ رنگ — شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند! — ص۳۹

(۳) باغ تجھ بِن گلِ نرگس سے ڈراتا ہے مجھے — چاہوں گر سیرِ چمن، آنکھ دکھاتا ہے مجھے — ص۸۸

(۴) یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا — یھاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا — ص۱۳۹

(۵) باغ میں مجھ کو نہ لے جا ورنہ میرے حال پر — ہر گلِ تر، ایک چشمِ خوں فشاں ہوجائے گا — ص۱۵۱

(۶) کرتا ہے بس کہ باغ میں تو بے حجابیاں — آنے لگی ہے نکہتِ گل سے حیا مجھے — ص۲۰۶

(۷) باغ، پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے — سایۂ شاخِ گل افعی نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۶

---

[1] باطن : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

[2] باعث : سات بار [مفرد: دوبار، مرکّب: پانچ بار]۔

[3] باغ : چوّن بار [مفرد: اکیس بار، مرکّب: تینتیس بار]۔

(۸) کیوں بوتے ہیں باغبان تُونبے؟ | گر باغ گدائے مَے نہیں ہے | ص۲۲۸

(۹) غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر | کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے | ص۲۳۴

(۱۰) خضر سلطاں کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز | شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے | ص۲۴۰

(۱۱) رام پور ایک بڑا باغ ہے از روے مثال | دل کش و تازہ و شاداب و وسیع و خُرّم | ص۲۶۵

(۱۲) جس طرح باغ میں ساؤن کی گھٹائیں برسیں | ہے اِسی طور پہ یہاں دجلہ فشاں دستِ کرم | ص۲۶۵

(۱۳) صبح دم باغ میں آجائے جسے ہو نہ یقیں | سبزہ و برگِ گل و لالہ پہ دیکھے شبنم | ص۲۶۵

(۱۴) شہر میں کو بہ کو عبیر و گلال | باغ میں سو بہ سو گل و نسریں | ص۲۸۰

(۱۵) شہر گویا نمونۂ گلزار | باغ گویا نگارخانۂ چیں | ص۲۸۰

(۱۶)،(۱۷) کوئی دُنیا میں مگر باغ نہیں ہے واعظ؟ | خلد بھی باغ ہے، خیر، آب و ہوا اَور سہی | ص۳۱۱

(۱۸) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرما اے اسدؔ! | داغ مہ جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا | ص۳۴۶

(۱۹) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ | نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے | ص۳۵۲

(۲۰) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مَے شکست | بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے | ص۳۵۴

(۲۱) وہ چُراوے باغ سے میوہ، جسے | پھاند جانا یاد ہو دیوار کا | [قادرنامہ]

دیکھیے ـــــــ: (۲۲) اسیر رنگ و بوے باغ۔ (۲۳) اہلِ باغ۔ (۲۴) بزمِ باغ۔ (۲۵) بہارِ باغ۔ (۲۶) تکلیفِ سیرِ باغ۔ (۲۷) جلوۂ سیرِ باغ۔ (۲۸) چشمہ ہاے باغ۔ (۲۹) خلوت کدۂ غنچۂ باغ۔ (۳۰) روزنِ دیوارِ باغ۔ (۳۱) سروِ باغ۔ (۳۲) شمشادِ باغ۔ (۳۳) گردِ سوادِ باغ۔ (۳۴) گلگشتِ باغ۔ (۳۵) وقتِ باغ۔

[سات بار بہ طورِ ردیف، ص۴۸]:

(۳۶)،(۳۷) بلبلوں کو دور سے کرتا ہے منعِ بارِ باغ | ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ

(۳۸) کون آیا؟ جو چمن بیتابِ استقبال ہے | جنبشِ موجِ صبا ہے شوخیِ رفتارِ باغ

(۳۹) میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دورانِ خمار | مردمِ چشمِ تماشا نقطۂ پرکارِ باغ

(۴۰) آتشِ رنگِ رخِ ہر گل کو بخشے ہے فروغ | ہے دمِ سردِ صبا سے گرمیِ بازارِ باغ

(۴۱) کون گل سے ضعف و خاموشیِ بلبل کہہ سکے | نے زبانِ غنچہ گویا، نے زبانِ خارِ باغ

(۴۲) جوشِ گل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ — زیرِ مشقِ شعر، ہے نقش از پئے احضارِ باغ

باغِ بہ خوں تپیدن: دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار — باغ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک ص۵۰

باغِ تازہ: دیکھیے: طرحِ باغِ تازہ۔

باغِ جنّت: یا یہ ہوگا کہ فرطِ رافت سے — باغبانوں نے باغِ جنّت سے
انگبیں کے، بہ حکمِ ربّ النّاس — بھر کے بھیجے ہیں سر بہ مُہر گلاس ص۱۳۱[آم]

باغِ خاموشیِ دل باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ! — نفسِ سوختۂ رمزِ چمن ایمائی ہے ص۱۰۴

باغِ رضواں: ستایش گر ہے زاہد اِس قدر جس باغِ رضواں کا — وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا ص۱۵۶

باغِ رنگ ہائے رفتہ: تصوّر بہرِ تسکینِ تپیدن ہائے طفلِ دل — بہ باغِ رنگ ہائے رفتہ گلچینِ تماشا ہے ص۸۴

باغِ رہ گزر: تماشائے جہاں مُفتِ نظر ہے — کہ یہ گلزار، باغِ رہ گزر ہے ص۴۵۵

باغِ سلطاں: دیکھیے: نوبرِ نخلِ باغِ سلطاں۔

باغِ شگفتہ: باغِ شگفتہ تیرا بساطِ نشاطِ دل — ابرِ بہار خُم کدہ کس کے دماغ کا؟ ص۱۵۰

باغِ معنی: باغِ معنی کی دکھا دوں گا بہار — مجھ سے گر شاہِ سخن گستر کھُلا ص۱۳۰

باغِ واماندگی: دیکھیے: گلِ باغِ واماندگی۔

باغِ ہمایونِ تقدّس آثار: حبّذا باغِ ہمایونِ تقدّس آثار! — کہ جہاں چرنے کو آتے ہیں غزالانِ حرم ص۲۶۵

باغبان[۱]: (۱) کیوں بوتے ہیں باغبان تونبے؟ — گر باغ گدائے مَے نہیں ہے ص۲۲۸
(۲) دیکھیے: دامانِ باغبان۔

باغبانوں: دیکھیے: باغِ جنّت۔

باغبانیِ[۲] صحرا: لختِ جگر سے ہے رگِ ہر خار شاخِ گل — تاچند باغبانیِ صحرا کرے کوئی! ص۲۱۵

بافتن[۳]: دیکھیے: موئینہ بافتنِ ریشۂ سُنبل۔

باقی[۴]: (۱) خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو پھر اُس کی — جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت ص۳۲

۱۔ باغبان : دو بار [مرتّب: ایک بار]۔
۲۔ باغبانی : ایک بار [مرتّب]۔
۳۔ بافتن : ایک بار [مرتّب]۔
۴۔ باقی : بائیس بار۔

(۲) اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے ‏ فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی ‏ ص۷۹

(۳) نشانِ بے قرارِ شوق جُز مژگاں نہیں باقی ‏ کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے ‏ ص۷۸

(۴) دریاے مَے ہے ساقی لیکن خمار باقی ‏ تا کوچہ وادنِ موج خمیازہ آشنا ہے ‏ ص۹۴

(۵) ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی ‏ باقی نہ رہے آتشِ سوزاں میں حرارت ‏ ص۱۲۷

(۶) دل میں ذوقِ وصل و یادِ یار تک باقی نہیں ‏ آگ اِس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا، جل گیا ‏ ص۱۵۱

(۷) ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے ‏ دلِ افسردہ گویا حجرہ ہے یوسفؔ کے زنداں کا ‏ ص۱۵۷

(۸) بجز پروازِ شوقِ ناز کیا باقی رہا ہوگا! ‏ قیامت اک، ہواے تند ہے خاکِ شہیداں پر ‏ ص۱۶۷

(۹) ہوں گرفتارِ اُلفتِ صیّاد ‏ ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز ‏ ص۱۷۲

(۱۰) ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی ‏ کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں ‏ ص۱۸۰

(۱۱) ضعف سے اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں ‏ رنگ ہوکر اُڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں ‏ ص۱۸۵

(۱۲) نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلّی، نہ سہی ‏ امتحاں اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی ‏ ص۲۰۹

(۱۳) تاہم کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا ‏ سُن لیتے ہیں، گو ذکر ہمارا نہیں کرتے ‏ ص۲۳۴

(۱۴) ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے ‏ سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کے لیے ‏ ص۲۳۶

(۱۵) نشاں باقی نہیں ہے سلطنت کا ‏ مگر ہاں، نام کو اورنگزیبی ‏ ص۲۶۲

[سات بار بہ طورِ ردیف، ص۱۰۷]:

(۱۶)، (۱۷) مژہ پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے ‏ ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے

(۱۸) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری ‏ عدم میں بہرِ فرقِ سرو مُشتِ خاک باقی ہے

(۱۹) گدازِ سعیِ بینش شست و شوے نقشِ خود کامی ‏ سراپا شبنم آہیں یک نگاہِ پاک باقی ہے

(۲۰) ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کشا لیکن ‏ ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے

(۲۱) چمن زارِ تمنّا ہوگیا صرفِ خزاں لیکن ‏ بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرتناک باقی ہے

(۲۲) نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صحبت دورِ ساغر کی ‏ مری محفل میں غالبؔ گردشِ افلاک باقی ہے

باگ[۱]: رو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں — ص۱۸۹

بال[۲] (۱): وہ نہاکر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے — بال کس گرمی سے سکھلاتا تھا سُنبل کے تلے — ص۳۵۴

بال[۳] (۲): (۱) گر شہادت آرزو ہے، نشّے میں گستاخ ہو — بال شیشے کا رگِ سنگِ فساں ہوجائے گا — ص۲۰

(۲) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مے شکست — بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے — ص۳۵۴

بال[۴] (۳)(۱)(۲): دیکھیے: زیرِ بال [دوبار]۔

بالِ اضطراب: اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی — یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام — ص۵۵

بال افشاں: (۱) فسونِ یک دلی ہے لذتِ بیداد دشمن پر — کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر — ص۴۱

(۲) وحشت انجمن ہے گل، دیکھ لالے کا عالم — مثلِ دودِ مجمر کے داغ بال افشاں ہے — ص۸۹

(۳) دیکھیے: صیدِ بال افشاں۔

بال افشانیِ اُمید: دیکھیے: عرضِ بال افشانیِ اُمید۔

بالِ بلبل: دیکھیے: یک بالِ بلبل۔

بالِ پرِ بسمل: تپشِ آئنہ پروازِ تمنا لائی — نامۂ شوق بہ بالِ پرِ بسمل باندھا — ص۱۴

بالِ پری: (۱) جنونِ آئنہ مشتاقِ یک تماشا ہے — ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ — ص۲۵

(۲) ہے وحشتِ جنونِ بہار اس قدر کہ ہے — بالِ پری بہ شوخیِ موجِ صبا گرو — ص۶۹

(۳) نے صبا بالِ پری، نے شعلہ سامانِ جنوں — شمع سے جز عرضِ افسونِ گدازِ دل نہ پوچھ — ص۷۴

(۴) پروازِ آشیانۂ عنقاے ناز ہے — بالِ پری بہ وحشتِ بیجا نہ کھینچیے — ص۱۰۵

(۵) خسروِ مہر فر ہوا جو سوار — بہ کمالِ تجمل و تزئیں
سب نے جانا کہ ہے پری، توسن — اور بالِ پری ہے دامنِ زیں — ص۲۸۱

(۶) سرمایۂ وحشت ہے دلا! سایۂ گلزار — ہر سبزۂ نوخاستہ یہاں بالِ پری ہے — ص۳۵۴

۱۔ باگ : ایک بار۔
۲۔ بال (۱) : ایک بار۔
۳۔ بال (۲) : دوبار۔
۴۔ بال (۳) : تریپن بار [مرتّب]۔

دیکھیے ـــــــ : (۷) تہِ بالِ پری۔ (۸) مروحۂ بالِ پری۔

بالِ تدرو: مینائے مے ہے سرو نشاطِ بہار سے بالِ تدور جلوۂ موجِ شراب ہے ص۲۰۶

بالِ تیر: آشیاں بندِ بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل یعنی پرِ پروازِ رنگِ رفتہ، بالِ تیر ہے ص۹۵

بالِ جبریل: (۱) شعلہ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا بالِ جبریل سے مسطر کشِ سطرِ زنہار ص۵

(۲) دیکھیے: جُنبشِ بالِ جبریل۔

بالِ جوہرِشمشیر: غفلت، بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں یعنی پشتِ چشم شوخیِ قاتل ہے آئنہ ص۷۰

بالِ خاک: بہرِ جاں پروردنِ یعقوب بالِ خاک سے وام لیتی ہے پرِ پرواز پیراہن کی بو ص۹۹

بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ: دیکھیے: یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ۔

بالِ رعنائیِ دُم: بالِ رعنائیِ دُم موجۂ گل بندِ قبا گردشِ کاسۂ سُم: چشمِ پری آئنہ دار ص۵

بالِ سمندر: ہر رنگِ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے بالِ سمندر آئنۂ ناز ہے مجھے ص۹۶

بالِ شرر: جہاں شمعِ خموشی جلوہ گر ہے پرِ پروانگاں بالِ شرر ہے ص۳۵۵

(۲) دیکھیے: یک بیاباں تپشِ بالِ شرر۔

بالِ شرار: (۱) سایۂ تیغ کو دیکھ اُس کے، بہ ذوقِ یک زخم سینۂ سنگ پہ کھینچے ہے الفِ بالِ شرار ص۴

(۲) دیکھیے: تپشِ بالِ شرار۔

بالِ شعلۂ بیتاب: ہوائے پرفشانی برقِ خرمن ہائے خاطر ہے بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زار آتش ص۴۷

بالِ شمعِ حرم: دیکھیے: تہِ بالِ شمعِ حرم۔

بالِ طاؤس بالِ طاؤس ہے رعنائیِ ضعفِ پرواز کون ہے داغ کہ شعلے کا عناں گیر آوے ص۱۱۳

بالِ عندلیب: (۱) حیرتِ حُسنِ چمن پیرا سے تیرے، رنگِ گل بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب ص۳۲

(۲) دیکھیے: زیرِ بالِ عندلیب۔

بالِ عنقا: میں عدم سے بھی پرے ہوں، ورنہ غافل! بارہا میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا ص۱۵۱

بالِ فشانی: وحشتِ شورِ تماشا ہے کہ جوں نکہتِ گُل نمکِ زخمِ جگر بال فشانی مانگے ص۷۸

بالِ کُشا: (۱)، (۲) پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب [یہ مصرع دو بار غزل میں آیا ہے]۔ ص۱۶۳

(۳) بس کہ دوڑے ہے رگِ تاک میں خوں ہو ہو کر شہ پرِ رنگ سے ہے بال کُشا موجِ شراب ص۱۶۳

بالِ کشادہ: پرواز ہا نیازِ تماشائے حُسنِ دوست بالِ کشادہ ہے نگہِ آشنا مجھے ص۷۶

بالِ نَفَس: دیکھیے: شوخیِ بالِ نَفَس۔

بال وپر: (۱) گر غُبار ہوئے پر ہَوا اُڑا لے جائے وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں ۱۸۳

(۲) بلا سے، ہیں جو یہ پیشِ نظر در و دیوار نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار ص۱۶۶

(۳) بیضہ آسا تنگ بال و پر پہ ہے کُنجِ قفس از سرِ نو زندگی ہو گر رہا ہوجائیے ص۲۱۶

(۴) خزاں کیا؟ فصلِ گُل کہتے ہیں کس کو؟ کوئی موسم ہو وہی ہم ہیں، قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے ص۲۲۰

(۵) دیکھیے: ہوسِ بال و پر۔

بال وپرِ پرواز: ہے صریرِ خامہ، ریزش ہائے استقبالِ ناز نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے ص۸۲

بال وپرِ قمری: دیکھیے: خلوتِ بال وپرِ قمری۔

بال وپرِ نکشودہ: دیکھیے: سرمایۂ بال وپرِ نکشودہ۔

بالِ ہُما: جو ہوا غرقۂ مے، بختِ رسا رکھتا ہے سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہُما موجِ شراب ص۱۶۳

دیکھیے ـــــــ: (۲) داغ سایۂ بالِ ہُما۔ (۳) وبال سایۂ بالِ ہُما۔ (۴) یک بیاباں سایۂ بالِ ہُما۔

بالِ یک تپیدن: بہ رنگِ کاغذِ آتش زدہ، نیرنگِ بیتابی ہزار آئینہ دل باندھے ہے بالِ یک تپیدن پر ص۱۶۸

بالاتر[1]: ہے ریا کا رُتبہ بالاتر تصوّر کردنی تیرگی سے داغ کی مہ سیمِ مِس اندودہ ہے ص۱۰۳

بالا دویدن: تھکا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے زبہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی ص۴۵۲

---

[1] بالا : پانچ بار [مرتّب]۔

بالانشینِ فیضِ خم گردیدنی: ہے فلک بالانشینِ فیضِ خم گردیدنی | عاجزی سے، ظاہرا رتبہ کوئی برتر نہیں | ص۲۶

بالائے سطحِ چرخ بریں: راجہ اندر کا جو اکھاڑا ہے | ہے وہ بالائے سطحِ چرخِ بریں | ص۲۸۰

بالائے ہوس: چوں کہ بالائے ہوس پر ہر قبا کوتاہ ہے | بر ہوس ہائے جہاں دامن فشانی مفت ہے | ص۱۱۴

بِاللہ[1]: (۱)،(۲) یارانِ نبی سے رکھ تولاّ باللہ | ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا، باللہ | ص۲۱۳

بالش[2]: (۱) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی | ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے | ص۲۱۳

(۲) حیرت ہجوم لذّتِ غلتانیِ تپش | سیماب بالش و کمرِ دل ہے آئنہ | ص۷۰

دیکھیے ــــــ: (۳) پرِ بالش۔(۴)،(۵) پنبۂ بالش [دوبار]۔

بالشِ پر: دیکھیے: غلافِ بالشِ پر۔

بالشِ دل سوختگاں: تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا | ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس | ص۴۶

بالشِ سروچمنی: دیکھیے: پرِ بالشِ سروچمنی۔

بالشِ کمخواب: دیکھیے: محوِ بالشِ کمخواب۔

بالیدن[3]: (۱) محیطِ دہر میں بالیدن، از ہستی گزشتن ہے | کہ یہاں ہر یک، حباب آسا شکست آمادہ آتا ہے | ص۹۸

دیکھیے ــــــ: (۲) سامانِ چمن بالیدن۔(۳) ننگِ بالیدن۔(۴) ہمہ بالیدن۔

بالیدنِ سنگ وگلِ صحرا: دیکھیے: ہم بالیدنِ سنگ وگلِ صحرا۔

بالیدنِ صدرنگ: دیکھیے: چمن سرمایۂ بالیدنِ صدرنگ۔

بالیدنِ مضمونِ عالی: اسدؔ! اُٹھنا قیامت قامتوں کا وقتِ آرائش | لباسِ نظم میں بالیدنِ مضمونِ عالی ہے | ص۷۹

بالیدگی[4]: (۱) بالیدگی، نیازِ قدِ جاں فزا اسدؔ | در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند | ص۳۹

(۲) ہے شفق، سوزِ جگر کی آگ کی بالیدگی | ہر یک اختر ہے فلک پر قطرۂ اشکِ کباب | ص۳۱

۱۔ بِاللہ : دوبار [مرکّب]۔
۲۔ بالش : نوبار [مفرد: دوبار، مرکّب: سات بار]۔
۳۔ بالیدن : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔
۴۔ بالیدگی : دوبار۔

بالیدنی[1]: (۱) فسونِ حسن سے ہے شوخیِ گلگونہ آرائی بہار اُس کی کفِ مشاطہ میں بالیدنی جانے ص۱۱۵

دیکھیے ــــــ: (۲) صد بالیدنی۔ (۳) خود بالیدنی۔

بالیدنی ہا: دیکھیے: چمن بالیدنی ہا۔

بالیدہ[2]: (۱) دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا نہ ہو بالیدہ غیر از جنبشِ دامانِ باد، آتش ص۴۷

دیکھیے ــــــ: (۲) رگِ بالیدہ۔ (۳) رگِ بالیدۂ گردن۔ (۴) سُنبلِ بالیدہ۔

بالیدہ موجِ تیر: مگر وہ شوخ ہے طوفاں ترازِ شوقِ خوں ریزی کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا ص۳۰

بالیں[3]: (۱) رنجِ تعظیمِ مسیحا نہیں اُٹھتا مجھ سے درد ہوتا ہے مرے دل میں جو توڑوں بالیں ص۸

(۲) مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالبؔ یار لائے مری بالیں پہ اُسے، پر کس وقت! ص۱۶۵

دیکھیے ــــــ: (۳) تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں۔ (۴) حسرت پرستِ بالیں۔ (۵) رنجِ بالیں۔ (۶) شمعِ بالیں۔ (۷) فروغِ شمعِ بالیں۔

بالیں شکستن: کیا کس شوخ نے ناز از سرِ تمکیں نشستن کا کہ شاخِ گل کا خم، انداز ہے بالیں شکستن کا ص۲۷

بالیں شکستن ہا: دیکھیے: طاقتِ بالیں شکستن ہا۔

بالین و بستر: دیکھیے: سایۂ اُفتادگی بالین و بستر۔

بالینِ یار: جلے ہے، دیکھ کے بالینِ یار پر مجھ کو نہ کیوں ہو دل پہ مرے داغِ بدگمانیِ شمع ص۱۷۴

بام[4]: (۱) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہوا سمجھ ص۷۳

(۲) تیرے پرتو سے ہوں فروغ پزیر کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام ص۱۳۶

دیکھیے ــــــ: (۳) آفتابِ بام۔ (۴) لبِ بام۔ (۵) ہواے بام۔ (۶) یک بام۔ (۵) یک خطِ پشتِ لبِ بام۔

بامِ فلک: شب کہ تھا نظارگی روے بتاں کا اے اسدؔ! گر گیا بامِ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب ص۳۱

بانگِ[5] حزیں: دیکھیے: دردِ اثرِ بانگِ حزیں۔

---

[1] بالیدنی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
بالیدنی ہا : ایک بار [مرکّب]۔
[2] بالیدہ : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
[3] بالیں : گیارہ بار [مفرد: دو بار۔ مرکّب: نو بار]۔
[4] بام : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔
[5] بانگ : ایک بار [مرکّب]۔

بانی[1] : گرد بادِ رہِ بیتابی ہوں — صرصرِ شوق ہے بانی میری — ص۲۲۱

باوجودِ[2] دل‌جمی: غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! — باوجودِ دل جمی خوابِ گل پریشاں ہے — ص۲۱۷

باوجودِ ضعف: نہیں ہے باوجودِ ضعف سیرِ بےخودی آساں — رہِ خوابیدہ میں افگندنی ہے طرحِ منزل ہا — ص۲۳

باوجودِ غمگینی: جان میں ہوتی گر یہ شیرینی — کوہکن باوجودِ غمگینی
جان دینے میں اُس کو یکتا جان — پر وہ یوں سہل دے نہ سکتا جان — ص۱۳۰

باوجودِ مشقِ وحشت ہا: حکمِ بیتابی نہیں اور آرمیدن منع ہے — باوجودِ مشقِ وحشت ہا رمیدن منع ہے — ص۱۱۲

باوجودِ یک جہاں ہنگامہ: باوجودِ یک جہاں ہنگامہ پیدائی نہیں — ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم — ص۱۷۷

باور[3] : ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا — باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہوجانا — ص۱۵۶

باورچیوں[4] : ہوا حکم باورچیوں کو کہ ہاں — ابھی جاکے پوچھو کہ کل کیا پکائیں — ص۱۶۴

باوصفِ[5] آزادی: الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی — سرو، ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن — ص۱۸۱

باوصفِ توانائی: نازِ لطفِ عشق باوصفِ توانائی عبث — رنگ ہے سنگِ محک، دعوائے مینائی عبث — ص۳۴

باوصفِ حضورِ دل: تماشا، سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل — ہنوز آئینہ خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے — ص۸۱

باوصفِ ساماں: اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بےتعلق ہیں — صنوبر گلستاں میں بادلِ آزادہ آتا ہے — ص۹۸

باوصفِ شوخی: بہ رہنِ شرم ہے باوصفِ شوخی اہتمام اُس کا — نگیں میں جوں شرارِ سنگ ناپیدا ہے نام اُس کا — ص۲۴

باوصفِ مشقِ بےتکلف خاک گردیدن: اسدؔ باوصفِ مشقِ بےتکلف خاک گردیدن — غضب ہے، گر غبارِ خاطرِ احباب ہوجاوے — ص۱۰۵

باہر[6] : (۱) ہے وطن سے باہر اہلِ دل کی قدر و منزلت — عزلت آبادِ صدف میں قیمتِ گوہر نہیں — ص۶۶
(۲) نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر — جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی — ص۱۲۳
(۳) ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر — زُہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل — ص۱۲۳

۱۔ بانی : ایک بار۔
۲۔ باوجود : پانچ بار [مرتّب]۔
۳۔ باور : ایک بار۔
۴۔ باورچیوں : ایک بار۔
۵۔ باوصف : چھے بار [مرتّب]۔
۶۔ باہر : نوبار۔

(۴) لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک — میری حدِ وسع سے باہر کھلا — ص ۱۳۹

(۵) جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے — سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا — ص ۱۳۲

(۶) نفَس نہ انجمنِ آرزو سے باہر کھینچ — اگر شراب نہیں، انتظارِ ساغر کھینچ — ص ۱۶۵

(۷) عہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا — گر ایک ادا ہو، تو اُسے اپنی قضا کہوں — ص ۱۷۸

(۸) دھوتا ہوں جب میں پینے کو، اُس سیم تن کے پانو — رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے، باہر لگن کے پانو — ص ۱۹۶

(۹) نہیں کرنے کا میں تقریر ادب سے باہر — میں بھی ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نہ کہوں؟ — ص ۲۹۸

باہم[۱]: (۱) بہ وحشت گاہِ امکاں اتفاقِ چشم مشکل ہے — مہ و خرشید باہم سازِ یک خوابِ پریشاں ہیں — ص ۹۲

(۲) اسدؔ! مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جُرات — کہ میں نے دست و پا باہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے — ص ۹۸

(۳،۴،۵،۶) ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم — آثارِ جلالی و جمالی باہم
ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم — ہے اب کے شبِ قدر و دوالی باہم — ص ۲۵۳

(۷) گاہ روکر کہا کیے باہم — ماجرا دیدہ ہاے گریاں کا — ص ۲۶۰

(۸) رام پور اہلِ نظر کی ہے نظر میں وہ شہر — کہ جہاں ہشت بہشت آ کے ہوئے ہیں باہم — ص ۲۶۵

[باہدگر: دیکھیے: ہدگر کے تحت]۔

ببر علی خاں[۲]: مسیحِ کشتۂ الفت ببر علی خاں ہے — کہ جو اسدؔ تپشِ نبضِ آرزو جانے — ص ۹۹

بپا[۳]: یہ خرگہِ شہ پایہ جو مدت سے بپا ہے — کیا خیمۂ شبیر سے رتبے میں سوا ہے؟ — ص ۲۸۴

بُت[۴]: (۱) کیونکر اُس بت سے رکھوں جان عزیز — کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز — ص ۱۷۳

(۲) تم ہو بت، پھر تمھیں پندارِ خدائی کیوں ہے — تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی — ص ۳۱۱

(۳) غیر سے، دیکھیے کیا خوب نباہی اُس نے — نہ سہی ہم سے، پر اُس بت میں وفا ہے تو سہی — ص ۳۱۱

۱۔ باہم : آٹھ بار۔
۲۔ ببر علی خاں : ایک بار۔
۳۔ بپا : ایک بار۔
۴۔ بت : پچیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: بائیس بار]۔
بتاں : پچیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: بیس بار]۔
بتو : ایک بار۔
بتوں : چار بار۔
بتے : ایک بار [مرکب]۔

دیکھیے ـــــــ : (۴) ابروے بُت۔(۵) سجدۂ بُت۔(۶) شرارِ سنگِ بُت۔

بُتِ آئینہ سیما:	(۱) سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا	روبرو کوئی بُتِ آئنہ سیما نہ ہوا	ص ۱۶۲
	(۲) سچ کہتے ہو خودبین وخودآرا ہوں، نہ کیوں ہوں	بیٹھا ہے بُتِ آئنہ سیما مرے آگے	ص ۲۳۹
بُتِ بدستِ حنا:	دل خوں شدۂ کشمکشِ حسرتِ دیدار	آئینہ بہ دستِ بُتِ بدستِ حنا ہے	ص ۲۱۸
بُتِ بیدادفن:	مے خانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں	خمیازہ کھینچے ہے بُتِ بیداد فن ہنوز	ص ۱۷۱
بُتِ بیدادگر:	خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار	کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیدادگر کو میں؟	ص ۱۹۰
بُت پرستی:	اسدؔ کو بُت پرستی سے غرض درد آشنائی ہے	نہاں ہیں نالۂ ناقوس میں در پردہ یارب ہا	ص ۲۳
بُتِ پیغارہ جو:	دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جو زنجیرِ رُسوائی	عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا	ص ۱۳۶
بُتِ خورشید طلعت:	بس کہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق	ہر بُتِ خرشید طلعت آفتابِ بام ہے	ص ۱۰۱
بُتِ رنگیں:	دیکھیے: یادِ بُتِ رنگیں۔		
بُت شکنی:	ہر چند سبک دست ہوئے بُت شکنی میں	ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہے سنگِ گراں اَور	ص ۱۷۰
بُتِ طنّاز:	دیکھیے: نقشِ نازِ بُتِ طنّاز۔		
بُتِ عربدہ جُو:	صد حیف! وہ ناکام کہ اک عمر سے غالبؔ!	حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جُو کی	ص ۲۲۸
بُتِ غالیہ مو:	کہتے تو ہو تم سب کہ بُتِ غالیہ مو آئے	یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وو آئے!	ص ۲۳۸
بُتِ کافر:	چھوڑوں گا میں نہ اُس بُتِ کافر کا پوجنا	چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافر کہے بغیر	ص ۱۶۹
بُتِ مشکل پسند:	دیکھیے: مرغوبِ بُتِ مشکل پسند۔		
بُتِ مغرور:	اُس بُتِ مغرور کو کیا ہو کسی پر التفات	جس کے حُسنِ روزافزوں کی یہ اک ادنیٰ ہے بات	ص ۲۹۰
بُتِ مے خوار:	کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس	تُونبے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس	ص ۳۶
بُتِ نازک بدن:	شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں	دُکھتے ہیں آج اُس بُتِ نازک بدن کے پانْو	ص ۱۹۶
بُتِ ناوک فگن:	دیکھیے: شستِ بُتِ ناوک فگن۔		
بُتاں:	(۱) بیش از نفَس بُتاں کے کرم نے وفا نہ کی	تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف!	ص ۳۹

(۲) بتاں! زہرابِ اِس شدّت سے دو پیکانِ ناوک کو — کہ خطِ سبز تا پُشتِ لبِ سوفار ہو پیدا — ص۳۱

(۳) کجا جوہر، چہ عکسِ خط، بتاں وقتِ خود آرائی — دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مُور ملتے ہیں — ص۹۳

(۴) درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے — بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۵) اے کاش! بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف — پہلوے حیات سے گزر جاتا صاف — ص۱۱۷

دیکھیے ——: (۶) احوالِ بتاں۔ (۷) بے نگہی ہاے بتاں۔ (۸) تمثالِ بتاں۔ (۹) بزمِ بتاں۔ (۱۰) بلاگردانِ تمکینِ بتاں۔ (۱۱) جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں۔ (۱۲) چشمِ بتاں۔ (۱۳) درازیِ رگِ خوابِ بتاں۔ (۱۴) دعویِ عشقِ بتاں۔ (۱۵) روے بتاں۔ (۱۶) سادگی آموزِ بتاں۔ (۱۷) سازشِ صلحِ بتاں۔ (۱۸) عشقِ بتاں۔ (۱۹) کشتۂ لعلِ بتاں۔ (۲۰) مُفتِ بتاں۔ (۲۱) وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں۔ (۲۲) ہنگامِ انتظارِ قدومِ بتاں۔

بتانِ خود آرا: وہ سبزہ زار ہاے مطرّا کہ ہے غضب! — وہ نازنیں بتانِ خود آرا کہ ہاے ہاے! — ص۱۲۳

بتانِ شوخ: بتانِ شوخ کی تمکینِ بعد از قتل کی حیرت — بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں — ص۹۵

بتانِ شوخ کا دل سخت ہوگا کس قدر یارب! — مری فریاد کو کُہسار، سازِ عجز نالی ہے — ص۷۹

بُتو: بُتو توبہ کرو، تم کیا ہو، جب ادبار آتا ہے — تو یوسف سا حسیں بِکنے سرِ بازار آتا ہے — ص۳۱۰

بُتوں: (۱) تمھیں کہو کہ گزارا صنم پرستوں کا — بُتوں کی ہو اگر ایسی ہی خو تو کیوں کر ہو — ص۱۹۷

(۲) لکدکوبِ حوادث کا تحمّل کر نہیں سکتی — مری طاقت کہ ضامن تھی بُتوں کے ناز اُٹھانے کی — ص۲۰۳

(۳) دیکھیے، پاتے ہیں عشاق بُتوں سے کیا فیض — اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے — ص۲۳۹

(۴) گو وہاں نہیں، پہ وہاں کے نکالے ہوئے تو ہیں — کعبے سے اِن بُتوں کو بھی نسبت ہے دور کی — ص۲۴۲

بُتے: بہ زاہداں رگِ گردن ہے رشتۂ زُنّار — سرِ بہ پاے بُتے نانہادہ رکھتے ہیں — ص۶۰

بُتخانہ[1]: بُتخانے میں اسد بھی بندہ تھا گاہ گاہے — حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے — ص۹۴

(۲) وفاداری بہ شرطِ اُستواری اصلِ ایماں ہے — مرے بُتخانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو — ص۱۹۹

دیکھیے ——: (۳) نازِ مسجد و بُتخانہ۔ (۴) ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُتخانہ۔

---

[1] بُتخانہ : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔

بُتخانۂ آزر: نقشِ پا کی صورتیں وہ دل فریب! | تو کہے بُتخانۂ آزر کُھلا | ص۱۳۹

بُتخانۂ چیں: بہ وقتِ کعبہ جوئی با جرس کرتا ہے ناقوسی | کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بُتخانۂ چیں کا | ص۲۸

دیکھیے: رونقِ بُتخانۂ چیں۔

بُتکدہ:[۱] بُتکدہ بہرِ پرستش گریِ قبلۂ ناز | باندھے زنّار رگِ سنگ میانِ کہسار | ص۴

قبلہ و ابروے بُت: یک رہِ خوابیدۂ شوق | کعبہ و بُتکدہ: یک محملِ خوابِ سنگیں | ص۷

شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کُھلا | اِس تکلّف سے کہ گویا بُتکدے کا در کُھلا | ص۱۶۰

بجا:[۲] (۱) کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رُسوائی؟ | بجا کہتے ہو، سچ کہتے ہو، پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو؟ | ص۲۰۰

(۲) ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے | صبحِ وطن، ہے خندۂ دنداں نما مجھے | ص۲۰۶

(۳) بجا ہے، گر نہ سُنے نالہ ہاے بلبلِ زار | کہ گوشِ گُل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے | ص۲۱۳

(۴) تب نازِ گراں مایگیِ اشک بجا ہے | جب لختِ جگر دیدۂ خوں بار میں آوے | ص۲۳۴

(۵) نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہیں | مجھے تو خُو ہے کہ جو کچھ کہو 'بجا' کہیے | ص۲۴۸

(۶) قولِ حافظ کا ہے بجا اے دوست! | (تضمین) | ص۲۶۷

(۷) عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات | کہ جنّ و انس و ملک سب بجا کہیں اُس کو | ص۲۸۵

بجاے خود:[۳] (۱) عروجِ نشّہ ہے سر تا قدم قدِ چمن رویاں | بجاے خود وگرنہ سرو بھی میناے خالی ہے | ص۷۹

(۲) ہے آدمی بجاے خود اک محشرِ خیال | ہم انجمن سمجھتے ہیں، خلوت ہی کیوں نہ ہو | ص۱۹۴

بجلی:[۴] بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے، تو کیا! | بات کرتے، کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا | ص۱۵۸

(۲) قفس میں مجھ سے رودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم! | گری ہے جس پہ کل بجلی، وہ میرا آشیاں کیوں ہو! | ص۲۰۰

بچہ:[۵] دیکھیے: عشقِ تر سا بچہ۔

بچوں:[۶] مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیّر سے لڑائی | بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اَور؟ | ص۱۷۱

---

۱ بُتکدہ : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۲ بجا : سات بار۔
۳ بجاے خود: دو بار۔
۴ بجلی : دو بار۔
۵ بچہ : ایک بار [مرکّب]۔
۶ بچوں : ایک بار۔

بحثِ علم:[1] دیکھیے: اطفالِ ابجدی۔

بحث وجدال: یہ شاہ پسند دال بے بحث و جدال ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال ص۲۵۳

بحر[2]: (۱) بہ رہنِ ضبط ہے آئینہ بندیِ گوہر وگرنہ بحر میں ہر قطرہ، چشمِ پرنم ہے ص۱۰۲

(۲)، (۳) گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی تو ویراں ہوتا بحر، گر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا ص۱۵۸

(۴) اِن کو لڑیاں نہ کہو، بحر کی موجیں سمجھو ہے تو کشتی میں، ولے بحرِ رواں ہے سہرا ص۲۸۸

دیکھیے ــــــ: (۵) حبابِ بحر۔ (۶) سلطانِ برّو بحر۔ (۷) غریقِ بحر۔ (۸) کنارِ بحر۔ (۹) وجودِ بحر۔

بحرِ بیکراں: ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے سفینہ چاہیے اِس بحرِ بیکراں کے لیے ص۲۳۶

بحرِ خوں: دیکھیے: غریقِ بحرِ خوں۔

بحرِ رواں: دیکھیے: بحر (۴)۔

بحرِ کماں: مگر وہ شوخ ہے طوفاں ترازِ شوقِ خوں ریزی کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا ص۳۰

بُحرانِ عدم:[3] فرصت آرامِ غشِ ہستی ہے بُحرانِ عدم ہے شکستِ رنگِ امکاں گردشِ پہلو مجھے ص۷۸

بخت:[4] خوش ہوا اے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا باندھ شہ زادہ جواں بخت کے سر پر سہرا ص۲۸۷

دیکھیے ــــــ: (۲) تیرہ بخت۔ (۳) کارفرمائے دین و دولت و بخت۔ (۴) کوکبِ بخت۔ (۵) یک اوجِ بخت۔

بختِ بد: تا مجھے پہنچائے کاہش، بختِ بد ہے گھات میں ہاں، فراوانی اگر کچھ ہے تو ہے آفات میں ص۲۹۰

بختِ بیدار: دیکھیے ــــــ: (۱) آئینۂ بختِ بیدار۔ (۲) ساغرِ بختِ بیدار۔

بختِ پریشاں: دیکھیے: گلیمِ سیہ بختِ پریشاں۔

بختِ خفتہ: لوں وام بختِ خفتہ سے یک خوابِ خوش، ولے غالبؔ یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں ص۱۷۷

بختِ رسا: جو ہوا غرقۂ مے، بختِ رسا رکھتا ہے سر سے گزرے پہ بھی ہے بالِ ہُما موجِ شراب ص۱۹۳

بختِ رقیب: دیکھیے: قسمتِ بختِ رقیب۔

بختِ رمیدہ: سر پر مرے وبالِ ہزار آرزو رہا یارب! میں کس غریب کا بختِ رمیدہ ہوں؟ ص۶۲

---

[1] بحث : دوبار [مرکّب]۔
[2] بحر : تیرہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: نو بار]۔
[3] بحران : ایک بار [مرکّب]۔
[4] بخت : سترہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سولہ بار]۔

بختِ سیاہ روز: دیکھیے: کلفتِ بختِ سیاہ روز۔

بختِ سیہ: (۱) وصل میں بختِ سیہ نے سُنبلستاں گل کیا — رنگِ شب، تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا — ص۲۵

(۲) دیکھیے: تیرگیِ بختِ سیہ۔

بختِ ناساز: بختِ ناساز نے چاہا کہ نہ دے مجھ کو اماں — چرخِ کجباز نے تاکا کہ کرے مجھ کو ذلیل — ص۱۲۳

بخشش[1]: تیری دانش: مری اصلاحِ مفاسد کی رہین — تیری بخشش: مرے انجاحِ مقاصد کی کفیل — ص۱۲۳

بخششِ اُمت: دیکھیے: کفیلِ بخششِ اُمت۔

بخششِ خاص: دیکھیے: آرزوے بخششِ خاص۔

بخشیدن[2]: دیکھیے: آب بخشیدن زدریا۔

بخود[3] بالیدنی: اے اسدؔ! ہے مستعدِ شانہ گیسو شدن — پنجۂ مژگاں بخود بالیدنی رکھتا ہے آج — ص۳۵

بخود لرزیدن: دیکھیے: پرافشانِ بخود لرزیدن۔

بخیہ[4]: (۱) تحیّر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی — ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی — ص۹۲

(۲) لبِ گزیدۂ معشوق ہے دلِ افگار — کہ بخیہ، جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں ہے — ص۱۰۲

(۳) وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سر تا سرِ دل — بخیہ جوں جوہرِ تیغ آفتِ گیرائی ہے — ص۱۰۳

(۴) اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر — بخیہ جسے کہتے ہو، شکایت ہے رفو کی — ص۱۱۹

(۵) نکوہش، مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی — ہوا ہے خندۂ احباب، بخیہ جیب و دامن میں — ص۱۸۰

(۶) نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں — ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں — ص۱۸۰

(۷) جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں — کپڑوں میں جوئیں، بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں — ص۲۹۸

بخیۂ چاکِ گریباں: بس کہ روکا میں نے اور سینے میں اُبھریں پَے بہ پَے — میری آہیں، بخیۂ چاکِ گریباں ہوگئیں — ص۱۹۲

بخیۂ دامن: (۱) بہ پاسِ شوخیِ مژگاں، سرِ ہر خار سوزن ہے — تبسم، برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہوجاوے — ص۸۵

---

[1] بخشش : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

[2] بخشیدن : ایک بار [مرکّب]۔

[3] بخود : دو بار [مرکّب]۔

[4] بخیہ : بارہ بار [مفرد: سات بار، مرکّب: پانچ بار]۔
بخیہ ہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۲) دیکھیے: صرفِ بخیۂ دامن۔

بخیۂ زخمِ جگر: پردۂ دردِ دل: آئینۂ صد رنگ نشاط — بخیۂ زخمِ جگر: خندۂ زیرِ لب تھا — ص۲۴

بخیۂ زخمِ دلِ چاک: مژۂ خواب سے کرتا ہوں بہ آسایشِ درد — بخیۂ زخمِ دلِ چاک بہ یک دستہ شرار — ص۶

بخیہ ہائے زخم: فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں — ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم، جوہر تیغِ دشمن میں — ص۵۸

بد[1]: نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں، پر صحبت مخالف ہے — جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں، جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں — ص۱۸۰

دیکھیے ـــــــ: (۲) بختِ بد۔ (۳) چشمِ بد۔ (۴) نظرِ بد۔

بدآموزیِ عدو: دیکھیے: خوفِ بدآموزیِ عدو۔

بدتر: ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی — کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے — ص۲۱۰

بد خو: (۱) خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا — کہ موم آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا — ص۲۱

(۲) کثرتِ جور و ستم سے ہوگیا ہوں بے دماغ — خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے — ص۷۸

(۳) عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا — نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا — ص۱۴۷

(۴) تو وہ بدخو کہ تحیّر کو تماشا جانے — غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے — ص۲۰۹

(۵) وہ بدخو اور میری داستانِ شوق طولانی — عبارت مختصر، قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۳

(۶) دیکھیے: نالۂ بیمارِ بدخو۔

بدخویاں: دیکھیے: لطفِ بدخویاں۔

بدخواہ: خوب تھا، پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ — کہ بھلا چاہتے ہیں اور بُرا ہوتا ہے — ص۲۴۰

بدروزگاری: اسدؔ! ساغر کشِ تسلیم ہو گردش سے گردوں کی — کہ ننگِ فہمِ مستاں ہے گلہ بدروزگاری کا — ص۱۹

بد زباں: دیکھیے: عزیزانِ بدزباں۔

بدعہدی: دیکھیے: داغِ طعنِ بدعہدی۔

---

[1] بد : ستّرہ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سولہ بار]۔ بدتر : ایک بار۔

بدگماں:[1] (۱) بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری — بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر — ص۳۹

(۲) کیا بدگماں ہے مجھ سے کہ آئینے میں مرے — طوطی کا عکس سمجھے ہے، زنگار دیکھ کر — ص۱۶۹

(۳) بدگماں ہوتا ہے وہ کافر، نہ ہوتا کاشکے! — اِس قدر ذوقِ نوائے مرغِ بُستانی مجھے — ص۲۳۲

(۴) لے تولوں سوتے میں اُس کے پانْو کا بوسہ، مگر — ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہوجائے گا — ص۱۵۱

(۵) جو منکرِ وفا ہو، فریب اُس پہ کیا چلے — کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں — ص۱۸۸

بدگمانی: (۱) بہ فریبِ آشنائی، بہ خیالِ بے وفائی — نہ رکھ آپ سے تعلق مگر ایک بدگمانی — ص۹

(۲) تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے — نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا — ص۱۱

(۳) بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرمِ خرام — رُخ پہ ہر قطرہ عرق، دیدۂ حیراں سمجھا — ص۱۴۷

(۴) اُدھر وہ بدگمانی ہے، اِدھر یہ ناتوانی ہے — نہ پوچھا جائے ہے اُس سے، نہ بولا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

(۵) دیکھیے: ہمہ بدگمانی۔

بدگمانیِ شمع: دیکھیے: داغِ بدگمانیِ شمع۔

بدگمانی ہائے حُسن: دیکھیے: انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن۔

بدمستِ بشکن بشکنِ مے خانہ:[2] بس کہ ہیں بدمستِ بشکن بشکنِ مے خانہ ہم — موے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم — ص۵۳

بدمستِ حنا: دیکھیے: دستِ بُتِ بدمستِ حنا۔

بدمستِ شراب: ہوں تصور ہائے ہم دوشی سے بدمستِ شراب — حیرتِ آغوشِ خوباں ساغرِ بلور ہے — ص۴۳

بدمستی: لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی — ہوئی قطرہ فشانی ہائے مے، بارانِ سنگ آخر — ص۳۰

بدمستیِ ہر ذرّہ: ہے وہی بدمستیِ ہر ذرّہ کا خود عذر خواہ — جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے — ص۲۱۲

بدمعاش:[3] یعنی ہر بار صورتِ کاغذِ باد — ملتے ہیں یہ بدمعاش لڑنے کے لیے — ص۲۵۳

---

[1] بدگماں : پانچ بار۔
بدگمانی : چھے بار [مرتّب: دو بار]۔
بدگمانی ہا : ایک بار [مرتّب]۔

[2] بدمست : تین بار [مرتّب]۔
بدمستی : دو بار [مرتّب: ایک بار]۔

[3] بدمعاش : ایک بار۔

بدنام[1]:	(۱) غفلتِ افسردگی تہمتِ تمکیں نہ ہو	اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے	ص۹۹
	(۲) زہرِ غم کرچکا تھا میرا کام	تجھ کو کس نے کہا کہ ہو بدنام	ص۱۳۷
	(۳) ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالبؔ کو نہ جانے	شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے	ص۲۴۵
بدنامِ دورنگی:	کلفت کشیِ ہستی بدنامِ دورنگی ہے	یہاں تیرگیِ اختر خالِ رُخِ زنگی ہے	ص۱۱۴
بدنامی:	ہم نشینیِ رقیباں گرچہ ہے سامانِ رشک	لیکن اُس سے ناگوارا تر ہے بدنامی تری	ص۹۳
بدنامیِ تقدیر:	خوشا! خود بینی و تدبیر و غفلت نقد اندیشہ	بہ دینِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے	ص۱۰۸
بدا[2]:	وائے محرومیِ تسلیم! و بدا حالِ وفا!	جانتا ہے کہ ہمیں طاقتِ فریاد نہیں	ص۱۸۶
بدخشاں[3]:	دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی	الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر	ص۴۰
بدر[4]:	(۱) بدر ہے آئینۂ طاقِ ہلال	غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال	ص۵۱
	(۲) دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقّی بھی کہ اب	بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے	ص۱۰۰
	(۳) ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہے ہلال	آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہے	ص۲۳۱
بدرقہ[5]:	مفت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ!	رہبری میں پردۂ رہبر کُھلا	ص۱۳۰
بدستور[6]:	تیرے توقیعِ سلطنت کو بھی	دی بدستور صورتِ ارقام	ص۱۳۸
بدلے[7]:	(۱) میں بھی رک رک کے نہ مرتا، جو زباں کے بدلے	دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس	ص۱۷۳
	(۲) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب	سو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں	ص۱۸۸
	(۳) دیتے ہیں جنّت، حیاتِ دہر کے بدلے	نشّہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے	ص۲۰۸
بدن[8]:	(۱) ہر مو، بدن پہ شہ پرِ پرواز ہے مجھے	بیتابیِ دلِ تپش انگیز یک طرف	ص۴۹
	(۲) کیجے بیاں سُرورِ تبِ غم کہاں تلک	ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے	ص۲۰۵

---

[1] بدنام : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
بدنامی : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
بدگمانی ہا : ایک بار [مرکّب]۔
[2] بدا : ایک بار۔
[3] بدخشاں : ایک بار۔
[4] بدر : تین بار۔
[5] بدرقہ : ایک بار۔
[6] بدستور : ایک بار۔
[7] بدلے : تین بار۔
[8] بدن : پانچ بار۔

(۳) چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن — ہمارے جَیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے — ص۲۲۱

دیکھیے:(۴) بُتِ نازک بدن۔(۵) گل بدن۔

بدی[۱]: (۱) ذکر میرا بہ بدی بھی اُسے منظور نہیں — غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں — ص۱۸۵

(۲) کہوں کیا خوبیِ اَوضاعِ اَبنائے زماں غالبؔ — بدی کی اُس نے، جس سے ہم نے کی تھی بارہا نیکی — ص۲۰۳

بدیع[۲]: دیکھیے:اک مَنبعِ نکاتِ بدیع۔

بذلِ خلیل[۳]: دیکھیے: مائدۂ بذلِ خلیل۔

بذل وکرم: دیکھیے: عطاوبذل وکرم۔

بذلہ سنجی[۴]: دیکھیے: ذوقِ بذلہ سنجی۔

برآر[۵]: حیراں ہوں شوخیِ رگِ یاقوت دیکھ کر — یہاں ہے کہ صحبتِ خس و آتش برآر ہے — ص۹۰

بُرا[۶]: (۱) مُنفت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ! — رہبری میں پردۂ رہبر کُھلا — ص۱۳۰

(۲) کہوں کس سے میں کہ کیا ہے، شبِ غم بُری بلا ہے — مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا — ص۱۶۰

(۳) درد منّت کشِ دوا نہ ہوا — میں نہ اچھا ہوا، بُرا نہ ہوا — ص۱۶۱

(۴) کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں — تیرا بیمار، بُرا کیا ہے گر اچھا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۵) کی وفا ہم سے تو غیر اُس کو جفا کہتے ہیں — ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو بُرا کہتے ہیں — ص۱۸۷

(۶) قفس میں ہوں، گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو — مرا ہونا بُرا کیا ہے نوا سنجانِ گلشن کو — ص۱۹۸

(۷)،(۸) غالبؔ بُرا نہ مان جو واعظ بُرا کہے — ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۹) یہ باعثِ نومیدیِ اربابِ ہوس ہے — غالبؔ کو بُرا کہتے ہو، اچھا نہیں کرتے — ص۲۲۳

(۱۰) میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ — مفت ہاتھ آئے تو بُرا کیا ہے — ص۲۳۸

(۱۱) خوب تھا، پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ — کہ بھلا چاہتے ہیں اور بُرا ہوتا ہے — ص۲۴۰

(۱۲)،(۱۳) نہ سنو، گر بُرا کہے کوئی — نہ کہو، گر بُرا کرے کوئی — ص۲۴۲

(۱۴) اِس نزاکت کا بُرا ہو، وہ بھلے ہیں تو کیا — ہاتھ آویں تو اُنھیں ہاتھ لگائے نہ بنے — ص۲۴۶

---

[۱] بدی : دوبار[مرکّب:ایک بار]۔
[۲] بدیع : ایک بار[مرکّب]۔
[۳] بذل : دوبار[مرکّب]۔
[۴] بذلہ : ایک بار[مرکّب]۔
[۵] برآر : ایک بار۔
[۶] بُرا : اُنیس بار۔ بُرائی : چار بار۔

	(۱۵) کہا ہے کس نے کہ غالبؔ برا نہیں؟ لیکن	سوائے اِس کے کہ آشفتہ سر ہے، کیا کہیے	ص۲۴۷
	(۱۶) ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم راز ہے میرا	غالبؔ کو برا کیوں کہو، اچھا مرے آگے	ص۲۴۹
	(۱۷)،(۱۸) یزیدؔ کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ	بُرا نہ مانیے گر ہم بُرا کہیں اُس کو	ص۲۸۶
	(۱۹) سمجھا تھا نبی نے اُن کو اپنا ہمدم	ہے ہے! نہ کہو، کسے بُرا کہتے ہیں	ص۳۱۳
بُرائی :	(۱) کوئی کہے کہ شب مہ میں کیا بُرائی ہے	بلا سے، آج اگر دن کو ابرو باد نہیں	ص۱۹۲
	(۲) گرچہ ہے کس کس بُرائی سے، ولے بااِیں ہمہ	ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے	ص۲۳۱
	(۳) علیؔ کے بعد حسنؔ اور حسنؔ کے بعد حسینؔ	کرے جو اُن سے بُرائی، بھلا کہیں اُس کو؟	ص۲۸۶
	(۴) یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟	الفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟	
	وہ صدق، وہ عدل، وہ حیا اور وہ علم	بتلاؤ کوئی کہ تھی بُرائی کس میں؟	ص۳۱۳
برابر[1] :	(۱) چھوڑا مہِ نخشبؔ کی طرح دستِ قضا نے	خرشید ہنوز اُس کے برابر نہ ہوا تھا	ص۱۵۲
	(۲) کرتے ہو مجھ کو منعِ قدم بوس کس لیے؟	کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں؟	ص۱۹۱
	(۳) یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے	رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا	ص۲۸۷
	(۴) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے!	جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں	ص۱۸۹
برات[2] (۱):	(۱) ایسی رونق ہوئی برات کی رات	کہ کواکب ہوئے تماشائی	ص۲۶۲
	(۲) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات	کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی	ص۲۶۲
برات[3] (۲) برات اضطراب:	بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری	بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر	ص۳۹
براتِ معاشِ جنونِ عشق:	ہے سنگ پر براتِ معاشِ جنونِ عشق	یعنی ہنوز منّتِ طفلاں اُٹھائیے	ص۲۰۱
براتِ نگرانِ امّید:	موجِ مے پر ہے براتِ نگرانِ امّید	گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار	ص۳

---

[1] برابر : چار بار۔

[2] برات(۱) : دو بار۔

[3] برات(۲) : تین بار[مرتّب]۔

برافگندہ[1]: یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب | لالہ ہا داغ برافگندہ و گل ہا بے خار | ص ۳

برانداختنی[2]: کاشانۂ ہستی کہ برانداختنی ہے | یہاں سوختنی اور وہاں ساختنی ہے | ص ۱۱۱

برجاماندہ: (۱) دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں | موجِ مے مثلِ خطِ جام ہے برجاماندہ | ص ۷۱

(۲) دیکھیے: آبِ برجاماندہ۔

برجستہ[3]: (۱) دیکھیے: شعرِ برجستہ۔ (۲) مصرعِ برجستہ۔

برچیدنِ[4] داماں: دیکھیے: قدرتِ برچیدنِ داماں۔

برخاستن[5]: ساتھ جُنبش کے بہ یک برخاستن طے ہوگیا | تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا | ص ۲۵

برخودغلطِ[6] شوخیِ تاثیر: شب کہ دل زخمیِ عرضِ دو جہاں تیر آیا | نالہ برخود غلطِ شوخیِ تاثیر آیا | ص ۲۷

برخودغلطی ہائے[7] تحمل: دیکھیے: شرحِ برخودغلطی ہائے تحمل۔

برخودغلطی ہائے عزیزاں: کیا پوچھے ہے برخود غلطی ہائے عزیزاں | خواری کو بھی اک عار ہے عالی نسبوں سے | ص ۷۳

برسبیلِ[8] دوام: مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ! | قربِ ہر روزہ برسبیلِ دوام | ص ۱۳۶

برسبیلِ شکایت: ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ | ہرچند برسبیلِ شکایت ہی کیوں نہ ہو | ص ۱۹۳

برگردیدنی[9]: نوائے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے | تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے | ص ۱۱۵

برباد[10]: (۱) دشمنِ حسرتِ عاشق ہے رگِ ابرِ سیاہ | جس نے برباد کیا ریشۂ چندیں شبِ تار | ص ۲

(۲) بوئے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ | دَے نے برباد کیا پیر ہنستاں میرا | ص ۲۱

بربط[11]: دیکھیے: نوائے بربط و چنگ و چغانہ۔

برپا[12]: نام کا میرے ہے جو دُکھ کہ کسی کو نہ ملا | کام میں میرے ہے جو فتنہ کہ برپا نہ ہوا | ص ۱۶۲

۱۔ برافگندہ : ایک بار۔
۲۔ برانداختنی : ایک بار۔
۳۔ برجستہ : دوبار [مرکّب]۔
۴۔ برچیدن : ایک بار [مرکّب]۔
۵۔ برخاستن : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ برخودغلط : ایک بار [مرکّب]۔
۷۔ برخودغلطی ہا : دوبار [مرکّب]۔
۸۔ برسبیل : دوبار [مرکّب]۔
۹۔ برگردیدنی : ایک بار۔
۱۰۔ برباد : دوبار۔
۱۱۔ بربط : ایک بار [مرکّب]۔
۱۲۔ برپا : ایک بار۔

برتر[1] : (۱) ہے فلک بالا نشینِ فیضِ خَم گردیدنی — عاجزی سے ظاہرا رُتبہ کوئی برتر نہیں — ص۶۶

(۲) تنگ ظرفوں کا رُتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا — حبابِ مَے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا — ص۳۳۵

برخوردارِ بستر[2]: سرشکِ سر بہ صحرا دادہ: نور العینِ دامن ہے — دلِ بے دست و پا اُفتادہ: برخوردارِ بستر ہے — ص۲۱۲

بَردِ یَالی[3]: گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے — تب اَماں ہجر میں دی بَردِ یَالی نے مجھے — ص۲۲۲

بُرون[4] : (۱) دیکھیے: دخلِ پَے بُرون۔

(۲) دیکھیے: تماشاے بہ یک کف بُردنِ صد دل۔

بُردہ: دیکھیے: متاعِ بُردہ۔

بُردنی: پَے بہ مقصد بُردنی ہے خضرِ مَے سے اے اسدؔ! — جادۂ منزل ہے خطِّ ساغرِ مُل کے تلے — ص۳۵۴

برس[5]: (۱) کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسدؔ! — اب کے بہار کا یونہی گزرا برس تمام — ص۵۵

(۲) اِس رشتے میں لاکھ تار ہوں، بلکہ سوا — اتنے ہی برس شمار ہوں، بلکہ سوا

ہر سینکڑے کو ایک گرہ فرض کریں — ایسی گرہیں ہزار ہوں، بلکہ سوا — ص۲۵۴

(۳) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات — خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس — ص۲۶۴

(۴)،(۵) سنینِ عُمر کے ستّر ہوئے شمار برس — بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس — ص۲۶۴

دیکھیے ــــــــ: (۶) بے شمار برس۔(۷) پانچ چار برس۔(۸) ستّر برس۔(۹) کئی ہزار برس۔(۱۰) ہر برس۔

(۱۱)،(۱۲)،(۱۳) ہزار برس[تین بار]۔

برسوں : پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم — برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے — ص۲۲۵

برس گانٹھ[6]: (۱) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے — یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اس میں بے شمار گرہ — ص۲۷۸

(۲) سُن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے — تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ — ص۲۷۹

برسات[7]: (۱) تا کہ تجھ پر کُھلے اعجازِ ہوائے صیقل — دیکھ برسات میں سبز آئنے کا ہوجانا — ص۱۵۶

---

[1] برتر : دوبار۔

[2] برخوردار : ایک بار[مرکّب]۔

[3] بَرد : ایک بار[مرکّب]۔

[4] بُرون : دوبار[مرکّب]۔

بُردنی : ایک بار۔ بُردہ : ایک بار[مرکّب]۔

[5] برس : تیرہ بار[مرکّب: چار بار]۔

[6] برس گانٹھ : دوبار۔

[7] برسات : تین بار۔

(۲) ہے یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہے اگر — موجِ ہستی کو کرے فیضِ ہوا، موجِ شراب — ص ۱۶۳

(۳) خوشی ہے یہ آنے کی برسات کے — پییں بادۂ ناب اور آم کھائیں — ص ۲۶۳

بُرّشِ تیغ[1]: بُرّشِ تیغ کا اُس کی، ہے جہاں میں چرچا — قطع ہوجائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں! — ص ۱۳۴

بُرّشِ تیغِ جفا: نہ اِتنا بُرّشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ — مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موجِ خوں وہ بھی — ص ۲۰۲

برشکال[2]: دیکھیے: شب ہائے تارِ برشکال۔

برشکالِ گریۂ عاشق: برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے — کھل گئی مانندِ گل سَو جا سے دیوارِ چمن — ص ۱۸۱

برطرف[3]: (۸-۱) دیکھیے: تکلف برطرف [آٹھ بار]۔

برفاب[4]: روزہ مرا ایمان ہے غالبؔ! لیکن — خس خانہ و برفاب کہاں سے لاؤں؟ — ص ۲۵۴

برق[5]: (۱) شعلہ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا — بالِ جبریل سے مسطر کشِ سطرِ زنہار — ص ۵

(۲) درسِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے — وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلّص صبور تھا — ص ۱۸

(۳) نکلی ہے تپش میں بسملوں کی، برق کی شوخی — غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل ہے — ص ۷۷

(۴) نگاہِ عبرت افسوں گاہ برق و گاہ مشعل ہے — ہوا ہر خلوت و جلوت سے حاصل ذوقِ تنہائی — ص ۹۲

(۵) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو — برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو — ص ۱۱۶

(۶) رعد کا کررہی ہے کیا دم بند — برق کو دے رہا ہے کیا الزام

تیرے فیلِ گراں جسد کی صدا — تیرے رخشِ سبک عناں کا خرام — ص ۱۳۸

(۷) سراپا رہنِ عشق و ناگزیرِ الفتِ ہستی — عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا — ص ۱۴۸

(۸) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس — برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم — ص ۱۷۷

(۹) تیری فرصت کے مقابل اے عُمر! — برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں — ص ۱۸۱

(۱۰) رونقِ ہستی ہے عشقِ خانہ ویراں ساز سے — انجمن بے شمع ہے گر برق خرمن میں نہیں — ص ۱۸۵

---

[1] بُرّش : دو بار [مرتب]۔
[2] برشکال : دو بار [مرتب]۔
[3] برطرف : آٹھ بار۔
[4] برفاب : ایک بار [مرتب]۔
[5] برق : سینتیس بار [مفرد: سترہ بار، مرتب: تیس بار]۔

(۱۱) خوشی کیا، کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے ۔ سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈھے ابھی سے برق، خرمن کو ۔ ص۱۹۸

(۱۲) رفتارِ عمر، قطعِ رہِ اضطراب ہے ۔ اِس سال کے حساب کو برق، آفتاب ہے ۔ ص۲۰۶

(۱۳) نہ شعلے میں یہ کرشمہ، نہ برق میں یہ ادا ۔ کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تند خو کیا ہے؟ ۔ ص۲۲۱

(۱۴) اب صاعقہ و مہر میں کچھ فرق نہیں ہے ۔ گرتا نہیں، اِس رو سے کہو برق نہیں ہے ۔ ص۲۸۴

(۱۵) ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب ۔ ہاں، جو چھے گھنٹے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب ۔ ص۲۹۱

(۱۶) وا کر سکے یہاں کون بجز کاوشِ شوخی ۔ جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم ۔ ص۳۲۸

(۱۷) حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ ۔ در پردۂ ہوا پرِ بسمل ہے آئنہ ۔ ص۷۰

دیکھیے ـــــــ: (۱۸) جلوۂ برق۔ (۱۹) جنونِ برق۔ (۲۰) خونِ صد برق۔ (۲۱) نثارِ برق۔ (۲۲) وجدِ برق۔ (۲۳) ہجومِ برق۔

برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ: برق آبیارِ فرصتِ رنگِ دمیدہ ہوں ۔ جوں نخلِ شمع ریشے میں نشو و نما گرو ۔ ص۲۹

برق آہنگ مسکن: دیکھیے: طبعِ برق آہنگ مسکن۔

برق ابرِ چشمِ گریاں: صفائے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں ۔ پرِ طاؤس، گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے ۔ ص۸۱

برقِ بجانِ حوصلہ آتش فگن: برقِ بجانِ حوصلہ آتش فگن اسدؔ ۔ اے دل فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں ۔ ص۵۷

برقِ بہار: برقِ بہار سے ہوں میں پا در حنا ہنوز ۔ اے خارِ دشت! دامنِ شوقِ رمیدہ کھینچ ۔ ص۳۶

برقِ تبسم: دیکھ وہ برقِ تبسم بس کہ دل بیتاب ہے ۔ دیدۂ گریاں مرا فوارۂ سیماب ہے ۔ ص۳۰۴

برقِ تجلی: (۱) گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلی، نہ طور پر ۔ دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر ۔ ص۱۶۹

(۲) دیکھیے: یک برقِ تجلی۔

برقِ حاصل ہا: فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے، ورنہ ۔ بہ وہمِ زر گرہ میں باندھتے ہیں برقِ حاصل ہا ۔ ص۲۳

برقِ حسن: نظارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا! ۔ جوشِ بہار، جلوے کو جس کے نقاب ہے ۔ ص۲۰۶

برقِ خرام: عُمر ہرچند کہ ہے برقِ خرام ۔ دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی ۔ ص۲۲۱

برقِ خرمن: مری تعمیر میں مُضمر ہے اک صورت خرابی کی ۔ ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے، خونِ گرم دہقاں کا ۔ ص۱۵۶

برقِ خرمنِ پروانہ: رات، دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا — رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا — ص۲۵

برقِ خرمنِ راحت: کارگاہِ ہستی میں لالہ، داغ ساماں ہے — برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے — ص۲۱۷

برقِ خرمن زارِ گوہر: برقِ خرمن زارِ گوہر ہے نگاہِ تیز یہاں — اشک ہو جاتے ہیں خشک از گرمیِ رفتارِ دوست — ص۳۲

برقِ خرمنِ سعیِ سپند: عدم، ہے خیر خواہِ جلوہ کو زندانِ بیتابی — خرامِ ناز برقِ خرمنِ سعیِ سپند آیا — ص۱۲

برقِ خرمن ہاے خاطر: ہواے پرفشانی برقِ خرمن ہاے خاطر ہے — بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زارِ آتش — ص۴۷

برق سامانِ نظر: برق سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حُسن — شمعِ خلوت خانہ کیجے، ہر چہ باداباد، گُل — ص۵۲

برقِ سوزِ دل: شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا — شعلۂ جوّالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا — ص۱۳۵

برقِ شرر بیز: خرمن بباد دادۂ دعویٰ ہیں، ہو سُو ہو — ہم یک طرف ہیں، برقِ شرر بیز یک طرف — ص۴۹

برقِ فنا: دیکھیے: جلوۂ برقِ فنا۔

برق گداز: نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز — رفتنِ رنگِ حنا ہے، تپشِ بالِ شرار — ص۵

برقِ نظارہ سوز: ناکامیِ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز — تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی — ص۲۱۵

برق وشرر: نہیں برق وشرر، جُز وحشت وضبطِ تپیدن ہا — بلا گردانِ بے پروا خرامی ہاے یار، آتش — ص۴۷

برگ[1]: دیکھیے ______: (۱) جُنبشِ برگ۔ (۲) شاخ وبرگ۔ (۳) کفِ گل برگ۔ (۴) گل برگ۔ (۵) ہر برگ۔

برگ برگِ بید: مجھ میں اور مجنوں میں وحشت، سازِ دعویٰ ہے اسدؔ — برگ برگِ بید ہے ناخن زدن کی فکر میں — ص۴۳

برگ برگِ سمن: چمن میں کس کی یہ برہم ہوئی ہے بزمِ تماشا — کہ برگ برگِ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے — ص۷۵

برگِ بیدِ مجنوں: ریشۂ شہرت دوانیدن ہے، رفتن زیرِ خاک — خنجرِ جلاّد، برگِ بیدِ مجنوں ہے مجھے — ص۹۹

برگِ بینوائی: دیکھیے: یک برگِ بینوائی۔

برگِ تاک: (۱)، (۲) دیکھیے: یک برگِ تاک [دوبار]۔

برگِ حنا: (۱) کس جُرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول — برگِ حنا مگر مژۂ خوں فشاں نہیں — ص۵۷

(۲) وھاں رنگ ہا بہ پردۂ تدبیر ہیں ہنوز — یھاں شعلۂ چراغ ہے برگِ حنا مجھے — ص۷۶

---

[1] برگ : تیئیس بار [مرتّب]۔
برگ برگ : دوبار [مرتّب]۔
برگ ریز : دوبار [مرتّب]۔ برگ ریزی : ایک بار۔
برگ ریزی ہا : ایک بار [مرتّب]۔

(۳) درونِ جوہرِ آئینہ جوں برگِ حنا خوں ہے — بتاں! نقشِ خود آرائی حیا تحریر بہتر ہے — ص ۱۰۸

(۴) دیکھیے: جوہرِ برگِ حنا۔

برگ ریزِ تاک: دیکھیے: یک گلستاں برگ ریزِ تاک۔

برگ ریزِ ناخنِ مطرب: شوخیِ مضرابِ جولاں آبیارِ نغمہ ہے — برگ ریزِ ناخنِ مطرب بہارِ نغمہ ہے — ص ۸۶

برگ ریزی: خار سے گل سینہ افگارِ جفا ہے اے اسدؔ! — برگ ریزی ہے پر افشانیِ ناوک خوردگاں — ص ۶۶

برگ ریزی ہائے گل: برگ ریزی ہائے گل ہے وضعِ زر افشاندنی — باج لیتی ہے گلستاں سے گل اندامی تری — ص ۹۳

برگِ عافیت: غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! — باوجودِ دلجمعی خوابِ گل پریشاں ہے — ص ۲۱۷

برگِ گل: برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہوا میں عالم — اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں — ص ۹

(۲) رنگ نے گل سے، دمِ عرضِ پریشانیِ بزم — برگِ گل ریزۂ مینا کی نشانی مانگے — ص ۷۸

(۳) بہ پاسِ شوخیِ مژگاں سرِ ہر خار سوزن ہے — تبسم برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہوجاوے — ص ۸۵

دیکھیے ___: (۴) آئنۂ برگِ گل۔ (۵) مثلِ برگِ گل۔ (۴) ہر برگِ گل۔

برگِ گل ولالہ: دیکھیے: سبزہ و برگِ گل ولالہ۔

برگ وبار: صاحبِ شاخ و برگ و بار ہے آم — ناز پروردۂ بہار ہے آم — ص ۱۳۱

برگ ونوا: (۱) مبادا بے تکلف فصل کا برگ و نوا گم ہو — مگر طوفانِ مے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو — ص ۶۸

(۲) رونقِ کارگاہِ برگ و نوا — نازشِ دودمانِ آب و ہوا — ص ۱۳۱

برگزیدہ[1]: اہلِ ورع کے حلقے میں ہر چند ہوں ذلیل — پر عاصیوں کے زمرے میں مَیں برگزیدہ ہوں — ص ۳۰۰

برمحل[2]: سات جلدوں کا پارسل پہنچا — واہ! کیا خوب برمحل پہنچا — ص ۲۹۳

بر و بحر[3]: دیکھیے: سلطانِ بر و بحر۔

بروں[4] تاختنی: رامشگرِ اربابِ فنا نالۂ زنجیر — عیشِ ابد: از خویش بروں تاختنی ہے — ص ۱۱۱

بروے[5] آب: عجب نہیں، پئے تحریرِ حالِ گریۂ چشم — بروے آب جو ہر موج، نقشِ مسطر ہو — ص ۶۷

---

۱ برگزیدہ : ایک بار۔ ۲ برمحل : ایک بار۔
۳ بر و بحر : ایک بار [مرتّب]۔
۴ بروں : ایک بار [مرتّب]۔
۵ بروے : سات بار [مرتّب]۔

بروے زمیں: دہر میں اِس طرح کی بزمِ سُرور — نہ ہوئی ہو کبھی بروے زمیں — ص۲۸۰

بروے سفرہ: مرے قدح میں ہے صہباے آتشِ پنہاں — بروے سفرہ کبابِ دلِ سمندر کھینچ — ص۱۲۶

بروے کار: جُز قیس اَور کوئی نہ آیا بروے کار — صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا! — ص۱۴۳

(۲) اسدؔ کے واسطے رنگے بروے کار ہو پیدا — غبار، آوارہ وسرگشتہ ہے یا بوتراب! اُس کا — ص۴۴۷

بروے کارآوردن: دیکھیے: حسرتِ آب بروے کار آوردن۔

بروے گردوں: تیری اولاد کے غم سے ہے بروے گردوں — سلکِ اختر میں مہِ نَو مژۂ گوہر بار — ص۱۳۳

برہم[1]: برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جُنبشِ نشاط — کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہَوا نہ مانگ — ص۵۰

(۲) چمن میں کس کی یہ برہم ہوئی ہے بزمِ تماشا؟ — کہ برگ برگِ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے — ص۷۵

(۳) محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ بازِ خیال — ہیں ورق گردانیِ نیرنگِ یک بُت خانہ ہم — ص۱۷۷

(۴) ہم نشیں! مت کہہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست — وھاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے — ص۲۱۴

(۵) یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روس — یہ لے گا بادشہِ چیں سے چھین تخت و کلاہ — ص۲۷۸

برہم خوردنِ بزمِ سُرور: باعثِ ایذا ہے برہم خوردنِ بزمِ سُرور — لختِ لختِ شیشۂ بشکستہ جُز نشتر نہیں — ص۲۶

برہم زدن: دیکھیے: یک مژہ برہم زدن۔

برہم زدنی: دیکھیے: یک مژہ برہم زدنی۔

برہم زنِ دوعالم: برہم زنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے — مینا شکستگاں کو کہسار، خوں بہا ہے — ص۹۳

برہم زنِ ہنگامۂ محفل: آئیں جس بزم میں وہ، لوگ پکار اُٹھتے ہیں — لو، وہ برہم زنِ ہنگامۂ محفل آئے — ص۳۱۲

برہم سودہ: دیکھیے: دستِ برہم سودہ۔

برہمن[2]: (۱) وفاداری بہ شرطِ اُستواری اصلِ ایماں ہے — مرے بُت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو — ص۱۹۹

(۲) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی! — کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانو — ص۳۲۲(ثانی)

دیکھیے ـــــ: (۳) اک برہمن۔ (۴) شیخ و برہمن۔

---

[1] برہم : گیارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: چھے بار]۔ [2] برہمن : چار بار [مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔

برہنگی[1]: ڈھانپا کفن نے داغِ عیوبِ برہنگی — میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا — ص ۱۴۳

برہنہ[2] پا: شوخیِ حُسن و عشق ہے آئنہ دارِ ہمدگر — خار کو بے نیام جان، ہم کو برہنہ پا سمجھ — ص ۷۳

برہنہ گوئیِ خوباں: دیکھیے: لطفِ اندازِ برہنہ گوئیِ خوباں۔

برہنہ مستیِ صبحِ بہار: برہنہ مستیِ صبحِ بہار رکھتے ہیں — جنونِ حسرتِ یک جامہ وار رکھتے ہیں — ص ۹۳

بُری[3]: (۱)،(۲) قسمت بُری سہی، پہ طبیعت بُری نہیں — ہے شُکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

(۳) کہوں کس سے میں کہ کیا ہے، شبِ غم بُری بلا ہے — مجھے کیا بُرا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا — ص ۱۶۰

(۴) ضد کی ہے اور بات مگر خُو بُری نہیں — بھولے سے اُس نے سیکڑوں وعدے وفا کیے — ص ۲۴۳

(۵) کُھلنے یہ گانٹھ تو البتہ دم نکل جاوے — بُری طرح سے ہوئی ہے گلے کا ہار گرہ — ص ۲۷۹

بُریدہ[4]، بُرّیدہ: (۱) دیکھیے: زبانِ بُریدہ۔ (۲) دستِ بُریدہ۔ (۳) مضرابِ تارہائے گلوے بُریدہ۔ (۴) نبضِ دستِ بُریدہ۔ (۵) ہر ناخنِ بُرّیدہ۔ (۶) ناخنِ بُرّیدہ۔

بریں[5]: (۱) دیکھیے: آرایشِ فردوسِ بریں۔ (۲) بالائے سطحِ چرخِ بریں۔ (۳) چرخِ بریں۔ (۴) خزانِ چمنِ خُلدِ بریں۔ (۵) گُل و سُنبلِ فردوسِ بریں۔

بُزرگ[6]: دیکھیے: اک بزرگ۔

بزم[7]: (۱) بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول — بہ پروانہ، مری بزم میں ہے خنجرِ کیں — ص ۸

(۲) بزم: داغِ طرب و باغ: کُشادِ پرِ رنگ — شمع و گُل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند؟ — ص ۳۹

(۳) شمع سے ہے بزم انگشتِ تحیّر در دہن — شعلۂ آوازِ خوباں پر بہ ہنگامِ سماع — ص ۴۷

(۴) شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالبؔ کی طرح — بے محل اے مجلس آرائے نجف! جلتا ہوں میں — ص ۹۳

(۵) بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے — عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ — ص ۷۲

---

[1] برہنگی : ایک بار [مرکّب]۔
[2] برہنہ : تین بار [مرکّب]۔
[3] بُری : پانچ بار۔
[4] بُریدہ، بُرّیدہ : چھے بار [مرکّب]۔
[5] بریں : پانچ بار [مرکّب]۔
[6] بزرگ : ایک بار۔
[7] بزم : اُناسی بار [مفرد: پچیس بار، مرکّب: چوّن بار]۔

(۶) شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟ صبح، یک زخمِ نمک سودِ چراغ کشتہ ہے ص ۸۰

(۷) بزم وداعِ نظر، یاسِ طرب نامہ بَر فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے ص ۹۹

(۸) بزم کا التزام گر کیجے ہے قلم میری: ابرِ گوہر بار ص ۱۲۶

(۹) مدّت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے ص ۲۲۵

(۱۰) بزم میں میزبانِ قیصر و جم رزم میں اوستادِ رستم و سام ص ۱۳۷

(۱۱) بوے گل، نالۂ دل، دُودِ چراغِ محفل جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا ص ۱۳۳

(۱۲) زبانِ اہلِ زباں میں ہے مرگ: خاموشی یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانیِ شمع ص ۱۷۳

(۱۳) بزم میں اُس کے رو برو کیوں نہ خموش بیٹھیے اُس کی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدّعا کہ یوں ص ۱۷۸

(۱۴) مجھ تک کب اُن کی بزم میں آتا تھا دَورِ جام ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں! ص ۱۸۸

(۱۵) کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں تو کہتے ہیں کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں ص ۱۹۲

(۱۶) وھاں وہ غرورِ عزّ و ناز، یھاں یہ حجابِ پاسِ وضع راہ میں ہم ملیں کہاں، بزم میں وہ بلائے کیوں ص ۱۹۳

(۱۷) گریہ نکالے ہے تری بزم سے مجھ کو ہاے! کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے ص ۲۰۸

(۱۸) مے پرستاں! خُمِ مے مُنہ سے لگائے ہی بنے ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی، نہ سہی ص ۲۰۹

(۱۹) یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں نے وہ سُرور و سوز، نہ جوش و خروش ہے ص ۲۳۰

(۲۰) جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے جاں، کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے ص ۲۳۳

(۲۱) لاغر اِتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے میرا ذمّہ، دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے ص ۲۳۵

(۲۲) اُس بزم میں مجھے نہیں بنتی حیا کیے بیٹھا رہا اگرچہ اشارے ہوا کیے ص ۲۴۲

(۲۳) وہ آیا بزم میں، دیکھو، نہ کہیو پھر کہ غافل تھے شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمائش ہے ص ۲۴۳

(۲۴) جس بزم میں کہ ہو اُنھیں آہنگِ مے کشی وھاں آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام ص ۲۸۲

(۲۵) آئیں جس بزم میں وہ، لوگ پکار اُٹھتے ہیں لو، وہ برہم زنِ ہنگامۂ محفل آئے ص ۳۱۲

دیکھیے ـــــــ: (۲۶) اہلِ بزم۔ (۲۷) دمِ عرضِ پریشانیِ بزم۔ (۲۸) عزلت گزینِ بزم۔ (۲۹) پامالِ

حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن۔(۳۰) گرمیِ بزم۔(۳۱) نورِ چراغِ بزم۔

بزم آرائیاں: (۱) یاد تھیں ہم کو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں — لیکن اب نقش و نگارِ طاقِ نسیاں ہوگئیں — ص۱۹۱

(۲) اُس کی بزم آرائیاں سُن کر، دلِ رنجور یہاں — مثلِ نقشِ مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے — ص۲۲۲

بزمِ آئینہ تصویرنما: جلوہ تمثال ہے ہر ذرّۂ نیرنگ سواد — بزمِ آئینہ تصویر نما مُشتِ غبار — ص۴

بزمِ اسدؔ: نہ دیکھیں روے یک دل سرد، غیر از شمعِ کافوری — خدایا! اِس قدر بزمِ اسدؔ گرمِ تماشا ہو — ص۶۷

بزمِ باغ: گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روے یار کو — شمع ساں ہوجائے قطِ خامۂ بہزاد، گُل — ص۵۲

بزمِ بتاں: ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے — تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے — ص۲۰۱

بزمِ بےخودی: دیکھیے: شمعِ بزمِ بےخودی۔

بزمِ پُرفروغ: اُس بزمِ پُرفروغ میں اِس تیرہ بخت کو — لبر ملا نشیب میں از روے اہتمام — ص۲۸۲

بزمِ تماشا: (۱) اسدؔ بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے — اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویرِ عریاں ہیں — ص۶۲

(۲) چمن میں کس کی یہ برہم ہوئی ہے بزمِ تماشا؟ — کہ برگ برگِ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے — ص۷۵

بزمِ جہاں: دیکھیے: وحشت کدۂ بزمِ جہاں۔

بزمِ خوباں: بزمِ خوباں بس کہ جوشِ جلوہ سے پُرنور ہے — پُشتِ دستِ عجز یہاں ہر برگِ نخلِ طور ہے — ص۹۳

بزمِ خیال: (۱) حسرت نے لا رکھا تری بزمِ خیال میں — گُل دستۂ نگاہ، سویدا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۲) دیدار بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہ مست — بزمِ خیال مے کدۂ بے خروش ہے — ص۲۳۰

بزمِ سامانی: دودِ شمعِ کُشتۂ گُل، بزم سامانی عبث — یک شبہ آشفتہ نازِ سُنبلستانی عبث — ص۳۳

بزمِ سخن: دیکھیے: باربدِ بزمِ سخن۔

بزمِ سخن سرائی: دیکھیے: شمعِ بزمِ سخن سرائی۔

بزمِ سُرور: (۱) دہر میں اِس طرح کی بزمِ سُرور — نہ ہوئی ہو کبھی بروے زمیں — ص۲۸۰

(۲) دیکھیے: برہم خوردنِ بزمِ سُرور۔

بزمِ سلطانی: بزمِ سلطانی ہوئی آراستہ — کعبۂ امن و اماں کا در کُھلا — ص۱۳۹

بزمِ سیہ پوشاں: دیکھیے: دودِ مشعلِ سیہ پوشاں۔

بزمِ شادی: ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدین خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا ص ۲۸۸

بزمِ شاہنشاہ: بزمِ شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا — رکھیو یارب! یہ درِ گنجینۂ گوہر کھلا ص ۱۲۰

بزمِ طرب: (۱) گو یک شرر؟ کہ سازِ چراغاں کروں اسدؔ! — بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز ص ۴۲

(۲) ابر روتا ہے کہ بزمِ طرب آمادہ کرو — برق ہنستی ہے کہ فرصت کوئی دم ہے ہم کو ص ۱۶۶

(۳) ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی — ہوا بزمِ طرب میں رقصِ ناہید ص ۱۲۹

(۴) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے، واہ واہ! — نغمہ ہو جاتا ہے، وھاں گر نالہ میرا جائے ہے ص ۲۲۱

بزمِ عیدِ اطفال: دیکھیے: اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال۔

بزمِ عیش دوست: ہم نشیں امت کہ کہ برہم کر نہ بزمِ عیشِ دوست — وھاں تو میرے نالے کو بھی اعتبارِ نغمہ ہے ص ۲۱۳

بزمِ عیش گستر: فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دورِ ساغر کا ص ۴۴۴

بزمِ غنچہ: برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جنبشِ نشاط — کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہوا نہ مانگ ص ۵۰

بزمِ غیر: مے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں، یارب! — آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا ص ۱۵۹

بزمِ فسردن: دیکھیے: مجمرِ بزمِ فسردن۔

بزمِ قدح: بزمِ قدح سے عیش تمنا نہ رکھ کہ رنگ — صیدِ ز دام جستہ ہے اِس دام گاہ کا ص ۱۳۹

بزم گہ: بزم گہ میں امیرِ شاہ نشاں — رزم گہ میں حریفِ شیر کمیں ص ۲۸۰

بزمِ ماتم: دیکھیے: حلقۂ یک بزمِ ماتم۔

بزمِ مہ و مہر: دیکھیے: رونقِ بزمِ مہ و مہر۔

بزمِ مے: (۱) میں اور بزمِ مے سے یوں تشنہ کام آؤں! — گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا! ص ۱۵۸

(۲) بزمِ مے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ — شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے ص ۲۱۷

بزمِ مے پرستی: یہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بیجا ہے — کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے ص ۸۴

بزمِ مے کشی: لڑاوے گر وہ بزمِ مے کشی میں قہر و شفقت کو — بھرے پیمانۂ صد زندگانی، ایک جام اُس کا ص ۲۴

بزمِ ناز: میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی — سُن کے، ستم ظریف نے مجھ کو اُٹھا دیا کہ یوں — ص۱۷۸

بزمِ نشاطِ گردباد: پہن گشتن ہائے دل بزمِ نشاطِ گردباد — لذّتِ عرضِ گشادِ عقدۂ مشکل نہ پوچھ — ص۷۲

بزمِ نظر: بزمِ نظر ہیں بیضۂ طاؤس خلوتاں — فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ — ص۳۶

بزمِ وصال: دیکھیے: آرایشِ بزمِ وصال۔

بزمِ وصلِ غیر: دیکھیے: سپندِ بزمِ وصلِ غیر۔

بزمِ وفا: بے گریہ، کمال تر جبینی ہے مجھے — در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے — ص۴۵۷

بزمِ ہستی: بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہم اسدؔ! — دیکھتے ہیں چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ سے — ص۸۹

بزمِ یاس: خوں ہوا جوشِ تمنا سے دو عالم کا دماغ — بزمِ یاس آں سوے پیدائی و اخفا رنگیں — ص۷

بساط[ا]: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط — دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضاے خندہ ہے — ص۸۷

دیکھیے ـــــــ: (۲)، (۳) ہر گوشۂ بساط [دوبار]۔

بساطِ انجمنِ رنگ: دیکھیے: عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ۔

بساطِ دستگہِ یک قدم: طاقت، بساطِ دستگہِ یک قدم نہیں — جوں اشک جب تلک نہ رکھوں دست و پا گرد — ص۶۹

بساطِ دعوتِ سیلاب[ب]: دریا، بساطِ دعوتِ سیلاب ہے اسدؔ — ساغر بہ بارگاہِ دماغ رسیدہ کھینچ — ص۳۶

بساطِ دہر: دیکھیے: تازگیِ بساطِ دہر۔

بساطِ صحبتِ احباب: یہاں نَفَس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بے خودی — جلوۂ گل وہاں بساطِ صحبتِ احباب تھا — ص۱۳۵

بساطِ عجز: بساطِ عجز میں تھا ایک دل، یک قطرہ خوں وہ بھی — سُو رہتا ہے بہ اندازِ چکیدن سرنگوں وہ بھی — ص۲۰۲

بساطِ نازِ مشتاقی: دیکھیے: عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی۔

بساطِ نشاطِ دل: باغِ شگفتہ تیرا بساطِ نشاطِ دل — ابرِ بہار خُم کدہ کس کے دماغ کا؟ — ص۱۵۰

بساطِ نگاہ: دیکھیے: دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ۔

بساطِ وجود: دیکھیے: عرضِ بساطِ وجود۔

[ا] بساط : پندرہ بار [مرتّب]۔

بساطِ ہواے دل: اے تازہ واردانِ بساطِ ہواے دل! زنہار! اگر تمھیں ہوسِ نائے و نوش ہے ص ۲۳۰

بساطِ ہیچ کسی: بساطِ ہیچ کسی میں بہ رنگِ ریگِ رواں ہزار دل بہ وداع قرار رکھتے ہیں ص ۶۳

بست[1]: زبس کہ مشقِ تماشا، جنوں علامت ہے گشاد و بستِ مژہ، سیلیِ ندامت ہے ص ۲۱۴

بُستانی[2]: دیکھیے: ذوقِ نواے مرغِ بُستانی۔

بستر[3]: (۱) در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا! جتنے عرصے میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا ص ۱۶۱

(۲) بنا ہے تختۂ گل ہاے یاسمیں بستر ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن تکیہ ص ۳۰۳

[چار بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۸۵]:

(۳)،(۴) بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلف، بارِ بستر ہے معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے

(۵) معماے تکلف، سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن گدازِ شمعِ محفل پیچشِ طومارِ بستر ہے

(۶) مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر بہ پاے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخارِ بستر ہے

[سات بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۲۱۲]:

(۷)،(۸) تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے

(۹) سرشکِ سر بہ صحرا دادہ: نورُالعینِ دامن ہے دلِ بے دست و پا اُفتادہ: برخوردارِ بستر ہے

(۱۰) خوشا اقبالِ رنجوری! عیادت کو تم آئے ہو فروغِ شمعِ بالیں طالعِ بیدارِ بستر ہے

(۱۱) بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر تارِ بستر ہے

(۱۲) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے

(۱۳) کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالب! کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے

دیکھیے ـــــــ: (۱۴)،(۱۵) رگِ بستر [دو بار]۔ (۱۶) سایۂ اُفتادگی بالین و بستر۔ (۱۷) شرر اہتمام بستر۔

(۱۸) نازِ بستر۔ (۱۹) ہر یک تارِ بستر۔

بسترِ سنجاب: دیکھیے: وقفِ بسترِ سنجاب۔

---

[1] بست : ایک بار [مرکّب]۔

[2] بُستانی : ایک بار [مرکّب]۔

[3] بستر : اکیس بار [مفرد: دو بار، مرکّب: انیس بار]۔

بسترِ تمہیدِ فراغت: بے خودی بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو! پُر ہے سایے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے ص ۲۱۱

بَستن[1]: دیکھیے ـــــ : (۱) خواب بستن ۔(۲) زنگ بستن ۔

بستنِ پیمانِ وفا: حیرت ہمہ اسرار، پہ مجبورِ خموشی ہستی، نہیں جز بستنِ پیمانِ وفا، ہیچ ص ۳۶

بستنِ رختِ سفر: دریغا! بستنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل رہا پامالِ حسرت ہائے فرشِ بزم گستردن ص ۴۴۹

بستنِ عہدِ محبت: بستنِ عہدِ محبت ہمہ نادانی تھا چشم نکشودہ رہا عقدۂ پیماں مجھ سے ص ۸۳

بستنِ نظر: ہے دستِ رد، بہ سیرِ جہاں بستنِ نظر پائے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں ص ۶۱

بستہ: دیکھیے ـــــ : (۱) حنابستہ ۔(۲) زبانِ بستہ ۔(۳) زنگ بستہ ۔(۴) یک درے بر روے رحمت بستہ ۔

بستیوں[2]: یوں ہی گر روتا رہا غالبؔ تو اے اہلِ جہاں! دیکھنا اِن بستیوں کو تم کہ ویراں ہوگئیں ص ۱۹۲

بِسمل[3]: (۱) ز بس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا چُرایا زخم ہاے دل نے پانی تیغِ قاتل کا ص ۱۷

(۲) جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ! ورنہ بسمل کا تڑپنا لغزشِ مستانہ تھا ص ۲۵

(۳) بسمل اُس تیغِ دو دستی کا نہیں بچتا اسدؔ عافیت بیزار! ذوقِ کعبتین اچھا نہیں ص ۶۵

(۴) اسدؔ بسمل ہے کس انداز کا! قاتل سے کہتا تھا کہ مشقِ ناز کر، خونِ دو عالم میری گردن پر ص ۱۶۸

(۵) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نفَس ہے بسمل جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے ص ۹۴

دیکھیے ـــــ : (۶) اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل ۔(۷) بال پرِ بسمل ۔(۸) پرِ بسمل ۔(۹) جمعیتِ چشمِ بسمل ۔ (۱۰) دمِ بسمل ۔(۱۱) دو عالم دیدۂ بسمل ۔(۱۲) دیدۂ بسمل ۔(۱۳) روانی ہاے موجِ خونِ بسمل ۔(۱۴) سوادِ چشمِ بسمل ۔(۱۵) سینۂ بسمل ۔(۱۶) طوطیِ بسمل ۔(۱۷) عرصۂ تپیدنِ بسمل ۔(۱۸) قطرہ ہاے خونِ بسمل ۔(۱۹) قمریِ بسمل ۔

بسملِ اداے چمن عارضاں: ہے بسملِ اداے چمن عارضاں، بہار گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوں تپیدگی ص ۳۵۴

بسملِ اندازِ پرافشانی: یک جہاں بسملِ اندازِ پرافشانی ہے دام سے اُس کے قضا کو ہے رہائی دشوار ص ۵

---

[1] بستن : چھے بار [مرکب]۔
بستہ : تین بار [مرکب]۔
[2] بستیوں : ایک بار۔
[3] بسمل : پچیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: بیس بار]۔
بسمل کدہ : ایک بار [مرکب]۔
بسملوں : ایک بار۔

بسملِ دردِ خفتہ: نغمۂ بے دلاں اسدؔ! سازِ فسانگی نہیں — بسملِ دردِ خفتہ ہوں، گریے کو ماجرا سمجھ — ص ۴۳

بسملِ ذوقِ پریدن: حیرتِ حُسنِ چمن پیرا سے تیرے رنگِ گل — بسملِ ذوقِ پریدن ہے بہ بالِ عندلیب — ص ۳۲

بسملِ شوقِ بہارِ دید: چشمِ گریاں بسملِ شوقِ بہارِ دید ہے — اشک ریزی عرضِ بالِ افشانیِ امید ہے — ص ۱۰۴

بسمل کدۂ عیدِ حریفاں: دیکھیے: عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں۔

بسملِ نقصانِ بہار: تنگیِ حوصلہ، گردابِ دو عالم آداب — دیدِ یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار — ص ۶

بسملوں: نکلتی ہے تپش میں بسملوں کی، برق کی شوخی — غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل ہے — ص ۷۷

بسملۂ[1] مصحفِ ناز: آیتِ رحمتِ حق، بسملۂ مصحفِ ناز — مسطرِ موجۂ دیباچۂ درسِ اسرار — ص ۹

بسملۂ نسخۂ حُسن: معنیِ لفظِ کرم، بسملۂ نسخۂ حُسن — قبلۂ اہلِ نظر، کعبۂ اربابِ یقیں — ص ۸

بسیار[2]: ہے نفس مایۂ شوقِ دو جہاں ریگِ رواں — پاے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار — ص ۴

دیکھیے ــــــ: (۲) بعد از زاریِ بسیار۔ (۳) حسرتِ بسیار۔ (۴) خطِ نازِ بسیار۔

بشارت[3]: اے شاہِ جہانگیرِ جہاں بخشِ جہاں دار — ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت — ص ۱۲۷

بشر[4]: (۱) کیا وہ بھی بے گنہ کُش و حق ناشناس ہیں؟ — مانا کہ تم بشر نہیں خرشید و ماہ ہو — ص ۱۹۶

(۲) دیا ہے دل اگر اُس کو، بشر ہے، کیا کہیے! — ہوا رقیب تو ہو، نامہ بر ہے، کیا کہیے! — ص ۲۲۷

بشکستہ[5]: دیکھیے: لختِ لختِ شیشۂ بشکستہ۔

بشکنِ بشکنِ[6] مے خانہ: بس کہ ہیں بدمستِ بشکنِ بشکنِ مے خانہ ہم — موے شیشہ کو سمجھتے ہیں خطِ پیمانہ ہم — ص ۵۴

بصارت[7]: زِبس نکلا غبارِ دل بہ وقتِ گریہ آنکھوں سے — اسدؔ کھائے ہوئے سُرمے نے آنکھوں میں بصارت کی — ص ۹۷

دیکھیے: اہلِ بصارت۔

بطِ[8] مے: پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب — دے بطِ مے کو دل و دستِ شنا موجِ شراب — ص ۱۹۳

---

[1] بسملہ : دو بار [مرتّب]۔
[2] بسیار : چار بار [مرتّب: تین بار، مفرد ایک بار]۔
[3] بشارت : ایک بار۔
[4] بشر : دو بار۔
[5] بشکستہ : ایک بار [مرتّب]۔
[6] بشکن بشکن : ایک بار [مرتّب]۔
[7] بصارت : دو بار [مرتّب: ایک بار]۔
[8] بط : ایک بار [مرتّب]۔

بعد[۱]: (۱) شرر ہے رنگ بعد اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں — کرے ہے سنگ پر خرشیدِ آب روے کار آتش — ص ۴۷

(۲) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہاے! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا — ص ۱۵۰

(۳) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز — لیک بیش از سہ ہفتہ بُعد نہیں — ص ۲۸۰

(۴)، (۵) علی کے بعد حسن اور حسن کے بعد حسین — کرے جو اُن سے بُرائی، بھلا کہیں اُس کو؟ — ص ۲۸۶

(۶)، (۷) خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام — یہی ہے مذہبِ حق وَالسّلام وَالاکرام — ص ۲۹۷

[دو بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۳۸]:

(۸) تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب — بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد

(۹) تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ — متفرّق ہوئے میرے رفقا میرے بعد

[دس بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۱۶۶]:

(۱۰) حُسن غمزے کی کشاکش سے چُھٹا میرے بعد — بارے، آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد

(۱۱) منصبِ شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا — ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد

(۱۲) شمع بُجھتی ہے تو اُس میں سے دھواں اُٹھتا ہے — شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد

(۱۳) خوں ہے دل خاک میں احوالِ بتاں پر، یعنی — اُن کے ناخن ہوئے محتاجِ حنا میرے بعد

(۱۴) درخورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا — نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد

(۱۵) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع — چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد

(۱۶) کون ہوتا ہے حریفِ مے مرد افگنِ عشق — ہے مکرّر لبِ ساقی میں صلا میرے بعد

(۱۷) غم سے مرتا ہوں کہ اِتنا نہیں دُنیا میں کوئی — کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد

(۱۸) آئے ہے بیکسیِ عشق پہ رونا غالبؔ — کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد!

(۱۹) بعد از اتمامِ بزمِ عیدِ اطفال — ایّامِ جوانی رہے ساغر کشِ حال — ص ۲۵۲

بعد از زاریِ بسیار: اسدؔ مایوس مت ہو، گرچہ رونے میں اثر کم ہے — کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا — ص ۳۱

---

[۱] بعد : بتیس بار [مفرد: اٹھارہ بار۔ مرکّب: چودہ بار]۔

بعد ازصافیٔ: ہوا جب حُسن کم، خط بر عذارِ سادہ آتا ہے — کہ بعدازصافیٔ ساغر میں دُردِ بادہ آتا ہے ص ۹۸

بعد ازقتل: دیکھیے: تمکینِ بعدازقتل۔

بعد ازوصالِ دوست: تکلّف عاقبت بیں ہے، دلا! بدنِ قبا واکر — نَفَس بعدازوصالِ دوست تاواں ہے گسستن کا ص ۲۷

بعدِ صحرائے طلب: بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب، غالبؔ — پسینا توسنِ ہمّت کا سیلِ خانۂ زیں ہے ص ۸۹

بعدِ ضبط: ہوسکے ہے پردۂ جوشیدنِ زخمِ جگر — اشک بعدِ ضبط غیر از پنبۂ مینا نہیں ص ۹۵

بعدِ ضبطِ اشک: یوں بعدِ ضبطِ اشک، پھروں گرد یار کے — پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے ص ۸۰

بعدِ قتل: جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا — لگا کے بیٹھتے ہیں اُس سے راہزن، تکیہ ص ۳۰۳

بعدِ مرگ: (۱) بس کہ ہوں بعدِ مرگ بھی نگراں — مردمک سے ہے خال برلبِ گور ص ۴۱

(۲) گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گلا کروں — موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں ص ۵۶

(۳) ہے پر فشانیِ پروانہ چراغِ مزار! — کہ بعدِ مرگ بھی ہے لذّتِ جگر سوزی ص ۱۰۰

(۴) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بخود مرے اندر کفن کے پاؤں ص ۱۹۶

بعدِ یک عمرِ ورع: بعدِ یک عمرِ ورع بار تو دیتا، بارے — کاش رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا ص ۱۵۸

بُعد[1]: (۱) اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے — جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ و تاب میں ص ۱۸۹

(۲) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز — لیک بیش از سہ ہفتہ بُعد نہیں ص ۲۸۰

بعید[2]: رحمت اگر قبول کرے، کیا بعید ہے — شرمندگی سے عُذر نہ کرنا گناہ کا ص ۱۳۹

بُغض[3]: (۱) نبی کا ہو نہ جسے اعتقاد، کافر ہے — رکھے امام سے جو بُغض، کیا کہیں اُس کو ص ۲۸۶

(۲) دیکھیے: ازرہِ بُغض۔

بغل[4]: بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ — سبب کیا خواب میں آکر تبسّم ہائے پنہاں کا ص ۱۵۷

بقا[5]: (۱) حق شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے — تا شاہ شیوعِ دانش و داد کرے ص ۲۵۳

---

[1] بُعد : دوبار۔
[2] بعید : ایک بار۔
[3] بُغض : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
[4] بغل : ایک بار۔
[5] : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۲) چمنستانِ بقا۔ (۳) دمِ آبِ بقا۔ (۴) چشمۂ آبِ بقا۔

بقائے جنابِ فیض مآب : دیکھیے: دعائے بقائے جنابِ فیض مآب۔

بقدرِ[1] حسرتِ دل: بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی — بھروں یک گوشۂ دامن گر آبِ ہفت دریا ہو — ص۱۹۴

بقدرِ حوصلۂ عشق: بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے — وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم! — ص۵۳

بقدرِ رنگ: شررِ فرصت نگہ سامانِ یک عالم چراغاں ہے — بقدرِ رنگ یہاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا — ص۱۷

بقدرِ زندگانی: ہمہ یک نفس تپش سے تب و تابِ ہجر مت پوچھ — کہ ستم کشِ جنوں ہوں نہ بقدرِ زندگانی — ص۱۰

بقدرِ شوق: بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل — کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے — ص۲۳۶

بقدرِ ظرف: بقدرِ ظرف ہے ساقی خمارِ تشنہ کامی بھی — جو تو دریائے مے ہے تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا — ص۱۴۸

بقدرِ عددِ حرفِ علی: لیکن اس رشتۂ تحریر میں سر تا سرِ فکر — ہوں بقدرِ عددِ حرفِ علی سبحہ شمار — ص۶

بقدرِ فہم: بہت ہے پایۂ گردِ رہِ حُسین بلند — بقدرِ فہم ہے گر کیمیا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

بقدرِ لب و دنداں: دلِ حسرت زدہ تھا مائدۂ لذتِ درد — کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا — ص۱۴۴

بقدرِ لذتِ آزار: بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے، اور یہاں — طاقت بقدرِ لذتِ آزار بھی نہیں — ص۱۸۴

بقدرِ لفظ و معنی: بقدرِ لفظ و معنی فکرت احرامِ گریباں ہیں — وگرنہ کیجیے جو ذرہ عریاں، ہم نمایاں ہیں — ص۶۲

بقدرِ مصلحت: جنوں رُسوائیِ وارستگی، زنجیر بہتر ہے — بقدرِ مصلحت دل بستگی، تدبیر بہتر ہے — ص۱۰۸

بقدرِ نفس: بالیدگی، نیازِ تنِ جاں فزا، اسدؔ! — در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند — ص۳۹

بقدرِ فضائے یک خندہ: نقشِ عبرت در نظر یا نقدِ عشرت در بساط — دو جہاں وسعت بقدرِ یک فضائے خندہ ہے — ص۸۷

بقدرِ یک نفس: دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے — بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج و تعب کاٹے — ص۹۸

بُقعۂ[2] معمور: رام پور آج ہے وہ بُقعۂ معمور کہ ہے — مرجع و مجمعِ اشرافِ نژادِ عالم — ص۲۶۵

بلا[3]: (۱) شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ — خانۂ آگہی خراب، دل نہ سمجھ بلا سمجھ — ص۷۲

---

[1] بقدر : پندرہ بار [مرکّب]۔

[2] بُقعہ : ایک بار [مرکّب]۔

[3] بلا : چھبیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: چودہ بار]۔

بلائیں : دو بار۔

بلاؤں : ایک بار۔

(۲) رہا بلا میں بھی میں مبتلائے آفتِ رشک — بلائے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے — ص ۲۳۶

(۳) کہوں کس سے میں کہ کیا ہے؟ شبِ غم بری بلا ہے — مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا — ص ۱۶۰

(۴) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نفس ہے بسمل — جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے — ص ۹۴

(۵) قہر ہو یا بلا ہو، جو کچھ ہو — کاشکے! تم مرے لیے ہوتے! — ص ۲۴۳

(۶) آئی اگر بلا تو جگر سے ٹلے نہیں — ایرا ہی دے کے ہم نے بچایا ہے کشت کو — ص ۲۲۲[ثانی]

(۷) بلا سے، ہیں جو یہ پیشِ نظر در و دیوار — نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار — ص ۱۶۶

(۸) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب — سَو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں — ص ۱۸۸

(۹) ہے کیا جو کس کے باندھیے؟ میری بلا ڈرے — کیا جانتا نہیں ہوں تمھاری کمر کو میں؟ — ص ۱۹۰

(۱۰) کوئی کہے کہ شبِ مہ میں کیا برائی ہے — بلا سے، آج اگر دن کو ابر و باد نہیں — ص ۱۹۲

(۱۱) بلا سے، گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے — رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوں فشاں کے لیے — ص ۲۳۶

(۱۲) لطفِ نظارۂ قاتل دمِ بسمل آئے — جان جائے تو بلا سے پہ کہیں دل آئے — ص ۳۱۲

دیکھیے ____: (۱۳) آغوشِ بلا۔ (۱۴) پائے سیلِ بلا۔ (۱۵) سیلابِ بلا۔ (۱۶) طُرفہ بلا۔ (۱۷) طوفانِ بلا۔
(۱۸) کمیں گاہِ بلا۔ (۱۹) ہجومِ بلا۔

بلا آئنہ ساماں: ساغرِ جلوۂ سرشار ہے ہر ذرّۂ خاک — شوقِ دیدار بلا آئنہ ساماں نکلا — ص ۱۳

بلاکش: جنابِ قبلۂ حاجات! اِس بلا کش نے — بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس — ص ۲۶۳

بلاگردانِ بے پروا خرامی ہائے یار: نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا — بلاگردانِ بے پروا خرامی ہائے یار، آتش — ص ۴۷

بلاگردانِ تمکینِ بتاں: بلاگردانِ تمکینِ بتاں صد موجۂ گوہر — عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو — ص ۶۸

بلا گردش آفریں: نصیبِ تیرہ بلا گردش آفریں ہے اسدؔ! — زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا — ص ۳۳۶

بلائے آسمانی: قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم — وہ بلائے آسمانی اَور ہے — ص ۲۳۷

بلائے جاں: بلائے جاں ہے غالبؔ اُس کی ہر بات — عبارت کیا، اشارت کیا، ادا کیا — ص ۱۵۸

(۲) رہا بلا میں بھی میں مبتلائے آفتِ رشک — بلائے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کے لیے — ص ۲۳۶

بلاؤں:	کیوں اندھیری ہے شبِ غم؟ ہے بلاؤں کا نزول	آج اُدھر ہی کو رہے گا دیدۂ اختر کھلا	ص۱۶۱
بلائیں:	(۱) ہو چکیں غالبؔ بلائیں سب تمام	ایک مرگِ ناگہانی اَور ہے	ص۲۲۷
	(۲) جسے کہتے ہیں خوشی، اُس نے بلائیں لے کر	کبھی چوما، کبھی آنکھوں سے لگایا سہرا	ص۲۸۸
بُلبُل[1]:	(۱) ہو جو بلبل پیرو فکرِ اسدؔ	غنچۂ منقار گل ہو زیرِ بال	ص۵۱
	(۲) ہے کس قدر ہلاکِ فریبِ وفائے گل!	بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل	ص۱۷۶
	(۳) گلزارِ تمنّا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں	صد نالہ اسدؔ، بلبل در بندِ زباں دانی	ص۱۰۹
	(۴) بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل	کہتے ہیں جس کو عشق، خلل ہے دماغ کا	ص۱۳۹
	(۵) قمری، کفِ خاکستر و بلبل، قفسِ رنگ	اے نالہ نشانِ جگرِ سوختہ کیا ہے؟	ص۲۱۹
	(۶) آمد بہار کی ہے، جو بلبل ہے نغمہ سنج	اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی	ص۲۴۳
	(۷) صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے	کہ روئے غنچۂ گل سوئے آشیاں پھر جائے	ص۳۰۵
	(۸) نہ دیکھا کوئی ہم نے آشیاں بلبل کا گلشن میں	کہ جس کے در پہ غنچہ شکلِ قفلِ زر نہیں ہوتا	ص۳۴۵

دیکھیے ____: (۹)،(۱۰) بیضۂ بلبل [دوبار]۔ (۱۱)،(۱۲) پرِ بلبل [دوبار]۔ (۱۳) پروانہ و بلبل۔ (۱۴) چشمِ بلبل۔ (۱۵) خاموشیِ بلبل۔ (۱۶) خرابِ نالۂ بلبل۔ (۱۷) کسوتِ ایجادِ بلبل۔ (۱۸) گرمیِ گل و بلبل۔ (۱۹) معموریِ شوقِ بلبل۔ (۲۰) منقارِ بلبل۔ (۲۱)۔(۲۴) نالۂ بلبل [چار بار]۔ (۲۵) یک بالِ بلبل۔

بلبلِ بے بال و پر:	دور اُفتادۂ چمنِ فکر ہے اسدؔ	مرغِ خیال، بلبلِ بے بال و پر ہے آج	ص۳۵
بلبلِ تصویر:	(۱) جُز غبارِ کردہ سیر، آہنگیِ پرواز گو؟	بلبلِ تصویر و دعوائے پرافشانی عبث	ص۳۴
	(۲) بلبلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تپش	جُنبشِ نالِ قلم جوشِ پرافشانی مجھے	ص۶۱
بلبلِ رنگیں:	چمن میں کون ہے طرزِ آفرینِ شیوۂ عشق؟	کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ شبنم ہے	ص۱۰۲
بلبلِ زار:	دیکھیے: نالہ ہائے بلبلِ زار۔		
بلبلِ مسکیں:	وقت ہے گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے	یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن	ص۵۹

---

[1] بُلبُل : بتّیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: چوبیس بار]۔ بلبلوں : ایک بار۔ بلبلیں : ایک بار۔

بلبل وگل: دیکھیے: نواے بلبل وگل۔

بُلبُلوں: بُلبُلوں کو دور سے کرتا ہے منعِ بارِ باغ — ہے زبانِ پاسباں خارِ سرِ دیوارِ باغ — ص۳۸

بُلبُلیں: میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کُھل گیا — بلبلیں، سن کر مرے نالے، غزل خواں ہوگئیں — ص۱۹۲

بَلَد[1]: لغزشِ پا کو ہے بلد نغمۂ یا علی مدد — ٹوٹے گر آئنہ اسدؔ! سبحہ کو خوںبہا سمجھ — ص۷۳

بلدِ شوق: گر ہو بلدِ شوق مری خاک کو وحشت — صحرا کو بھی گھر سے کئی فرسنگ نکالوں — ص۶۰

بلدستانِ[2] مراد: اے خوشا! مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد — سبقِ ناز کی ہے عجز کو صد جا تکرار — ص۴

بلغمی[3] مزاج: پی، جس قدر ملے، شبِ مہتاب میں شراب — اِس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے — ص۲۰۵

بلند[4]: [آٹھ بار بہ طورِ ردیف، ص۳۸]:

(۱)، (۲) تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند — اے طفلِ خود معاملہ! قد سے عصا بلند

(۳) ویرانیے جُز آمد و رفتِ نفس نہیں — ہے کوچہ ہاے نَے میں غبارِ صدا بلند

(۴) رکھتا ہے انتظارِ تماشاے حُسنِ دوست — مژگانِ باز ماندہ سے دستِ دعا بلند

(۵) موقوف کیجیے یہ تکلف نگاریاں — ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگِ حنا بلند

(۶) قربانِ اوج ریزیِ چشمِ حیا پرست — یک آسماں ہے مرتبۂ پُشتِ پا بلند

(۷) ہے دلبری، کمینگرِ ایجادِ یک نگاہ — کارِ بہانہ جوُ چشمِ حیا بلند

(۸) بالیدگی، نیازِ قدِ جاں فزا اسدؔ — در ہر نفس بقدرِ نفس ہے قبا بلند

(۹) بہ یادِ قامت اگر ہو بلند آتشِ غم — ہر ایک داغِ جگر آفتابِ محشر ہو — ص۶۷

(۱۰) بہت ہے پایۂ گردِ رہِ حُسین بلند — بقدرِ فہم ہے گر کیمیا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

بلند آوازہ: بینوائی تر صداے نغمۂ شہرت اسدؔ! — بوریا، یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا — ص۱۷

بلند رتبہ: بلند رتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر — کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ کلاہ — ص۲۷۷

بلند مقام: تو نہیں جانتا تو مجھ سے سُن — نامِ شاہنشہِ بلند مقام — ص۱۳۷

---

[1] بلد : دوبار [مرتّب: ایک بار]۔

[2] بلدستان : ایک بار [مرتّب]۔

[3] بلغمی : ایک بار [مرتّب]۔

[4] بلند : تیرہ بار [مفرد: نو بار۔ مرتّب: چار بار]۔

بلندی[۱]: (۱) ہمتِ نشوونما میں یہ بلندی ہے کہ سرو — پرِ قمری سے کرے صیقلِ تیغِ کہسار — ص۳

(۲) غرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو — اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن — ص۱۷۹

(۳) وھاں کنگرِ استغنا ہر دم ہے بلندی پر — یہاں نالے کو اَور اُلٹا دعوائے رسائی ہے — ص۲۱۰

(۴) منظر اک، بلندی پر اَور ہم بنا سکتے — عرش سے اِدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا! — ص۱۵۹

بلندیِ دستِ دعا: تاچند پست فطرتیِ طبعِ آرزو؟ — یارب! ملے بلندیِ دستِ دعا مجھے — ص۷۶

بُلہوس[۲]: (۱) حُسن اوراُس پہ حُسنِ ظن، رہ گئی بُلہوس کی شرم — اپنے پہ اعتماد ہے، اَور کو آزمائے کیوں — ص۱۹۳

(۲) ہر بُلہوس نے حُسن پرستی شعار کی — اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی — ص۲۳۳

بلّور[۳]: دیکھیے: ساغرِ بلّور۔

بلوریں جام: دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز — اپنی صورت کا اک بلوریں جام — ص۳۳۶[ماؤ سے]

بَم[۴]: دیکھیے: زیروبَمِ ہستی وعدم۔

بُنِ مو[۵]: (۱) ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں — کرے ہے ہر بُنِ مو کام چشمِ بینا کا — ص۱۴۷

(۲) ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصہ ہوا، عشق کا چرچا نہ ہوا — ص۱۹۲

بُنِ ناخنِ تدبیر: پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل — ص۱۲۴

بُنِ ہرخار: جگرِ تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا — جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہرخار کے پاس — ص۱۷۳

بِنا[۶]: عزّت پہ اہلِ نام کی ہستی کی ہے بنا — عزّت جہاں گئی تو نہ ہستی رہی نہ نام — ص۲۸۱

۱۔ بلندی : پانچ بار[مرکّب: ایک بار]۔

۲۔ بُلہوس : دوبار[مرکّب: ایک بار]۔

۳۔ بلّور : ایک بار[مرکّب]۔

بلوریں : ایک بار[مرکّب]۔

۴۔ بم : ایک بار[مرکّب]۔

۵۔ بُن : چار بار[مرکّب]۔

۶۔ بنا : آٹھ بار۔[مفرد: ایک بار۔ مرکّب: سات بار]۔

بنائے اعتقاد: اسدؔ! قدرت سے حیدر کی، ہوئی ہر گبرو ترسا کو — شرارِ سنگِ بت بہرِ بنائے اعتقاد، آتش — ص ۴۷

بنائے خانۂ زنجیر: یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے! پیش از مرگ واویلا — رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر — ص ۴۱

بنائے خانہ بربادی: دیکھیے: تعمیرِ بنائے خانہ بربادی۔

بنائے خندہ: کلفتِ افسردگی کو عیشِ بیتابی حرام — ورنہ دنداں در دل افشردن بنائے خندہ ہے — ص ۲۱۵

بنائے عالمِ امکاں: غرّۂ اوجِ بنائے عالمِ امکاں نہ ہو — اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن — ص ۱۷۹

بنائے عہدِ وفا: اے چرخ! خاک بر سرِ تعمیرِ کائنات — لیکن بنائے عہدِ وفا اُستوار تر — ص ۴۱

بنائے ہستیٔ شبنم: دیکھیے: سیلِ بنائے ہستیٔ شبنم۔

بَناتُ النَّعش[۱] گردوں: تھیں بَناتُ النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں — شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہوگئیں — ص ۱۹۱

بناؤ[۲]: دیکھیے: (۱) کروڑوں بناؤ۔ (۲) لاکھوں بناؤ۔

بند[۳]: (۱)، (۲) رعد کا کر رہی ہے کیا دم بند — برق کو دے رہا ہے کیا الزام — ص ۳۸

(۲) اُس کی اُمّت میں ہوں میں، میرے رہیں کیوں کام بند — واسطے جس شہ کے غالبؔ! گنبدِ بے در کھلا — ص ۱۶۱

(۳) سبدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں — ص ۱۸۶

(۴) غالبؔ خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں — روئیے زار زار کیا، کیجیے ہائے ہائے کیوں؟ — ص ۱۹۳

(۵) دُکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ — دل، رک رک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ — ص ۲۵۳

(۶) پر، یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں — غالبؔ! مُنہ بند ہوگیا ہے گویا — ص ۲۵۳

دیکھیے: (۷) سرخطِ بند۔ (۸) وقتِ بند۔

بندِ رگِ تار: محرمِ دردِ گرفتاریٔ مستی معلوم! — ہوں نَفَس سے، صفتِ نغمہ بہ بندِ رگِ تار — ص ۹

---

۱ بنات النعش: ایک بار [مرکّب]۔

۲ بناؤ : دو بار [مرکّب]۔

۳ بند(۱)، (۲) : پچیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: سترہ بار]۔

بندِ زباں دانی:	گلزارِ تمنّا ہوں، گلچینِ تماشا ہوں	صد نالہ اسدؔ، بلبل در بندِ زباں دانی	ص۱۰۹
بندِ ساز:	دیکھیے: نوا سامانِ بندِ ساز۔		
بندِ عشق:	سو بار بندِ عشق سے آزاد ہم ہوئے	پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا	ص۱۵۰
بندِ غم:	(۱) قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں	موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں!	ص۱۹۳
	(۲) شفا ہو آپ کو، غالبؔ کو بندِ غم سے نجات	خدا کرے کہ یہ ایسا ہو سازگار برس	ص۲۶۴
بندِ قبا:	(۱) تکلّف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا واکر	نَفَس بعد از وصالِ دوست، تاواں ہے گسستن کا	ص۲۷
	(۲) نشّۂ رنگ سے ہے واشدِ گل	مست کب بندِ قبا باندھتے ہیں	ص۱۸۱
	(۳) دیکھیے: پیچیدگیِ بندِ قبا۔		
بندِ قبائے یار:	اسدؔ! بندِ قبائے یار ہے فردوس کا غنچہ	اگر وا ہو تو دکھلا دوں کہ یک عالم گلستاں ہے	ص۸۱
بندِ نقابِ حُسن:	وا کر دیے ہیں شوق نے بندِ نقابِ حُسن	غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا	ص۱۵۳
بندِ نقابِ یار:	کشادہ رُخ نہ پھرے کیوں کہ اس زمانے میں	بچی نہ از پئے بندِ نقابِ یار گرہ	ص۲۷۹
بندِ کوتہی:	رشتۂ فہمیدِ ممسک ہے بہ بندِ کوتہی	عقدہ ساں ہے کیسۂ زر پر خیالِ تنگ دل	ص۵۳
بندِ گریہ:	(۱) ہر اشکِ چشم سے یک حلقۂ زنجیر بڑھتا ہے	بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اندیشہ رستن کا	ص۲۷
	(۲) اسدؔ! ہر اشک ہے یک حلقہ بر زنجیر افزودن	بہ بندِ گریہ ہے نقشِ برآب اُمیدِ رَستن ہا	ص۲۳
بندِ محبت:	گریے سے بندِ محبت میں ہوئی نام آوری	لختِ لختِ دل نگینِ خانۂ زنجیر ہے	ص۹۵
بندِ ہوس:	تنِ بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھتے ہیں	دلِ ز کارِ جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں	ص۶۰
بندش[1]:	تھا میں گلدستۂ احباب کی بندش کی گیاہ	متفرّق ہوئے میرے رفقا میرے بعد	ص۳۸
بندگی[2]:	(۱) اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون تو اَم ہے	جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا	ص۱۹
	(۲) برنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم	کہ داغِ دل بہ جبینِ کُشادہ رکھتے ہیں	ص۶۰
	(۳) کیا وہ نمرود کی خدائی تھی؟	بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا	ص۱۲۲

---

[1] بندش : ایک بار۔
[2] بندگی : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چار بار]۔

(۴) بندگی میں بھی وہ آزادہ و خودبیں ہیں کہ ہم — اُلٹے پھر آئے، درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۵) دیکھیے: عجزِ بندگی۔

بندگیِ بوتراب: غالب! ندیمِ دوست سے آتی ہے بوے دوست — مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوتراب میں — ص۱۸۹

بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں: آستاں پر ہے ترے جوہرِ آئینۂ سنگ — رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں — ص۱۳۵

بندگیِ گل: دیکھیے: کمالِ بندگیِ گل۔

بندوبست[1]: گلشن میں بندوبست برنگِ دگر ہے آج — قمری کا طوق، حلقۂ بیرونِ در ہے آج — ص۱۲۵

بندوبستِ گلشن آرائی: شہِ گل نے کیا جب بندوبستِ گلشن آرائی — عصاے سبز دے، نرگس کو خدمت دی نظارت کی — ص۹۷

بندہ[2]: (۱) اسدؔ! اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں — سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاقِ تحسیں کا — ص۲۹

(۲) بت خانے میں اسدؔ بھی بندہ تھا گاہ گاہ — حضرت چلے حرم کو، اب آپ کا خدا ہے — ص۹۴

(۳) آپ کا بندہ اور پھروں ننگا! — آپ کا نوکر اور کھاؤں اُدھار! — ص۱۲۷

(۴) بارے، دو دن کہاں رہا غائب؟ — بندہ عاجز ہے، گردشِ ایام — ص۳۵

(۵) ہے بندے کو اعادۂ عزّت کی آرزو — چاہیں اگر حضور تو مشکل نہیں یہ کام — ص۲۸۳

(۶) میں قائلِ خدا و نبیؐ و امام ہوں — بندہ خدا کا اور علیؑ کا غلام ہوں — ص۲۹۸

بندہ پرور: (۱) بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض — اور اِس چکنی سپاری کو سویدا کہیے — ص۱۲۲

(۲) بے نیازی حد سے گزری، بندہ پرور! کب تلک — ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرماویں گے: کیا؟ — ص۱۵۵

(۳) بندہ پرور! ثنا ترازی سے — مدعا عرضِ فنِّ شعر نہیں — ص۲۸۱

(۴) دیکھیے: خداوندِ بندہ پرور۔

بندۂ بہ درم ناخریدہ: میرا نیاز و عجز ہے مُفتِ بتاں اسدؔ — یعنی کہ بندۂ بہ درم ناخریدہ ہوں — ص۶۲

بندۂ کمینہ: مسجد کے زیرِ سایہ اک گھر بنالیا ہے — یہ بندۂ کمینہ ہمسایۂ خدا ہے — ص۳۱۲

---

[1] بندوبست : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

[2] بندہ : گیارہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: پانچ بار]۔

بندوں: خدا کا بندہ، خداوندگار بندوں کا | اگر کہیں نہ خداوند، کیا کہیں اُس کو | ص۲۸۵

بنگ[1]: ہوں زِ پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز | کس قدر ہے نشہ فرسائے خمارِ بنگ، دل | ص۵۳

بو[2]: (۱) بہرِ جاں پروردنِ یعقوب، بالِ خاک سے | دام لیتی ہے پرِ پرواز پیراہن کی بو | ص۶۹

(۲) ہے کمندِ موجِ گل فتراکِ بیتابی اسدؔ! | رنگ، یہاں بو سے سوارِ توسنِ چالاک ہے | ص۱۰۷

(۳) اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا | جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا | ص۱۶۰

(۴) ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلفِ مشکیں کی | ہماری دید کو خوابِ زلیخا عارِ بستر ہے | ص۲۱۳

(۵) داغِ دل گر نظر نہیں آتا | بو بھی اے چارہ گر! نہیں آتی؟ | ص۲۳۸

(۶) ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین | ہاں، منہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے | ص۲۳۸

(۷) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو | ریختے کے قماش کو پود ہے ایک، تار ایک | ص۲۹۶

دیکھیے ـــــــ: (۸) اختلافِ رنگ و بو۔ (۹) بادۂ گل فامِ مشک بو۔ (۱۰) طوفانِ رنگ و بو۔ (۱۱) قفسِ رنگ و بو۔ (۱۲) مئِ مشک بو۔

بوئے باغ: دیکھیے: رنگ و بوئے باغ۔

بوئے پیرہن: نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی | اُسے یوسف کی بوئے پیرہن کی آزمائش ہے | ص۲۲۳

بوئے خوش گل رُیاں: دیکھیے: شرمندۂ بوئے خوشِ گل رویاں۔

بوئے دوست: غالبؔ! ندیمِ دوست سے آتی ہے بوئے دوست | مشغولِ حق ہوں بندگیِ بوترابؑ میں | ص۱۸۹

بوئے زلفِ مشکیں: یہ بوئے زلفِ مشکیں یہ دماغ آشفتۂ رم ہیں | کہ شاخِ آہواں دودِ چراغ آسا پریشاں ہے | ص۸۱

بوئے غنچہ: بے دل نہ نازِ وحشتِ جَیبِ دریدہ کھینچ | جوں بوئے غنچہ یک نفَسِ آرمیدہ کھینچ | ص۳۶

بوئے گل: (۱) ہے بوئے گل غریبِ تسلّی گہِ وطن | ہر جُزوِ آشیاں پہ پرواز ہے مجھے | ص۹۷

(۲) بوئے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب | وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رُسوائی ہے | ص۱۰۴

---

[1] بنگ : ایک بار [مرکّب]۔

[2] بو : پچیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔

(۳) جوں بوے گل، ہوں گرچہ گراں بارِ مُشتِ زر — لیکن اسدؔ بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں — ص ۶۱

(۴) فیضِ خُلق اُس کا ہی شامل ہے کہ ہوتا ہے سدا — بوے گل سے نَفَسِ بادِ صبا عطر آگیں — ص ۱۳۴

(۵) بوے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل — جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا — ص ۱۳۳

(۶) دیکھیے: موجِ بوے گل۔

بوے یوسف: بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ — دَے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا — ص ۲۱

بوباس: تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس — رنگ کا زرد، پر کہاں بوباس
آم کو دیکھتا اگر یک بار — پھینک دیتا طلاے دست افشار — ص ۱۳۱

بوتراب[۱]: (۱) اسدؔ کے واسطے رنگے بروے کار ہو پیدا — غبار آوارہ و سرگشتہ ہے یا بوتراب اُس کا — ص ۲۴۷

دیکھیے: (۲) بندگیِ بوتراب۔ (۳) نبی بوتراب۔

بوجھ[۲]: بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے — کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے — ص ۲۲۶

بُوْد[۳]: لیتا ہوں مکتبِ غمِ دل میں سبق ہنوز — لیکن یہی کہ 'رفت' گیا اور 'بُود' تھا — ص ۱۲۳

بُودِ چراغ کشتہ: رحم کر ظالم! کہ کیا بودِ چراغ کشتہ ہے — نبضِ بیمارِ وفا دُودِ چراغِ کشتہ ہے — ص ۲۱

بُود و نبُود[۴]: دیکھیے: گرمِ حیرتِ بود و نبود۔

بُودا[۵]: (۱) تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بُودا — کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر اُستوار ہوتا — ص ۱۲۰

(۲) غم کھانے میں بُودا دلِ ناکام بہت ہے — یہ رنج کہ کم ہے مےِ گل فام، بہت ہے — ص ۲۲۵

بوریا[۶]: (۱) بے نوائی تر صداے نغمۂ شہرت اسدؔ! — بوریا، یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا — ص ۱۷

(۲) عرضِ بساطِ انجمنِ رنگ مفت ہے — موجِ بہار رکھتی ہے اک بوریا گرو — ص ۶۹

(۳) ہے خبر گرم اُن کے آنے کی — آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا! — ص ۱۶۲

(۴) اسدؔ کو بوریے میں دھر کے پھونکا موجِ ہستی نے — فقیری میں بھی باقی ہے شرارت نوجوانی کی — ص ۷۷

---

[۱] بوتراب : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
[۲] بوجھ : ایک بار۔
[۳] بُود : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[۴] بود و نبود : ایک بار [مرکّب]۔
[۵] بودا : دو بار۔
[۶] بوریا : چھے بار [مرکّب: دو بار]۔

دیکھیے: (۵) موجِ بوریا۔ (۶) نقشِ بوریا۔

بوڑھا[1]: بوڑھا ہوا ہوں، قابلِ خدمت نہیں اسدؔ | خیرات خوارِ محض ہوں، نوکر نہیں ہوں میں | ص۲۹۸

بوستاں[2]: دیکھیے: مینائے سروِ بوستاں۔

بُوسوں: دہانِ تنگ مجھے کس کا یاد آیا تھا؟ | کہ شب خیال میں بوسوں کا ازدحام رہا | ص۳۰

بوسہ[3]: (۱) بہ مُہرِ نامہ جو بوسہ گُل پیام رہا | ہمارا کام ہوا اور تمھارا نام رہا | ص۳۰

(۲) بوسے میں وہ مضائقہ نہ کرے | پر مجھے طاقتِ سوال کہاں | ص۶۶

(۳) بوسہ کیسا، یہی غنیمت ہے | کہ نہ سمجھیں وہ لذّتِ دُشنام | ص۱۳۷

(۴) بوسہ دینے میں اُن کو ہے انکار | دل کے لینے میں جن کو تھا ابرام | ص۱۳۷

(۵) لے تو لوں سوتے میں اُس کے پانو کا بوسہ، مگر | ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا | ص۱۵۱

(۶) غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں | بوسے کو پوچھتا ہوں میں، مُنہ سے مجھے بتا کہ یوں | ص۱۷۸

(۷) بوسہ نہیں، نہ دیجیے، دشنام ہی سہی | آخر زباں تو رکھتے ہو تم گر دہاں نہیں | ص۱۸۸

(۸) کیا خوب! تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا؟ | بس چُپ رہو، ہمارے بھی منہ میں زبان ہے | ص۲۰۳

(۹) اُس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو، ہاں | شوقِ فضول و جُراتِ رندانہ چاہیے | ص۲۱۱

(۱۰) دکھاکے جُنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو | نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے | ص۲۲۳

(۱۱) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ | جی میں کہتے ہیں کہ مُفت آئے تو مال اچّھا ہے | ص۲۳۹

(۱۲) صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو | دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے | ص۲۴۳

دیکھیے ـــــ: (۱۳) بہائے بوسہ۔ (۱۴) داغِ آرزوے بوسہ۔ (۱۵) دریوزہ گرِ بوسہ۔

---

[1] بوڑھا : ایک بار۔

[2] بوستاں : ایک بار [مرکّب]۔

[3] بوسہ : بائیس بار [مفرد: بارہ بار، مرکّب: دس بار]۔

بوسے : دوبار۔ بوسوں : ایک بار۔

بوسہ بہ پیغام: بزم وداعِ نظر، یاس طرب نامہ بَر — فرصتِ رقصِ شرر بوسہ بہ پیغام ہے — ص۹۹

بوسۂ پا: بوسۂ پا انتخابِ بدگمانی ہائے حُسن — یعنی ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز — ص۴۴

(۲) اسدؔ! مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جُرات — کہ میں نے دست و پا پایا ہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے — ص۹۸

بوسۂ شیریں لباں: دیکھیے: قندِ بوسۂ شیریں لباں۔

بوسۂ لب: بوسۂ لب سے ملی طبع کو کیفیتِ حال — مَے کشیدن سے مجھے نشۂ تریاک چڑھا — ص۴۴۵

بوسۂ لبِ شیریں: دلا! عبث ہے تمنّائے خاطر افروزی — کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی — ص۱۰۰

بوسۂ لب ہائے مے گوں: دیکھیے: آرزوئے بوسۂ لب ہائے مے گوں۔

بوسے: (۱) غیر لیں محفل میں بوسے جام کے — ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے! — ص۲۵۱

(۲) زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا! — کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے — ص۲۲۶

بوند[1]: (۱) غالبؔ زبس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک — آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہوگئی — ص۹۶

(۲) اچھّا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصوّر — دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی — ص۲۲۸

(۳) اُنھیں کی سالگرہ کے لیے بناتا ہے — ہُوا میں بوند کو ابرِ تگرگ بار، گرہ — ص۲۷۹

بہا[2]: دیکھیے: بلعلِ بیش بہا۔

بہائے بوسہ: جاں ہے بہائے بوسہ، ولے کیوں کہے ابھی — غالبؔ کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں — ص۱۸۸

بہائے متاعِ ہُنر: حسد، سزائے کمالِ سخن ہے کیا کیجیے! — ستم، بہائے متاعِ ہُنر ہے کیا کہیے! — ص۲۴۷

بہائے مَے: دیکھیے: صرفِ بہائے مَے۔

بہار[3]: (۱) ہر کفِ خاکِ جگر تشنۂ صد رنگ ظہور — غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار — ص۳

---

[1] بوند : تین بار۔

[2] بہا : چار بار [مرکّب]۔

[3] بہار : ایک سو چھے بار [مفرد: اکتیس بار، مرکّب: پچھتّر بار]۔

(۲) وصفِ دلدل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار	جنّتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے، گلچیں	ص۹
(۳) بہ فراز گاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا!	کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزاے زندگانی	ص۹
(۴) عشّاق اشکِ چشم سے دھوویں ہزار داغ	دیتا ہے اَور، جوں گل و شبنم، بہار داغ	ص۴۸
(۵) گل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا	گھبرارہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف!	ص۴۹
(۶) دل خستگاں کو ہے طربِ صد چمن بہار	باغ بہ خوں تپیدن و آبِ روانِ اشک	ص۵۰
(۷) کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسدؔ!	اب کے بہار کا یونہی گزرا برس تمام	ص۵۵
(۸) بہار، در گروِ غنچہ شہر جولاں ہے	طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم!	ص۵۳
(۹) تیری آرایش کا استقبال کرتی ہے بہار	جوہرِ آئینہ ہے یہاں نقشِ احضارِ چمن	ص۵۹
(۱۰) چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار	فرصتِ نشوونما سازِ شکیبائی نہیں	ص۶۵
(۱۱) تو مشقِ ناز کر، دلِ پروانہ ہے بہار	بیتابیِ تجلیِ آتش بہ جاں نہ پوچھ	ص۷۰
(۱۲) جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار	رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پرافشانی	ص۹۶
(۱۳) فسونِ حُسن سے ہے شوخیِ گلگونہ آرائی	بہار اُس کی کفِ مشاطہ میں بالیدنی جانے	ص۱۱۵
(۱۴) نہ گُل اُس میں، نہ شاخ و برگ، نہ بار	جب خزاں آئے تب ہو اُس کی بہار	ص۱۳۰ [حیثکر]
(۱۵) باغِ معنی کی دکھا دوں گا بہار	مجھ سے گر شاہِ سخن گستر کُھلا	ص۱۴۰
(۱۶) حنائے پائے خزاں ہے، بہار اگر ہے یہی	دوام کلفتِ خاطر ہے عیش دُنیا کا	ص۱۴۷
(۱۷) دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار	اِس چراغاں کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا	ص۱۵۱
(۱۸) نشاطِ داغِ غمِ عشق کی بہار نہ پوچھ	شگفتگی، ہے شہیدِ گُلِ خزانیِ شمع	ص۱۷۳
(۱۹) ایجاد کرتی ہے اُسے تیرے لیے بہار	میرا رقیب ہے نفسِ عطر سائے گل	ص۱۷۶
(۲۰) ہے جوشِ گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف	اُڑتے ہوئے اُلجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانْو	ص۱۹۶
(۲۱) ہے سبزہ زار ہر در و دیوارِ غم کدہ	جس کی بہار یہ ہو، پھر اُس کی خزاں نہ پوچھ	ص۲۰۱

(۲۲) آغوشِ گل کشودہ برائے وداع ہے — اے عندلیب! چل کہ چلے دن بہار کے — ص۲۱۰

(۲۳) ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جُدا جُدا — ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے — ص۲۲۰

(۲۴) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ! — ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے — ص۲۳۳

(۲۵) آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج — اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی — ص۲۴۳

(۲۶)،(۲۷) نہیں بہار کو فرصت، نہ ہو، بہار تو ہے — طراوتِ چمن و خوبیِ ہَوا کہیے — ص۲۴۸

(۲۸) پھر اِس انداز سے بہار آئی — کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی — ص۲۵۱

(۲۹) بھوکے نہیں ہیں سیرِ گلستاں کے ہم، ولے — کیوں کر نہ کھایئے کہ ہَوا ہے بہار کی — ص۲۵۱

(۳۰) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ — نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے — ص۳۵۲

(۳۱) ہے بسملِ ادائے چمن عارضاں، بہار — گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوں تپیدگی — ص۳۵۳

دیکھیے ______: (۳۲) آئینۂ بہار۔ (۳۳) آئینۂ اخلاقِ بہار۔ (۳۴) ابرِ بہار۔ (۳۵) اجزائے بہار۔ (۳۶) احرامِ بہار۔ (۳۷) بادِ بہار۔ (۳۸) برقِ بہار۔ (۳۹) برہنہ مستیِ صبحِ بہار۔ (۴۰) بسملِ نقصانِ بہار۔ (۴۱) پائے بہار۔ (۴۲) تماشائے بہار۔ (۴۳) تماشا بہار۔ (۴۴) جلوۂ تنزیہِ بہار۔ (۴۵) جوشِ بہار۔ (۴۶) جولانِ بہار۔ (۴۷) چشمِ بہار۔ (۴۸) خلیدۂ رگِ ابرِ بہار۔ (۴۹) دامانِ بہار۔ (۵۰) دماغِ بہار۔ (۵۱) رگِ ابرِ بہار۔ (۵۲) رعشۂ اعضائے بہار۔ (۵۳) سویدائے بہار۔ (۵۴) شمعِ شبستانِ بہار۔ (۵۵)،(۵۶) صبحِ بہار [دوبار]۔ (۵۷) صرفِ مشقِ تمکینِ بہار۔ (۵۸) طرب ایجادِ بہار۔ (۵۹) طوفانِ آمد آمدِ فصلِ بہار۔ (۶۰) طوفاں خزاں رنگِ طرب گاہِ بہار۔ (۶۱) عرضِ بہار۔ (۶۲) غنچۂ لبریزِ بہار۔ (۶۳) فروغِ بہار۔ (۶۴) گلشنِ ہمیشہ بہار۔ (۶۵)، (۶۶) موجِ بہار [دوبار]۔ (۶۷) نازِ بہار۔ (۶۸) ناز پروردۂ بہار۔ (۶۹) نشاطِ بہار۔ (۷۰) وحشتِ جنونِ بہار۔ (۷۱) وقتِ وداعِ بہار۔

بہار آفرینا: تماشائے گلشن: تمنائے چیدن — بہار آفرینا! گنہ گار ہیں ہم؟ — ص۵۵

بہار آئینۂ استغنا: دیکھیے: تمثالِ بہار آئینۂ استغنا۔

بہار ایجادیِ بیدل: دیکھیے: رنگِ بہار ایجادیِ بیدل۔

بہارِ بادہ پیمائی: خراباتِ جنوں میں ہے اسدؔ! وقتِ قدح نوشی   بہ عشقِ ساقیِ کوثر بہارِ بادہ پیمائی   ص۹۲

بہارِ باغ: بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں،   حنا سے دست و خونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے   ص۸۹

بہارِ بے خزاں: (۱) عروجِ نا اُمیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے   بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا   ص۳۰

(۲) گلشنِ اتفاق میں ایک، بہارِ بے خزاں   مے کدۂ وفاق میں بادۂ بے خمار، ایک   ص۲۹۶

بہارِ بے خودی: دیکھیے: طرحِ بہارِ بے خودی۔

بہارِ تعزیت آبادِ عشق: بہارِ تعزیت آبادِ عشق ماتم ہے   کہ تیغِ یار ہلالِ مہِ محرّم ہے   ص۱۰۲

بہارِ تماشائے گلستانِ حیات: اسدؔ! بہارِ تماشائے گلستانِ حیات   وصالِ لالہ عذارانِ سرو قامت ہے   ص۸۶

بہارِ تیز رَو: ہے بہارِ تیز رَو گلگونِ نکہت پر سوار   یک شکستِ رنگِ گل صد جُنبشِ مہمیز ہے   ص۸۵

بہارِ حُسنِ یار: دیکھیے: صرفِ بہارِ حُسنِ یار۔

بہارِ حیرتِ نظّارہ: بہارِ حیرتِ نظّارہ سخت جانی ہے   حنائے پائے اجل خونِ کُشتگاں تجھ سے   ص۱۱۲

بہارِ دید: دیکھیے: بسملِ شوقِ بہارِ دید۔

بہارِ رنگِ خونِ گل: بہارِ رنگِ خونِ گُل ہے ساماں اشک باری کا   جنونِ برق نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا   ص۱۸

بہارِ ریاضِ مہر و وفا: وہ بہارِ ریاضِ مہر و وفا   جس کو کہتے ہیں عمدۂ الحکما   ۲۶۸

بہارِ ساماں: کشودِ غنچۂ خاطر عجب نہ رکھ غافل!   صبا خرامیِ خوباں بہارِ ساماں ہے   ص۱۰۲

بہارِ سُنبلستاں: در آبِ آئنہ از جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں   بہارِ سُنبلستاں جلوہ گر ہے آں سوے دریا   ص۴۴۷

بہارِ صحرا: یک گام بے خودی سے لوٹیں بہارِ صحرا   آغوشِ نقشِ پا میں کیجیے فشارِ صحرا   ص۲۶

بہارِ صد نگارستاں: دیکھیے: عرضِ بہارِ صد نگارستاں۔

بہارِ عرضِ صحرا دادہ: دیکھیے: جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرا دادہ۔

بہارِ عیش: دیکھیے: آشیاں بندِ بہارِ عیش۔

بہارِ فرصتِ ہستی: ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی   بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ پر محمل پسند آیا   ص۱۲

بہارِ گرمیِ بازارِ دوست: لغزشِ مستانہ و جوشِ تماشا ہے اسدؔ — آتشِ مے سے بہارِ گرمیِ بازارِ دوست — ص۳۳

بہارِ گل: بہارِ گل دماغ نشۂ ایجادِ مجنوں ہے — ہجومِ برق سے چرخِ وزمیں یک قطرۂ خوں ہے — ص۱۱۱

بہارِ موسمِ گل: ساقی! بہارِ موسمِ گل ہے سُرور بخش — پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے — ص۸۲

بہارِ ناز: (۱) آ اے بہارِ ناز! کہ تیرے خرام سے — دستار گردِ شاخِ گلِ نقشِ پا کروں — ص۵۶

(۲) بس کہ ہیں ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے — جلوۂ گل کے سوا گرد اپنے مدفن میں نہیں — ص۱۸۵

بہارِ نالہ: طراوتِ سحر ایجادیِ اثر یک سو — بہارِ نالہ و رنگینیِ فغاں تجھ سے — ص۱۱۲

بہارِ نشہ: وحشت: بہارِ نشہ و گل: ساغرِ شراب — چشمِ پری: شفق کدۂ راز ہے مجھے — ص۹۷

بہارِ نظارہ: دیکھیے: صبحِ بہارِ نظارہ۔

بہارِ نغمہ: شوخیِ مضرابِ جولاں آبیارِ نغمہ ہے — برگ ریزِ ناخنِ مطرب بہارِ نغمہ ہے — ص۸۶

بہارِ نقش بندی ہائے دہر: بُت پرستی ہے بہارِ نقش بندی ہائے دہر — ہر صریرِ خامہ میں یک نالۂ ناقوس تھا — ص۲۱

بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرت ناک: چمن زارِ تمنّا ہوگیا صرفِ خزاں لیکن — بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرت ناک باقی ہے — ص۱۰۷

بہاراں[۱]: ہے بہاراں میں خزاں حاصل خیالِ عندلیب — رنگِ گل آتش کدہ ہے زیرِ بالِ عندلیب — ص۳۲

بہاری[۲]: دیکھیے: (۱) آئینۂ بادِ بہاری۔ (۲)، (۳) ابرِ بہاری (دوبار]۔ (۴) بادِ بہاری۔ (۵) جوششِ فصلِ بہاری۔ (۶) رگِ ابرِ بہاری۔ (۷) نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری۔

بہادر[۳]: دیکھیے: (۱) نصرت الملک بہادر۔ (۲) میکلوڈ بہادر۔

بہادرشاہ[۴]: قبلۂ چشم و دل بہادرشاہ — مظہرِ ذوالجلالِ وَالاکرام — ص۱۳۷

بہادرشہ: شاہِ روشن دل بہادرشہ کہ ہے — رازِ ہستی اُس پہ سر تا سر کھُلا — ص۱۳۹

بھاری[۵]: تا قیامت شبِ فرقت میں گزر جائے گی عمر — سات دن ہم پہ بھی بھاری ہیں سحر ہوتے تک — ص۵۰

بھاڑ[۶]: رات کو آگ اور دن کو دھوپ — بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار — ص۱۲۵

---

۱ بہاراں : ایک بار۔

۲ بہاری : سات بار[مرکّب]۔

۳ بہادر : دوبار۔

۴ بہادرشاہ : ایک بار۔ بہادرشہ : ایک بار۔

۵ بھاری : ایک بار۔

۶ بھاڑ : ایک بار۔

بہانہ[1]:	(۱) کجا معزولیِ آئینہ، کُو ترکِ خود آرائی	نمد در آب ہے اے سادہ پُرکار! اِس بہانے میں	ص۵۸
	(۲) واماندگی بہانہ و دل بستگی فریب	دردِ طلب بہ آبلۂ پا نہ کھینچیے	ص۱۰۶
	(۳) اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا	اُٹھے تھے سیرِ گل کو، دیکھنا شوخی بہانے کی	ص۲۰۳
بہانۂ بیگانگی:	وارستگی بہانۂ بیگانگی نہیں	اپنے سے کر، نہ غیر سے، وحشت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۳
بہانۂ پردازِ خامشی:	فکرِ سخن: بہانۂ پردازِ خامشی	دودِ چراغ: سرمۂ آواز ہے مجھے	ص۹۷
بہانہ جوئیِ چشمِ حیا:	ہے دلبری: کمیں گرِ ایجادِ یک نگاہ	کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا بلند	ص۳۹
بہانہ جوِ رحمت:	بہانہ جوِ رحمت کمیں گرِ تقریب	وفائے حوصلہ و رنجِ امتحاں تجھ سے	ص۱۱۲
بہانۂ راحت:	تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل!	کیا ہے کس نے اشارہ کہ نازِ بستر کھینچ	ص۱۶۵
بھائی[2]:	دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی	میرزا یوسف، ہے غالبؔ! یوسفِ ثانی مجھے	ص۲۳۲
بہرا[3]:	بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات	سُنتا نہیں ہوں بات مکرّر کہے بغیر	ص۱۲۹
بہرام[4]:	کون ہے جس کے در پہ ناصیہ سا	ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام	ص۱۳۷
بہرام[5]:	(۱) وارثِ ملک جانتے ہیں تجھے	ایرج و تور و خسرو و بہرام	ص۱۳۷
	(۲)،(۳) چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام	ران پر داغِ تازہ دے کے وہیں	
	اور داغ آپ کی غلامی کا	خاص بہرام کا ہے زیبِ سُریں	ص۲۸۱
بھرم[6]:	بھرم کھل جائے ظالم! تیرے قامت کی درازی کا	اگر اِس طُرّۂ پُرپیچ و خم کا پیچ و خم نکلے	ص۲۳۹
بہرہ وَر[7]:	اِس سے جو کوئی بہرہ وَر ہوگا	سینہ گنجینۂ گہر ہوگا	ص۲۶۷
بہزاد[8]:	(۱) گر بہ بزمِ باغ کھینچے نقشِ روئے یار کو	شمع ساں ہوجائے قطِ خامۂ بہزاد گل	ص۵۲
	(۲) بہزاد! نقشِ یک دلِ صد چاک عرض کر	گر زلفِ یار کھینچ نہ سکے، شانہ کھینچیے	ص۱۰۵
بہشت[9]:	(۱) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت	یہی نقشا ہے، ولے اِس قدر آباد نہیں	ص۱۸۶

---

۱ بہانہ : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۲ بھائی : ایک بار۔ ۳ بہرا : ایک بار۔
۴ بہرام : ایک بار [مرکّب]۔
۵ بہرام : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
۶ بھرم : ایک بار۔
۷ بہرہ وَر : ایک بار۔
۸ بہزاد : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۹ بہشت : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دو بار]۔

(۲) سُنتے ہیں جو بہشت کی تعریف، سب درست — لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو! — ص۱۹۷

(۳) طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ — دوزخ میں ڈال دو کوئی لے کر بہشت کو — ص۱۹۷

(۴) وہ چیز، جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز — سوائے بادۂ گل فامِ مشک بُو کیا ہے؟ — ص۲۳۲

(۵) دیکھیے: ہشت بہشت۔

بہشت شمائل: یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے — کہ غیرِ جلوۂ گل رہ گزر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

بھلا[۱] (۱): (۱) کیا وہ نمرود کی خدائی تھی؟ — بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا — ص۱۶۴

(۲) واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ — زخم لیکن داغ سے بہتر کھُلا — ص۱۴۰

(۳) خوب تھا پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ — کہ بھلا چاہتے ہیں اور بُرا ہوتا ہے — ص۲۳۰

(۴)،(۵) ہاں بھلا کر، ترا بھلا ہوگا — اور درویش کی صدا کیا ہے — ص۲۳۸

(۶) کیا ہی اِس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے — ہے ترے حُسنِ دل افروز کا زیور، سہرا — ص۲۸۷

(۷) علیؑ کے بعد حسن اور حسن کے بعد حسین — کرے جو اُن سے بُرائی، بھلا کہیں اُس کو؟ — ص۲۸۶

(۸) اِس نزاکت کا بُرا ہو، وہ بھلے ہیں تو کیا — ہاتھ آویں تو اُنھیں ہاتھ لگائے نہ بنے — ص۲۴۶

بھلا[۲] (۲): (۱) بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا — اثر مرے نفَسِ بے اثر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

(۲) جب کہ اپنے میں سماویں نہ خوشی کے مارے — گوندھے پھولوں کا بھلا پھر کوئی کیونکر سہرا — ص۲۸۷

بہم[۳]: (۱) اے جادے! بہ سر رشتۂ یک ریشہ دویدن — شیرازۂ صد آبلہ جوں سبحہ بہم باندھ — ص۷۱

(۲) رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر — گل و نرگس بہم آئینۂ اقلیمِ کوراں ہے — ص۸۱

(۳) لالہ و گل بہم آئینۂ اخلاقِ بہار — ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے — ص۱۰۸

(۴) گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں — دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں — ص۱۲۹

(۵) فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے — بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمک داں پر — ص۱۶۷

(۶) جہاں میں ہو غم و شادی بہم ہمیں کیا کام! — دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں — ص۱۹۳

---

۱ بھلا (۱): سات بار۔
بھلے: ایک بار۔

۲ بھلا (۲): دو بار۔

۳ بہم: دس بار [مفرد: سات بار، مرکب: تین بار]۔

لفظ	مصرعِ اوّل	مصرعِ ثانی	حوالہ
	(۷) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو	تا گُل زِ جگر زخم میں ہے راہ نفَس کو	ص ۲۵۰
بہم آوردہ مژگاں:	نشاطِ دیدۂ بینا ہے، کُو خواب و چہ بیداری	بہم آوردہ مژگاں، روے برروے تماشا ہے	ص ۸۳
بہم بالیدنِ سنگ وگُلِ صحرا:	بہم بالیدنِ سنگ وگُلِ صحرا یہ چاہے ہے	کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زُنّارِ مینا ہو	ص ۶۷
بہم جوشیدنی:	اگر گُل حُسن و اُلفت کی بہم جوشیدنی جانے	پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے	ص ۱۱۵
بہمن[۱]:	مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ!	فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو	ص ۱۹۹
بھوکے[۲]:	بھوکے نہیں ہیں سیرِ گلستاں کے ہم، ولے	کیوں کر نہ کھائیے کہ ہَوا ہے بہار کی	ص ۲۵۱
بھولا[۳]:	اُس کو بھولا نہ چاہیے کہنا	صبح جو جاوے اور آوے شام	ص ۱۳۶
بھوں[۴]:	مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے	بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے	ص ۲۱۹
بھونچال[۵]:	بھونچال میں گرا تھا یہ آئینہ طاق سے	حیرت، شہیدِ جُنبشِ ابروے یار ہے	ص ۹۰
بھید[۶]:	(۱) گو نہ سمجھوں اُس کی باتیں، گو نہ پاؤں اُس کا بھید	پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کُھلا	ص ۱۶۰
	(۲) رازِ معشوق نہ رُسوا ہوجائے	ورنہ مرجانے میں کچھ بھید نہیں	ص ۱۸۳
بھیڑ[۷]:	فقط گوشت سُو بھیڑ کا ریشے دار	کہو، اُس کو، کیا کھاکے، ہم حظ اُٹھائیں	ص ۲۶۴
بھیڑ[۸]:	شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ	آج عالم اَور ہے بازار کا	[قادرنامہ]
بھیس[۹]:	(۱) جلّاد سے ڈرتے ہیں نہ واعظ سے جھگڑتے	ہم سمجھے ہوئے ہیں اُسے، جس بھیس میں جو آئے	ص ۲۳۸
	(۲) بناکر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ!	تماشاے اہلِ کرم دیکھتے ہیں	ص ۱۷۹
بے آب[۱۰]:	خوں دل میں جو میرے نہیں باقی تو پھر اُس کی	جوں ماہیِ بے آب تڑپتی ہے ہر انگشت	ص ۳۲
بے آبرو:	نکلنا خلد سے آدم کا سُنتے آئے ہیں لیکن	بہت بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے	ص ۲۴۹

---

۱ بہمن : ایک بار [مرکّب]۔
۲ بھوکے : ایک بار۔
۳ بھولا : ایک بار۔
۴ بھوں : ایک بار۔
۵ بھونچال : ایک بار۔
۶ بھید : دوبار۔
۷ بھیڑ : ایک بار۔
۸ بھیڑ : ایک بار۔
۹ بھیس : دوبار۔
۱۰ بے (کلمۂ نفی) سے مرکّب الفاظ: دوسوترانوے۔

بےآرام :	کل اس کتاب کے سالِ تمام میں جو مجھے	کمالِ فکر میں دیکھا خرد نے بے آرام	ص۲۶۴
بےاثر :	(۱) وحشتِ دردِ بیکسی بے اثر اِس قدر نہیں	رشتۂ عُمرِ خضر کو نالۂ نارسا سمجھ	ص۷۲
	(۲) دوستدارِ دشمن ہے، اعتمادِ دل معلوم!	آہ بے اثر دیکھی، نالہ نارسا پایا	ص۱۴۳
	(۳) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر	پردے میں گُل کے لاکھ جگر چاک ہوگئے	ص۲۲۹
	(۴) بھلا اُسے نہ سہی، کچھ مجھی کو رحم آتا	اثر مرے نَفَسِ بے اثر میں خاک نہیں	ص۱۸۴
بےاثری:	دیکھیے: داغِ بےاثری۔		
بےاختیار:	(۱) ہوتے ہیں محو جلوۂ خُور سے ستارگاں	دیکھ اُس کو، دل سے مٹ گئے بےاختیار، داغ	ص۳۸
	(۲) منّت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے	دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے	ص۹۰
	(۳) تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک	بے اختیار دوڑے گل در قفائے گل	ص۱۷۶
	(۴) جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے	سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا	ص۱۴۲
بےاختیاری :	اسدؔ! ہے طبع مجبورِ تمنّا آفرینی ہا	فغاں! بے اختیاریؔ وفریبِ آرزو خوردن	ص۳۴۹
بےادبوں :	رندانِ درِ مے کدہ گستاخ ہیں، زاہد!	زنہار! نہ ہونا طرف اِن بے ادبوں سے	ص۲۰۱
بےادبی :	(۱) یہ بھی اک بےادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے	رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا	ص۲۸۷
	(۲) دیکھیے: کمالِ بےادبی۔		
بےاعتدالیوں:	بےاعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے	جتنے زیادہ ہوگئے، اُتنے ہی کم ہوئے	ص۲۲۶
بےالتفاتی :	کیوں نہ ہو بےالتفاتی، اُس کی خاطر جمع ہے	جانتا ہے محوِ پُرسش ہائے پنہانی مجھے	ص۲۳۲
بےبنیاد :	وفا مقابل و دعوائے عشق بے بُنیاد	جُنونِ ساختہ و فصلِ گل قیامت ہے!	۲۱۴
بےپایاں :	بس کہ بےپایاں ہے صحرائے محبّت اے اسدؔ!	گرد باد اِس راہ کا، ہے عقدۂ پیمانِ عجز	ص۴۴
بےپردہ :	(۱) ذوقِ سرشار سے بے پردہ ہے طوفاں میرا	موجِ خمیازہ ہے ہر زخمِ نمایاں میرا	ص۲۱
	(۲) بے پردہ سوے وادیِ مجنوں گزر نہ کر	ہر ذرّے کے نقاب میں دل بےقرار ہے	ص۲۱۷
	(۳) دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا	نوائے بربط و چنگ و چغانہ	ص۳۵۱

(۴) دیکھیے: شعلۂ بے پردہ۔

بے پروا : (۱) فضائے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا | فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا | ص ۱۲

دیکھیے ــــــ: (۲) حُسنِ بے پروا۔ (۳) شوقِ بے پروا۔ (۴) صیادِ بے پروا۔ (۵) طفلانِ بے پروا۔

بے پرواخرام : اسدؔ! سودائے سرسبزی سے ہے تسلیم رنگیں تر | کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پرواخرام اُس کا | ص ۲۴

بے پرواخرامی : دیکھیے: عرق افشانِ بے پرواخرامی۔

بے پرواخرامی ہائے یار: نہیں برق و شرر جز وحشت و ضبطِ تپیدن ہا | بلا گردانِ بے پرواخرامی ہائے یار، آتش | ص ۴۷

بے پروا نگاہاں: خموشی: خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے | غبارِ سرمہ: یہاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے | ص ۸۱

بے پروائِ قاتل: سوادِ چشمِ بسمل انتخابِ نقطہ آرائی | خرامِ نازِ بے پروائِ قاتل پسند آیا | ص ۱۲

بے پروبالی: ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا | عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے | ص ۲۲۲

بے پناہ : دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ | تیرا ہی عکسِ رُخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں | ص ۱۹۳

بے تاثیر: (۱) آب ہوجاتے ہیں تنگِ ہمتِ باطل سے مرد | اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے | ص ۹۶

(۲) دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہ ہو یارب! | نفس آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر بہتر ہے | ص ۱۰۸

(۳) عروجِ نااُمیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے | بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا | ص ۳۰

بے تحاشا : روانی ہائے موجِ خونِ بسمل سے ٹپکتا ہے | کہ لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل پسند آیا | ص ۱۲

بے تعبیر : خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی | نگہ حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے | ص ۱۰۸

بے تعلق : اسدؔ! وارستگاں باوصفِ ساماں بے تعلق ہیں | صنوبر گلستاں میں بادلِ آزادہ آتا ہے | ص ۹۸

بے تکلف : (۱) اے خوشا ذوقِ تمنائے شہادت! کہ اسدؔ | بے تکلف بہ سجودِ خمِ شمشیر آیا | ص ۲۸

(۲) ہے مساسِ دستِ افسوس آتش انگیزِ تپش | بے تکلف آپ پیدا کر کے تَف جلتا ہوں میں | ص ۶۳

(۳) مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی | ولیکن کیا کروں آوے جو رُسوائی گریباں کی | ص ۷۶

(۴) لطفِ عشقِ ہر یک، اندازِ دگر دکھلائے گا | بے تکلف یک نگاہِ آشنا ہوجائیے | ص ۸۸

(۵) گلستاں بے تکلف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے | جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے | ص ۱۱۱

(۶) گر نہ اندوہِ شبِ فرقت بیاں ہوجائے گا — بے تکلّف داغِ مہ مُہرِ دہاں ہوجائے گا — ص۱۵۰

(۷) تھی وطن میں شان کیا غالبؔ! کہ ہو غربت میں قدر — بے تکلّف ہوں وہ مُشتِ خَس کہ گلخن میں نہیں — ص۱۸۵

(۸) کوہ کے ہوں بارِ خاطر گر صدا ہوجایئے — بے تکلّف اے شرارِ جستہ کیا ہوجایئے! — ص۲۱۶

بے تکلّف خاک گردیدن: اسدؔ باوصفِ مشق بے تکلّف خاک گردیدن — غضب ہے گر غبارِ خاطرِ احباب ہوجاوے — ص۱۰۵

بے تکلّف دوست: غیر یوں کرتا ہے میری پُرسش اُس کے ہجر میں — بے تکلّف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست — ص۱۶۳

بے تکلّف فصل: مبادا! بے تکلّف فصل کا برگ و نوا گُم ہو — مگر طوفانِ نَے میں پیچشِ موجِ صبا گُم ہو — ص۶۸

بے تمیز : دیوانگاں ہیں حاملِ رازِ نہانِ عشق — اے بے تمیز! گنج کو ویرانہ چاہیے — ص۸۳

بے ثمراں : اے بے ثمراں! حاصلِ تکلیفِ دمیدن — گردن بہ تماشائے گُل افراختنی ہے — ص۱۱۱

بے جُرم : نہ مارا جان کر بے جُرم، قاتل! تیری گردن پر — رہا مانندِ خونِ بے گنہ حق آشنائی کا — ص۱۳۶

بے چین : دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں — ورنہ یھاں بے رونقی سودِ چراغِ کشتہ ہے — ص۲۰۱

بے حاصل: (۱) مے کشی کو نہ سمجھ بے حاصل — بادہ غالبؔ! عرقِ بید نہیں — ص۳۱۹

(۲) بس ہجومِ نا اُمیدی! خاک میں مل جائے گی — یہ جو اک لذّت ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے — ص۳۲۱

بے حاصلی : کیا ہے ترکِ دُنیا کاہلی سے — ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے — ص۹۱

بے حاصلی ادا: وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے — پیمانۂ ہَوا ہے مُشتِ غبارِ صحرا — ص۲۶

بے حاصلیِ اہلِ ریا: حیف! بے حاصلیِ اہلِ ریا پر غالبؔ — یعنی ہیں ماندہ از آں سو و ازیں سو راندہ — ص۷۱

بے حجاب : (۱) شرم اک ادائے ناز ہے اپنے ہی سے سہی — ہیں کتنے بے حجاب کہ یوں ہیں حجاب میں — ص۱۸۹

(۲) مَے نے کیا حُسنِ خود آرا کو بے حجاب — اے شوق! ہاں، اجازتِ تسلیمِ ہوش ہے — ص۱۳۰

بے حجابِ ناز: تغافل، بدگمانی بلکہ میری سخت جانی سے — نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا — ص۱۱

بے حجابانہ : کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ — نقابِ یار ہے از پردہ ہائے چشمِ نابینا — ص۴۴۷

بے حجابیاں : کرتا ہے بس کہ باغ میں تو بے حجابیاں — آنے لگی ہے نکہتِ گُل سے حیا مجھے — ص۲۰۶

بے حِس : ہوا جب غم سے یوں بے حِس تو غم کیا سر کے کٹنے کا — نہ ہوتا گر جُدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا — ص۱۵۰

بے حواس : کیا غم ہے اُس کو جس کا علیؑ سا اِمام ہو — اِتنا بھی اے فلک زدہ کیوں بے حواس ہے! ص۷۵

بے حوصلگی :(۱) کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بے حوصلگی سے — یھاں تو کوئی سُنتا نہیں فریاد کسو کی ص۲۲۸

(۲) خو نے تری افسردہ کیا وحشتِ دل کو — معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے ص۲۱۹

بے حوصلۂ دل : دیکھیے: ساغرِ بے حوصلۂ دل۔

بے خار : (۱) یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب — لالہ ہا داغ براگندہ و گل ہا بے خار ص۳

(۲) ہے یہ وہ گلشنِ ہمیشہ بہار — بارور جس کا سرو، گل بے خار ص۲۶۷

بے خبر : (۱) یھاں تک انصاف نوازی کہ اگر ریزۂ سنگ — بے خبر دے بہ کفِ پائے مسافر آزار ص۳

(۲) بے خبر مت کہہ ہمیں، بیدردا! خود بینی سے پوچھ — قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا ص۱۵

(۳) شغلِ ہوس در نظر لیک حیا بے خبر — شاخِ گلِ نغمہ ہے نالۂ بلبل ہنوز ص۴۴

(۴) تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول — اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں ص۶۱

(۵) نہ لُٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا — رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو ص۱۹۹

بے خبراں : اے بے خبراں! میرے لبِ زخمِ جگر پر — بخیہ جسے کہتے ہو، شکایت ہے رفو کی ص۱۱۶

بے خبری : (۱) میں آپ سے جاچکا ہوں، اب بھی — اے بے خبری! اُسے خبر کر ص۴۴۸

دیکھیے (۲) طلسمِ بے خبری۔ (۳) ہلاکِ بے خبری۔

بے خروش : دیکھیے: مے کدۂ بے خروش۔

بے خزاں : دیکھیے: بہارِ بے خزاں [دوبار]۔

بے خطر : تھی نگہ میری نہاں خانۂ دل کی نقاب — بے خطر جیتے ہیں اربابِ ریا میرے بعد ص۳۸

بے خمار : (۱) ہے بے خمار نشۂ خونِ جگر اسدؔ! — دستِ ہوس بہ گردنِ مینا نہ کھینچیے ص۱۰۶

(۲) دیکھیے: بادۂ بے خمار۔

بے خواب : دیکھیے: اک دیدۂ بے خواب۔

بے خوابی : (۱) یھاں سرِ پُرشور بے خوابی سے تھا دیوار جُو — وھاں وہ فرقِ نازِ محوِ بالشِ کمخواب تھا ص۱۳۵

(۲) دیکھیے: فرطِ بے خوابی۔

بے خود : (۱) بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید ‏ یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ ‏ ص ۳۶

(۲) بے خود زِ بسکہ خاطرِ بیتاب ہوگئی ‏ مژگانِ باز ماندہ رگِ خواب ہوگئی ‏ ص ۹۶

(۳) آئنہ خانہ ہے صحنِ چمنستاں یکسر ‏ بس کہ ہیں بے خود و وارفتہ و حیراں گل صبح ‏ ص ۳۷

بے خوداں : دیکھیے: احوالِ بے خوداں۔

بے خودوں : ستائشگر ہے زاہد اس قدر جس باغِ رضواں کا ‏ وہ اک گلدستہ ہے ہم بے خودوں کے طاقِ نسیاں کا ‏ ص ۱۵۶

بے خودی : (۱) بہ نظر گاہِ گلستانِ خیالِ ساقی ‏ بے خودی دامِ رگِ گل سے ہے پیمانہ شکار ‏ ص ۳

(۲) ہوئی یہ بے خودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے ‏ کہ طوطی قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں ‏ ص ۵۸

(۳) وحشت کہاں کہ بے خودی انشا کرے کوئی ‏ ہستی کو لفظِ معنیِ عنقا کرے کوئی ‏ ص ۸۷

(۴) بے خودی فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں ‏ زخم دوزی جُرم و پیراہن دریدن منع ہے ‏ ص ۱۱۲

(۵) مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کس طرح؟ ‏ دیکھ کے میری بے خودی چلنے لگی ہَوا کہ یوں ‏ ص ۱۷۸

(۶) پھر بے خودی میں بھول گیا راہِ کوئے یار ‏ جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں ‏ ص ۱۹۰

(۷) بے خودی، بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو! ‏ پُر ہے سایے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے ‏ ص ۲۱۱

(۸) بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ! ‏ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے ‏ ص ۲۲۴

(۹) چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ! ‏ وائے اے بے خودی و تہمتِ آرامیدن! ‏ ص ۴۵۰

دیکھیے ــــــ: (۱۰) اک گونہ بے خودی۔ (۱۱) تمنائے بے خودی۔ (۱۲) تُہمتِ بے خودیِ کُفر۔ (۱۳) حلقۂ فتراکِ بے خودی۔ (۱۴) خندۂ بے خودیِ کبک۔ (۱۵) سیرِ بے خودی۔ (۱۶) شمعِ بزمِ بے خودی۔ (۱۷) شیرازہ بندِ بے خودی۔ (۱۸) طرحِ بہارِ بے خودی۔ (۱۹) فتاتعلیمِ درسِ بے خودی۔ (۲۰) کنارِ بے خودی۔ (۲۱) موجِ محیطِ بے خودی۔ (۲۲) مستِ بے خودی۔ (۲۳) موے دماغِ بے خودی۔ (۲۴) ہنگامِ بے خودی۔ (۲۵) یک گامِ بے خودی۔

بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب: نہ پوچھ بے خودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب ‏ کہ ناچتے ہیں پڑے سر بسر در و دیوار ‏ ص ۱۶۷

بےخودیؔ وہشیاری: سادگیؔ و پُرکاری، بے خودیؔ و ہُشیاری — حُسن کو تغافل میں جُرات آزما پایا — ص۱۴۳

بےدست وپا: (۱) تھکا جب قطرۂ بے دست و پا بالا دویدن سے — زِ بہرِ یادگاری ہا گرہ دیتا ہے گوہر کی — ص۳۵۲

(۲) سرشکِ سر بہ صحرا دادہ: نورالعینِ دامن ہے — دلِ بے دست و پا اُفتادہ: برخوردارِ بستر ہے — ص۲۱۲

بےدست وپائی: دیکھیے: شکوۂ بے دست وپائی۔

بےدل : (۱) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص۱۱۶

(۲) اے کرم! نہ ہو غافل، ورنہ ہے اسدؔ بے دل — بے گہر صدف گویا پشتِ چشمِ نیساں ہے — ص۸۹

(۳) نہ پوچھ کچھ سروسامان و کاروبارِ اسدؔ — جنوں معاملہ، بے دل، فقیرِ مسکیں ہے — ص۳۵۴

(۴) بے دل نہ نازِ وحشتِ جَیبِ دریدہ کھینچ — جوں بوے غنچہ یک نفسِ آرمیدہ کھینچ — ص۳۶

(۵) بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو غالبؔ! — کوئی نہیں تیرا، تو مری جان! خُدا ہے — ص۲۱۹

(۶) یارو! اسدؔ کا نام و نشاں کیا — بے دل، فقیرِ آفت رسیدہ — ص۳۵۱

(۷) اسدؔ! قربانِ لطفِ جورِ بے دل — خبر لیتے ہیں لیکن بے دلی سے — ص۹۱

(۸) بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل — سروِ بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار — ص۴

بےدلاں: (۱) فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے — چراغِ صبح و گُلِ موسمِ خزاں تجھ سے — ص۱۱۲

دیکھیے ____: (۲) گریہ ہاے بے دلاں۔ (۳) نغمۂ بے دلاں۔

بےدلوں: بے دلوں سے ہے تپش جوں خواہشِ آب از سراب — ہے شرر موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل — ص۵۳

(۲) بدگماں کرتی ہے عاشق کو خود آرائی تری — بے دلوں کو ہے براتِ اضطراب آئینے پر — ص۳۹

بےدلی : (۱) دیکھیے: تحتِ ''بے دل''۔

(۲) سازِ عیشِ بے دلی ہے خانہ ویرانی مجھے — سَیل، یہاں کوکِ صداے آبشارِ نغمہ ہے — ص۸۷

(۳) بہ فیضِ بے دلی نومیدیِ جاوید آساں ہے — کُشایش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا — ص۱۴۳

دیکھیے ____: (۴) غمِ بے دلی۔ (۵) کنارِ بے دلی۔ (۶) کوے تمنّاے بے دلی۔

بےدلی ہاے اسدؔ: بے دلی ہاے اسدؔ افسردگی آہنگ تر — یادِ ایّامے کہ ذوقِ صحبتِ احباب تھا — ص۱۵

بے دلی ہائے تماشا: بے دلی ہائے تماشا! کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق — بیکسی ہائے تمنّا! کہ نہ دنیا ہے نہ دیں — ص ۱۳۴

بے دماغ: (۱) گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا — کفِ افسوسِ فرصت سنگ کوہِ طورِ مَلنے ہیں — ص ۶۴

(۲) کثرتِ جور و ستم سے ہوگیا ہوں بے دماغ — خوب رویوں نے بنایا عاقبت بدخو مجھے — ص ۷۸

(۳) ہوں خلوتِ فسردگیِ انتظار میں — وہ بے دماغ جس کو ہوس بھی تپاک ہے — ص ۱۱۰

(۴) دل مت گنوا، خبر نہ سہی سیر ہی سہی — اے بے دماغ! آئنہ تمثال دار ہے — ص ۲۱۸

(۵) شعر کی فکر کو اسدؔ! چاہیے ہے دل و دماغ — وائے! کہ یہ فسردہ دل بے دل و بے دماغ ہے — ص ۱۱۶

بے دماغِ تپش: بے دماغِ تپش و عرضِ دو عالم فریاد — ہوں میں وہ خاک کہ ماتم میں اُڑایا ہے مجھے — ص ۱۰۸

بے دماغِ تپشِ رشک: بے دماغِ تپشِ رشک ہوں اے جلوۂ حسن — تشنۂ خونِ دل و دیدہ ہے پیماں میرا — ص ۲۱

بے دماغِ خجلت: بے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحاں تا کے — ایک بیکسی! تجھ کو عالم آشنا پایا — ص ۱۲

بے دماغِ شوخیِ مطلب: ہوئی ہے ناتوانی بے دماغِ شوخیِ مطلب — فرو ہوتا ہے سر سجدے میں، اے دستِ دعا! گم ہو — ص ۶۸

بے دماغِ منّتِ اقبال: وہ بے دماغِ منّتِ اقبال ہوں کہ میں — وحشت بہ داغِ سایۂ بالِ ہما کروں — ص ۵۶

بے دماغانِ خودآرائی: غرورِ دستِ رَد نے شانہ توڑا فرقِ ہدہد پر — سلیمانی ہے ننگ بے دماغانِ خودآرائی — ص ۹۲

بے دماغی: (۱) کروں عذرِ ترکِ صحبت سو کہاں وہ بے دماغی — نہ غرورِ میرزائی، نہ فریبِ ناتوانی — ص ۱۰

(۲) بے دماغی شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہیں — یار تیرا جامِ مَے، خمیازہ میرا آشنا — ص ۱۹

(۳) بے دماغی حیلہ جوئے ترکِ تنہائی نہیں — ورنہ کیا موجِ نَفَس زنجیرِ رُسوائی نہیں؟ — ص ۶۵

(۴) محبت تھی چمن سے لیکن اب یہ بے دماغی ہے — کہ موجِ بوئے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا — ص ۱۳۶

دیکھیے ______: (۵) پاسبانِ بے دماغی۔ (۶) تکلیفِ عرضِ بے دماغی۔

بے دماغی ہا: نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیر از بے دماغی ہا — جبیں پر میری مدِّ خامۂ قدرت خطِ چیں ہے — ص ۸۹

بے دماغی ہائے دل: دیکھیے: علاجِ بے دماغی ہائے دل۔

بے دوا: دیکھیے: دردِ بے دوا۔

بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی: دیکھیے: وحشتِ بے ربطیِ پیچ و خمِ ہستی۔

بے ربطیِ دل: دیکھیے: زنجیریِ بے ربطیِ دل۔

بے ربطیِ شورِ جنوں: نکوہش مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی — ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں — ص ۱۸۰

بے ربطیِ شیرازۂ اجزاے حواس: عشق: بے ربطیِ شیرازۂ اجزاے حواس — وصل: زنگارِ رخِ آئینۂ حُسنِ یقیں — ص ۱۳۴

بے ربطیِ عنواں: وہ مری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا — رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا — ص ۱۳۷

بے رنگ: (۱) دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نو ہے — ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں — ص ۶۰

(۲) گر جلوۂ خرشید خریدارِ وفا ہو — جوں ذرّہ صد آئینۂ بے رنگ نکالوں — ص ۶۱

بے رونقی: دل لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں — ورنہ یھاں بے رونقی سودِ چراغِ کشتہ ہے — ص ۲۰۱

بے رونقیِ دیدہ: دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ ولیکن ناچار — پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو — ص ۱۹۵

بے زباں: (۱) خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا — ص ۱۵۷

(۲) دیکھیے: اسیرِ بے زباں۔

بے زبانوں: ہوگئی ہے غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُس کو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں — ص ۱۸۳

بے زبانی: دیکھیے: (۱) کمینِ بے زبانی۔ (۲) محوِ سپاسِ بے زبانی۔

بے ساحل: دیکھیے: مے خانۂ دریاے بے ساحل۔

بے سامانیِ فرعون: اسدؔ! یہ عجز و بے سامانیِ فرعون توأم ہے — جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا — ص ۱۶

بے سامانیِ عاشق: نہیں ہے خالی آرایش سے بے سامانیِ عاشق — شکستِ حال، اندازِ آفرینِ کج کلاہی ہے — ص ۳۵۵

بے سبب: (۱) ہم کہاں کے دانا تھے؟ کس ہُنر میں یکتا تھے؟ — بے سبب ہوا غالبؔ! دشمن آسماں اپنا — ص ۱۵۹

(۲) نہیں ہے بے سبب قطرے کو شکلِ گوہر افسردن — گرہ ہے حسرتِ آبے بروے کار آوردن — ص ۳۴۹

(۳) بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ! — کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے — ص ۲۲۴

بے سبب آزار: کیا آبروے عشق، جہاں عام ہو جفا — رُکتا ہوں، تم کو بے سبب آزار دیکھ کر — ص ۱۲۸

بے سبب آزاروں: اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تاچند — حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا — ص ۲۸

بے سبب رنج: ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے — شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر — ص ۱۲۸

بے سخن: ہے زِپا اُفتادگیِ نشۂ بیماری مجھے — بے سخن، تبخالۂ لب دانۂ انگور ہے — ص ۹۳

بے سروپا: (۱) قیدِ ہستی سے رہائی معلوم! — اشک کو بے سروپا باندھتے ہیں — ص ۱۸۱

(۲) دیکھیے: گدائے بے سروپا۔

بے سروپائی : دیکھیے: (۱) پرکار سعیِ بے سروپائی۔ (۲) سعیِ بے سروپائی۔

بے سروساماں : گریۂ طوفاں رکاب، نالۂ محشر عناں — بے سروساماں اسدؔ فتنہ سر انجام ہے ص ۹۹

بے سروسامانی: دریوزۂ ساماں ہا اے بے سرو سامانی! — ایجادِ گریباں ہا در پردۂ عریانی ص ۱۰۸

بے سروسامانیِ فرصت: دیکھیے: عالمِ بے سروسامانیِ فرصت۔

بے سوال: دیکھیے: عذرخواہِ لبِ بے سوال۔

بے شراب : دیکھیے: مینائے بے شراب۔

بے شمار: (۱) بٹتے ہیں سونے، روپے کے چھلّے حضور میں — ہے جن کے آگے سیم و زر مہر و ماہ ماند
یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے — لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند ص ۱۲۸
(۲) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے — یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اس میں بے شمار گرہ ص ۲۷۸

بے شمار اندیشہ: اے کثرتِ فہمِ بے شمار اندیشہ! — ہے اصلِ خرد سے شرمسار اندیشہ ص ۱۱۸

بے شمار برس: فقط ہزار برس پر کچھ انحصار نہیں — کئی ہزار برس بلکہ بے شمار برس ص ۲۶۴

بے شیرازہ : نالۂ دل نے دیے اوراقِ لختِ دل بہ باد — یادگار نالہ یک دیوانِ بے شیرازہ تھا ص ۱۲۷

بے صبر: دلِ خونیں جگر بے صبر و فیضِ عشق مستغنی — الٰہی! یک قیامت خاور آ ٹوٹے بدخشاں پر ص ۳۰

بے صدا : (۱) نغمہ ہائے غم کو بھی اے دل! غنیمت جانیے — بے صدا ہو جائے گا یہ سازِ ہستی ایک دن ص ۱۷۹
دیکھیے ـــــــ: (۲) زنجیرِ بے صدا۔ (۳) یک سخنِ بے صدا۔

بے صرفہ: بے صرفہ ہی گزرتی ہے ہو گرچہ عمرِ خضر — حضرت بھی کل کہیں گے کہ ہم کیا کیا کیے! ص ۲۲۳

بے صرفہ گو: دیکھیے: ناصحِ بے صرفہ گو۔

بے غبار : خجلت کشِ وفا کو شکایت نہ چاہیے — اے مدّعی! طلسمِ عرق بے غبار ہے ص ۹۰

بے فائدہ : (۱) زندانِ تحمل میں مہمانِ تغافل ہیں — بے فائدہ یاروں کو فرقِ غم و شادی ہے ص ۱۱۵
(۲) دیکھیے: خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ۔

بےقدر: رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر | گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے | ص۸۱

بےقدرِ تماشا: حُسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ | آئنہ یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے | ص۸۷

بےقرار: (۱) کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا | ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا | ص۱۷

(۲) آئینہ، داغِ حیرت و حیرت، شکنجِ یاس | سیماب بے قرار و اسدؔ بے قرار تر | ص۴۱

(۳) بے پردہ سوے وادیِ مجنوں گزر نہ کر | ہر ذرّے کے نقاب میں دل بے قرار ہے | ص۲۱۷

دیکھیے ــــــ: (۴) اظہارِ بےقرار۔ (۵) دلِ بےقرار۔

بےقرارتر: دیکھیے: بےقرار (۲)۔

بےقرارِ جلوۂ مہتاب: دیکھیے: وحشت بےقرارِ جلوۂ مہتاب۔

بےقرارِ داغِ ہم طرحی: رہا کس جرم سے میں بےقرارِ داغِ ہم طرحی؟ | سمندر کو پرِ پروانہ سے کافور ملتے ہیں | ص۶۴

بےقرارِ شوق: دیکھیے: نشانِ بےقرارِ شوق۔

بےقرارِ نغمہ: کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ | گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے | ص۸۷

بےقراری: (۱) غرورِ ضبط وقتِ نزع ٹوٹا بےقراری سے | نیازِ پرفشانی ہوگیا صبر و شکیب آخر | ص۴۱

(۲) درد سے میرے ہے تجھ کو بےقراری، ہاے ہاے! | کیا ہوئی ظالم! تری غفلت شعاری، ہاے ہاے! | ص۲۰۴

(۳) پھر کچھ اک دل کو بے قراری ہے | سینہ، جویاے زخمِ کاری ہے | ص۲۲۳

دیکھیے ــــــ: (۴) خارخارِ التماسِ بےقراری۔ (۵) ذوقِ بےقراری۔ (۶) محشرستانِ بےقراری۔

بےکراں: دیکھیے: بحرِ بےکراں۔

بےکفن: دیکھیے: لاشِ بےکفن۔

بےکم وکاست: آج جو دیدہ وَر کرے درخواست | تین بھیجے رُپے وہ بے کم و کاست | ص۲۶۸

بےکیفیّتی: جوشِ بے کیفیّتی ہے اضطراب آرا اسدؔ! | ورنہ بسمل کا تڑپنا، لغزشِ مستانہ تھا | ص۲۵

بےگرہ: درماندگی میں غالبؔ کچھ بن پڑے تو جانوں | جب رشتہ بے گرہ تھا، ناخن گرہ کُشا تھا | ص۱۵۸

بےگناہ: دیکھیے: مجرمِ صد بےگناہ۔

بے گناہی : دیکھیے: غرورِ بے گناہی۔

بے گنہ: (۱) خانمانِ جبریانِ غافل از معنی خراب! جب ہوئے ہم بے گنہ رحمت کی کیا تقصیر ہے؟ ص۹۵

(۲) دیکھیے: خونِ بے گنہ۔

بے گنہ کُش: کیا وہ بھی بے گنہ کُش و حق ناشناس ہیں؟ مانا کہ تم بشر نہیں، خرشید و ماہ ہو ص۱۹۶

بے گہ: دیکھیے: گہ و بے گہ۔

بے محابا: (۱) فلک سفلہ بے محابا ہے اِس ستمگر کو انفعال کہاں! ص۲۶

(۲) دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا آتشِ خاموش کے مانند گویا جل گیا ص۱۵۱

(۳) اثر سوزِ محبّت کا قیامت بے محابا ہے کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے ص۸۳

(۴) نگاہِ بے محابا چاہتا ہوں تغافل ہائے تمکیں آزما کیا! ص۱۵۷

بے محل : شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالبؔ کی طرح بے محل اے مجلس آرائے نجف! جلتا ہوں میں ص۹۳

بے مدعا : (۱) نہ ہو وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی غبارِ راہ ہوں، بے مدعا ہے پیچ و خم میرا ص۱۹

(۲) دیکھیے: یک دلِ بے مدعا۔

بے مدعا رسا : دیکھیے: اقبالِ کلفتِ دلِ بے مدعا رسا۔

بے مدعائی : دیکھیے: ہمہ بے مدعائی۔

بے مزہ/بے مزا: کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب گالیاں کھاکے بے مزا نہ ہوا ص۱۶۲

(۲) شورِ اوہام سے مت ہو شبخونِ انصاف گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنا نمکیں ص۸

بے مقصداں : فنا کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! نہیں رفتارِ عمرِ تیز رَو پابندِ مطلب ہا ص۲۳

بے موجب آزردگاں : شگفتن: کمیں گاہِ تقریب جوئی تصوّر ہوں بے موجب آزردگاں کا ص۱۸

بے مہر : (۱) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی کہ مثلِ ذرہ ہائے خاک آئینے پَر افشاں ہیں ص۶۲

(۲) رشک کہتا ہے کہ اُس کا غیر سے اخلاص، حیف! عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کس کا آشنا! ص۱۳۹

(۴) ہاں وہ نہیں خدا پرست، جاؤ وہ بے وفا سہی — جس کو ہو دین و دل عزیز، اُس کی گلی میں جائے کیوں؟ — ص۱۹۳

(۵) اسدؔ ہے نزع میں، چل بے وفا برائے خدا! — مقامِ ترکِ حجاب و وداعِ تمکیں ہے — ص۲۱۳

(۶) پھر اُسی بے وفا پہ مرتے ہیں — پھر وہی زندگی ہماری ہے — ص۲۲۳

بے وفائی : (۱) کرتے ہو شکوہ کس کا؟ تم اور بے وفائی! — سر پیٹتے ہیں اپنا، ہم اور نیک نامی! — ص۷۴

(۲) نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رسوا بے وفائی کا — بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا — ص۱۳۶

(۳) دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جُو زنجیرِ رسوائی — عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا — ص۱۳۶

دیکھیے ـــــــــ : (۴) خیالِ بے وفائی۔ (۵) عرضِ دردِ بے وفائی۔

بے ہُنر : میں بے ہُنر کہ جوہرِ آئینہ تھا، عبث — پائے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں — ص۶۲

بے ہُنری: گرچہ از روئے ننگِ بے ہُنری — ہوں خود اپنی نظر میں اِتنا خوار — ص۱۲۵

بے ہوشی: دیا یاروں نے بے ہوشی میں درماں کا فریب آخر — ہوا سکتے سے میں آئینۂ دستِ طبیب آخر — ص۴۱

بیاباں[1]: (۱) میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسدؔ اے خانہ خراب! — پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا — ص۱۳

(۲) خلوتِ آبلۂ پا میں ہے جولاں میرا — خوں ہے، دل تنگیِ وحشت سے بیاباں میرا — ص۶۱

(۳) خراجِ دِیہِ ویراں: یک کفِ خاک — بیاباں خوش ہوں تیری عاملی سے — ص۹۱

(۴) اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں — موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے — ص۱۱۳

(۵) گھر ہمارا، جو نہ روتے بھی تو ویراں ہوتا — بحر گر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا — ص۱۵۸

(۶) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب — سَو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں — ص۱۸۸

(۷) ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے — میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے — ص۲۱۱

(۸) اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ! — ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے — ص۲۳۳

(۹) گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی — در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا — ص۱۵۰

دیکھیے ـــــــــ : (۱۰) خارِ بیاباں۔ (۱۱) سویدائے بیاباں۔ (۱۲) صحنِ بیاباں۔ (۱۳) مختصر سا بیاباں۔

---

۱ بیاباں : اٹھائیس بار [مفرد: نو بار، مرکب: انیس بار]۔

(۱۴) ہر بیاباں۔(۱۵)--(۱۹) یک بیاباں [پانچ بار]۔

بیابانِ تمنّا: کو بیابانِ تمنّا و کجا جولانِ عجز! آبلے پا کے، ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز ص ۴۴

بیابانِ ختن: دیکھیے: آہوے بیابانِ ختن۔

بیابانِ خراب: بس کہ ہے مے خانہ ویراں جوں بیابانِ خراب عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ ہے داغِ شراب ص ۳۱

بیاباں زدہ: دیکھیے: سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ۔

بیابانِ فنا: بیابانِ فنا ہے بعدِ صحراے طلب، غالبؔ! پسینا توسنِ ہمت کا، سیلِ خانۂ زیں ہے ص ۸۹

بیاباں ماندگی: دیکھیے: یک بیاباں ماندگی۔

بیاباں مرگ: ہزار قافلۂ آرزو بیاباں مرگ ہنوز محملِ حسرت بہ دوشِ خود رائی ص ۱۱۰

بیاباں نورد: احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا ص ۱۵۵

بیاباں نوردِ وہمِ وجود: نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود ہنوز تیرے تصور میں ہے نشیب و فراز ص ۱۷۱

بیاضِ[1] دیدۂ آہو: اگر وحشت عرق افشانِ بے پروا خرامی ہو بیاضِ دیدۂ آہو کفِ سیلاب ہوجاوے ص ۱۰۵

بیاضِ دیدۂ نخچیر: بتانِ شوخ کی تمکینِ بعد از قتل کی حیرت بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں ص ۶۵

بیان[2]: (۱) زلفِ خیال نازک و اظہار بے قرار یارب! بیان شانہ کشِ گفتگو نہ ہو ص ۶۸

(۲) غالبؔ یہ کیا بیاں ہے؟ بجز مدحِ بادشاہ بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشت خواند ص ۱۲۸

(۳) بارے، آموں کا کچھ بیاں ہوجائے خامہ، نخلِ رطب فشاں ہوجائے ص ۱۳۰

(۴) گر نہ اندوہِ شبِ فرقت بیاں ہوجائے گا بے تکلف داغِ مہ، مُہرِ دہاں ہوجائے گا ص ۱۵۰

(۵) کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں جو کہ کھایا خونِ دل، بے منتِ کیموس تھا ص ۱۵۴

(۶) بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہاے مژگاں کا کہ ہر یک قطرۂ خوں، دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا ص ۱۵۶

(۷) ذکر اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا ص ۱۵۹

(۸) یہ مسائلِ تصوّف، یہ ترا بیان غالبؔ! تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا ص ۱۶۰

---

[1] بیاض : دو بار [مرکّب]۔

[2] بیان : اکیس بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

(۹) کیجے بیاں سُرورِ تبِ غم کہاں تلک | ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے | ص ۲۰۵
(۱۰) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی | شبِ مہ ہو، جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں | ص ۱۸۰
(۱۱) کیا بیاں کر کے مرا، روئیں گے یار | مگر آشفتہ بیانی میری | ص ۲۳۱
(۱۲) بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل | کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے | ص ۲۳۶
(۱۳) مہربانی ہائے دشمن کی شکایت کیجے | یا بیاں کیجے سپاسِ لذّتِ آزارِ دوست | ص ۱۹۵

دیکھیے ــــــ: (۱۴) اندازِ بیاں۔ (۱۵) پیرایہ بیاں۔ (۱۶) خط و خالِ بیاں۔ (۱۷) سببِ گفت و بیاں۔

بیانِ حسنِ طبیعت: منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی | اپنا بیانِ حُسنِ طبیعت نہیں مجھے | ص ۱۲۴

بیانِ دلِ آزردہ: دیکھیے: عنوانِ بیانِ دلِ آزردہ۔

بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست: چپکے چپکے مجھ کو روتے دیکھ پاتا ہے اگر | ہنس کے کرتا ہے بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست | ص ۱۹۴

بیانِ طلب کام: آیا نہ بیانِ طلبِ کام، زباں تک | تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا | ص ۴۹

بیباک[۱]: (۱) رونے سے، اور عشق میں بیباک ہو گئے | دُھوئے گئے ہم اِتنے کہ بس پاک ہو گئے | ص ۲۲۹
(۲) بیباک ہوں از بس کہ بہ بازارِ محبت | سمجھا ہوں زرہ جوہرِ شمشیرِ عسس کو | ص ۴۵۰

دیکھیے ــــــ: (۳) تمثالِ شوقِ بیباک۔ (۴) گریۂ بیباک۔ (۵) نالۂ بیباک۔ (۶) جلوۂ بیباکِ حُسن۔

بیباکی[۲]: جب کرم رُخصتِ بیباکی و گستاخی دے | کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں | ص ۱۸۲

بیتاب[۳]: (۱) شب کہ ذوقِ گفتگو سے تیری دل بیتاب تھا | شوخیِ وحشت سے افسانہ، فسونِ خواب تھا | ص ۱۵
(۲) نوائے خفتۂ اُلفت اگر بیتاب ہو جاوے | پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہو جاوے | ص ۱۰۵
(۳) نالۂ دل میں شب، اندازِ اثر نایاب تھا | تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر، گو بیتاب تھا | ص ۱۳۵
(۴) عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب | دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک | ص ۱۷۵
(۵) ہوا چرچا جو میرے پانْو کی زنجیر بننے کا | کیا بیتاب کاں میں جُنبش جوہر نے آہن کو | ص ۱۹۸
(۶) دیکھ وہ برقِ تبسم بس کہ دل بیتاب ہے | دیدۂ گریاں مرا فوّارۂ سیماب ہے | ص ۳۰۴

---

[۱] بیباک : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔
[۲] بیباکی : ایک بار [مرکّب]۔
[۳] بیتاب : سولہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: دس بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۷) بالِ شعلۂ بیتاب۔ (۸) خاطرِ بیتاب۔ (۹)، (۱۰) دلِ بیتاب [دوبار]۔ (۱۱) یک بیاباں دلِ بیتاب۔

بیتابِ استقبال: کون آیا؟ جو چمن بیتابِ استقبال ہے جُنبشِ موجِ صبا، ہے شوخیِ رفتارِ باغ ص۴۸

بیتابِ اظہارِ تپش: بلبلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تپش جُنبشِ نالِ قلم، جوشِ پرافشانی مجھے ص۸۶

بیتابِ تردّد شکنی: کوشش ہمہ بیتابِ تردّد شکنی ہے صد جُنبشِ دل، یک مژہ برہم زدنی ہے ص۱۱۰

بیتابِ دورانِ خمار: دیکھیے: جنوں بیتابِ دورانِ خمار۔

بیتابِ سیرِ دل: بیتابِ سیرِ دل ہے سرِ ناخنِ نگار یعنی نعل ہے بہ آتشِ رنگِ حنا گرو ص۶۹

بیتابی[1]: (۱) حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کہسار ص۲

(۲) کروں گر عرضِ سنگینیِ کہسار اپنی بیتابی رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا ص۳۱

(۳) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی ص۹۲

(۴) کہوں کیا، دل کی کیا حالت ہے ہجرِ یار میں غالبؔ کہ بیتابی سے ہر یک تارِ بستر، خارِ بستر ہے ص۲۱۳

(۵) پزارہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمائش ہے؟ ص۲۲۵

دیکھیے ـــــــ: (۶) جوشِ بیتابی۔ (۷) جوشِ بیتابی زدن۔ (۸) حکمِ بیتابی۔ (۹) دریاے بیتابی۔ (۱۰) رنجِ بیتابی۔ (۱۱) زندانِ بیتابی۔ (۱۲) سامانِ بیتابی۔ (۱۳) عیشِ بیتابی۔ (۱۴) فتراکِ بیتابی۔ (۱۵) گردبادِ رہِ بیتابی۔ (۱۶) مدعاے رنجِ بیتابی۔ (۱۷) نیرنگِ بیتابی۔

بیتابیِ تجلیِ آتش بہ جاں: تو مشقِ ناز کر، دلِ پروانہ ہے بہار بیتابیِ تجلیِ آتش بہ جاں نہ پوچھ ص۷۰

بیتابیِ جفا: پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع آسایشِ وفا ہا بیتابیِ جفا ہے ص۹۳

بیتابیِ دل: دیکھیے: سررشتۂ بیتابیِ دل۔

بیتابیِ دل تپش انگیز: ہر مو بدن پہ شہ پرِ پرواز ہے مجھے بیتابیِ دلِ تپش انگیز یک طرف ص۴۹

---

[1] بیتابی : پچیس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: بیس بار]۔
بیتابیاں : ایک بار۔

بیتابیِ دیدار: دیکھیے: ذوقِ بیتابیِ دیدار۔

بیتابیِ رشک:	دل تھا کہ جو جانِ دردِ تمہید سہی	بیتابیِ رشک و حسرتِ دید سہی	ص ۲۵۲
بیتابیِ کمند:	جنوں گرمِ انتظار و نالہ بیتابیِ کمند آیا	سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا	ص ۱۱
بیتابیِ یادِ دوست:	بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلّی ہے	غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے	ص ۱۱۳
بیتابیاں:	لے زمیں سے آسماں تک فرش تھیں بیتابیاں	شوخیِ بارش سے مہ فوارۂ سیماب تھا	ص ۱۵
بیجا[1]:	(۱) پُشتِ لب تہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی	سبز ہے موجِ تبسّم بہ ہوائے گفتار	ص ۳
	(۲) اے اسدؔ! بیجا ہے نازِ سجدۂ عرضِ نیاز	عالمِ تسلیم میں یہ دعویٰ آرائی عبث	ص ۳۲
	(۳) بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بیجا ہے	کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے	ص ۸۴
	(۴) یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے! پیش از مرگ واویلا	رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر	ص ۴۱
	(۵) دردِ ناپیدا و بیجا تہمتِ وارستگی	پردہ دارِ یادگی ہے وسعتِ مشرب مجھے	ص ۸۶
	(۶) سر بہ زانوے کرم رکھتی ہے شرمِ ناکسی	اے اسدؔ! بیجا نہیں ہے غفلت آرامی تری	ص ۹۳
	(۷) تم سے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ	اُس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا	ص ۱۵۸
	(۸) رقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے؟	ثاقبؔ! حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے	ص ۳۱۳

دیکھیے ——: (۹) خجالتِ بیجا۔ (۱۰) خندۂ بیجا۔ (۱۱) خندہ ہائے بیجا۔ (۱۲) داغِ مُہرِ ضبطِ بیجا۔ (۱۳) شرمِ کوششِ بیجا۔ (۱۴) نوازش ہائے بیجا۔ (۱۵) وحشتِ بیجا۔

بیجوں[2]:	اِن سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے	بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے	
	گن کر دیویں گے ہم دُعائیں سو بار	فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے	ص ۲۵۴
بیچ[3]:	(۱) یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے	لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند	ص ۱۲۸
	(۲) مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا	رکھے جو بیچ میں وہ شوخ سیم تن تکیہ	ص ۳۰۳
بیچارہ[4]:	(۱) دِلّی کے رہنے والو! اسدؔ کو ستاؤ مت	بیچارہ چند روز کا یہاں میہماں ہے	ص ۷۵

---

۱ بیجا : پندرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: سات بار]۔
۲ بیجوں : ایک بار۔
۳ بیچ : دو بار۔
۴ بیچارہ : تین بار۔

(۲) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی! کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانْو ص۴۲۲[ثانی]

(۳) گو زندگیِ زاہدِ بیچارہ عبث ہے اِتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی ص۳۲۰

بید[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) برگ برگ بید۔ (۲) شجرِ بید۔ (۳) عرقِ بید۔

بیدِ مجنوں: دیکھیے برگِ بیدِ مجنوں۔

بیداد[2]: میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اور سہی تم ہو بیداد سے خوش، اِس سے سوا اور سہی ص۳۱۱

دیکھیے ـــــ: (۲) آرایشِ بیداد۔ (۳) التماسِ لذّتِ بیداد۔ (۴) جوہرِ بیداد۔ (۵) شکوۂ بیداد۔ (۶) گلشنِ بیداد۔ (۷) لذّتِ بیداد۔ (۸) ہدفِ ناوکِ بیداد۔

بیدادِ انتظار: بیدادِ انتظار کی طاقت نہ لا سکی اے جانِ برلب آمدہ بیتاب ہوگئی! ص۹۶

(۲) دیکھیے: طاقتِ بیدادِ انتظار۔

بیدادِ تپش: دیکھیے: جوشِ بیدادِ تپش۔

بیداد خو: جانِ عاشق حالِ بصد غلبۂ تاثیر ہے دل کو اے بیداد خو! تعلیمِ خارائی عبث ص۳۴

بیدادِ دلبر: دیکھیے: فریادیِ بیدادِ دلبر۔

بیدادِ دوست: نویدِ امن ہے بیدادِ دوست جاں کے لیے رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے ص۲۳۵

بیدادِ ذوقِ پرفشانی: کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت! کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے میرے شہ پر کی ص۲۰۷

بیدادِ رشکِ غیر: عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے کشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمار دوست ص۱۶۴

بیدادِ عشق: بیدادِ عشق سے نہیں ڈرتا مگر اسدؔ! جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا ص۱۵۴

بیدادِ فن: دیکھیے: بُتِ بیدادِ فن۔

بیدادِ کاوش ہاے مژگاں: (۱) بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہاے مژگاں کا کہ ہر یک قطرۂ خوں، دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا ص۱۵۶

(۲) دیکھیے: ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہاے مژگاں۔

بیدادگر: دیکھیے: بُتِ بیدادگر۔

بیدادگرِ رنج فزا: مجھ سے غالبؔ! یہ علائی نے غزل لکھوائی ایک بیدادگرِ رنج فزا اور سہی ص۳۱۱

---

[1] بید : چار بار [مرکّب]۔
[2] بیداد : اکّیس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: بیس بار]۔
بیدادگر : دو بار [مرکّب]۔

بیدادِ وفا: بیدادِ وفا دیکھ کہ جاتی رہی آخر — ہرچند مری جان کو تھا ربط لبوں سے — ص ۲۰۱

بیدار[1]: (۱) پر یہ دولت تھی نصیبِ نگہِ معنیِ ناز — کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار — ص ۴

(۲) کوہ و صحرا ہمہ معموریِ شوقِ بلبل — راہِ خوابیدہ، ہوئی خندۂ گل سے بیدار — ص ۱۳۲

دیکھیے ____: (۳) شب بیدار۔ (۴) آئینۂ بختِ بیدار۔ (۵) جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار۔ (۶) ساغرِ بختِ بیدار۔ (۷) فتنۂ بیدار۔ (۸) طالعِ بیدار بستر۔ (۹) چشمِ بیدار رکاب۔

بیداری[2]: (۱) نشاطِ دیدۂ بینا ہے، کو خواب و چہ بیداری — بہم آوردہ مژگاں روے بر روے تماشا ہے — ص ۸۳

(۲) دیکھتا ہوں اُسے، تھی جس کی تمنا مجھ کو — آج بیداری میں ہے خوابِ زلیخا مجھ کو — ص ۳۰۱

(۳) دیکھیے: خواب و بیداری۔

بیداے[3] خیال: دیکھیے: خود رفتۂ بیداے خیال۔

بیدرد[4]: (۱) بے خبر مت کہہ ہمیں، بیدرد! خود بینی سے پوچھ — قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا — ص ۱۵

(۲) چشمِ ما روشن! کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے — دیدۂ پُرخوں ہمارا، ساغرِ سرشارِ دوست — ص ۱۹۴

(۳) شبنم بہ گلِ لالہ نہ خالی ز ادا ہے — داغِ دلِ بیدرد نظر گاہِ حیا ہے — ص ۲۱۸

(۴) دیکھیے: نالۂ بیدرد۔

بیدرداں: دیکھیے: تسکینِ نکوہش ہاے بیدرداں۔

بیدردانہ: رہتے ہیں افسردگی سے سخت بیدردانہ ہم — شعلہ ہا نذرِ سمندر، بلکہ آتش خانہ ہم — ص ۵۳

بیدردی[5]: (۱) اسدؔ! ہنستے ہیں میرے گریہ ہاے زار پر مردم — بھرا ہے دہر بیدردی سے، دل کیجے کہاں خالی — ص ۳۵۵

دیکھیے ____: (۲) تسکیں خیزِ بیدردی۔ (۳) تُہمتِ بیدردی۔

بیدل[6]: (۱) اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہار ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا — ص ۱۲

(۲) مطربِ دل نے مرے، تارِ نفس سے، غالبؔ — ساز پر رشتہ پَےِ نغمۂ بیدلؔ باندھا — ص ۱۴

(۳) مجھے راہِ سخن میں خوفِ گم راہی نہیں غالبؔ — عصاے خضرِ صحراے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا — ص ۱۸

(۴) آہنگِ اسدؔ میں نہیں جز نغمۂ بیدلؔ — (تضمین) — ص ۳۶

---

1 بیدار : نوبار [مفرد: دوبار، مرکب: سات بار]۔

2 بیداری : تین بار [مرکب: ایک بار]۔

3 بیدا : ایک بار [مرکب]۔

4 بیدرد : چار بار [مفرد: دوبار، مرکب: دوبار]۔

بیدرداں : ایک بار۔

بیدردانہ : ایک بار۔

5 بیدردی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکب: دوبار]۔

6 بیدل : گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکب: نوبار]۔

(۵) دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بے نوائے دل — یھاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ — ص ۷۰

(۶) جوشِ دل ہے، مجھ سے حُسنِ فطرتِ بیدلؔ نہ پوچھ — قطرے سے مے خانۂ دریائے بے ساحل نہ پوچھ — ص ۷۲

(۷) گر ملے حضرتِ بیدلؔ کا خطِ لوحِ مزار — اسدؔ آئینۂ پروازِ معانی مانگے — ص ۷۸

(۸) ہے خامہ فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کف اسدؔ — یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے — ص ۹۷

(۹) جوشِ فریاد سے لوں گا دیت خواب اسدؔ — شوخیِ نغمۂ بیدلؔ نے جگایا ہے مجھے — ص ۱۰۸

(۱۰) ہر غنچہ اسدؔ بارگہِ شوکتِ گل ہے — دل فرشِ رہِ ناز ہے، بیدلؔ اگر آوے — ص ۱۱۳

(۱۱) طرزِ بیدلؔ میں ریختہ لکھنا — اسداللہ خاں قیامت ہے! — ص ۳۲۰

بیروں[۱]: کرے گر فکرِ تعمیرِ خرابی ہائے دل گردوں — نہ نکلے خشت مثلِ استخواں بیروں ز قالب ہا — ص ۲۳

بیروں آمدن: شوخ ہے مثلِ حباب از خویش بیروں آمدن — ہے گریباں گیرِ فرصت ذوقِ عریانی مجھے — ص ۸۶

بیروں دادہ: دیکھیے: عشقِ داغ بیروں دادہ۔

بیرونِ در: دیکھیے ــــــ: (۱)، (۲) حلقۂ بیرونِ در [دوبار]۔ (۳) زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در۔

بیرونِ دل: میں دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ تھا — بیرونِ دل نہ تھی تپشِ انجمن ہنوز — ص ۴۲

بیروں ریختن: نقدِ انجم تا یکے از کیسہ بیروں ریختن — یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے — ص ۱۱۴

بیزار[۲]: (۱) وھاں کے خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پرِ کاہ — وہ رہے مروحۂ بالِ پری سے بیزار — ص ۱۳۲

(۲) مجھ سے مت کہہ تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی — زندگی سے بھی مرا جی اِن دنوں بیزار ہے — ص ۲۱۲

(۳) ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار — یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے! — ص ۲۳۸

(۴) شکر سمجھو اِسے، یا کوئی شکایت سمجھو — اپنی ہستی سے ہوں بیزار، کہوں یا نہ کہوں — ص ۲۹۸

دیکھیے ــــــ: (۵) دل وارستۂ ہفتاد و دو ملت بیزار۔ (۶) عاقبت بیزار۔

پیوَن[۳]: زورِ بازو میں مانتے ہیں تجھے — گیو و گودرز و پیون و رُہّام — ص ۱۳۷

---

۱ بیروں : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکب: چار بار]۔

۲ بیزار : چھے بار [مفرد: چار بار، مرکب: دو بار]۔

۳ پیوَن : ایک بار۔

بیس بار[1]: گنی ہیں سال کے رشتے میں بیس بار گرہ | ابھی شمار میں باقی ہیں سو ہزار گرہ ص ۲۷۸

بیستوں[2] گشتۂ الفتِ زلفِ سیہِ شیریں کو | بیستون سبزے سے ہے سنگِ زمرد کا مزار ص ۲

(۲) ہو سکے کیا خاک دست و بازوے فرہاد سے | بیستوں، خوابِ گرانِ خسروِ پرویز ہے ص ۸۵

(۳) کوہکن: گرسنہ مزدورِ طربِ گاہِ رقیب | بیستوں: آئنۂ خوابِ گرانِ شیریں ص ۱۳۲

بیسن[3]: نہ پوچھ اُس کی حقیقت، حضورِ والا نے | مجھے جو بھیجی ہے بیسن کی روغنی روٹی ص ۱۲۳

بیسنی روٹی[4]: نہ کھاتے گیہوں، نکلتے نہ خلد سے باہر | جو کھاتے حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی ص ۱۲۳

بیش[5]: (۱) زندگانی نہیں بیش از نفسِ چند، اسدؔ! | غفلت آرامیِ یاراں پہ ہیں خنداں گل و صبح ص ۳۷

(۲) بیش از نفس بتاں کے کرم نے وفا نہ کی | تھا محملِ نگاہ بہ دوشِ شرار، حیف! ص ۴۹

(۳) یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز | چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا ص ۱۴۷

(۴) گرچہ ہے بعد عید کے نوروز | لیک بیش از سہ ہفتہ بعد نہیں ص ۲۸۰

(۵) ناتوانی نے نہ چھوڑا بس کہ بیش از عکسِ جسم | مُفتِ واگستردنی ہے فرشِ خواب آئینے پر ص ۲۲۷

(۶) یک نظر بیش نہیں فرصتِ ہستی غافل! | گرمیِ بزم ہے اک رقصِ شرر ہوتے تک ص ۱۷۳

(۷) غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس | برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم ص ۱۷۷

بیش بہا: دیکھیے: لعلِ بیش بہا۔

بیش تر: (۱) عیادت سے اسدؔ! میں بیش تر بیمار رہتا ہوں | سبب ہے، ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا ص ۲۷

(۲) ہرچند اُمید دور تر ہو | اے حوصلے! سعی بیش تر کر ص ۲۲۸

(۳) قطعِ سفرِ ہستی و آرامِ فنا ہیچ | رفتار نہیں بیش تر از لغزشِ پا، ہیچ ص ۳۶

بیضہ[6]: (۱) کرے گر حیرتِ نظارہ طوفاں نکتہ گوئی کا | حبابِ چشمۂ آئینہ ہووے بیضہ طوطی کا ص ۲۶

(۲) چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟ | کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ شبنم ہے ص ۱۰۲

---

[1] بیس : ایک بار۔
[2] بیستوں : تین بار۔
[3] بیسن : ایک بار۔
[4] بیسنی روٹی : ایک بار۔
[5] بیش : گیارہ بار [مرکّب: چار بار]۔
[6] بیضہ : سترہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

(۳) فکرِ پرواز جنوں ہے، سبب ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ، مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے — ص۱۰۹

(۴) بیضہ آسا تنگ بال و پر یہ ہے کنجِ قفس — از سرِ نو زندگی ہو، گر رہا ہوجایئے — ص۲۱۶

بیضۂ بلبل: پرورشِ نالہ ہے وحشتِ پرواز سے — ہے تہِ بالِ پری بیضۂ بلبل ہنوز — ص۴۴

(۲) شورِ تمثال ہے کس رشکِ چمن کا یارب! — آئنہ بیضۂ بلبل نظر آتا ہے مجھے — ص۸۸

بیضۂ طاؤس: (۱) طبع کی واشد نے رنگِ یک گلستاں گل کیا — یہ دلِ وابستہ گویا بیضۂ طاؤس تھا — ص۲۱

(۲) ہے تصور میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں — کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس — ص۴۶

(۳) دیکھیے: یک بیضۂ طاؤس۔

بیضۂ طاؤس خلوتاں: بزمِ نظر ہیں بیضۂ طاؤس خلوتاں — فرشِ طرب بہ گلشنِ ناآفریدہ کھینچ — ص۳۶

بیضۂ طوطی: عکسِ خط تا سخنِ ناصحِ دانا سرسبز — آئنہ بیضۂ طوطی نظر آیا ہے مجھے — ص۱۰۷

بیضۂ طوطیِ ہند: کہ ہم بیضۂ طوطیِ ہند غافل! — تہِ بالِ شمعِ حرم دیکھتے ہیں — ص۴۴۸

بیضۂ قمری: بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل — سروِ بیدل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار — ص۴

(۲) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری — عدم میں بہرِ فرقِ سرو مشتِ خاک باقی ہے — ص۱۰۷

(۳) نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کفِ خاک — آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے — ص۲۱۶

(۴) دیکھیے: یک بیاباں بیضۂ قمری۔

بیضۂ مور: کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے — جس میں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے — ص۲۰۳

بیعتِ بیدلؔ[۱]: ہے خامہ، فیضِ بیعتِ بیدلؔ بہ کفِ اسدؔ! — یک نیستاں قلمروِ اعجاز ہے مجھے — ص۱۰۳

بیکار[۲]: (۱) حیرت سے ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار — خُور، قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس — ص۴۶

(۲) سازِ یک ذرّہ نہیں فیضِ چمن سے بیکار — سایۂ لالۂ بے داغ، سویدائے بہار — ص۱۳۲

(۳) کاٹ کر پھینکیے ناخن تو بہ اندازِ ہلال — قوتِ نامیہ اُس کو بھی نہ چھوڑے بیکار — ص۱۳۲

(۴) یک ذرّۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا — یہاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا — ص۱۴۹

---

۱ بیعت : ایک بار [مرتب]۔ ۲ بیکار : پانچ بار [مرتب: ایک بار]۔

	(۵) دیکھیے: دستِ بیکار۔		
بیکاریِ تسلیم[1]:	بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے	گر خاک ہو، گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ	ص۱۷
بیکاریِ جنوں:	بیکاریِ جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل	جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی؟	ص۲۱۶
بیکاریِ خودآرائی:	نظر پرستی و بیکاریِ خود آرائی	رقیبِ آئنہ ہے حیرتِ تماشائی	ص۱۱۰
بیکساں:	دیکھیے ____: شاہِ بیکساں۔		
بیکسی[2]:	(۱) بے دماغِ خجلت ہوں، رشکِ امتحاں تا کے؟	ایک بیکسی تجھ کو عالم آشنا پایا	ص۱۲
	(۲) خود پرستی سے، رہے باہمدگر نا آشنا	بیکسی میری شریک، آئینہ تیرا آشنا	ص۱۹
	(۳) ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں	کیوں نہ ہووے آج کے دن بیکسی کی روح شاد	ص۳۹
	(۴) مجھ کو دیارِ غیر میں مارا وطن سے دور	رکھ لی مرے خدا نے میری بیکسی کی شرم	ص۱۷۷
	(۵) دل لگا کر، لگ گیا اُن کو بھی تنہا بیٹھنا	بارے، اپنی بیکسی کی ہم نے پائی داد یہاں	ص۱۷۹
	(۶) ڈالا نہ بیکسی نے کسی سے معاملہ	اپنے سے کھینچتا ہوں، خجالت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۳
	(۷) ناچار بیکسی کی بھی حسرت اُٹھائیے	دُشواریِ رہ و ستمِ ہمرہاں نہ پوچھ	ص۲۰۱
	دیکھیے ____: (۸) جنونِ بیکسی۔ (۹) وحشتِ دردِ بیکسی۔		
بیکسی افسردہ:	بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی کیا کروں!	جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال	ص۵۲
بیکسیِ عشق:	آئے ہے بیکسیِ عشق پہ رونا غالبؔ!	کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد!	ص۱۲۶
بیکسی ہاے تمنّا:	بیدلی ہاے تماشا! کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق	بیکسی ہاے تمنّا! کہ نہ دُنیا ہے نہ دیں	ص۱۳۳
بیکسی ہاے شبِ ہجر:	بیکسی ہاے شبِ ہجر کی وحشت، ہے ہے!	سایہ، خرشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے	ص۲۱۲

بیگانہ[3]: دیکھیے ____: (۱) آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ۔ (۲)، (۳) سبزۂ بیگانہ [دو بار]۔ (۴) منتِ بیگانہ۔ (۵) ہر بیگانہ۔

---

[1] بیکاری : تین بار [مرکّب]۔ — بیکساں : ایک بار [مرکّب]۔

[2] بیکسی : گیارہ بار [مفرد: سات بار، مرکّب: چار بار]۔ — [3] بیگانہ : آٹھ بار [مرکّب]۔

بیکسی ہا : دو بار [مرکّب]۔

بیگانۂ تاثیر: نظر بازی: طلسمِ وحشت آبادِ پرستاں ہے — رہا بیگانۂ تاثیر افسوں آشنائی کا — ص۱۶

بیگانۂ وفا: بیگانۂ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز — وہ سبزہ سنگ پر نہ اُگا کوہکن ہنوز — ص۴۲

(۲) ہے وہ غرورِ حُسن سے بیگانۂ وفا — ہر چند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے — ص۲۰۵

بیگانگی[۱]: (۱) دوستی کا پردہ ہے بیگانگی — مُنہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے — ص۲۲۳

(۲) دیکھیے: بہانۂ بیگانگی۔

بیگانگیِ خلق: بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو غالبؔ — کوئی نہیں تیرا تو مری جان! خدا ہے — ص۲۱۹

بیگانگیِ خوہا: بیگانگیِ خوہا موجِ رمِ آہو ہا — دامِ گلۂ الفت زنجیرِ پشیمانی — ص۱۰۹

بیگم[۲]: گاتی تھیں شمرو کی بیگم: تنّنا ہا یا ہو — دودھ میں پکتے تھے شلغم، تنّنا ہا یا ہو — ص۲۰۱

بیم[۳]: (۱) سبحہ گرداں ہے اُسی کے کفِ اُمید کا ابر — بیم سے جس کے صبا توڑے ہے صد جا زُنّار — ص۴

(۲) موجِ ابروے قضا جس کے تصوّر سے دونیم — بیم سے جس کے دلِ شحنۂ تقدیر فگار — ص۵

(۳) کوہ کو بیم سے اُس کے، ہے جگر باختگی — نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں — ص۸

(۴) ہرگام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا — ص۱۹

(۵) یک جانب اے اسدؔ! شبِ فرقت کا بیم ہے — دامِ ہوس ہے زلفِ دل آویز یک طرف — ص۴۹

(۶) اللہ رے تیری تُندیِ خو! جس کے بیم سے — اجزاے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے — ص۲۲۶

(۷) دیکھیے: پریشانیِ بیم۔

بیمِ خزاں: گل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا — گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف! — ص۴۹

بیمِ رُسوائی: خرابِ نالۂ بلبل، شہیدِ خندۂ گل — ہنوز دعویِ تمکین و بیمِ رسوائی! — ص۱۱۰

بیمِ رقیب: بیمِ رقیب سے نہیں کرتے وداعِ ہوش — مجبور یہاں تلک ہوئے، اے اختیار حیف! — ص۱۷۴

بیمِ طبعِ نازکِ خوباں: بیمِ طبعِ نازکِ خوباں سے وقتِ سیرِ باغ — ریشۂ زیرِ زمیں کو بھی دویدن منع ہے — ص۱۱۳

بیمِ گزند: تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے — نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا — ص۱۱

---

۱ بیگانگی : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

۲ بیگم : ایک بار۔

۳ بیم : پندرہ بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: نو بار]۔

بیمِ ملامت: نہ فکرِ سلامت، نہ بیمِ ملامت — زِ خود رفتگی ہاے حیرت سلامت ص۳۳

بیمناک: گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک — گرچہ خدا کی یاد ہے، کُلفتِ ماسوا سمجھ ص۷۲

بیم واُمید: شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ — خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ، بلا سمجھ ص۷۲

بیمار[1]: (۱) اے خوشا! فیضِ ہواے چمنِ نشوونما — بادہ پُرزور و نَفَس مست و مسیحا بیمار ص۳

(۲) عیادت سے اسدؔ! میں بیش تر بیمار رہتا ہوں — سبب ہے ناخنِ دخلِ عزیزاں سینہ خستن کا ص۲۷

(۳) تیرے بیمار پہ ہیں فریادی — وہ جو کاغذ میں دوا باندھتے ہیں ص۵۸

(۴) پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیمار دار — [دیکھیے: بیماردار]۔ ص۱۹۶

(۵) کم نہیں نازشِ ہم نامیِ چشمِ خوباں — تیرا بیمار، بُرا کیا ہے، گر اچھا نہ ہوا ص۱۶۲

(۶) کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو — یعنی اِس بیمار کو نظّارے سے پرہیز ہے ص۲۱۳

(۷) اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق — وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے ص۲۳۹

(۸) ہوں دردِ ہلاکِ نامہ بر سے بیمار — قارورہ مرا خونِ کبوتر ہے آج ص۴۵۷

دیکھیے ــــــ: (۹) بادِ افسانۂ بیمار۔ (۱۰) تبخالِ لبِ بیمار۔ (۱۱) عاشقِ بیمار۔ (۱۲) نبضِ بیمار۔ (۱۳) نبضِ دلِ بیمار۔

بیمارِ ازخودرفتہ: دیکھیے: دلِ بیمارِ ازخودرفتہ۔

بیمارِ بدخو: دیکھیے: نالۂ بیمارِ بدخو۔

بیمارپُرسی: نیازِ جلوہ ریزی طاقتِ بالیں شکستن ہا — تکلّف کو خیال آیا ہو گر بیمار پُرسی کا ص۲۶

بیماردار: (۱) لو، ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں — اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج ص۱۹۵

(۲) پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیماردار — اور اگر مرجایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو ص۱۹۶

بیمارِ دوست: عشق میں بیدادِ رشکِ غیر نے مارا مجھے — کُشتۂ دشمن ہوں آخر، گرچہ تھا بیمارِ دوست ص۱۹۳

بیمارِ محبت: دیکھیے: عرضِ حیرانیِ بیمارِ محبت۔

---

[1] بیمار : اُنیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: گیارہ بار]۔ — بیماروں : ایک بار۔

بیمارداری : دوبار۔ — بیماری : ایک بار [مرکّب]۔

بیمارِ وفا: دیکھیے: نبضِ بیمارِ وفا۔

بیماروں: داد خواہِ تپش و مُہرِ خموشی برلب کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا ص۲۸

بیماریِ غم: کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیاں جو کہ کھایا خونِ دل، بے منتِ کیموس تھا ص۱۵۴

بینا[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) چشمِ بینا۔ (۲) دیدۂ بینا۔ (۳) نشاطِ دیدۂ بینا۔

بینائی[2]: (۱) سبزہ و گل کو دیکھنے کے لیے چشمِ نرگس کو دی ہے بینائی ص۲۵۱

(۲) غرض اس سے ہیں چارہ معصوم جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی ص۲۶۳

بینش[3]: بینش بہ سعیِ ضبطِ جنوں نو بہار تر دل در گدازِ نالہ، نگہ آبیار تر ص۴۰

دیکھیے ـــــ: (۲)، (۳)، (۴) اہلِ بینش [تین بار]۔ (۵) جلوۂ بینش۔ (۶) چشمِ بینش۔ (۷) سازِ بینش۔

(۸) عبرتِ بینش۔ (۹) گدازِ سعیِ بینش۔

بینش پناہ: دیکھیے: جلوۂ بینش پناہ۔

بینوا[4]: (۱) دل کارگاہِ فکر و اسدؔ بینوائے دل یاں سنگِ آستانۂ بیدلؔ ہے آئنہ ص۷۰

(۲) تھا میں اک بینوائے گوشہ نشیں تھا میں اک دردمندِ سینہ فگار ص۱۲۵

(۳) ہزار آفت و یک جانِ بینوائے اسدؔ خدا کے واسطے اے شاہِ بیکساں فریاد!

بینوائی[5]: دیکھیے: یک برگِ بینوائی۔

بینوائی تر: بینوائی تر صدائے نغمۂ شہرت اسدؔ! بوریا یک نیستاں عالم بلند آوازہ تھا ص۱۷

بیہدہ گوئی[6]: معاف بیہدہ گوئی ہیں ناصحانِ عزیز دلِ بہ دستِ نگارے ندادہ رکھتے ہیں ص۶۴

بیہودہ[7]: پنبۂ مینائے مَے رکھ لو تم اپنے کان میں مَے پرستاں! ناصحِ بے صرفہ گو بیہودہ ہے ص۱۰۳

---

[1] بینا : تین بار [مرکّب]۔
[2] بینائی : دوبار۔
[3] بینش : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: نو بار]۔
[4] بینوا : تین بار [مرکّب]۔
[5] بینوائی : دوبار [مرکّب]۔
[6] بیہدہ : ایک بار [مرکّب]۔
[7] بیہودہ : ایک بار۔

پ

پا[1]: (۱) گو بیابانِ تمنّا و کجا جولانِ عجز — آبلے پا کے ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز ص۴۴

(۲) پا پُر از آبلہ راہِ طلبِ مے میں ہوا — ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز ص۴۵

(۳) سرشک آشفتہ سر تھا قطرہ زن مژگاں سے جانے میں — رہے یہاں شوخیِ رفتار سے پا آستانے میں ص۵۸

(۴) نہ سودے آبلوں میں گر سرشکِ دیدۂ نم سے — بہ جولاں گاہِ نومیدی نگاہِ عاجزاں، پا ہے ص۸۵

(۵) فروغِ حُسن سے ہوتی ہے حلّ مشکلِ عاشق — نہ نکلے شمع کے پا سے، نکالے گر نہ خار، آتش ص۱۷۳

(۶) رَو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں ص۱۸۹

[چھے بار بہ طور ردیف، ص۲۹]:

(۷)،(۸) ہے تنگ زِ واماندہ شدن حوصلۂ پا — جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا

(۹)،(۱۰) سر منزلِ ہستی سے ہے صحرائے طلب دور — جو خط ہے کفِ پا پہ سُو ہے سلسلۂ پا

(۱۱) دیدار طلب ہے دلِ واماندہ کہ آخر — نوکِ سرِ مژگاں سے رقم ہو گلۂ پا

(۱۲) آیا نہ بیانِ طلبِ کام، زباں تک — تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا

(۱۳) فریاد سے پیدا ہے اسدؔ گرمیِ وحشت — تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا

دیکھیے ـــــــ: (۱۴)،(۱۵)،(۱۶) آبلہ پا [تین بار]۔ (۱۷) آبلۂ پا۔ (۱۸) آتش زیرِ پا۔ (۱۹) آغوشِ نقشِ پا۔ (۲۰) اضطرابِ چشمِ بر پا دوختہ۔ (۲۱) اک آبلہ پا۔ (۲۲) ایک نقشِ پا۔ (۲۳) برہنہ پا۔ (۲۴)،(۲۵) بوسۂ

---

[1] پا : ایک سوتیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: ایک سو چوبیس بار]۔
پاانداز : ایک بار [مرکّب]۔
پابوس : ایک بار [مرکّب]۔

پا[دوبار]۔(۲۶)،(۲۷) بے سروپا[دوبار]۔(۲۸) پیشِ پا اُفتادہ۔(۲۹) حکایتِ صبرِ گریز پا۔(۳۰) حیرتِ نقشِ پا۔(۳۱) خارِ پا۔(۳۲) خلوتِ آبلۂ پا۔(۳۳)۔۔(۳۷) دست و پا[پانچ بار]۔(۳۸) دل فریبیِ اندازِ نقشِ پا۔(۳۹) ذوقِ گلچینیِ نقشِ کفِ پا۔(۴۰)،(۴۱) رشتۂ پا[دوبار]۔(۴۲) زنجیرِ پا۔(۴۳) زنجیر بہ پا۔(۴۴) زنجیرِ نقشِ پا۔(۴۵)،(۴۶) سرتاپا[دوبار]۔(۴۷) سرتا بہ پا۔(۴۸) سرتاپا گداز۔(۴۹) صدائے پا۔(۵۰) طرفِ آبلۂ پا۔(۵۱) قطرۂ بے دست و پا۔(۵۲)۔۔(۵۵) کفِ پا[چار بار]۔(۵۶) گردِ شاخِ گُلِ پا۔(۵۷)۔۔(۶۰) لغزشِ پا[چار بار]۔(۶۱) محملِ خوابِ پا۔(۶۲) مرتبۂ پشتِ پا۔(۶۳) مرغِ رشتہ بر پا۔(۶۴) ناخنِ پا۔(۶۵)۔۔(۷۲) نقشِ پا[آٹھ بار]۔(۷۳) یک مژہ خوابِ پا۔

پا اُفتادگیِ نشہ: ہے زِ پا اُفتادگیِ نشہ بیماری مجھے — بے سخن تبخالۂ لب، دانۂ انگور ہے — ص۹۳

پا اُفتادہ: دیکھیے: دلِ بے دست و پا اُفتادہ۔

پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز: ہوں زِ پا اُفتادۂ اندازِ یادِ حُسنِ سبز — کس قدر ہے نشہ فرسائے خمارِ بنگ، دل — ص۵۳

پا اُفتادۂ زنہار: بس کہ حیرت سے زِ پا اُفتادۂ زنہار ہے — ناخنِ انگشت تبخالِ لبِ بیمار ہے — ص۸۳

پا اُفتادۂ حسرت: برائے حلِّ مشکل ہوں زِ پا اُفتادۂ حسرت — بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیماں خاکساری کا — ص۱۸

پا انداز: دیکھیے: فرشِ پا انداز۔

پابوس: دیکھیے: ہلاکِ حسرتِ پابوس۔

پا بہ حنا: (۱) حسنِ افسردہ دلی ہا رنگیں — شوق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں — ص۵۸

(۲) تیری فرصت کے مقابل اے عُمر! — برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

پا بہ دامن: پا بہ دامن ہو رہا ہوں بس کہ میں صحرا نورد — خارِ پا ہیں جوہرِ آئینۂ زانو مجھے — ص۲۰۸

پا بہ رکاب: صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب — خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا — ص۴۴۶

پا بہ زنجیرِ رمِ آہو: باعثِ واماندگی ہے عُمرِ فرصت جو مجھے — کردیا ہے پا بہ زنجیرِ رمِ آہو مجھے — ص۷۸

پا در حنا: (۱) برقِ بہار سے ہوں میں پا در حنا ہنوز — اے خارِ دشت! دامنِ شوقِ رمیدہ کھینچ — ص۳۶

(۲) شرارِ سنگ سے پا در حنا گلگونِ شیریں ہے — ہنوز اے تیشۂ فرہاد! عرضِ آتشیں پائی — ص۹۲

(۳) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ — نسیم باغ سے پا در حنا نکلتی ہے — ص ۳۵۲

پا دررفتہ خارِ جستجو: شمع ہوں لیکن بہ پا در رفتہ خارِ جستجو — مدعا گم کردہ ہرسو، ہر طرف جلتا ہوں میں — ص ۶۳

پا دررکاب: آنکھوں میں انتظار سے جاں پُرشتاب ہے — آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے — ص ۳۵۳

پاکوبیاں: بس کہ وہ پاکوبیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد — ہے غلافِ دفچۂ خرشید ہر یک گردباد — ص ۳۸

پا نشستن ہا: دل از اضطراب آسودہ طاعت گاہِ داغ آیا — بہ رنگِ شعلہ ہے مُہرِ نماز از پا نشستن ہا — ص ۲۳

پائے اجل: دیکھیے: حنائے پائے اجل۔

پائے افگار: پائے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہے — خارِ رہ کو ترے ہم مہر گیا کہتے ہیں — ص ۱۸۸

پائے بُتِ: دیکھیے: سرِ بہ پائے بُتِ نانہادہ۔

پائے بہار: لنگرِ عیش پہ سرشارِ تماشائے دوام — کہ رہے خونِ خزاں سے بہ حنا پائے بہار — ص ۷

پائے بہ زنجیر: (۱) ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی — پرِ طاؤس سے دل پائے بہ زنجیر آیا — ص ۲۷

(۲) اُس بیاباں میں گرفتارِ جنوں ہوں کہ جہاں — موجۂ ریگ سے دل پائے بہ زنجیر آوے — ص ۱۱۳

پائے تحمل: حسرتِ دستگہ و پائے تحمل تاچند؟ — رگِ گردن خطِ پیمانہ بے مُل تاچند؟ — ص ۳۹

پائے ثبات: (۱) شمع آسا چہ سرِ دعویٰ وکو پائے ثبات — گلِ صد شعلہ بہ یک جَیبِ شکیبائی ہے — ص ۱۰۳

(۲) زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا — نے بھاگنے کی گوں نہ اقامت کی تاب ہے — ص ۲۰۶

پائے جستجو: دیکھیے: نقشِ پائے جستجو۔

پائے چوبیں: عذرِ لنگ، آفتِ جولانِ ہوس ہے یارب! — جل اُٹھے گرمیِ رفتار سے پائے چوبیں — ص ۸

پائے حنائی: عیاں ہے پائے حنائی بہ رنگِ پرتوِ خُور — رکاب، روزنِ دیوارِ خانۂ زیں ہے — ص ۱۰۳

پائے خامۂ مُو: بہ پائے خامۂ مُو طے رہِ وصفِ کمر کیجیے — کہ تارِ جادۂ سرمنزلِ نازک خیالی ہے — ص ۷۹

پائے خزاں: دیکھیے: حنائے پائے خزاں۔

پائے خضر: دیکھیے: نقشِ پائے خضر۔

پائے خفتہ: مژہ فرشِ رہ و دل ناتوان و آرزو مضطر — بہ پائے خفتہ سیرِ وادیِ پُرخارِ بستر ہے — ص ۸۵

پاے خُم: سر، پاے خُم پہ چاہیے ہنگامِ بے خودی   رُو سوے قبلہ وقتِ مناجات چاہیے   ص۲۲۰

پاے خوابیدہ: ذوقِ راحت اگر احرامِ تپش ہو جوں شمع   پاے خوابیدہ بہ دل جوئیِ شبگیر آوے   ص۱۱۳

پاے خیلِ مور: دیکھیے: زیرِ پاے خیلِ مور۔

پاے درِ گل: بہاہے یہاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر   کہ چشمِ تر میں ہر یک پارۂ دل، پاے درِ گل ہے   ص۷۷

پاے دلِ رنجور: تماشاے بہار آئینہ پردازِ تسلّی ہے   کفِ گل برگ سے پاے دلِ رنجور ملتے ہیں   ص۹۳

پاے رفتار: ہے نفَس، مایۂ شوقِ دوجہاں ریگِ رواں   پاے رفتار کم و حسرتِ جولاں بسیار   ص۴

پاے سبب: یقیں ہے، آدمی کو دستگاہِ فقر حاصل ہو   دمِ تیغِ توکّل سے اگر پاے سبب کاٹے   ص۹۸

پاے سخن: کس مُنہ سے شکر کیجیے اِس لطفِ خاص کا   پُرسش ہے اور پاے سخن درمیاں نہیں   ص۱۸۸

پاے سیلِ بلا: جس جا کہ پاے سیلِ بلا درمیاں نہیں   دیوانگاں کو وھاں ہوسِ خانماں نہیں   ص۵۷

پاے سیم تناں: دیکھیے: کفشِ پاے سیم تناں۔

پاے صد موج: ضبطِ گریہ گہرِ آبلہ لایا آخر   پاے صد موج بہ طوفاں کدۂ دل باندھا   ص۱۴

پاے طاؤس: نقشِ نازِ بُتِ طنّاز بہ آغوشِ رقیب   پاے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے   ص۲۰۹

پاے طلب: (۱) ہوئے یہ رہ رواں دل خستہ شرمِ نارسائی سے   کہ دستِ آرزو سے یکقلم پاے طلب کاٹے   ص۴۵۵

(۲) دیکھیے: پاے طلب و دستِ ہوس۔

پاے گل: خوش حال اُس حریفِ سیہ مست کا کہ جو   رکھتا ہو مثلِ سایۂ گل سر بہ پاے گل   ص۱۷۶

پاے مسافر: دیکھیے: کفِ پاے مسافر۔

پاے مور: (۱)، (۲) دیکھیے: نقشِ پاے مور (دوبار)۔

پاے نظر: (۱) پیچیدگی ہے حاملِ طومارِ انتظار   پاے نظر بہ دامنِ شوقِ دویدہ کھینچ   ص۳۶

(۲) حیرت: حجابِ جلوہ و وحشت: غبارِ چشم   پاے نظر بہ دامنِ صحرا نہ کھینچیے   ص۱۰۶

(۳) راحت، کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ ہے   پاے نظر بہ دامنِ افسانہ کھینچیے   ص۱۰۵

پاے نگار: دیکھیے: کفِ پاے نگار۔

پاے نگاہ: عزلت گزینِ بزم ہیں واماندگانِ دید — مینائے مے ہے آبلہ پاے نگاہ کا — ص۱۹

پاے نگاہِ خلق: میں بے ہنر کہ جوہرِ آئینہ تھا، عبث — پاے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں — ص۶۲

پاے ہوس: ہے دستِ رد بہ سیرِ جہاں، بستنِ نظر — پاے ہوس بہ دامنِ مژگاں کشیدہ ہوں — ص۶۱

پابستگیِ[1] رسم و رہِ عام: ہیں اہلِ خرد کس روشِ خاص پہ نازاں؟ — پابستگیِ رسم و رہِ عام بہت ہے — ص۲۲۵

پابندِ[2] بے نیامی: صد رنگ گل کترنا، درپردہ قتل کرنا — تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیامی — ص۴۷

پابندِ رم: کسو کو زِ خود رَستہ کم دیکھتے ہیں — کہ آہو کو پابندِ رم دیکھتے ہیں — ص۵۶

پابندِ مطلب ہا: فنا کو عشق ہے بے مقصداں! حیرت پرستاراں! — نہیں رفتارِ عُمرِ تیز رَو پابندِ مطلب ہا — ص۴۳

پابندِ نَے: فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے — نالہ پابندِ نَے نہیں ہے — ص۲۲۸

پاداری[3]: ہے نگیں کی پاداری نامِ صاحبِ خانہ — ہم سے تیرے کوچے نے نقشِ مدعا پایا — ص۱۳

پاداشِ[4] عمل: کیا زُہد کو مانوں کہ نہ ہو گرچہ ریائی — پاداشِ عمل کی طمعِ خام بہت ہے — ص۲۲۵

(۲) دیکھیے: صد حشرِ پاداشِ عمل۔

پار[5]

(۱) طلسمِ مستیِ دل آں سوے ہجومِ سرشک — ہم ایک مے کدہ دریا کے پار رکھتے ہیں — ص۲۳

(۲) کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو — یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا — ص۱۲۰

(۳) وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب! دل کے پار — جو مری کوتاہیِ قسمت سے مژگاں ہوگئیں — ص۱۹۲

(۴) رہے دل ہی میں تیر، اچھا؛ جگر کے پار ہو، بہتر — غرض شستِ بتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے — ص۲۲۲

(۵) پُل ہی پر سے پھیر لائے ہم کو لوگ — ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا — [قادرنامہ]

پارسا[6]: نغمہ ہے، محوِ ساز رہ؛ نشہ ہے، بے نیاز رہ — رندِ تمام ناز رہ، خلق کو پارسا سمجھ — ص۴۳

پارسائی[7]: (۱) نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رسوا بے وفائی کا — بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا — ص۱۳۶

(۲) پئے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا — بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا — ص۱۳۶

۱۔ پابستگی : ایک بار[مرتب]۔

۲۔ پابند : چار بار[مرتب]۔

۳۔ پاداری : ایک بار۔

۴۔ پاداش : دوبار[مرتب]۔

۵۔ پار : پانچ بار۔

۶۔ پارسا : ایک بار۔

۷۔ پارسائی : دوبار۔

پارسل[1]: سات جلدوں کا پارسل پہنچا — واہ! کیا خوب برمحل پہنچا — ص۲۹۳

پارہ[2]: (۱) دیکھیے: رازِ دلِ صد پارہ۔ (۲) ہر پارہ سنگ۔

پارہ ہائے جگر: آئے ہیں پارہ ہائے جگر درمیانِ اشک — لایا ہے لعلِ بیش بہا کاروانِ اشک — ص۵۰

پارہ ہائے دل: فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے — بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمک داں پر — ص۱۶۷

پارۂ ابر: حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر — سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کہسار — ص۲

پارۂ جگر: پھر دیا پارۂ جگر نے سوال — ایک فریاد و آہ و زاری ہے — ص۲۲۳

پارۂ چاکِ کتاں: شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب — پارۂ چاکِ کتاں پرکالۂ مہ ہوگیا — ص۲۳۶

پارۂ دل: آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ — تارِ نفس، کمندِ شکارِ اثر ہے آج — ص۱۶۵

دیکھیے ـــــــ: (۲) عشرتِ پارۂ دل۔ (۳) ہر پارۂ دل۔ (۴) ہر یک پارۂ دل۔

پاس[3] (۱): (۱)، (۲) کب فقیروں کو رسائی بُتِ مے خوار کے پاس — تُو بے بو دیجیے مے خانے کی دیوار کے پاس — ص۳۶

(۳) جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو — روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے — ص۱۲۹

(۴) تھا ترنجِ زر ایک خسرو پاس — رنگ کا زرد، پر کہاں بو باس — ص۱۳۱

(۵) ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا نہ سہی — آخر اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا — ص۱۵۹

(۶) لیتا نہیں مرے دلِ آوارہ کی خبر — اب تک، وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے — ص۲۰۴

(۷) ہے وہ غُرورِ حُسن سے بیگانۂ وفا — ہرچند اُس کے پاس دلِ حق شناس ہے — ص۲۰۵

(۸) مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے — بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیے — ص۲۱۹

(۹) سایہ میرا مجھ سے مثلِ دُود بھاگے ہے اسدؔ — پاس مجھ آتش بہ جاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے — ص۲۲۲

(۱۰) پاس ہے اب سوادِ اعظمِ نثر — دیکھیے چل کے نظمِ عالمِ نثر — ص۲۶۷

(۱۱) درم و دام اپنے پاس کہاں! — چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں! — ص۲۹۸

---

[1] پارسل: ایک بار۔ — پارہ ہا: دوبار [مرتّب]۔

[2] پارہ: نوبار [مرتّب]۔ — [3] پاس (۱): اٹھارہ بار۔

[سات بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۱۷۳]:

(۱۲) مژدہ اے ذوقِ اسیری! کہ نظر آتا ہے — دامِ خالی قفسِ مرغِ گرفتار کے پاس

(۱۳) جگرِ تشنۂ آزار تسلّی نہ ہوا — جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس

(۱۴) مُند گئیں، کھولتے ہی کھولتے آنکھیں، ہَے ہَے! — خوب وقت آئے تم اِس عاشقِ بیمار کے پاس!

(۱۵) میں بھی رُک رُک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے — دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس

(۱۶) دہنِ شیر میں جا بیٹھیے لیکن اے دل! — نہ کھڑے ہوجیے خوبانِ دل آزار کے پاس

(۱۷) دیکھ کر تجھ کو چمن بس کہ نمو کرتا ہے — خود بہ خود پہنچے ہے گُل گوشۂ دستار کے پاس

(۱۸) مرگیا پھوڑ کے سر غالبِ وحشی، ہَے ہَے! — بیٹھنا اُس کا وہ آکر تری دیوار کے پاس!

پاسِ[۱] آبرو: (۱) اے سرِ شوریدہ! ذوقِ عشق و پاسِ آبرو! — جوشِ سودا کب حریفِ منّتِ دستار ہے — ص۸۳

(۲) جنوں، فسردۂ تمکیں ہے کاش! عہدِ وفا — گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے — ص۹۹

پاسِ انفاس: دیکھیے: سررشتۂ پاسِ انفاس۔

پاسِ بے رونقیِ دیدہ: دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ؟ ولیکن ناچار — پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہم کو — ص۱۹۵

پاسِ درد: رفوئے زخم سے مطلب ہے لذّتِ زخمِ سوزن کی — سمجھیو مت کہ پاسِ درد سے دیوانہ غافل ہے — ص۲۰۸

پاسِ شوخیِ مژگاں: بہ پاسِ شوخیِ مژگاں سرِ ہر خار، سوزن ہے — تبسّم، برگِ گُل کو بخیۂ دامن نہ ہوجاوے — ص۸۵

پاسِ ضبطِ آبرو: نہ دیجے پاسِ ضبطِ آبرو وقتِ شکستن بھی — تحمّل پیشۂ تمکین رہیے آئنہ آسا — ص۳۴۷

پاسِ ناموسِ وفا: فروغِ شعلۂ خس یک نفس ہے — ہوس کو پاسِ ناموسِ وفا کیا! — ص۱۵۷

پاسِ وضع: دیکھیے: حجابِ پاسِ وضع۔

پاسباں[۲]: (۱) کیا کروں! غم ہائے پنہاں لے گئے صبر و قرار — دُزد گر ہو خانگی تو پاسباں معذور ہے — ص۹۳

(۲) دے وہ جس قدر ذلّت، ہم ہنسی میں ٹالیں گے — بارے، آشنا نکلا اُن کا پاسباں، اپنا — ص۱۵۹

(۳) بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے — کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو — ص۱۹۶

---

۱ پاس (۲): نو بار [مرکّب]۔

۲ پاسباں: چھے بار [مفرد: چار بار، مرکّب: دو بار]۔

(۴) گدا سمجھ کے وہ چپ تھا، مری جو شامت آئے — اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے — ص۲۳۶

(۵) دیکھیے: زبانِ پاسباں۔

پاسبانِ بے دماغی: نوائے بلبل و گل پاسبانِ بے دماغی ہے — بہ یک مژگانِ خوباں صد چمن خوابیدنی جانے — ص۱۱۵

پاسبانی[1]: (۱) نہیں شاہ راہِ اوہام بجز آں سوے رسیدن — تری سادگی ہے غافل! درِ دل پہ پاسبانی — ص۱۰

(۲) گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا — بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مفت ہے — ص۱۱۴

(۳) جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی — تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی — ص۲۰۷

پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی: ناخنِ دخلِ عزیزاں یکقلم ہے نقب زن — پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی عبث — ص۳۳

پاسخِ[2] مکتوب: یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخِ مکتوب! — مگر ستم زدہ ہوں ذوقِ خامہ فرسا کا — ص۱۴۷

پاش پاش[3]: سمجھا اُسے گراب، ہوا پاش پاش دل — دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمکِ عوام — ص۲۸۲

پاشنہ[4]: زخمی ہوا ہے پاشنہ پاے ثبات کا — نے بھاگنے کی گوں، نہ اِقامت کی تاب ہے — ص۲۰۶

پاک[5]: (۱) ہے عرضِ جوہرِ خط و خالِ ہزار عکس — لیکن ہنوز دامنِ آئینہ پاک ہے — ص۱۱۰

(۲) صرفِ بہاے مَے ہوئے آلاتِ مے کشی — تھے یہ ہی دو حساب سو یوں پاک ہو گئے — ص۲۲۹

(۳) رُونے سے، اَور عشق میں بیباک ہو گئے — دھوئے گئے ہم اِتنے کہ بس پاک ہو گئے — ص۲۲۹

دیکھیے ـــــ: (۴) یک دلِ پاک۔ (۵) یک نگاہِ پاک۔

پامالِ[6] حسرت ہاے فرشِ بزم گستردن: دریغا! بستنِ رختِ سفر سے ہو کے میں غافل — رہا پامالِ حسرت ہاے فرشِ بزم گستردن — ص۴۳۹

پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں: بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں — حنا سے دست و خونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے — ص۸۹

پامالی[7]: (۱) لکھی یاروں کی بدمستی نے مے خانے کی پامالی — ہوئی قطرہ فشانی ہاے مَے، بارانِ سنگ آخر — ص۴۰

(۲) نہیں ہے مزرعِ اُلفت میں حاصل غیرِ پامالی — نظر دانہ، سرشکِ برز میں اُفتادہ آتا ہے — ص۹۸

---

[1] پاسبانی : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
[2] پاسخ : ایک بار [مرکّب]۔
[3] پاش پاش : ایک بار۔
[4] پاشنہ : ایک بار۔
[5] پاک : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
[6] پامال : دو بار [مرکّب]۔
[7] پامالی : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔

پامردِ تغافل[1]: گو حوصلہ پامردِ تغافل نہیں لیکن — خاموشیِ عاشق گلۂ کم سخنی ہے — ص۱۱۱

پامردِ کثرتِ تکلیف: نہیں ہے حوصلہ پامردِ کثرتِ تکلیف — جنونِ ساختہ: حرزِ فسونِ دانائی — ص۴۵۳

پامردِ یک انداز: پامردِ یک انداز نہیں قامتِ ہستی — طاقت اگر اعجاز کرے تہمتِ خَم باندھ — ص۷۱

پانچ چار[2]: جنابِ قبلۂ حاجات! اِس بلاکش نے — بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس — ص۳۶۴

پان سات[3]: ماہِ نَو نکلے پہ، گزری ہوں گی راتیں پان سات — (تضمین) — ص۲۹۰

پانْو[4]: (۱) پانْو میں جب وہ حنا باندھتے ہیں — میرے ہاتھوں کو جُدا باندھتے ہیں — ص۵۸

(۲) پانْو سے تیرے ملے فرقِ ارادت، اورنگ — فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت اکلیل — ص۱۳۳

(۳) لے تو لوں سوتے میں اُس کے پانْو کا بوسہ مگر — ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا — ص۱۵۱

(۴) ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا میں نے — کہ گر پڑے نہ مرے پانْو پر در و دیوار — ص۱۶۷

(۵) اِن آبلوں سے پانْو کے گھبرا گیا تھا میں — جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر — ص۱۶۹

(۶) مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں — ایک چکّر ہے، مرے پانْو میں زنجیر نہیں — ص۱۸۲

(۷) ہوا چرچا جو میرے پانْو کی زنجیر بننے کا — کیا بیتاب کاں میں جُنبشِ جوہر نے آہن کو — ص۱۹۸

(۸)،(۹) اسدؔ! خوشی سے مرے ہاتھ پانْو پھول گئے — کہا جو اُس نے: ذرا میرے پانْو داب تو دے — ص۲۲۳

(۱۰) ہوئے ہیں پانْو ہی پہلے نبردِ عشق میں زخمی — نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے، نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

(۱۱) اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق — جو پانْو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علَم ہوئے — ص۲۲۷

(۱۲) عجب نشاط سے جلّاد کے چلے ہیں ہم آگے — کہ اپنے سایے سے سر، پانْو سے ہے دو قدم آگے — ص۲۲۷

(۱۳) گھستے گھستے پانْو میں زنجیر آدھی رہ گئی — مر گئے پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی — ص۲۸۹

(۱۴) بیچارہ کتنی دور سے آیا ہے، شیخ جی! — کعبے میں کیوں دبائیں نہ ہم برہمن کے پانْو — ص۳۲۲[ثانی]

(۱۵) دیکھیے: ہاتھ پانْو۔

[دس بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص۱۹۶]:

---

۱ پامرد : تین بار[مرکّب]۔

۲ پانچ چار : ایک بار۔

۳ پان سات : ایک بار۔

۴ پانْو : پچیس بار۔

(۱۶)،(۱۷) دھوتا ہوں جب میں پینے کو، اُس سیم تن کے پانو — رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے باہر لگن کے پانو

(۱۸)،(۱۹) دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانو — ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو

(۲۰) بھاگے تھے ہم بہت سو اُسی کی سزا ہے یہ — ہوکر اسیر، دابتے ہیں راہزن کے پانو

(۲۱) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں اِس خستہ تن کے پانو

(۲۲) اللہ رے ذوقِ دشت نوردی! کہ بعدِ مرگ — ہلتے ہیں خود بخود مرے اندر کفن کے، پانو

(۲۳) ہے جوشِ گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف — اُڑتے ہوئے، اُلجھتے ہیں مُرغ چمن کے پانو

(۲۴) شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں — دُکھتے ہیں آج اُس بُتِ نازک بدن کے پانو

(۲۵) غالبؔ! مرے کلام میں کیوں کر مزا نہ ہو — پیتا ہوں دھو کے خسروِ شیریں سخن کے پانو

پانی[۱]: (۱) زِ بس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا — چُرایا زخم ہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا ص۱۷

(۲) اسدؔ! خاکِ درِ میخانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں — گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے سے زانو زانو تھا ص۲۲

(۳) یوں بعدِ ضبطِ اشک پھروں گرد یار کے — پانی پیے کسو پہ کوئی جیسے وار کے ص۸۰

(۴) کی ہیں کس پانی سے یہاں یعقوبؑ نے آنکھیں سفید؟ — ہے جو آبی پیرہن ہر موج رُودِ نیل کی ص۹۱

(۵) تشنۂ خونِ تماشا جو وہ پانی مانگے — آئنہ رُخصتِ اندازِ روانی مانگے ص۷۸

(۶) ضعف سے گریہ مبدّل بہ دمِ سرد ہوا — باوَر آیا ہمیں پانی کا ہَوا ہو جانا ص۱۵۶

(۷) نہیں معلوم کس کس کا لہو، پانی ہوا ہوگا — قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا ص۱۵۷

(۸) پانی سے سگ گزیدہ ڈرے جس طرح اسدؔ! — ڈرتا ہوں آئنے سے کہ مردم گزیدہ ہوں ص۲۹۹

(۹) مجھ کو وہ دو کہ جسے کھا کے نہ پانی مانگوں — زہر کچھ اَور سہی، آبِ بقا اَور سہی ص۳۱۱

(۱۰) آگ سے، پانی میں بُجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا — ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے ص۳۱۲

پانی پانی [ہونا]: یہ بھی ناچار جی کا کھونا ہے — شرم سے پانی پانی ہونا ہے ص۱۳۰

پائے تخت[۲]: ہندوستان سایۂ گُل، پائے تخت تھا — جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں نہ پوچھ ص۷۰

---

۱ پانی : دس بار۔
پانی پانی (ہونا) : ایک بار۔

۲ پائے تخت : ایک بار۔

پامال[1]: شورِ حشر اُس فتنہ قامت کے حضور — سایہ آسا ہوگیا ہے پامال ص۵۱

پامالِ شوخیِ دعویٰ: خانماں ہا پامالِ شوخیِ دعویٰ اسدؔ! — سایۂ دیوار، سیلابِ در و دیوار ہے ص۸۳

پامالِ غمزۂ چشمِ کبود: گردش محیطِ ظلم رہا جس قدر فلک — میں پامالِ غمزۂ چشمِ کبود تھا ص۱۲

پایاب[2]: (۱) بےخبر مت کہہ ہمیں، بیدردا! خود بینی سے پوچھ — قلزمِ ذوقِ نظر میں آئنہ پایاب تھا ص۱۵

(۲) کس دل پہ ہے عزمِ صفِ مژگانِ خود آرا — آئینے کے پایاب سے اُتری ہیں سپاہیں ص۵۹

پایاں[3]: دیکھیے: بے پایاں۔

پایداری[4]: عُمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا تو کیا — عُمر کو بھی تو نہیں ہے پایداری، ہائے ہائے! ص۲۰۴

پایہ[5]: (۱) اے اسدؔ! آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری — خامہ میرا، تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے ص۱۰۳

(۲) تجھ کو کیا پایہ روشناسی کا؟ — جُز بہ تقریبِ عید ماہِ صیام ص۱۳۶

(۳) یزیدؔ کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ — بُرا نہ مانیے گر ہم بُرا کہیں اُس کو ص۲۸۵

(۴) دیکھیے: خرگہِ نُہ پایہ۔

پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن: مژدہ اے رہروانِ راہِ سخن! — پایہ سنجانِ دستگاہِ سخن ص۲۶۷

پایۂ گردِ رہِ حُسینؔ: بہت ہے پایۂ گردِ رہِ حُسینؔ بلند — بقدرِ فہم ہے، گر کیمیا کہیں اُس کو ص۲۸۵

پایۂ منبر: دیکھیے: عُلوِّ پایۂ منبر۔

پتا[6]: (۱) تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلادوں — کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا؟ ص۱۵۸

(۲) تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے — تیرا پتا نہ پائیں تو ناچار کیا کریں! ص۱۹۱

(۳) اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل — میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے ص۲۳۶

پتنگ[7]: دیکھیے: مثلِ پتنگِ کاغذی۔

پتھر[8]: (۱) مٹ جائے گا سر، گر ترا پتھر نہ گھسے گا — ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور ص۱۷۰

---

[1] پامال : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
[2] پایاب : دو بار۔
[3] پایاں : ایک بار [مرکّب]۔
[4] پایداری : ایک بار۔
[5] پایہ : سات بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔
[6] پتا : تین بار۔
[7] پتنگ : ایک بار [مرکّب]۔
[8] پتھر : چار بار۔

	(۲) زخم پر چھڑکیں کہاں طفلانِ بے پروا نمک	کیا مزا ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک	ص۱۷۵
	(۳) دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں	خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں	ص۱۹۰
	(۴) کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے، قیامت ہے	مری قسمت میں یارب! کیا نہ تھی دیوار پتھر کی؟	ص۲۰۷
پچ[1] :	پچ آپڑی ہے وعدۂ دلدار کی مجھے	وہ آئے یا نہ آئے پہ یہاں انتظار ہے	ص۲۱۷
پچاس ہزار[2] :	تم سلامت رہو ہزار برس!	ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار	ص۱۲۷
پختگی[3] ہائے تصور:	کیا کمالِ عشق نقص آبادِ گیتی میں ملے	پختگی ہائے تصور یہاں خیالِ خام ہے	ص۱۰۱
پختگی ہائے کبابِ دل:	اے خیالِ وصل! نادر ہے نے آشامی تری	پختگی ہائے کبابِ دل ہوئی خامی تری	ص۹۳
پدر[4] :	خدا، یعنی پدر سے مہرباں تر	پھرے ہم در بہ در ناقابلی سے	ص۹۱
پَر[5] :	(۱) مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غرور	چیونٹی کے پَر سرو برگِ خود آرائی نہیں	ص۶۵

دیکھیے ــــــ: (۲)ــ(۵) بال و پر [چار بار]۔ (۶) بال و پرِ نکشودہ۔ (۷) بلبلِ بے بال و پَر۔ (۸) بے پرو بالی۔ (۹) تہِ پر۔ (۱۰) دستِ مُشتِ پر۔ (۱۱) غلافِ بالشِ پر۔ (۱۲) ہوسِ بال و پر۔

پَرافشاں:	(۱) سُراغ آوارۂ عرضِ دو عالم شورِ محشر ہوں	پرافشاں ہے غبار آں سوے صحرائے عدم میرا	ص۱۶
	(۲) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی	کہ مثلِ ذرّہ ہائے خاک آئینے پرافشاں ہیں	ص۶۲
	(۳) حیرتِ تپیدن ہا: خونبہائے دیدن ہا	رنگِ گُل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے	ص۸۸
	(۴) پرافشاں ہوگئے شعلے ہزاروں	رہے ہم داغ اپنی کاہلی سے	ص۹۱
	(۵) زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب!	تیر بھی سینۂ بسمل سے پرافشاں نکلا	ص۱۴۴
	(۶) ہوئے اُس مہر وَش کے جلوۂ تمثال کے آگے	پرافشاں جو ہر آئینے میں، مثلِ ذرّہ روزن میں	ص۱۸۰
	(۷) دل و جگر میں پرافشاں جو ایک موجۂ خوں ہے	ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اُس کو دم، آگے	ص۲۲۸
پرافشانِ بہ خود لرزیدن:	ہے فروغِ رخِ افروختۂ خوباں سے	شعلۂ شمع پر افشانِ بہ خود لرزیدن	ص۴۵۰

---

[1] پچ : ایک بار۔
[2] پچاس ہزار: ایک بار۔
[3] پختگی : دوبار [مرکّب]۔
[4] پدر : ایک بار۔
[5] پَر : تراسی بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: بیاسی بار]۔
پرہا : ایک بار [مرکّب]۔

پرافشانِ تپیدن ہا: ہے پرافشانِ تپیدن ہا بہ تکلیفِ ہوس — ورنہ صد گلزار ہے یک بالِ بلبل کے تلے ص۲۵۴

پرافشانِ ذوقِ رعنائی: شکستِ سازِ خیال آں سوے گریوۂ غم — ہنوز نالہ پرافشانِ ذوقِ رعنائی ص۱۱۰

پرافشانِ رمیدن: اسدؔ! ہوں میں پر افشانِ رمیدن — سوادِ شعر در گردِ سفر ہے ص۲۵۶

پرافشاندۂ درکنجِ قفس: کرے ہے دست فرسودِ ہوس وہمِ توانائی — پرِ افشاندہ در کنجِ قفس، تعویذِ بازو ہے ص۹۸

پرافشانی: (۱) ہاتھ پر گر ہاتھ مارے یار وقتِ قہقہہ — کرمکِ شب تاب آسا مہ پرافشانی کرے ص۸۲

(۲) جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار — رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پرافشانی ص۹۶

دیکھیے____: (۳) بسملِ اندازِ پرافشانی۔ (۴) جوشِ پرافشانی۔ (۵) دعواے پرافشانی۔ (۶) ذوقِ پرافشانی۔

پرافشانیِ ناوک خوردگاں: خار سے گل سینہ افگار جفا ہے اے اسدؔ! — برگ ریزی، ہے پرافشانیِ ناوک خوردگاں ص۲۶

پرافشانیِ نیرنگِ خیال: جوہرِ فکر: پر افشانیِ نیرنگِ خیال — حُسن آئینہ و آئینہ چمن مشرب تھا ص۲۳

پرِ بالش: نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی — پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی ص۹۲

پرِ بالشِ سروِ چمنی: از بس کہ ہے محو بہ چمن تکیہ زدن ہا — گل برگ: پرِ بالشِ سروِ چمنی ہے ص۱۱۱

پرِ بسمل: (۱) حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ — در پردۂ ہوا پرِ بسمل ہے آئنہ ص۷۰

(۲) دیکھیے: بالِ پرِ بسمل۔

پرِ بلبل: (۱) اگر گل حُسن و اُلفت کی بہم جوشیدنی جانے — پرِ بلبل کے افسردن کو دامن چیدنی جانے ص۱۱۵

(۲) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! — دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بلبل گلزار ص۱۳۳

پرِ پرواز: (۱) بہرِ جاں پروردنِ یعقوب بالِ خاک سے — دام لیتی ہے پرِ پرواز پیراہن کی بو ص۲۹

(۲) ہے بوے گل غریبِ تسلّی گہِ وطن — ہر جزوِ آشیاں پرِ پرواز ہے مجھے ص۹۷

دیکھیے____: (۳) بال و پرِ پرواز۔ (۴) شہ پرِ پرواز۔

پرِ پروازِ رنگِ رفتہ: آشیاں بندِ بہارِ عیش ہوں ہنگامِ قتل — یعنی پرِ پروازِ رنگِ رفتہ، بالِ تیر ہے ص۹۵

پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں: رہنِ خاموشی میں ہے آرایشِ بزمِ وصال — ہے پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں، گفتگو ص۲۹

پرِ پروازِ زلفِ ناز: ترے کوچے میں ہے مشاطۂ واماندگی قاصد — پرِ پروازِ زلفِ ناز ہے ہُدہُد کے شانے میں ص۵۸

پرِ پروانگاں: جہاں شمعِ خموشی جلوہ گر ہے — پرِ پروانگاں بالِ شرر ہے ص ۴۵۵

پرِ پروانہ: (۱) دیکھیے: آہنگِ مضرابِ پرِ پروانہ۔

(۲) بس کہ گستاخیِ اربابِ جہاں سے ہوں ملول — پرِ پروانہ، مری بزم میں ہے خنجرِ کیں ص ۸

(۳) رہا کس جُرم سے میں بے قرارِ داغِ ہم طرحی — سمندر کو پرِ پروانہ سے کافور مَلتے ہیں ص ۶۴

(۴) عاشق، نقابِ جلوۂ جانانہ چاہیے — فانوسِ شمع کو پرِ پروانہ چاہیے ص ۸۲

(۵) نوائے خفتۂ الفت اگر بیتاب ہوجاوے — پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہوجاوے ص ۱۰۵

(۶) پرِ پروانہ شاید بادبانِ کشتیِ مَے تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دَورِ ساغر کی ص ۲۰۷

پرِ تیر: دیکھیے: پروازِ پرِ تیر۔

پرِ رنگ: دیکھیے: گشادِ پرِ رنگ۔

پرِ زدن تپش: دیکھیے: یک پرزدن تپش۔

پرِ طائر: اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے — کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز ص ۴۳

پرِ طاؤس: (۱) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز — پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار ص ۵

(۲) ہے گرفتاریِ نیرنگِ تماشا، ہستی — پرِ طاؤس سے دل پاے بہ زنجیر آیا ص ۲۷

(۳) تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟ — ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس ص ۴۶

(۴) جوں پرِ طاؤس جوہر تختہ مشقِ رنگ ہے — بس کہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع ص ۴۷

(۵) صفاے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں — پرِ طاؤس گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے ص ۸۱

(۶) پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی — دو عالم دیدۂ بسمل، چراغاں جلوہ پیمائی ص ۹۲

(۷) اے ہوس! عرضِ بساطِ نازِ مشتاقی نہ مانگ — جوں پرِ طاؤس یکسر داغ مشک اندودہ ہے ص ۱۰۳

(۸) پرِ طاؤس تماشا نظر آیا ہے مجھے — ایک دل تھا کہ بہ صد رنگ دکھایا ہے مجھے ص ۱۰۷

پرِ طوطی: دیکھیے: حرزِ پرِ طوطی۔

پرِ عنقا: (۱) خیالِ سادگی ہاے تصورِ نقشِ حیرت ہے — پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں ص ۹۴

(۲) دیکھیے: آوازِ پرِ عنقا۔

پرفشاں: (۱) شمع رویوں کی سر انگشتِ حنائی دیکھ کر | غنچۂ گل پرفشاں پروانہ آسا جل گیا ص۲۰

(۲) غفلت بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں | یھاں پُشتِ چشمِ شوخیِ قاتل ہے آئنہ ص۷۰

پرفشانِ دامِ نظر: وھاں پرفشانِ دامِ نظر ہوں جہاں اسدؔ! | صبحِ بہار بھی قفسِ رنگ و بو نہ ہو ص۶۸

پرفشانِ سوختن: شامِ غم میں سوزِ عشقِ آتشِ رخسار سے | پرفشانِ سوختن ہیں صورتِ پروانہ ہم ص۵۴

پرفشانی: (۱) دام گاہِ عجز میں سامانِ آسایش کہاں | پرفشانی بھی فریبِ خاطرِ آسودہ ہے ص۱۰۴

دیکھیے ــــــ: (۲) بیدادِ ذوقِ پرفشانی۔(۳) مشقِ پرفشانی۔(۴) نیازِ پرفشانی۔(۵) ہوائے پرفشانی۔

پرفشانیِ پروانۂ چراغِ مزار: بہ پرفشانیِ پروانۂ چراغِ مزار | کہ بعدِ مرگ بھی ہے لذّتِ جگر سوزی ص۱۰۰

پرفشانیِ شمع: ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے | بہ جلوہ ریزیِ باد و بہ پرفشانیِ شمع ص۱۷۴

پرِ قمری: (۱) ہمّتِ نشوونما میں یہ بلندی ہے کہ سرو | پرِ قمری سے کرے صیقلِ تیغِ کہسار ص۳

(۲) دیکھیے: خلوتِ بال و پرِ قمری۔

پرِ کاہ: دیکھیے: یک پرِ کاہ۔

پر کھلا: کُنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کھلا | کاشکے! ہوتا قفس کا در کھلا ص۱۴۰

پرہائے طوطی: دیکھیے: تہ بندیِ پرہائے طوطی۔

پرِ یک دشت: گر بعدِ مرگ وحشتِ دل کا گِلا کروں | موجِ غبار سے پرِ یک دشت وا کروں ص۵۶

[مزید دیکھیے: شہ پر، شہ پرِ پرواز، شہ پرِ رنگ، شہ پرِ کاہ]۔

پُر[1]: (۱) خشت پشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع | پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا ص۱۱

(۲) بے خودی بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو! | پُر ہے سایے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے ص۲۱۱

(۳) پُر ہوں میں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باجا | اک ذرا چھیڑیے، پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے ص۲۴۰

پُر آتش: دیکھیے: دلِ پُر آتش۔

---

[1] پُر: پچیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: بائیس بار]۔

پُرکار: دو بار [مرکّب]۔

پُرکارتر: ایک بار [مرکّب]۔

پُرکاری: ایک بار [مرکّب]۔

پُر ازآبلہ: پا پُر از آبلہ راہِ طلب مے میں ہوا — ہاتھ آیا نہیں یک دانۂ انگور ہنوز — ص۴۵

پُر پیچ وخم: دیکھیے: طرۂ پُر پیچ وخم۔

پُر خار: اِن آبلوں سے پانو کے گھبرا گیا تھا میں — جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر — ص۱۶۹

دیکھیے ____: (۲) سیرِ وادیِ پُرخار۔(۳) وادیِ پُرخار۔

پُر خوں: دیکھیے: (۱) دیدۂ پُرخوں۔(۲) سینۂ پُرخوں۔

پُر دُر: دیکھیے مت چشمِ کم سے سوے ضبط افسردگاں — جوں صدف پُردُر ہیں دنداں در جگر افسردگاں — ص۲۶

پُر دُود: دیکھیے: روزنِ پُردُود۔

پُر زور: اے خوشا فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما! — بادہ پُرزور و نَفَس مست و مسیحا بیمار — ص۳

پُر شباب: آنکھوں میں انتظار سے جاں پُرشباب ہے — آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے — ص۴۵۲

پُر شکن: دیکھیے ____: (۱) خمِ جعدِ پُرشکن۔(۲) تابِ زلفِ پُرشکن۔

پُر شور: دیکھیے: سرِ پُرشور۔

پُر عربدہ: دیکھیے: عشقِ پُرعربدہ۔

پُر غبار: دیکھیے: دلِ پُرغبار۔

پُر فروغ: دیکھیے: بزمِ پُرفروغ۔

پُرکار: (۱) سادہ پُرکار ہیں خوباں غالبؔ! — ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں — ص۱۸۱

(۲) کجا معزولیِ آئینہ، گو ترکِ خود آرائی — نمد در آب ہے اے سادہ پُرکار! اِس بہانے میں — ص۵۸

پُرکارتر: سادہ و پُرکارتر، غافل و ہشیار تر — مانگے ہے شمشاد سے شانۂ سنبل ہنوز — ص۴۳

پُرکاری: دیکھیے: سادگی و پُرکاری۔

پُر گل: مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے — پُرگل خیالِ زخم سے دامن نگاہ کا — ص۱۳۹

پُر نگار: دیکھیے: دستِ پُرنگار۔

پُر نم: دیکھیے ____: (۱)،(۲) چشمِ پُرنم [دوبار]۔(۳) دیدۂ پُرنم۔

پُر نور: (۱) بزمِ خوباں بس کہ جوشِ جلوہ سے پُرنور ہے | پشتِ دستِ عجز یہاں ہر برگِ نخلِ طور ہے | ص ۹۳

(۲) دیکھیے: رُخِ پُرنور۔

پرتگالی[۱]: دیکھیے: داغِ شرابِ پرتگالی۔

پرائے[۲]: کھانا نہ انھیں کہ یہ پرائے ہیں آم | ص ۳۱۳

پرتو[۳]: (۱) تیرے پرتو سے ہوں فروغ پزیر | کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام | ص ۱۳۶

(۲) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے | پرتو سے آفتاب کے، ذرّے میں جان ہے | ص ۲۰۳

پرتوِ خور: (۱) یک مشتِ خوں ہے پرتوِ خور سے تمام دشت | دردِ طلب پہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ | ص ۳۶

(۲) عذارِ یار نظر بندِ چشمِ گریاں ہے | عجب کہ پرتوِ خور شمعِ شبستاں ہے | ص ۱۰۲

(۳) پرتوِ خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم | میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک | ص ۱۷۵

(۴) دیکھیے: رنگِ پرتوِ خور۔

پرتوِ خرشید: (۱) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے | کرے جو پرتوِ خرشید عالم شبنمستاں کا | ص ۱۵۶

(۲) ہے تجلّی تری سامانِ وجود | ذرّہ بے پرتوِ خرشید نہیں | ص ۱۸۳

پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب: اے پرتوِ خرشیدِ جہاں تاب! اِدھر بھی | سایے کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے | ص ۲۱۹

پرتوِ شوق: دیکھیے: یک پرتوِ شوق۔

پرتوِ مہتاب: زہرہ گر ایسا ہی شامِ ہجر میں ہوتا ہے آب | پرتوِ مہتاب سیلِ خانماں ہوجائے گا | ص ۱۵۰

پرتوِ نقشِ خیالِ یار: ہنوز اک پرتوِ نقشِ خیالِ یار باقی ہے | دلِ افسردہ گویا حجرہ ہے یوسف کے زنداں کا | ص ۱۵۷

پرخاش[۴]: اُستادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال | یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے | ص ۱۲۵

پَرواز[۵]: (۱) وصال جلوہ تماشا ہے پر دماغ کہاں | کہ دیجے آئنۂ انتظار کو پرواز | ص ۱۷۱

(۲) دیکھیے: جوہرِ پرواز۔

---

۱ پرتگالی : ایک بار[مرکب]۔

۲ پرائے : ایک بار۔

۳ پرتو : بارہ بار[مفرد: دو بار، مرکب: دس بار]۔

۴ پرخاش : ایک بار۔

۵ پرواز : آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: سات بار]۔

پروازِ تماشاہا: ہجومِ مژدۂ دیدار و پروازِ تماشاہا — گلِ اقبال خس ہے چشمِ بلبل آشیانے میں — ص۵۸

پروازِ تمنا: تپشِ آئنہ پروازِ تمنا لائی — نامۂ شوق بہ بالِ پرِ بسمل باندھا — ص۱۴

پروازِ خامشی: دیکھیے: بہانۂ پروازِ خامشی۔

پروازِ سادگی: گر صفحے کو نہ دیجیے پروازِ سادگی — جُز خطِّ عجز نقشِ تمنا نہ کھینچیے — ص۱۰۶

پروازِ عرض: ذرہ، دے مجنوں کے کس کس داغ کو پروازِ عرض — ہر بیاباں، یک بیاباں حسرتِ تعمیر ہے — ص۹۵

پروازِ معانی: دیکھیے: آئینۂ پروازِ معانی۔

پردگیِ سوختن[1]: گو یک شرر کہ سازِ چراغاں کروں اسدؔ! — بزمِ طرب ہے پردگیِ سوختن ہنوز — ص۴۲

پردگیِ گوشِ دل: لذتِ تقریرِ عشق پردگیِ گوشِ دل — جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تجمل ہنوز — ص۴۴

پردہ[2]: (۱) محرم نہیں ہے تو ہی نواہاے راز کا — یہاں ورنہ جو حجاب ہے، پردہ ہے ساز کا — ص۱۵۵

(۲) دوستی کا پردہ ہے بیگانگی — مُنہ چھپانا ہم سے چھوڑا چاہیے — ص۲۲۳

(۳)، (۴) در پردہ اُنھیں غیر سے ہے ربطِ نہانی — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردا نہیں کرتے — ص۲۳۴

(۵) مُنہ نہ دکھلاوے، نہ دکھلا، پر بہ اندازِ عتاب — کھول کر پردہ زرا آنکھیں ہی دکھلا دے مجھے — ص۲۳۵

(۶) کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کس کی ہے؟ — پردہ چھوڑا ہے وہ اُس نے کہ اُٹھائے نہ بنے — ص۲۳۶

(۷) فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم — صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے — ص۲۱۸

(۸) شوق، ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا — قیسؔ، تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا — ص۱۳۴

(۹) نشّے کے پردے میں ہے محوِ تماشاے دماغ — بس کہ رکھتی ہے سرِ نشوونما موجِ شراب — ص۱۶۳

(۱۰) تھیں بناتُ النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں — شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہوگئیں — ص۱۹۱

(۱۱) جب وہ جمالِ دل فروز صورتِ مہرِ نیم روز — آپ ہی ہو نظارہ سوز، پردے میں مُنہ چھپائے کیوں؟ — ص۱۹۳

(۱۲) کس پردے میں ہے آئنہ پرداز اے خدا! — رحمت کہ عذر خواہِ لبِ بے سوال ہے — ص۲۰۵

(۱۳) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر — پردے میں گُل کے لاکھ جگر چاک ہوگئے — ص۲۲۹

---

[1] پردگی : دوبار [مرکب]۔

[2] پردہ : اکھاون بار [مفرد: اکیس بار، مرکب: سینتیس بار]۔

(۱۴) شورِ رُسوائیِ دل دیکھ کہ یک نالۂ شوق	لاکھ پردے میں چھپا، پر وہی عریاں نکلا	ص ۱۳
(۱۵) حیرتِ تپیدن ہا: خونبہاے دیدن ہا	رنگِ گل کے پردے میں آئنہ پرافشاں ہے	ص ۸۸
(۱۶) کس کا خیال آئنۂ انتظار تھا	ہر برگِ گل کے پردے میں دل بے قرار تھا	ص ۱۷
(۱۷) کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی	کہ ہے تہ بندیِ خط، سبزۂ خط در تہِ لب ہا	ص ۲۲
(۱۸) ہم غلط سمجھے تھے لیکن زخمِ دل پر رحم کر	آخر اس پردے میں تو ہنستی تھی اے صبحِ وصال!	ص ۵۲
(۱۹) فریاد اسدؔ! غفلتِ رُسوائیِ دل سے	کس پردے میں فریاد کی آہنگ نکالوں	ص ۶۰
(۲۰) نے کوچۂ رُسوائی و زنجیرِ پریشاں	اے نالہ! میں کس پردے میں آہنگ نکالوں	ص ۶۰
(۲۱) ضعف، آئنہ پردازیِ دستِ دگراں ہے	تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں	ص ۶۱

دیکھیے ـــــ: (۲۲) بے پردہ۔ (۲۳)، (۲۴)، (۲۵) یک پردہ [تین بار]۔

پردہ دارِ رازِ عشق: گرچہ ہے طرزِ تغافل پردہ دارِ رازِ عشق	پر، ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہے	ص ۲۲۱
پردہ دارِ یادگی: درد ناپیدا و بیجا تہمتِ وارستگی	پردہ دارِ یادگی ہے وسعتِ مشرب مجھے	ص ۸۶
پردہ داری: (۱) اسدؔ! بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے	اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویرِ عریاں ہیں	ص ۹۲
(۲) مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی	ولیکن کیا کروں، آوے جو رُسوائی گریباں کی	ص ۷۶
(۳) شرمِ رُسوائی سے جا چھپنا نقابِ خاک میں	ختم ہے اُلفت کی تجھ پر پردہ داری، ہائے ہائے!	ص ۲۰۳
(۴) بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ!	کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے	ص ۲۲۳
(۵) شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا لذّتِ فراغ!	تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی	ص ۲۳۳
پردہ دَر: شوخی تری کہہ دیتی ہے احوال ہمارا	رازِ دلِ صد پارہ کی ہے پردہ در انگشت	ص ۳۳
پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں: جاں، مطربِ ترانۂ ''ہل من مزید'' ہے	لب، پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں نہیں	ص ۱۸۸
پردہ نشیں: (۱) نہ تمنّا، نہ تماشا، نہ تحیّر، نہ نگاہ	گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں	ص ۸
(۲) وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار	شہرت چمنِ فتنہ و عنقا ارنی ہے	ص ۱۰۶
پردہ ہاے چشمِ عبرت: نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے	ہوئے ہیں پردہ ہاے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا	ص ۲۳

پردہ ہائے چشمِ ناپینا: کہاں ہے دیدۂ روشن کہ دیکھے بے حجابانہ — نقابِ یار ہے از پردہ ہائے چشمِ ناپینا ص۴۴۷

پردۂ اظہارِ خود پرستی: نیاز، پردۂ اظہارِ خود پرستی ہے — جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے، آستاں تجھ سے ص۱۱۲

پردۂ بادام: اِن ستم کیشوں کے کھائے ہیں زبس تیرِ نگاہ — پردۂ بادام یک غربالِ حسرت بیز ہے ص۸۵

پردۂ تبسمِ پنہاں: یا میرے زخمِ رشک کو رسوا نہ کیجیے — یا پردۂ تبسمِ پنہاں اُٹھائیے ص۲۵۵

پردۂ تدبیر: وھاں رنگ ہا بہ پردۂ تدبیر ہیں ہنوز — یھاں شعلۂ چراغ ہے برگِ حنا مجھے ص۷۶

پردۂ جوشِ ظہور: رہا بے قدر دل در پردۂ جوشِ ظہور آخر — گل و نرگس بہم، آئینہ و اقلیمِ کوراں ہے ص۸۱

پردۂ تصویرِ عریاں: نقابِ یار ہے غفلت نگاہیِ اہلِ بینش کی — مژہ پوشیدنی ہا: پردۂ تصویرِ عریاں ہے ص۸۱

پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر: ہو سکے ہے پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر؟ — اشک بعدِ ضبط، غیر از پنبۂ مینا نہیں ص۶۵

پردۂ دردِ دل: پردۂ دردِ دل آئینۂ صد رنگ نشاط — بخیۂ زخمِ جگر: خندۂ زیرِ لب تھا ص۲۴

پردۂ دل ہا: محبت ہے نوا سازِ فغاں در پردۂ دل ہا — کرے ہے مغز سے، مانندِ نے کے، استخواں خالی ص۲۵۵

پردۂ رہبر: مُفت کا کس کو بُرا ہے بدرقہ — رہبری میں پردۂ رہبر کُھلا ص۱۴۰

پردۂ زخمِ جگر: دیکھیے: نیامِ پردۂ زخمِ جگر۔

پردۂ زنبور: شوخیِ فریاد سے ہے پردۂ زنبور، گل — کسوتِ ایجادِ بلبل خارخارِ نغمہ ہے ص۸۷

پردۂ ساز: نہ گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز — میں ہوں اپنی شکست کی آواز ص۱۷۲

پردۂ عریانی: دریوزۂ ساماں ہا اے بے سروسامانی! — ایجادِ گریباں ہا در پردۂ عریانی ص۱۰۸

پردۂ عماری: قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز — پھر وہی پردۂ عماری ہے ص۲۲۳

پردۂ فانوس: دیکھیے: صرفِ چاکِ پردۂ فانوس۔

پردۂ محمل: قیس نے از بس کہ کی سیرِ گریبانِ نفس — یک دو چیں دامانِ صحرا، پردۂ محمل ہوا ص۲۹

پردۂ ناسور: زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار — جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز ص۴۵

پردۂ وحشت: بس کہ وہ پا کو بیاں در پردۂ وحشت ہیں یاد — ہے غلافِ دفچۂ خرشید ہر یک گردباد ص۳۸

پردۂ یک ساز: ہر رنگِ سوز پردۂ یک ساز ہے مجھے — بالِ سمندر آمنۂ ناز ہے مجھے ص۹۶

پُرزے[1]: تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پُرزے | دیکھنے ہم بھی گئے تھے، پہ تماشا نہ ہوا | ص۱۶۲

پرستارِ دلِ رنجیدہ[2]: یاس: آئینۂ پیدائیِ استغنا ہے | نا اُمیدی: ہے پرستارِ دلِ رنجیدہ | ص۷۲

پرستارِ زلیخا: تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟ | ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس | ص۳۶

پرستاریِ وہم: کثرت آرائیِ وحدت ہے پرستاریِ وہم | کردیا کافر اِن اصنامِ خیالی نے مجھے | ص۲۲۲

پرستان[3]: دیکھیے: وحشت آبادِ پرستاں۔

پرستش[4]: (۱) منع مت کر حُسن کی ہم کو پرستش سے کہ ہے | بادۂ نظارۂ گلشن حلالِ عندلیب | ص۳۲

(۲) خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار | کیا پوجتا ہوں اُس بُتِ بیدادگر کو میں؟ | ص۱۹۰

پرستندۂ روئے صنمِ چند: عُمر بھر ہوش نہ یکجا ہوئے میرے کہ اسدؔ! | میں پرستندۂ روئے صنمِ چند رہا | ص۴۳۹

پرستش گر: غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر | خُمِ رنگِ سیہ پیانۂ ہر چشمِ آہو تھا | ص۲۲

پرستش گریِ قبلۂ ناز: بُت کدہ بہرِ پرستش گریِ قبلۂ ناز | باندھے زنّارِ رگِ سنگ میانِ کہسار | ص۴

پُرسش[5]: (۱) غیر یوں کرتا ہے میری پرسش اُس کے ہجر میں | بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غم خوارِ دوست | ص۱۶۳.

(۲) کس منہ سے شکر کیجیے اِس لطفِ خاص کا | پُرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں | ص۱۸۸

(۳) کہتے ہیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں | عشاق کی پُرسش سے اُسے عار نہیں | ص۲۵۴

(۴) وہ عینِ عدل کہ دہشت سے اُس کی پُرسش کی | بنے ہے شعلۂ آتش انیسِ پرّۂ کاہ | ص۲۷۷

(۵) دیکھیے: رہِ پُرسش۔

پُرسشِ جراحتِ دل: پھر پُرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق | سامانِ صد ہزار نمک داں کیے ہوئے | ص۲۲۵

پُرسشِ حال: سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پرسشِ حال | کہ یہ کہے کہ سرِ رہ گزر ہے کیا کہیے | ص۲۴۷

پُرسشِ طرزِ دل بری: پُرسشِ طرزِ دل بری کیجیے کیا کہ بن کہے | اُس کے ہر ایک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں | ص۱۲۸

---

[1] پُرزے : ایک بار۔
[2] پرستار : دو بار [مرکّب]۔
پرستاری : ایک بار [مرکّب]۔
[3] پرستان : ایک بار [مرکّب]۔
[4] پرستش : دو بار
پرستش گر : ایک بار۔
پرستش گری : ایک بار [مرکّب]۔
پرستندہ : ایک بار [مرکّب]۔
[5] پُرسش : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چار بار]۔
پُرسش ہا : ایک بار [مرکّب]۔

پُرسش ہائے پنہانی: دیکھیے: محوِ پرسش ہائے پنہانی۔

پرسوں[1] شب: کس لیے تجھ سے چھپاؤں ہاں وہ پرسوں شب کی بات (تضمین) ص۲۹۱

پُرسیدنی[2]: اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی زبانِ ہر سرِ مو حالِ دل پُرسیدنی جانے ص۱۱۵

پَرکار[3]: دیکھیے: خطِ پرکار۔

پرکارِ باغ: دیکھیے: نقطۂ پرکارِ باغ۔

پرکارِ تمنا: دیکھیے: نقطۂ پرکارِ تمنا۔

پرکارِ سعیِ بے سروپائی: قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ عجز حیا پرکارِ سعیِ بے سروپائی نہیں ص۶۵

پرکارِ ہستی: دیکھیے: خطِ پرکارِ ہستی۔

پرکالۂ[4] مہ: شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب پارۂ چاکِ کتاں پرکالۂ مہ ہوگیا ص۳۴۶

پَرَن[5]: فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام جو رختِ خواب ہے پرویں، تو ہے پرن تکیہ ص۳۰۳

پرنیاں[6]: لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی ص۲۰۳

پروا[7]: (۱) آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے؟ کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا ص۱۳۵

(۲) نہ ستایش کی تمنا نہ صلے کی پروا گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی، نہ سہی ص۲۰۹

(۳) گھر پھونکنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو ص۲۸۴

پروائے داماں: نہ ذوقِ گریباں، نہ پروائے داماں نگہ آشنائے گل و خار ہیں ہم ص۵۵

پروائے مشتاقاں: تجھ کو اے غفلت نسب! پروائے مشتاقاں کہاں! یھاں نگہ آلودہ ہے دستارِ بادامی تری ص۳۵۲

پرواز[8]: پرواز نقدِ دامِ تمنائے جلوہ تھا طاؤس نے اک آئنہ خانہ رکھا گرو ص۶۹

(۲) پرواز، یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ ہے گرمیِٔ نبضِ خار و خسِ آشیاں نہ پوچھ ص۷۰

---

[1] پرسوں : ایک بار۔
[2] پُرسیدنی : ایک بار۔
[3] پرکار : پانچ بار [مرکّب]۔
[4] پرکالہ : ایک بار [مرکّب]۔
[5] پرن : ایک بار
[6] پرنیاں : ایک بار۔
[7] پروا : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
[8] پرواز : اُنتیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: بائیس بار]۔
پروازہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۳) ہوں گرفتارِ کمیں گاہِ تغافل کہ جہاں خوابِ صیاد سے پرواز گرانی مانگے ص۸۷

(۴) سررشتۂ بیتابیِ دل در گرہِ عجز پرواز بہ خوں خفتہ و فریاد رسا ہے ص۹۱

(۵) کیا کہوں پرواز کی آوارگی کی کشمکش عافیت، سرمایۂ بال و پرِ نکشودہ ہے ص۱۰۳

(۶) پرواز تپش رنگی، گلزار ہمہ تنگی خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی ص۱۰۹

(۷) شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز ذوق میں جلوے کے تیرے بہ ہوائے دیدار ص۱۳۳

دیکھیے ــــــــ: (۸) آہنگِ پرواز۔(۹) بال وپرِ پرواز۔(۱۰)،(۱۱) پرِ پرواز [دوبار]۔(۱۲) چشمِ پرواز۔
(۱۳) رعنائیِ ضعفِ پرواز۔(۱۴) شہ پرِ پرواز۔(۱۵)،(۱۶) صورتِ پرواز [دوبار]۔(۱۷) طاقتِ پرواز۔
(۱۸) فکرِ پرواز۔(۱۹) قمریِ پرواز۔(۲۰) وحشتِ پرواز۔

پروازِ آشیانہ عنقائے ناز: پروازِ آشیانۂ عنقائے ناز ہے بالِ پری بہ وحشتِ بیجا نہ کھینچیے ص۱۰۵

پروازِ پرِ تیر: عشقِ ترسا بچہ و نازِ شہادت مت پوچھ کہ کُلہِ گوشہ بہ پروازِ پرِ تیر آیا ص۴۸

پروازِ چمن تسخیر: شوخیِ نیرنگ صیدِ وحشتِ طاؤس ہے دام سبزے میں ہے پروازِ چمن تسخیر کا ص۱۱

پروازِ رنگِ رفتۂ خوں: دیکھیے: پرِ پروازِ رنگِ رفتۂ خوں۔

پروازِ زلفِ ناز: دیکھیے: پرِ پروازِ زلفِ ناز۔

پروازِ شوق: دیکھیے: فرسودۂ پروازِ شوق۔

پروازِ شوقِ ناز: بجز پروازِ شوقِ ناز، باقی کیا رہا ہوگا! قیامت اک، ہوائے تند ہے گورِ غریباں پر ص۱۶۷

پروازِ عدم: فرصت آئینہ و پروازِ عدم تا ہستی یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ ہے ص۱۰۹

پروازِ فنا: دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی ص۱۰۹

پروازہا: پروازہا نیازِ تماشائے حُسنِ دوست بالِ کُشادہ ہے نگہِ آشنا مجھے ص۷۶

پروانگاں: دیکھیے: پرِ پروانگاں۔

پروانہ[1]: (۱) شمع رویوں کی سر انگشتِ حنائی دیکھ کر غنچۂ گل پرفشاں پروانہ آسا جل گیا ص۲۰

---

[1] پروانہ : چوبیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔

پروانگاں: ایک بار [مرکّب]۔

(۲) رات، دل گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ تھا — رنگِ روے شمع برقِ خرمنِ پروانہ تھا — ص۲۵

(۳) فسونِ یک دلی ہے لذّتِ بیدادِ دشمن پر — کہ وجدِ برق جوں پروانہ بال افشاں ہے خرمن پر — ص۴۱

(۴) پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع — آسایشِ وفاہا بیتابیِ جفا ہے — ص۹۳

(۵) جاں در ہواے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ! — پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا — ص۱۴۹

(۶) پروانے کا نہ غم ہو تو پھر کس لیے اسدؔ! — ہر رات شمع شام سے لے تا سحر جلے — ص۲۰۴

دیکھیے ـــــ: (۷) آہنگِ مضراب پرِ پروانہ۔(۸) برقِ خرمنِ پروانہ۔(۹)--(۱۳) پرِ پروانہ [پانچ بار]۔
(۱۴) چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ۔(۱۵) حسرتِ پروانہ۔(۱۶)،(۱۷) دلِ پروانہ [دو بار]۔(۱۸) شبِ پروانہ۔
(۱۹) صورتِ پروانہ۔

پروانہ زار: ہواے پرفشانی برقِ خرمن ہاے خاطر ہے — بہ بالِ شعلۂ بیتاب ہے پروانہ زار آتش — ص۴۷

پروانہ وبلبل: بزم داغِ طرب و باغ کشادِ پرِ رنگ — شمع و گل تا کے و پروانہ و بلبل تا چند — ص۳۹

پروانۂ تجلّیِ شمعِ ظہور: ہر رنگ میں جلا اسدؔ فتنہ انتظار — پروانۂ تجلّیِ شمعِ ظہور تھا — ص۱۸

پروانۂ چراغِ مزار: دیکھیے: پرفشانیِ پروانۂ چراغِ مزار۔

پروانۂ محفل: وقتِ شب اُس شمع رو کے شعلۂ آواز پر — گوشِ نسریں عارضاں پروانۂ محفل ہوا — ص۲۹

پرورش[۱]: (۱) ناز پروردۂ صد رنگ تمنّا ہوں ولے — پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار — ص۶

(۲) غم آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو — چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے — ص۲۱۰

پرورشِ نالہ: پرورشِ نالہ ہے وحشتِ پرواز سے — ہے تہِ بالِ پری بیضۂ بلبل ہنوز — ص۴۴

پروردن[۲]: (۱) بہرِ پروردن سراسر لطف گستر سایہ ہے — پنجۂ مژگاں بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے — ص۱۰۴

(۲) دیکھیے: جاں پروردنِ یعقوب۔

پروردہ[۳]: دیکھیے: نفس پروردہ۔

پروردۂ بہار: دیکھیے: ناز پروردۂ بہار۔

---

۱ پرورش : تین بار [مفرد: دو بار، مرکّب: ایک بار]۔
۲ پروردن : دو بار [مرکّب]۔
۳ پروردہ : تین بار [مرکّب]۔

پروردۂ صدرنگ تمنا: دیکھیے: نازِ پروردۂ صدرنگ تمنا۔

پرویں[1]: (۱) نصیبِ آستیں ہے حاصلِ روے عرق آگیں — چُنے ہے کہکشاں خرمن سے مہ کے خوشۂ پرویں کا — ص ۲۸

(۲) موکبِ خاص یوں زمیں پر تھا — جس طرح ہے سپہر پہ پرویں — ص ۲۸۱

(۳) فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام — جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرَن تکیہ — ص ۳۰۳

(۴) دیکھیے: آئینۂ نازِ پرویں۔

پرِ کاہ[2]: دیکھیے: انیسِ پرِ کاہ۔

پرہیز[3]: (۱) عشق میں ہم نے ہی ابرام سے پرہیز کیا — ورنہ جو چاہیے اسبابِ تمنا، سب تھا — ص ۲۴

(۲) کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل کیوں نہ ہو؟ — یعنی اِس بیمار کو نظارے سے پرہیز ہے — ص ۲۳

پری[4]: (۱) بہ رنگِ شیشہ ہوں یک گوشۂ دلِ خالی — کبھی پری مری خلوت میں آنکلتی ہے — ص ۹۰

(۲) پری بہ شیشہ و عکسِ رُخ اندر آئینہ — نگاہِ حیرتِ مشاطہ خوں فشاں تجھ سے — ص ۱۱۲

(۳) سب نے جانا کہ ہے پری، تو سن — اور بالِ پری ہے دامنِ زیں — ص ۲۸۰

دیکھیے ـــــــ: (۴) ـ (۹) بالِ پری [چھے بار]۔ (۱۰) تہِ بالِ پری۔ (۱۱)، (۱۲)، (۱۳) چشمِ پری [تین بار]۔ (۱۴) حدِ اقلیمِ تمنّاے پری۔ (۱۵) حور و پری۔ (۱۶) زلفِ پری۔ (۱۷) مردمِ چشمِ پری۔ (۱۸) مروحۂ بالِ پری۔ (۱۹) نَیِ تمثالِ پری۔ (۲۰) نبضِ پری۔ (۲۱) وحشتِ چشمِ پری۔

پری پیکر: گو نہ سمجھوں اُس کی باتیں، گو نہ پاؤں اُس کا بھید — پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا — ص ۱۹۱

پری چہرہ: (۱) کہہ چکا میں تو سب کچھ، اب تو کہہ — اے پری چہرہ پیکِ تیز خرام! — ص ۱۳۷

(۲) یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں؟ — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے؟ — ص ۲۳۸

پری رُخ: ہو کے عاشق، وہ پری رُخ اَور نازک بن گیا — رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اُڑتا جائے ہے — ص ۲۲۲

پری زاد: دیکھیے: سرِ پستانِ پری زاد۔

پری زادِ نظر: آئنہ، دام کو سبزے میں چھپاتا ہے عبث — کہ پری زادِ نظر قابلِ تسخیر نہیں — ص ۵۶

---

[1] پرویں : چار بار [مرکّب: ایک بار]۔

[2] پرِ کاہ : ایک بار [مرکّب]۔

[3] پرہیز : دو بار۔

[4] پری : اُنتیس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چھبیس بار]۔

پری زادوں: اِن پری زادوں سے لیں گے خلد میں ہم انتقام | قدرتِ حق سے، یہی، حوریں اگر وھاں ہو گئیں | ص ۱۹۱

پری وَش: ذکر اُس پری وَش کا اَور پھر بیاں اپنا! | بن گیا رقیب آخر، تھا جو رازداں اپنا | ص ۱۵۹

پرے[1]: (۱) غالبؔ! ہے رُتبہ فہمِ تصور سے کچھ پرے | ہے عجزِ بندگی کہ علی کو خدا کہوں | ص ۵۶

(۲) میں عدم سے بھی پرے ہوں ورنہ غافل! بارہا | میری آہِ آتشیں سے بالِ عنقا جل گیا | ص ۱۵۱

(۳) ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا مسجود | قبلے کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں | ص ۱۸۷

(۴) نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا، اور اب | لب تک آتا ہے، جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے | ص ۲۴۰

پریدن[2]: مژدۂ دیدار سے رسوائی اظہار دور | آج کی شب چشم کو کب تک پریدن منع ہے | ص ۱۱۳

دیکھیے: بسملِ ذوقِ پریدن۔

پریدہ: دیکھیے ـــــ: (۱) آشیانِ طائرِ رنگِ پریدہ۔ (۲) رنگِ پریدہ۔ (۳) طائرِ پریدۂ رنگِ حنا۔

پریشان[3]: (۱) وحشتِ دل سے پریشاں ہے چراغانِ خیال | باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آئیں | ص ۸

(۲) طلسمِ آفرینش حلقۂ یک بزمِ ماتم ہے | زمانے کے، شبِ یلدا سے، موے سر پریشاں ہیں | ص ۶۲

(۳) بہ بوے زلفِ مشکیں یہ دماغ آشفتۂ رم ہیں | کہ شاخِ آہواں دودِ چراغ آسا پریشاں ہے | ص ۸۱

(۴) خوابِ جمعیتِ مخمل ہے پریشاں مجھ سے | رگِ بستر کو ملی شوخیِ مژگاں مجھ سے | ص ۸۳

(۵) بوے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل | جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا | ص ۱۴۴

(۶) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے | کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا | ص ۱۵۸

(۷) رنگِ تمکینِ گل و لالہ پریشاں کیوں ہے | گر چراغانِ سرِ رہگذرِ باد نہیں | ص ۱۸۶

(۸) نیند اُس کی ہے، دماغ اُس کا ہے، راتیں اُس کی ہیں | تیری زُلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہو گئیں | ص ۱۹۱

(۹) شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے | ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشاں مجھ سے | ص ۲۱۱

(۱۰) غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم! | باوجودِ دل جمعی خوابِ گل پریشاں ہے | ص ۲۱۷

(۱۱) مانگے ہے پھر کسی کو لبِ بام پر ہوس | زلفِ سیاہ رُخ پہ پریشاں کیے ہوئے | ص ۲۲۶

---

[1] پرے : چار بار۔

[2] پریدن : دوبار [مرکب: ایک بار]۔

پریدہ : تین بار [مرکب]۔

[3] پریشان : ستائیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکب: سولہ بار]۔

دیکھیے ـــــــ: (۱۲) اجزاے پریشاں۔ (۱۳) تحریرِ پریشانِ تقاضا۔ (۱۴)، (۱۵) خوابِ پریشاں [دوبار]۔ (۱۶) زنجیرِ پریشاں۔ (۱۷) سازِ یک خوابِ پریشاں۔ (۱۸) سامانِ یک خوابِ پریشاں۔ (۱۹) صد خوابِ پریشاں۔ (۲۰) فالِ دوجہاں خوابِ پریشاں۔ (۲۱) گلیمِ سیہ بختِ پریشاں۔ (۲۲) موپریشاں۔

پریشاں تر: نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا! زلفِ تمنّا کو — پریشاں تر ہے موے خامہ سے تدبیر مانی کی — ص۷۷

پریشاں خواب: تکلف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ — پریشاں خواب آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے — ص۸۱

پریشاں موئیِ اہلِ عزا: ہے سوادِ خط: پریشاں موئیِ اہلِ عزا — خامہ میرا: شمعِ قبرِ کشتگاں کا دُوِدہ ہے — ص۱۰۳

پریشاں نظری: کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں — ص۸

پریشاں نگاہاں: سرابِ یقیں ہیں پریشاں نگاہاں — اسدؔ کو گر از چشمِ کم دیکھتے ہیں — ص۲۲۸

پریشانی[1]: (۱) خطِّ عارض سے لکھا ہے زلف کو اُلفت نے عہد — یکقلم منظور ہے جو کچھ پریشانی کرے — ص۲۱۱

(۲) پریشانی سے مغزِ سر ہوا ہے پنبۂ بالش — خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا — ص۲۲

(۳) پریشانی اسدؔ! درپردہ ہے سامانِ جمعیت — کہ ہے آبادیِ صحرا ہجومِ خانہ بردوشاں — ص۲۲۹

دیکھیے ـــــــ: (۴) جوشِ پریشانی۔ (۵) مجموعۂ پریشانی۔

پریشانیِ بزم: دیکھیے: دمِ عرضِ پریشانیِ بزم۔

پریشانیِ بیم: خانہ ویرانیِ اُمید و پریشانیِ بیم — جوشِ دوزخ ہے خزانِ چمنِ خلدِ بریں — ص۷

پریشانیِ خاطر: آج ہم اپنی پریشانیِ خاطر اُن سے — کہنے جاتے تو ہیں، پر دیکھیے کیا کہتے ہیں — ص۱۸۷

پریشانیِ صہبا: دیکھیے: وجہِ پریشانیِ صہبا۔

پریشانیِ نگاہ: دیکھیے: دردِ پریشانیِ نگاہ۔

پریشانیاں: یہ عمر بھر جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں ہم نے — تمھارے آئیو اے طرّہ ہاے خم بہ خم! آگے — ص۲۲۸

پژمردگاں: بہ صورت تکلف، بہ معنی تاسّف — اسدؔ! میں تبسّم ہوں پژمردگاں کا — ص۱۸

پژمردن[2]: دیکھیے نزدیکِ پژمردن۔

---

[1] پریشانی : دس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سات بار]۔
پریشانیاں : ایک بار۔

[2] پژمردن : ایک بار [مرکّب]۔
پژمردگاں : ایک بار۔

پس[۱] از قتل: غش آ گیا جو پس از قتل میرے قاتل کو — ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن، تکیہ ص۳۰۳

پس از مردن: پس از مردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے — شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گل فشانی کی ص۲۰۷

پسِ دیوار: میں تو دیوانہ ہوں اور ایک جہاں ہے غمّاز — گوش ہیں در پسِ دیوار، کہوں یا نہ کہوں ص۲۹۸

پسِ زانوے آئینہ: حیرتِ فکرِ سخن، سازِ سلامت ہے اسدؔ! — دل پسِ زانوے آئینہ بٹھاتا ہے مجھے ص۸۸

پسِ زانوے تامّل: جوہرِ آئنہ: فکرِ سخنِ موے دماغ — عرضِ حسرت پسِ زانوے تامّل تاچند ص۳۹

پستانِ[۲] پری زاد: دیکھیے: سرِ پستانِ پری زاد۔

پست[۳] فطرت: تو پست فطرت اور خیالِ بسا بلند — اے طفلِ خود معاملہ! قد سے عصا بلند ص۳۸

پست فطرتیِ طبعِ آرزو: تا چند پست فطرتیِ طبعِ آرزو — یارب! ملے بلندیِ دستِ دعا مجھے ص۷۶

پستی[۴]: غرّۂ اوجِ بِنائے عالمِ امکاں نہ ہو — اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن ص۱۷۹

پسند[۵]: (۱) فروِ آئینہ میں بخشیں شکنِ خندۂ گل — دلِ آزردہ پسند آئنہ رُخساروں کا ص۲۸

(۲) یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ! زِبس تکرارِ دوست ص۱۶۵

(۳) ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں ص۱۸۹

(۴) کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا — آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے ص۲۰۳

(۵) دُکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ! — دل رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ! ص۲۵۳

(۶) دیکھیے: ہمّتِ دشوار پسند۔

[بہ طورِ جزوِ ردیف چار بار، ص۱۲]:

(۷) سوادِ چشمِ بسمل انتخابِ نقطہ آرائی — خرامِ نازِ بے پروائیِ قاتل پسند آیا

(۸) روانی ہاے موجِ خونِ بسمل سے ٹپکتا ہے — کہ لطفِ بے تحاشا رفتنِ قاتل پسند آیا

(۹) ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی — بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا

---

[۱] پس : پانچ بار [مرکب]۔
[۲] پستان : ایک بار [مرکب]۔
[۳] پست : دو بار [مرکب]۔
[۴] پستی : ایک بار۔
[۵] پسند : چودہ بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: دو بار]۔

(۱۰) اسدؔ! ہر جا سخن نے طرحِ باغِ تازہ ڈالی ہے — مجھے رنگِ بہار ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا

[چار بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۱۴۲]:

(۱۱)، (۱۲) شمارِ سبحہ مرغوبِ بتِ مشکل پسند آیا — تماشائے بہ یک کف بُردنِ صد دل پسند آیا

(۱۳) بہ فیضِ بے دلی نومیدیِ جاوید آساں ہے — کشائش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا

(۱۴) ہوائے سیرِ گل آئینۂ بے مہریِ قاتل — کہ اندازِ بہ خوں غلتیدنِ بسمل پسند آیا

پسینا[۱]: (۱) بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب غالبؔ! — پسینا توسنِ ہمت کا سیلِ خانۂ زیں ہے — ص ۸۹

(۲) رخ پہ دولھا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا — ہے رگِ ابرِ گہربار سراسر سہرا — ص ۲۸۷

پُشت[۲]: (۱) سَو پُشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری — کچھ شاعری ذریعۂ عزّت نہیں مجھے — ص ۱۲۲

(۲) دیکھیے: خمِ پُشت۔

پُشتِ آئینہ: دیکھیے: تصویر بہ پُشتِ آئینہ۔

پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ: ظاہر ہیں میری شکل سے افسوس کے نشاں — جوں شانہ پُشتِ دست بہ دنداں گزیدہ ہوں — ص ۶۱

پُشتِ پا: دیکھیے: مرتبۂ پُشتِ پا۔

پُشتِ چشم: (۱) عیسیٰ! طلسمِ حُسنِ تغافل ہے زینہار — جُز پُشتِ چشم، نسخۂ عرضِ دوا نہ مانگ — ص ۵۰

(۲) نہیں اقلیمِ اُلفت میں کوئی طومارِ ناز ایسا — کہ پُشتِ چشم سے جس کے نہ ہووے مُہر عنواں پر — ص ۱۶۷

پُشتِ چشمِ رنداں: عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم — روئے شش جہت آفاق پُشتِ چشمِ رنداں ہے — ص ۸۹

پُشتِ چشمِ قاتل: غفلت بہ بالِ جوہرِ شمشیر پرفشاں — یہاں پُشتِ چشمِ شوخیِ قاتل ہے آئنہ — ص ۷۰

پُشتِ چشمِ شوخیِ نیساں: اے کرم! نہ ہو غافل ورنہ ہے اسدؔ بے دل — بے گہر صدف گویا پُشتِ چشمِ نیساں ہے — ص ۸۹

پُشتِ خار: اسدؔ! ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سر و پا ہیں — کہ ہے سرپنجۂ مژگانِ آہو پُشتِ خار اپنا — ص ۱۵۴

پُشتِ خمِ التجا: وہ التماسِ لذّتِ بیداد ہوں کہ میں — تیغِ ستم کو پُشتِ خمِ التجا کروں — ص ۵۶

پُشتِ دستِ عجز: (۱) بزمِ خوباں بس کہ جوشِ جلوہ سے پُرنور ہے — پُشتِ دستِ عجز یہاں ہر برگِ نخلِ طورؔ ہے — ص ۹۳

(۲) ہم سے رنجِ بیتابی کس طرح اُٹھایا جائے — داغ پُشتِ دستِ عجز، شعلہ خس بہ دنداں ہے — ص ۲۱۷

---

[۱] پسینا : دوبار۔

[۲] پُشت : تئیس بار [مرتّب]۔

	(۳) خشت، پُشتِ دستِ عجز و قالب، آغوشِ وداع	پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟	ص ۱۱
پُشتِ فلک:	نسبتِ نام سے اُس کے ہے یہ رُتبہ کہ رہے	ابداً پُشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمیں	ص ۱۳۴
پُشتِ کبوتر:	گیا جو نامہ بر، وھاں سے بہ رنگِ باختہ آیا	خطوطِ روے قالیں نقش ہے پُشتِ کبوتر کا	ص ۴۴۴
پُشت گرمیِ آئینہ:	سیماب، پُشت گرمیِ آئینہ دے ہے، ہم	حیراں کیے ہوئے ہیں دلِ بے قرار کے	ص ۲۱۰
پُشت گرمیِ تاب و تواں:	ہرچند جاں گدازیِ قہر و عتاب ہے	ہرچند پُشت گرمیِ تاب و تواں نہیں	ص ۱۸۸
پُشتِ لب:	پُشتِ لب تُہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی	سبز ہے موجِ تبسّم بہ ہواے گفتار	ص ۳
پُشتِ لبِ بام:	دیکھیے: یک خطِ پُشتِ لبِ بام۔		
پُشتِ لبِ سوفار:	جتاں! زہراب اِس شدّت سے دو پیکانِ ناوک کو	کہ خطِ سبز تا پُشتِ لبِ سوفار ہو پیدا	ص ۳۱
پُشت و رُخِ آئینہ:	پُشت و رُخِ آئینہ ہے دین و دُنیا	منظور ہے دو جہاں سے تو، یعنی دل	ص ۱۱۷
پشیماں[۱]:	(۱) شوخیِ رنگِ حنا خونِ وفا سے کب تک؟	آخر اے عہد شکن! تو بھی پشیماں نکلا	ص ۱۳
	(۲) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ	ہاے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا!	ص ۱۵۰
پشیمانی:	(۱) دستِ برہم سودہ ہے مژگانِ خوابیدہ اسدؔ!	اے دل از کف دادۂ غفلت! پشیمانی عبث	ص ۳۴
	(۲) دیکھیے: زنجیرِ پشیمانی۔		
پگاہ[۲]:	دیکھیے: شام و پگاہ۔		
پُل[۳]:	(۱) لال ڈگّی پر کرے گا جا کے کیا	پُل پہ چل، ہے آج دن اتوار کا	[قادرنامہ]
	(۲) پُل ہی پر سے پھیر لائے ہم کو لوگ	ورنہ تھا اپنا ارادہ پار کا	[قادرنامہ]
پلک[۴]:	ہُنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں	کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی	ص ۷۶
پلنگ[۵]:	دیکھیے: (۱)، (۲) داغِ پلنگ [دو بار]۔ (۳) ساغرکشِ داغِ پلنگ۔		
پناہ[۶]:	(۱) پیری و نیستی، خدا کی پناہ!	دستِ خالی و خاطرِ غمگیں	ص ۲۸۱

۱۔ پشیماں : دو بار۔
پشیمانی : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۲۔ پگاہ : ایک بار [مرکّب]۔
۳۔ پُل : دو بار۔
۴۔ پلک : ایک بار۔ پلکوں : ایک بار۔
۵۔ پلنگ : تین بار [مرکّب]۔
۶۔ پناہ : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔
پناہیں : ایک بار۔

دیکھیے: (۲) جلوۂ بینش پناہ۔ (۳) خدا کی پناہ۔

پناہِ شہروسپاہ:	ملاذِ کشور و لشکر، پناہِ شہر و سپاہ	جنابِ عالیِ ایلن برونِ والا جاہ	ص۲۷۶
پناہیں:	دیر و حرم آیینۂ تکرارِ تمنا	واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں	ص۵۹
پنبہ[1]:	(۱) جوشِ بہار کلفتِ نظارہ ہے اسدؔ!	ہے ابر، پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا	ص۱۹
	(۲) ہوئی ہے مانعِ ذوقِ تماشا خانہ ویرانی	کفِ سیلاب باقی ہے بہ رنگِ پنبہ روزن میں	ص۱۸۰
	(۳) بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی	شبِ مہ ہو جو رکھ دوں پنبہ دیواروں کے روزن میں	ص۱۸۰
	(۴) کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے	پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں	ص۱۸۵
	(۵) دیکھیے: رنگِ پنبہ۔		
پنبہ آگیں:	بجا ہے، گر نہ سنے نالہ ہائے بلبلِ زار	کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے	ص۲۱۳
پنبۂ بالش:	(۱) پریشانی سے مغزِ سر ہوا ہے پنبۂ بالش	خیالِ شوخیِ خوباں کو راحت آفریں پایا	ص۲۲
	(۲) وحاں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام	گریے سے یہاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا	ص۱۳۵
پنبۂ روزن:	(۱) اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی چشمِ سفید آخر	حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا	ص۲۲
	(۲) غضب شرم آفریں ہے رنگ ریزی ہائے خود بینی	سفیدی آئنے کی پنبۂ روزن نہ ہو جاوے	ص۸۵
پنبۂ شیشۂ شراب:	لطفِ خمارِ مے کو ہے در دلِ ہمدگر اثر	پنبۂ شیشۂ شراب کف بہ لبِ ایاغ ہے	ص۱۱۵
پنبۂ گوشِ حریفاں:	(۱) ہجومِ سادہ لوحی پنبۂ گوشِ حریفاں ہے	وگرنہ خواب کی مضمر ہیں افسانے میں تعبیریں	ص۶۳
	(۲) غفلت استعدادِ ذوق و مدعا غافل اسدؔ	پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے	ص۸۷
پنبۂ مرہم:	تمثالِ بتاں گر نہ رکھے پنبۂ مرہم	آئینہ بہ عریانیِ زخمِ جگر آوے	ص۱۱۴
پنبۂ مینا:	(۱) ہو سکے ہے پردۂ جوشیدنِ زخمِ جگر	اشک بعدِ ضبط غیر از پنبۂ مینا نہیں	ص۶۵
	(۲) بزم ہے یک پنبۂ مینا گدازِ ربط سے	عیش کر غافل! حجابِ نشۂ محفل نہ پوچھ	ص۷۲
	(۳) اے خوشا وقتے کہ ساقی یک خمستاں وا کرے	تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے	ص۱۰۱

[1] پنبہ : اکیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: اٹھارہ بار]۔

(۴) درکار ہے شگفتنِ گل ہاے عیش کو — صبحِ بہار، پنبۂ مینا کہیں جسے — ص ۲۱۸

(۵) نہاں کیفیتِ مے میں ہے سامانِ حجاب اُس کا — بُنا ہے پنبۂ مینا سے ساقی نے نقاب اُس کا — ص ۴۴۷

(۶) دیکھیے: مغزِ پنبۂ مینا۔

پنبۂ مینائے مے: پنبۂ مینائے مے رکھ لو تم اپنے کان میں — مے پرستاں! ناصحِ بے صرفہ گو بیہودہ ہے — ص ۱۰۳

پنج آہنگ[1]: منطبع ہو رہی ہے پنج آہنگ — گل و ریحان و لالہ رنگا رنگ — ص ۲۶۷

پنجاب[2]: دیکھیے: فرماں روائے کشورِ پنجاب۔

پنجہ[3]: (۱) ہزبر پنجے سے لیتا ہے کام شانے کا — کبھی جو ہوتی ہے اُلجھی ہوئی دُمِ روباہ — ص ۲۷۷

(۳) کس رُتبے میں باریکی و نرمی ہے کہ جوں گل — آتی نہیں پنجے میں بس اُس کے نظر انگشت — ص ۳۲

پنجۂ خرشید: (۱) بس کہ ہر یک موے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع — پنجۂ خرشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم — ص ۵۴

(۲) ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے — کہ ظاہر پنجۂ خرشید دستِ زیرِ پہلو ہے — ص ۹۸

(۳) گر ہو سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار — جوں پنجۂ خرشید ہو اے دستِ دُعا! گرم — ص ۴۴۸

پنجۂ خوباں: دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے — ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجائے گل — ص ۵۳

پنجۂ صیاد: دیکھیے: حنائے پنجۂ صیاد۔

پنجۂ مژگاں: (۱) اے اسدؔ! ہے مستعدِ شانۂ گیسو شدن — پنجۂ مژگاں بہ خود بالیدنی رکھتا ہے آج — ص ۳۵

(۲) بہرِ پروردن سراسر لطف گستر سایہ ہے — پنجۂ مژگاں بہ طفلِ اشک دستِ دایہ ہے — ص ۱۰۲

پندِ[4] ناصح: دیکھیے: شورِ پندِ ناصح۔

پندار[5]: دل پھر طوافِ کوے ملامت کو جائے ہے — پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے — ص ۲۲۶

پندارِ خدائی: تم ہو بُت پھر تمھیں پندارِ خدائی کیوں ہے؟ — تم خداوند ہی کہلاؤ، خدا اور سہی — ص ۳۱۱

پنڈے[6]: دیکھیے: گورے پنڈے۔

---

۱ پنج آہنگ : ایک بار۔
۲ پنجاب : ایک بار [مرکّب]۔
۳ پنجہ : نو بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سات بار]۔
۴ پند : ایک بار [مرکّب]۔
۵ پندار : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۶ پنڈے : ایک بار۔

پنہاں[1]:

(۱) بیضۂ قمری کے آئینے میں پنہاں صیقل — سروِ بے دل سے عیاں عکسِ خیالِ قدِ یار — ص ۴

(۲) جوہر ایجادِ خطِ سبز ہے خود بینیِ حُسن — جو نہ دیکھا تھا سو آئینے میں پنہاں نکلا — ص ۱۳

(۳) جہاں مٹ جائے سعیِ دید، خضرِ آبادِ آسایش — بہ جیبِ ہر نگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا — ص ۱۶

(۴) ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی — بہ جیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دل ربائی کا — ص ۱۶

(۵) شکوۂ یاراں غبارِ دل میں پنہاں کر دیا — غالبؔ! ایسے گنج کو شایاں یہی ویرانہ تھا — ص ۲۵

(۶) عروجِ نشۂ و اماندگی، پیمانہ محمل تر — بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں — ص ۶۲

(۷) بہ نقصِ ظاہری، رنگِ کمالِ طبع پنہاں ہے — کہ بہرِ مدعائے دل، زبانِ لال زنداں ہے — ص ۸۰

(۸) نہیں ہے عُرونِ صاحب دلاں جُز کسبِ جمعیت — سویدا میں نَفَس، مانندِ خط نقطے میں پنہاں ہے — ص ۸۱

(۹) دام گر سبزے میں پنہاں کیجیے، طاؤس ہو — جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرا دادہ ہے — ص ۸۹

(۱۰) گرچہ ہوں دیوانہ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب — آستیں میں دشنہ پنہاں، ہاتھ میں نشتر کھلا — ص ۱۶۰

(۱۱) سب کہاں، کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں — خاک میں، کیا صورتیں ہوں گی، کہ پنہاں ہوگئیں! — ص ۱۹۱

(۱۲) بیکسی ہائے شبِ ہجر کی وحشت ہے ہے! — سایہ خرشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے — ص ۲۱۲

(۱۳) بزمِ مَے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟ — شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے — ص ۲۱۷

(۱۴) پنہاں تھا دام، سخت قریب آشیان کے — اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے — ص ۲۲۶

[آٹھ بار بہ طورِ جُزوِ ردیف، ص ۱۰۹]:

(۱۵)،(۱۶) خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے — شام، سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے

(۱۷) دو جہاں: گردشِ یک سبحۂ اسرارِ نیاز — نقدِ صد دل بہ گریبانِ سحر پنہاں ہے

(۱۸) خلوتِ دل میں نہ کر دخل بجز سجدۂ شوق — آستاں میں صفتِ آئنہ در پنہاں ہے

(۱۹) فکرِ پرواز جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ، مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے

(۲۰) ہوش اے ہرزہ درا! تُہمتِ بیدردی چند؟ — نالہ در گردِ تمنائے اثر پنہاں ہے

---

[1] پنہاں : تیس بار [مفرد: بائیس بار، مرکّب: آٹھ بار]۔ پنہانی : ایک بار [مرکّب]۔

(۲۱) وہمِ غفلت مگر احرامِ فسردن باندھے | ورنہ ہر سنگ کے باطن میں شرر پنہاں ہے

(۲۲) وحشتِ دل ہے اسدؔ! عالمِ نیرنگِ نشاط | خندۂ گل بہ لبِ زخمِ جگر پنہاں ہے

دیکھیے ـــــ: (۲۳) پردۂ تبسّمِ پنہاں۔(۲۴) تبسّم ہائے پنہاں۔(۲۵) سوزشِ داغ ہائے پنہاں۔(۲۶) صہبائے آتش پنہاں۔(۲۷)،(۲۸) غمِ پنہاں [دوبار]۔(۲۹) غم ہائے پنہاں۔(۳۰) کشاکشِ غمِ پنہاں۔

پنہانی: دیکھیے: محوِ پرسش ہائے پنہانی۔

پُود[1]: (۱) گل کدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو | ریختے قُماش کو پُود ہے ایک، تار ایک ص۲۹۶

(۲)،(۳) دیکھیے: تار و پود [دوبار]۔

پُود و تارِ نغمہ: غفلت استعداد ذوق و مدعا غافل اسدؔ | پنبۂ گوشِ حریفاں پود و تارِ نغمہ ہے ص۸۷

پُوست[2]: درد سے در پردہ دی مژگاں سیاہاں نے شکست | ریزہ ریزہ استخواں کا پوست میں نشتر ہوا ص۲۰

پُوشش[3]: کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش | جسم رکھتا ہوں، ہے اگرچہ نزار ص۱۲۶

پُوشش سیاہ: دیکھیے: کعبۂ پوشش سیاہ۔

پُوشیدن[4]: دیکھیے: سر بہ مُہر چشم پوشیدن۔

پوشیدنی ہا: دیکھیے: مژہ پوشیدنی ہا۔

پوشیدہ[5]: (۱) بس کہ مے پیتے ہیں اربابِ فنا پوشیدہ | خطِ پیمانۂ مے، ہے نفسِ دُزدیدہ ص۱۷

(۲) میں تجھ سے اور مجھ سے تو پوشیدہ | ہے مفت نگاہ کا مقابل ہونا ص۱۱۷

(۳) دیکھیو، غالبؔ سے گر اُلجھا کوئی! | ہے ولی پوشیدہ اور کافر کھلا ص۱۴۰

پوشیدہ افسوں: کاوشِ دُزدِ حنا پوشیدہ افسوں ہے مجھے | ناخنِ انگشتِ خوباں نعلِ واژوں ہے مجھے ص۹۹

پوشیدہ چشمی ہائے ناز: حُسن کو غنچوں سے ہے پوشیدہ چشمی ہائے ناز | عشق نے وا کی ہے ہر یک خار سے مژگانِ عجز ص۴۴

پھپولے[6]: دیکھیے: جلے پھپولے۔

---

[1] پود : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
[2] پوست : ایک بار۔
[3] پوشش : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[4] پوشیدن : ایک بار [مرکّب]۔ پوشیدنی ہا : ایک بار [مرکّب]۔
[5] پوشیدہ : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
[6] پھپولے : ایک بار۔

پہلو[1]: (۱) تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے — رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرم تمکیں کا — ص ۲۹

(۲) دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے غالبؔ کیا کیا! — رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر — ص ۴۰

(۳) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلادے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم — ص ۴۴۸

دیکھیے ــــــ: (۴) ایک ہی پہلو۔ (۵) دستِ زیرِ پہلو۔ (۶) صد پہلو۔ (۷) فغانِ دل بہ پہلو۔ (۸) گردشِ پہلو۔

پہلو تہی: پہلو تہی نہ کر غم و اندوہ سے اسدؔ! — دل وقفِ درد رکھ کہ فقیروں کا مال ہے — ص ۷۵

(۲) تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے — ص ۲۰۹

پہلو نشیں: ہاتھ آیا زخمِ تیغِ یار سا پہلو نشیں — کیوں نہ ہووے آج کے دن بیکسی کی روح شاد — ص ۳۸

پہلوے اندیشہ: نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں — پہلوے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا — ص ۱۳۵

پہلوے چشم: مژہ، پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے — ہوا وہ شعلہ خاک اور شوخیِ خاشاک باقی ہے — ص ۱۰۷

پہلوے حیات: اے کاش! بتاں کا خنجرِ سینہ شگاف — پہلوے حیات سے گزر جاتا صاف — ص ۱۱۷

پہلوے خیال: دیکھیے: چربیِ پہلوے خیال۔

پہلوے ماہ: خدا نے اُس کو دیا ایک خوب رُو فرزند — ستارہ جیسے چمکتا ہوا بہ پہلوے ماہ — ص ۲۷۷

پہلوے ہلال: بیکسی افسردہ ہوں اے ناتوانی! کیا کروں — جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال — ص ۵۲

پہلے[2]: (۱) پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل — ص ۱۲۴

(۲) قیدِ حیات و بندِ غم، اصل میں دونوں ایک ہیں — موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں! — ص ۱۹۳

(۳) کروں بیدادِ ذوقِ پرفشانی عرض، کیا قدرت — کہ طاقت اُڑ گئی، اُڑنے سے پہلے میرے شہپر کی — ص ۲۰۷

(۴) حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ! — پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی — ص ۲۱۵

(۵) خوب تھا پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ — کہ بھلا چاہتے ہیں اور بُرا ہوتا ہے — ص ۲۲۱

پہلے ہی: (۱) دل اُس کو پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے — ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا — ص ۱۴۸

(۲) دل کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے، کیا معلوم تھا — یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہو جائے گا — ص ۱۵۱

---

[1] پہلو : سترہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: چودہ بار]۔ — پہلے ہی : دو بار۔

[2] پہلے : پانچ بار۔

پھندے[1]: نہیں کچھ سُبحہ و زُنّار کے پھندے میں گیرائی — وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمائش ہے — ص ۲۴۴

پُہن گشتن ہائے دل[2]: پُہن گشتن ہائے دل بزمِ نشاطِ گرد باد — لذّتِ عرضِ کشادِ عقدۂ مشکل نہ پوچھ — ص ۷۲

پھوڑے[3]: دل اُس کا پھوڑ کے نکلے بہ شکل پھوڑے کے — خدا کرے کہ کرے اِس طرح اُبھار گرہ — ص ۲۷۹

پھول[4]: دیکھیے: املی کے پھول۔

پھولوں[5]: (۱) لالہ و گل بہم آئینۂ اخلاقِ بہار — ہوں میں وہ داغ کہ پھولوں میں بسایا ہے مجھے — ص ۱۰۰

(۲) جو آئے، جام بھر کے پیے اور ہو کے مست — سبزے کو روندتا پھرے، پھولوں کو جائے پھاند — ص ۱۲۸

(۳) جی میں اِترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز — چاہیے پھولوں کا بھی ایک، مقرّر سہرا — ص ۲۸۷

(۴) جب کہ اپنے میں سماویں نہ خوشی کے مارے — گوندھے پھولوں کا بھلا پھر کوئی کیونکر سہرا — ص ۲۸۷

(۵) اُس شعلے نے گُلگوں کو جو گلشن میں کیا گرم — پھولوں کو ہوئی بادِ بہاری وہ ہوا گرم — ص ۴۴۸

پَے[6]: (۱)، (۲)، (۳) دیکھیے: رگ و پَے [تین بار]۔

(۴) پَے بہ مقصد بُردنی ہے خضرِ مَے سے اے اسدؔ! — جادۂ منزل ہے خطِّ ساغرِ مُل کے تلے — ص ۴۵۴

پَے بُردن: دیکھیے: دخلِ پَے بُردن۔

پَے بہ پَے: بس، کہ روکا میں نے اور سینے میں اُبھریں پَے بہ پَے — میری آہیں بخیۂ چاکِ گریباں ہوگئیں — ص ۱۹۲

پَےِ مور: دیکھیے: نقشِ پَےِ مور۔

پَےِ ناقۂ سلمیٰ: دیکھیے: نقشِ پَےِ ناقۂ سلمیٰ۔

پیادہ[7]: (۱) امامِ وقت کی یہ قدر ہے کہ اہلِ عناد — پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اُس کو — ص ۲۸۵

(۲) دیکھیے: ہر پیادہ۔

---

۱ پھندے : ایک بار۔
۲ پُہن : ایک بار [مرکّب]۔
۳ پھوڑے : ایک بار۔
۴ پھول : ایک بار۔
۵ پھولوں : پانچ بار۔
۶ پَے : آٹھ بار [مرکّب]۔
پَے بہ پَے : ایک بار۔
۷ پیادہ : دو بار۔

پیار[1]: (۱) اِن دل فریبیوں سے نہ کیوں اُس پہ پیار آئے — روٹھا جو بے گناہ تو بے عُذر من گیا — ص ۲۹۳

(۲) ظلم ہے، گر نہ دو سخن کی داد — قہر ہے، گر کرو نہ مجھ کو پیار — ص ۱۲۶

پیاس[2]: کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے، یارب! — اک آبلہ پا وادیِ پُرخار میں آوے — ص ۲۳۴

پیالہ[3]: (۱) پلادے اُوک سے ساقی! جو ہم سے نفرت ہے — پیالہ گر نہیں دیتا، نہ دے، شراب تو دے — ص ۲۲۳

(۲) دیکھیے: خطِ پیالہ۔

پیالہ وساغر: کیوں گردشِ مدام سے گھبرا نہ جائے دل — انسان ہوں، پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں — ص ۱۹۰

پیام[4]: (۱) مسی آلودہ ہے مُہرِ نوازش نامہ، ظاہر ہے — کہ داغِ آرزوے بوسہ دیتا ہے پیام اُس کا — ص ۲۴

(۲) دیکھیے: گلِ پیام۔ (۳) مجبورِ پیام۔

پیامِ تعزیت: پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے — شبِ ماتم تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں ہے — ص ۸۹

پیامِ دل رسائی: کفِ موجۂ حیا ہوں بہ گزارِ عرضِ مطلب — کہ سرشک قطرہ زن ہے بہ پیامِ دل رسائی — ص ۱۰

پیامِ مجلس افروزی: اگر اُس شعلہ رو کو دوں پیامِ مجلس افروزی — زبانِ شمعِ خلوت خانہ دیتی ہے جواب اُس کا — ص ۳۴۷

پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست: تا کہ میں جانوں کہ ہے اِس رسائی وہاں تلک — مجھ کو دیتا ہے پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست — ص ۱۹۴

پیٹھ[5]: پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے — محوِ نسبت ہیں، تکلّف ہمیں منظور نہیں — ص ۱۱۶

پیچ[6]: پیچ میں اِن کے نہ آنا زینہار — یہ نہیں ہیں گے کسو کے یارِ غار — ص ۲۶۶

پیچ دار[7]: کہاں مجالِ سخن، سانس لے نہیں سکتا — پڑی ہے غم کی مرے دل میں پیچ دار گرہ — ص ۲۷۹

پیچشِ طومار[8]: دیکھیے: واشدنِ پیچشِ طومار۔

پیچشِ طومار بستر: معمّاے تکلّف، سر بہ مُہرِ چشم پوشیدن — گدازِ شمعِ محفل، پیچشِ طومارِ بستر ہے — ص ۸۵

پیچشِ موجِ صبا: مبادا! بے تکلّف فصل کا برگ و نوا گم ہو — مگر طوفانِ مے میں پیچشِ موجِ صبا گم ہو — ص ۶۸

پیچک[9]: زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے — مژہ، پیچک میں مہ کی سوزن آسا چیدنی جانے — ص ۱۱۵

---

۱ پیار : دوبار۔
۲ پیاس : ایک بار۔
۳ پیالہ : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
۴ پیام : سات بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چھے بار]۔
۵ پیٹھ : ایک بار۔
۶ پیچ : ایک بار۔
۷ پیچ دار : ایک بار۔
۸ پیچش : تین بار [مرکّب]۔
۹ پیچک : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

پیچکِ مہ: نیم رنگی ہائے شمعِ محفلِ خوباں سے ہے — پیچکِ مہ صرف چاکِ پردۂ فانوس و بس — ص۴۶

پیچ وتاب[1]: (۱) مرا شمول ہر اک دل کے پیچ وتاب میں ہے — میں مدعا ہوں تپش نامۂ تمنا کا — ص۱۷

(۲) نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ — جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر — ص۴۰

(۳) میں مضطرب ہوں وصل میں خوفِ رقیب سے — ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں — ص۱۸۹

(۴) اُتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بُعد ہے — جتنا کہ وہمِ غیر سے ہوں پیچ وتاب میں — ص۱۸۹

(۵) دل نے سُن کر، کانپ کر، کھا پیچ وتاب — غوطے میں جاکر دیا کٹ کر جواب — ص۲۶۶

(۶) دیکھیے: طلسمِ پیچ وتاب۔

پیچ وتابِ جادہ: (۱) سختیِ راہِ محبت منعِ دخلِ غیر ہے — پیچ وتابِ جادہ ہے یہاں جوہرِ تیغِ عسس — ص۴۵

(۲) دشتِ الفت میں ہے خاکِ کشتگاں محبوس وبس — پیچ وتابِ جادہ ہے خطِ کفِ افسوس و بس — ص۴۶

پیچ وتابِ خاموشی: جورِ زلف کی تقریر پیچ و تابِ خاموشی — ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے — ص۴۵۳

پیچ وتابِ دل: رشک ہے آسایشِ اربابِ غفلت پر اسدؔ! — پیچ و تابِ دل نصیبِ خاطرِ آگاہ ہے — ص۴۳

پیچ وتابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی: ہے پیچ و تابِ رشتۂ شمعِ سحر گہی — خجلت گدازیِ نفسِ نارسا مجھے — ص۷۶

پیچ وتابِ طبع: تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں لیکن — مَباد اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گم ہو — ص۶۸

پیچ وتابِ طبعِ برق آہنگ مسکن: اسدؔ کو پیچ وتابِ طبعِ برق آہنگ مسکن سے — حصارِ شعلۂ جوّالہ میں عزلت گزیں پایا — ص۲۲

پیچ وتابِ کشمکش: دیکھیے: معافِ پیچ وتابِ کشمکش۔

پیچ وتابِ نفس: دیکھیے: تدبیرِ پیچ وتابِ نفس۔

پیچ وتابِ ہوس: بہ پیچ و تابِ ہوس سلکِ عافیت مت توڑ — نگاہِ عجز سرِ رشتۂ سلامت ہے — ص۲۱۴

پیچ وخم[2]: (۱) نہ ہو وحشت کشِ درسِ سرابِ سطرِ آگاہی — غبارِ راہ ہوں، بے مدعا ہے پیچ وخم میرا — ص۶

(۲) بھرم کُھل جائے ظالم! تیرے قامت کی درازی کا — اگر اِس طرّۂ پُر پیچ وخم کا پیچ وخم نکلے — ص۲۲۹

(۳) دیکھیے: طرّۂ پُر پیچ وخم (شعر۔۲)۔

---

[1] پیچ وتاب : سولہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: گیارہ بار]۔

[2] پیچ وخم : چار بار [مفرد: دو بار، مرکب: دو بار]۔

پیچ وخمِ ہستی: دیکھیے: وحشتِ بے ربطیِ پیچ وخمِ ہستی۔

پیچھے:[1] پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ — پہلے ٹھونکی ہے بُنِ ناخنِ تدبیر میں کیل — ص۱۲۲

(۲) کہاں تک روؤں اُس کے خیمے کے پیچھے، قیامت ہے — مری قسمت میں یارب کیا نہ تھی دیوار پتھر کی! — ص۲۰۷

(۳) ایماں مجھے رُوکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کُفر — کعبہ مرے پیچھے ہے، کلیسا مرے آگے — ص۲۲۹

(۴) مت پوچھ کہ کیا حال ہے میرا ترے پیچھے — تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے — ص۲۲۸

پیچیدگی:[2] پیچیدگی ہے حاملِ طومارِ انتظار — پائے نظر بہ دامنِ شوقِ دویدہ کھینچ — ص۳۶

پیچیدگیِ بندِ قبا: وا کرسکے یہاں کون بجز کاوشِ شوخی — جوں برق ہے پیچیدگیِ بندِ قبا گرم — ص۳۲۸

پیچیدنِ فکر:[3] دیکھیے: نفَس پیچیدنِ فکر۔

پیچیدنی: فرو پیچیدنی ہے فرشِ بزمِ عیش گستر کا — دریغا! گردش آموزِ فلک ہے دَورِ ساغر کا — ص۳۲۲

پیدا:[4] (۱) ہوائے صبح یک عالم گریباں چاکیِ گُل ہے — دہانِ زخم پیدا کر، اگر کھاتا ہے غم میرا — ص۱۶

(۲) فریاد سے پیدا ہے اسدؔ! گرمیِ وحشت — تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا — ص۲۹

(۳) نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے — ہوئے ہیں پردہ ہائے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا — ص۲۳

(۴) ہم نے سو زخمِ جگر پر بھی زباں پیدا نہ کی — گُل ہوا ہے ایک زخمِ سینہ پر خواہانِ داد — ص۳۸

(۵) دُھویں سے آگ کے اک ابرِ دریا بار ہو پیدا — اسدؔ! حیدر پرستوں سے اگر ہووے مدوچار آتش — ص۴۷

(۶) بدر ہے آئینۂ طاقِ ہلال — غافلاں! نقصاں سے پیدا ہے کمال — ص۵۱

(۷) پیدا نہیں ہے اصلِ تگ و تازِ جستجو — مانندِ موجِ آب زبانِ بُریدہ ہوں — ص۶۲

(۸) آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ — ہے زمیں از بس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں — ص۶۵

(۹) بجائے دانہ، خرمن یک بیاباں بیضۂ قمری — مرا حاصل وہ نسخہ ہے کہ جس سے خاک پیدا ہو — ص۶۷

(۱۰) ستم کشی کا کیا دل نے حوصلہ پیدا — اب اُس سے ربط کروں جو بہت ستمگر ہو — ص۶۷

(۱۱) ہُنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئینے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی — ص۷۶

---

[1] پیچھے : چار بار۔
[2] پیچیدگی : دو بار [مرکب: ایک بار]۔
[3] پیچیدن : ایک بار [مرکب]۔ پیچیدنی : ایک بار [مرکب]۔
[4] پیدا : باون بار۔

(۱۲) بجز دیوانگی، ہوتا نہ انجامِ خود آرائی	اگر پیدا نہ کرتا آئنہ زنجیر جوہر کی	ص۷۷
(۱۳) پیدا کریں دماغِ تماشاے سرو و گل	حسرت کشوں کو ساغر و مینا نہ چاہیے	ص۸۲
(۱۴) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے	نگاہِ ناز چشمِ یار میں زُنّارِ مینا ہے	ص۸۳
(۱۵) اثر سوزِ محبّت کا قیامت بے محابا ہے	کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے	ص۸۴
(۱۶) پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے	شبِ ماتم تہِ دامانِ دودِ شمعِ بالیں ہے	ص۸۹
(۱۷) آپ ہو جاتے ہیں ننگِ ہمّتِ باطل سے مرد	اشک پیدا کر اسدؔ! گر آہ بے تاثیر ہے	ص۹۶
(۱۸) گر تبِ آسودۂ مژگاں تصرّف وا کرے	رشتۂ پا شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے	ص۱۰۱
(۱۹) لعل سی کی ہے، پَئِ زمزمۂ مدحتِ شاہ	طوطیِ سبزۂ کہسار نے پیدا منقار	ص۱۳۲
(۲۰) لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی	چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا	ص۱۳۸
(۲۱) کوہ کن نقاشِ یک تمثالِ شیریں تھا اسدؔ!	سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا	ص۱۳۹
(۲۲) گردِ راہِ یار ہے سامانِ نازِ زخمِ دل	ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک	ص۱۷۵
(۲۳) درخورِ قہر و غضب جب کوئی ہم سا نہ ہوا	پھر غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہ ہوا	ص۱۹۲
(۲۴) پیدا ہوئی ہے کہتے ہیں، ہر درد کی دوا	یوں ہو تو چارۂ غمِ الفت ہی کیوں نہ ہو	ص۱۹۳
(۲۵) جب تک دہانِ زخم نہ پیدا کرے کوئی	مشکل کہ تجھ سے راہِ سخن وا کرے کوئی	ص۲۱۵
(۲۶) ہے وحشتِ طبیعتِ ایجاد یاس خیز	یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی	ص۲۱۵
(۲۷) حُسنِ فروغِ شمعِ سخن دور ہے اسدؔ!	پہلے دلِ گداختہ پیدا کرے کوئی	ص۲۱۶
(۲۸) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی	وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے	ص۲۲۹
(۲۹) اسدؔ کے واسطے رنگے بروے کار ہو پیدا	غُبار آوارہ و سرگشتہ ہے یا بوتراب! اُس کا	ص۴۴۷
(۳۰) خُمارِ ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے	تراوش شیرۂ انگور کی ہے مُفتِ افشردن	ص۴۴۹
(۳۱) پیدا ہوئے ہیں ہم الم آبادِ جہاں میں	فرسودنِ پاے طلب و دستِ ہوس کو	ص۴۵۰
(۳۲) دلِ نالاں سے ہے بے پردہ پیدا	نواے بربط و چنگ و چغانہ	ص۴۵۱

[سات بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۳۰]:

(۳۳)، (۳۴) سحر گر باغ میں وہ حیرتِ گلزار ہو پیدا ‏ اُڑے رنگِ گُل اور آئینۂ دیوار ہو پیدا

(۳۵) بتاں! زہراب اِس شدّت سے دو پیکانِ ناوک کو ‏ کہ خطِّ سبز تا پُشتِ لبِ سوفار ہو پیدا

(۳۶) لگے گر سنگ سر پر یار کے دستِ نگاریں سے ‏ بجائے زخم، گُل برگوشۂ دستار ہو پیدا

(۳۷) کروں گر عرضِ سنگینیِ کُہسار اپنی بیتابی ‏ رگِ ہر سنگ سے نبضِ دلِ بیمار ہو پیدا

(۳۸) بہ سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیماں ‏ اگر ابرِ سیہ مست از سوے کُہسار ہو پیدا

(۳۹) اسدؔ! مایوس مت ہو گرچہ رونے میں اثر کم ہے ‏ کہ غالب ہے کہ بعد از زاریِ بسیار ہو پیدا

[سات بار بہ طورِ جزوِ ردیف، ص ۳۱]:

(۴۰)، (۴۱) گرفتاری میں فرمانِ خطِ تقدیر ہے پیدا ‏ کہ طوقِ قمری از ہر حلقۂ زنجیر ہے پیدا

(۴۲) زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے ‏ چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا

(۴۳) مگر وہ شوخ ہے طوفاں تراز شوقِ خوں ریزی ‏ کہ در بحرِ کماں بالیدہ موجِ تیر ہے پیدا

(۴۴) نہیں ہے کف لبِ نازک پہ، فرطِ نشۂ مَے سے ‏ لطافت ہاے جوشِ حُسن کا سر شیر ہے پیدا

(۴۵) عروجِ نااُمیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے ‏ بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا

(۴۶) اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں ‏ جراحت ہاے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا

[دو بار بہ طورِ ردیف، ص ۲۹۳]:

(۴۷)، (۴۸) جگر سے، ٹوٹی ہوئی ہوگئی سناں پیدا ‏ دہانِ زخم میں آخر ہوئی زباں پیدا ‏ ص ۲۹۳

[چار بار بہ طورِ ردیف، ص ۴۴۶]:

(۴۹) بسانِ سبزہ رگِ خواب ہے زباں ایجاد ‏ کرے ہے خامشی احولِ بے خوداں پیدا

(۵۰) صفا و شوخی و اندازِ حُسن پا بہ رکاب ‏ خطِ سیاہ سے ہے گردِ کارواں پیدا

(۵۱) نہیں ہے آہ کو ایماے تیر باریدن ‏ وگرنہ ہے خَمِ تسلیم سے کماں پیدا

(۵۲) نصیبِ تیرہ، بلا گردشِ آفریں ہے اسدؔ! ‏ زمیں سے ہوتے ہیں صد دامن آسماں پیدا

پیدائی[1]: (۱) باوجودِ یک جہاں ہنگامہ، پیدائی نہیں | ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم | ص۱۷۷
(۲) دیکھیے: خجالت گاہِ پیدائی۔
پیدائی استغنا: دیکھیے: آئینۂ پیدائیِ استغنا۔
پیدائیِ تمثالِ یقیں: دیکھیے: آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں۔
پیدائی و اخفا: دیکھیے: سوے پیدائی واخفا۔
پیر[3]: دیکھیے: (۱)، (۲) فلکِ پیر (دو بار)۔
پیر زن: دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانو | ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو | ص۱۹۶
پیرِ فلک: (۱) بہ ہوائے چمنِ جلوہ ہے طاؤس پرست | باندھے ہے پیرِ فلک موجِ شفق سے زُنّار | ص۳
(۲) نقدِ انجم تا بہ کے از کیسہ بیروں ریختن | یعنی اے پیرِ فلک! شامِ جوانی مفت ہے | ص۱۱۳
پیرِ کنعاں: نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہَوا خواہی | اُسے یوسف کی بوے پیرہن کی آزمایش ہے | ص۲۴۴
پیر[2] و مرشد: پیر و مرشد معاف کیجیے گا! | میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال | ص۲۹۷
(۲) پیر و مرشدا اگرچہ مجھ کو نہیں | ذوقِ آرایشِ سر و دستار | ص۱۲۶
پیراہن[4]: (۱) بہرِ جاں پروردنِ یعقوب، بالِ خاک سے | دام لیتی ہے بہ پروازِ پیراہن کی بو | ص۶۹
(۲) سمجھ اِس فصل میں کوتاہیِ نشوونما غالبؔ! | اگر گُل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے | ص۲۱۳
(۳) چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن | ہمارے جَیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے | ص۲۴۱
دیکھیے ____: (۴) خارِ پیراہن۔ (۵) دماغِ عطرِ پیراہن۔ (۵) تنگیِ پیراہن۔
پیراہنِ خار: جوشِ بیدادِ تپش سے ہوئی عریاں آخر | شاخِ گلبن پہ صبا چھوڑ کے پیراہنِ خار | ص۳
پیراہنِ خسک: کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن تمام | پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج | ص۳۵
پیراہنِ دریا: موج سے پیدا ہوئے پیراہنِ دریا میں خار | گریہ وحشت بے قرارِ جلوۂ مہتاب تھا | ص۱۵
پیراہن دریدن: بے خودی فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں | زخم دُوزیِ جُرم و پیراہن دریدن منع ہے | ص۱۱۲

---

[1] پیدائی : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
[2] پیر (۱) : چھے بار [مرکب]۔
[3] پیر (۲) : دو بار [مرکب]۔
[4] پیراہن : تیرہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دس بار]۔

پیراہنِ دیوانہ: بس کہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا — چاکِ موجِ سیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا — ص ۲۵

پیراہنِ شکلِ نہالی: نشانِ بے قرارِ شوق جُز مژگاں نہیں باقی — کئی کانٹے ہیں اور پیراہنِ شکلِ نہالی ہے — ص ۹۷

پیراہنِ لیلیٰ: دیکھیے: تکمۂ پیراہنِ لیلیٰ۔

پیرہن [۱]: (۱) تکلّف، خار خارِ التماسِ بے قراری ہے — کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر — ص ۴۱

(۲) صد تجلّی کدہ ہے صرفِ جبینِ غربت — پیرہن میں ہے غبارِ شررِ طور ہنوز — ص ۳۵

(۳) نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا؟ — کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا — ص ۱۳۲

دیکھیے ــــــ: (۴) آبی پیرہن۔ (۵) بوے پیرہن۔ (۶) زینتِ یک پیرہن۔ (۷) ساماں پیرہن۔ (۸) گلِ پیرہن۔

پیرہنِ آرزو: دیکھیے: خارِ پیرہنِ آرزو۔

پیرہنِ زرنگار: ہمیں حریرِ شرر بافِ سنگ، خلعت ہے — یہ ایک پیرہنِ زرنگار رکھتے ہیں — ص ۳۳

پیرہنِ کاغذِ ابری: پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں — یہ تنک مایہ ہے فریادیِ جوشِ ایثار — ص ۴

پیرہنستاں: بوے یوسف مجھے گلزار سے آتی تھی اسدؔ! — دَے نے برباد کیا پیرہنستاں میرا — ص ۲۱

پیرایہ [۲]: کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ اُلفت کہوں — زخم مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے — ص ۱۰۴

پیرایۂ بیاں: گداے طاقتِ تقریر ہے زباں تجھ سے — کہ خامشی کو ہے پیرایۂ بیاں تجھ سے — ص ۱۱۴

پیرایۂ محفل: دیدہ تا دل ہے یک آئینہ چراغاں، کس نے — خلوتِ ناز پہ پیرایۂ محفل باندھا — ص ۱۳

پیروِ فکرِ اسد [۳]: ہو جو بلبل پیروِ فکرِ اسدؔ — غنچۂ منقار گل ہو زیرِ بال — ص ۵۱

پیروی [۴]: لازم نہیں کہ خضر کی ہم پیروی کریں — جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے — ص ۲۲۷

پیری [۵]: (۱) اسدؔ! پیری میں بھی آہنگِ شوقِ یار قائم ہے — نہیں ہے نغمے سے خالی خمیدن ہاے چنگ آخر — ص ۴۰

دیکھیے ــــــ: (۲) ضعفِ پیری۔ (۳) عالمِ پیری۔ (۴) ننگِ پیری۔

---

[۱] پیرہن : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔
پیرہنستاں : ایک بار۔
[۲] پیرایہ : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
[۳] پیرو : ایک بار [مرکّب]۔
[۴] پیروی : ایک بار۔
[۵] پیری : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

پیری و نیستی: پیری و نیستی خدا کی پناہ! دستِ خالی و خاطرِ غمگیں ص۲۸۱

پیش[1] : آم کے آگے پیش جاوے خاک پھوڑتا ہے جلے پھپولے تاک ص۱۳۰

پیش ازمرگ واویلا: یہ کیا وحشت ہے اے دیوانے! پیش ازمرگ واویلا رکھی بیجا بنائے خانۂ زنجیر شیون پر ص۴۱

پیشِ پا اُفتادہ مضموں: گلستاں، بے تکلف پیشِ پا اُفتادہ مضموں ہے جو تو باندھے کفِ پا پر حنا، آئینہ موزوں ہے ص۱۱۱

پیشِ نظر: (۱) آرایشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز پیشِ نظر ہے آئنہ دائم نقاب میں ص۱۸۹

(۲) بلا سے، ہیں جو یہ پیشِ نظر در و دیوار نگاہِ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار ص۱۲۶

پیش تر[2] : (۱) تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا اُڑنے سے پیش تر بھی مرا رنگ زرد تھا ص۱۵۴

(۲) نہیں ہے سایہ کہ سُن کر نویدِ مقدمِ یار گئے ہیں چند قدم پیش تر در و دیوار ص۱۶۷

پیش دستی[3] : دھول دھپّا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہیں ہم ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ! پیش دستی ایک دن ص۱۷۹

پیش کش[4] : رنجشِ حیرت سرشاں سینہ صافی پیش کش جوہرِ آئینہ ہے یہاں گردِ میدانِ نزاع ص۴۸

پیش گاہِ[5] حضور: پیش گاہِ حضور شوکت و جاہ خیرخواہِ جناب: دولت و دیں ص۲۸۰

پیشانی[6] : دیکھیے: (۱)، (۲) چینِ پیشانی [دوبار]۔ (۳) سوادِ خطِّ پیشانی۔ (۴) خارخارِ چینِ پیشانی۔

پیشوا[7] : (۱) میں بھی معذورِ جنوں ہوں اسدؔ اے خانہ خراب! پیشوا لینے مجھے گھر سے بیاباں نکلا ص۱۳

(۲) زمامِ ناقہ کف اُس کے میں ہے کہ اہلِ یقیں پس از حسینِ علی پیشوا کہیں اُس کو ص۲۸۵

پیشہ[8] : (۱) پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہاد کو نام ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا ص۱۵۹

پیشۂ آبا: سَو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہیں مجھے ص۱۲۴

(مزید دیکھیے: ہم پیشہ)۔

دیکھیے ـــــ : (۲) عشق نبرد پیشہ۔ (۳) ہوس پیشہ۔ (۴) تحمل پیشۂ تمکین۔

پیغارہ جو[9] : دیکھیے: دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جو۔

پیغام[10] : (۱) مُہر بجائے نامہ، لگائی برلبِ پیکِ نامہ رساں قاتلِ تمکیں سنج نے یوں خاموشی کا پیغام کیا ص۲۷

---

[1] پیش : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
[2] پیش تر : دوبار۔ [3] پیش دستی : ایک بار۔
[4] پیشکش : ایک بار۔
[5] پیشگاہ : ایک بار [مرکّب]۔
[6] پیشانی : چار بار [مرکّب]۔ [7] پیشوا : دوبار۔
[8] پیشہ : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
[9] پیغارہ : ایک بار [مرکّب]۔
[10] پیغام : نوبار [مفرد: چار بار، مرکّب: پانچ بار]۔

(۲) ہے صریرِ خامہ ریزش ہائے استقبالِ ناز | نامہ خود پیغام کو بال و پرِ پرواز ہے | ص۸۲
(۳) عذر میں تین دن نہ آنے کے | لے کے آیا ہے عید کا پیغام | ص۱۳۶
(۴) غیر لیں محفل میں بوسے جام کے | ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے! | ص۲۵۰
(۵) دیکھیے: بوسہ بہ پیغام۔

پیغامِ تسلی: فسانِ تیغِ نازک قاتلاں! سنگِ جراحت ہے | دلِ گرمِ تپش قاصد ہے پیغامِ تسلی کا | ص۲۶
پیغامِ زبانی: دے کے خط، مُنہ دیکھتا ہے نامہ بر | کچھ تو پیغامِ زبانی اور ہے | ص۲۲۷
پیغامِ مرگ: نامے کے ساتھ آ گیا پیغامِ مرگ | رہ گیا خط میری چھاتی پر کھلا | ص۱۴۰
پیغامِ یار: دیکھیے: مسرتِ پیغامِ یار۔
پیغمبر[۱]: دیکھیے: عُقدۂ احکامِ پیغمبر۔
پیکِ[۲] تیز خرام: کہہ چکا میں تو سب کچھ، اب تو کہہ | اے پری چہرہ پیکِ تیز خرام! | ص۱۳۷
پیکِ نامہ رساں: دیکھیے: لبِ پیکِ نامہ رساں۔
پیکاں[۳]: (۱) کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں لیکن آخر | جس کو دل کہتے تھے سو تیر کا پیکاں نکلا | ص۱۳
(۲) جوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ | پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا | ص۱۷
(۳) دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے | ہے ترے تیر کا پیکان عزیز | ص۱۷۳
(۴) گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں پیکاں | گرہِ غنچہ ہے سامانِ چمن بالیدن | ص۲۵۰
دیکھیے ______: (۵) جراحتِ پیکاں۔ (۶) زہراب دادہ پیکاں۔

پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد: دیکھیے: غنچۂ پیکانِ شاخِ ناوکِ صیاد۔
پیکانِ قضا: دیکھیے: دفعِ پیکانِ قضا۔
پیکانِ ناوک: بتاں! زہراب اِس شدت سے دو پیکانِ ناوک کو | کہ خطِ سبز تا پُشتِ لبِ سوفار ہو پیدا | ص۳۱
پیکانِ نگار: دیکھیے: غنچۂ پیکانِ نگار۔
پیکر[۴]: دیکھیے: پری پیکر۔

---

۱ پیغمبر : ایک بار [مرکّب]۔
۲ پیک : دو بار [مرکّب]۔
۳ پیکاں : دس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چھے بار]۔
۴ پیکر : چار بار [مرکّب]۔

پیکر آرائی: دیکھیے: افسونِ ربطِ پیکر آرائی۔

پیکرِ تصویر: دیکھیے: ہر پیکرِ تصویر۔

پیکرِ عشاق: پیکرِ عشاق سازِ طالعِ ناساز ہے | نالہ، گویا گردشِ سیارہ کی آواز ہے | ص۲۲۷

پیماں[1]: (۱) بے دماغِ تپشِ رشک ہوں اے جلوۂ حُسن! | تشنۂ خونِ دل و دیدہ ہے پیماں میرا | ص۲۱

(۲) برائے حلِ مشکل، ہوں زِ پا اُفتادۂ حسرت | بندھا ہے عقدۂ خاطر سے پیماں خاکساری کا | ص۱۸

(۳) ساقی! بہارِ موسمِ گل ہے سُرور بخش | پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے | ص۸۲

دیکھیے ـــــــ: (۴) پیمانۂ پیماں۔ (۵) عقدۂ پیماں۔

پیماں شکنی: دیکھیے: (۱) حسرتِ پیماں شکنی۔ (۲) شکوۂ پیماں شکنی۔

پیمانِ عجز: دیکھیے: عقدۂ پیمانِ عجز۔

پیمانِ محبت: دیکھیے: ناموسِ پیمانِ محبت۔

پیمانِ وفا: (۱) مجبوری و دعوائے گرفتاریِ اُلفت | دستِ تہِ سنگ آمدہ پیمانِ وفا ہے | ص۲۱۹

(۲) سادہ پُرکار ہیں خوباں غالبؔ! | ہم سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں | ص۱۸۱

(۳) عُمر بھر کا تو نے پیمانِ وفا باندھا تو کیا | عُمر کو بھی تو نہیں ہے پائداری، ہائے ہائے! | ص۲۰۴

(۴) دیکھیے: بستنِ پیمانِ وفا۔

پیمانہ[2]: (۱) خشت پشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع | پُر ہوا ہے سیل سے پیمانہ کس تعمیر کا | ص۱۱

(۲) شررِ فرصت نگہ سامانِ یک عالم چراغاں ہے | بقدرِ رنگ یہاں گردش میں ہے پیمانہ محفل کا | ص۱۷

(۳) شاید کہ مرگیا ترے رُخسار دیکھ کر | پیمانہ رات ماہ کا لبریزِ نور تھا | ص۱۸

(۴) عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر | بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں | ص۶۲

(۵) ساقی! بہارِ موسمِ گل ہے سُرور بخش | پیماں سے ہم گزر گئے، پیمانہ چاہیے | ص۸۲

(۶) درسِ خرامِ تاکے خمیازۂ روانی | اِس موجِ مے کو غافل! پیمانہ نقشِ پا ہے | ص۹۴

---

[1] پیماں : تیرہ بار [مفرد: تین بار، مرکب: دس بار]۔
[2] پیمانہ : اُنتیس بار [مفرد: سات بار، مرکب: بائیس بار]۔

(۷) یعنی دماغ غفلتِ ساقی رسیدہ تر خمیازۂ خمار سے پیمانہ کھینچیے ص۱۰۵

دیکھیے ــــــ: (۸) خالِ لبِ پیمانہ۔ (۹) خطِ پیمانہ۔ (۱۰) دُردِ تہِ پیمانہ۔

پیمانۂ اندازۂ تشویش: آبلہ، پیمانۂ اندازۂ تشویش تھا اے دماغِ نارسا! خم خانۂ منزل نہ پوچھ ص۴۷

پیمانۂ بے مُل: دیکھیے: خطِ پیمانۂ بے مُل۔

پیمانۂ پیاں: بہ سنگِ شیشہ توڑوں ساقیا! پیمانۂ پیاں اگر ابرِ سیہ مست از سوے کہسار ہو پیدا ص۳۱

پیمانۂ جم: دیکھیے: دُردی کشِ پیمانۂ جم۔

پیمانۂ دستِ سبو: خشکیِ مَے نے تلف کی مے کدے کی آبرو کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو ص۹۸

پیمانۂ ذوقِ تحسین: نقشِ معنی ہمہ، خمیازۂ عرضِ صورت سخنِ حق ہمہ، پیمانۂ ذوقِ تحسیں ص۱۳۴

پیمانہ شکار: (۱) بہ نظر گاہِ گلستانِ خیالِ ساقی بے خودی، دامِ رگِ گل سے ہے پیمانہ شکار ص۳

(۲) دیکھیے: محفلِ پیمانہ شکار۔

پیمانۂ صد زندگانی: لڑاوے گر وہ بزمِ مے کشی میں قہر و شفقت کو بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اُس کا ص۲۳

پیمانۂ صہبا: پھر دیکھیے اندازِ گل افشانیِ گفتار رکھ دے کوئی پیمانۂ صہبا مرے آگے ص۲۲۹

پیمانۂ صفات: دیکھیے: حسبِ گردشِ پیمانۂ صفات۔

پیمانۂ فرصت: دیکھیے: مجملِ پیمانۂ فرصت۔

پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ: چشمِ اُمید سے گرتے ہیں دو عالم جوں اشک یاس، پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں ص۸

پیمانۂ مَے: تیرا پیمانۂ مَے: نسخۂ ادوارِ ظہور تیرا نقشِ قدم: آئینۂ شانِ اظہار ص۹

دیکھیے ــــــ: (۲) خطِ پیمانۂ مَے۔ (۳) نیازِ گردشِ پیمانۂ مَے۔

پیمانۂ وسعت کدۂ شوق: پیمانۂ وسعت کدۂ شوق ہوں اے رشک! محفل سے مگر شمع کو دل تنگ نکالوں ص۹۰

پیمانۂ ہر چشمِ آہو: غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر خمِ رنگِ سیہ پیمانۂ ہر چشمِ آہو تھا ص۲۲

پیمانۂ ہوا: وحشت اگر رسا ہے، بے حاصلی ادا ہے پیمانۂ ہوا ہے مشتِ غبارِ صحرا ص۲۶

پیمایشِ[1] زمینِ رہِ عمر: جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام ✿ پیمایشِ زمینِ رہِ عمر بس تمام ص۵۵

پیمبر[2]: دیکھیے: دوشِ پیمبر۔

پیہودہ[3]: جس طرف سے آئے ہیں، آخر اُدھر ہی جائیں گے ✿ مرگ سے وحشت نہ کر، راہِ عدم پیہودہ ہے ص۱۰۳

پینس:[4] پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے ✿ کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے ص۲۳۲

پیوستہ[5]: (۱) نَفَس در سینہ ہائے ہمدگر رہتا ہے پیوستہ ✿ نہیں ہے رشتۂ اُلفت کو اندیشہ گسستن کا ص۲۷

(۲) دیکھیے: دل بہ دل پیوستہ۔

پیوند[6]: ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند؟ ✿ ہے تیر مقرّر مگر اُس کی ہے کماں اور ص۱۷۰

پیوندِ نہالِ دوستی: دیکھیے: طرزِ پیوندِ نہالِ دوستی۔

پَےِ ہَم[7]۔ پے ہَم: وھاں پہنچ کر جو غش آتا پے ہم ہے ہم کو ✿ صدرہ آہنگِ زمیں بوسِ قدم ہے ہم کو ص۱۹۵

(۲) ابرِ دستِ کرمِ کلبِ علی خاں سے مدام ✿ دُرِ شہوار ہیں جو گرتے ہیں قطرے پے ہم ص۲۶۵

---

1. پیمایش : ایک بار [مرکّب]۔
2. پیمبر : ایک بار [مرکّب]۔
3. پیہودہ : ایک بار۔
4. پینس : ایک بار۔
5. پیوستہ : دو بار۔
6. پیوند : ایک بار۔
7. پے ہم : دو بار۔

ت

تاب[1]:	(۱) اُستادِ شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال	یہ تاب، یہ مجال، یہ طاقت نہیں مجھے	ص۱۲۵
	(۲) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ!	واقعہ سخت ہے اور جان عزیز	ص۱۷۳
	(۳) زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا	نے بھاگنے کی گوں، نہ اقامت کی تاب ہے	ص۲۰۶
	(۴) کیا غم خوار نے رُسوا، لگے آگ اِس محبت کو	نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو؟	ص۱۹۹
تابِ استماع:	آشنا غالبؔ! نہیں ہیں دردِ دل کے آشنا	ورنہ کس کو میرے افسانے کی تابِ استماع	ص۴۸
تابِ جلوۂ تمکیں:	دیکھیے: اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں۔		
تابِ جلوۂ دیدارِ دوست:	اے دلِ ناعاقبت اندیش! ضبطِ شوق کر	کون لاسکتا ہے تابِ جلوۂ دیدارِ دوست؟	ص۱۶۴
تابِ دیوار:	جس ادب گاہ میں تو آئنۂ شوخی ہو	جلوہ ہے ساقیِ مخموریِ تابِ دیوار	ص۶
تابِ رُخِ یار:	کیوں جل گیا نہ تابِ رخِ یار دیکھ کر	جلتا ہوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر	ص۱۶۸
تابِ رنجِ نومیدی:	نہ لائی شوخیِ اندیشہ تابِ رنجِ نومیدی	کفِ افسوس ملنا عہدِ تجدیدِ تمنّا ہے	ص۲۲۰
تابِ زُلفِ پُرشکن:	پڑا رہ اے دلِ وابستہ! بیتابی سے کیا حاصل	مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمائش ہے؟	ص۲۴۵
تابِ سخن:	تابِ سخن و طاقتِ غوغا نہیں ہم کو	ماتم میں شہِ دیں کے ہیں، سودا نہیں ہم کو	ص۲۸۴
تابِ شرارت:	تو آب سے گر سلب کرے طاقتِ سیلاں	تو آگ سے گر دفع کرے تابِ شرارت	ص۱۲۷
تابِ عرضِ تشنگی:	کب تلک پھیرے اسدؔ لب ہائے تفتہ پر زباں	تابِ عرضِ تشنگی اے ساقیِ کوثر! نہیں	ص۶۶
تابِ گراں باریِ گوہر:	تارِ ریشم کا نہیں، ہے یہ رگِ ابرِ بہار	لائے گا تابِ گراں باریِ گوہر سہرا؟	ص۲۸۷

---

[1] تاب: سترہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: تیرہ بار]۔

تاب وتواں:(۱) مگر غبار ہوئے پر ہَوا اُڑا لے جائے　　وگرنہ تاب وتواں بال و پر میں خاک نہیں　ص۱۸۴

(۲) دیکھیے: پشت گرمیِ تاب وتواں۔

تاباں[1]:　دیکھیے ـــــ: (۱) ماہِ تاباں۔(۲)،(۳) مہرِ تاباں[دوبار]۔

تابش[2]:　دھوپ کی تابش، آگ کی گرمی　　وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار　ص۱۲۶

تابع[3]:　جوان ہو کے کرے گا یہ وہ جہانبانی　　کہ تابع اِس کے ہوں روز وشب وسپید وسیاہ　ص۲۷۸

تاپاکِ[4] وصال:　دیکھیے: عینِ تاپاکِ وصال۔

تاثیر[5]:　(۱) وحشت نہ کھینچ قاتل! حیرت نَفَس ہے بسمل　　جب نالہ خوں ہو غافل! تاثیر کیا بلا ہے　ص۹۴

(۲) جوہرِ دستِ دعا آئنہ یعنی تاثیر　　یک طرف نازشِ مژگان و دگر سوغمِ خار　ص۱۳۲

(۳) عشق تاثیر سے نومید نہیں　　جاں سپاری شجرِ بید نہیں　ص۱۸۳

(۴) وھاں اُس کو ہولِ دل ہے تو یھاں میں ہوں شرمسار　　یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو　ص۱۹۵

(۵) خدایا! جذبۂ دل کی مگر تاثیر اُلٹی ہے؟　　کہ جتنا کھینچتا ہوں اَور کھنچتا جائے ہے مجھ سے　ص۲۲۴

(۶) ہے ہَوا میں شراب کی تاثیر　　بادہ نوشی ہے باد پیمائی　ص۲۵۱

(۷) نالاں ہو اسدؔ! تو بھی سرِ راہ گزر پر　　کہتے ہیں کہ تاثیر ہے آوازِ جرس کو　ص۳۵۰

دیکھیے ـــــ: (۸) آہِ بے تاثیر۔(۹) برخود غلطِ شوخیِ تاثیر۔(۱۰) بیگانہ تاثیر۔(۱۱) حاملِ صد غلبۂ تاثیر۔

(۱۲) دکانِ ناوکِ تاثیر۔(۱۳) زبونی کشِ تاثیر۔(۱۴) صد آئینہ تاثیر۔(۱۵) طالبِ تاثیر۔

تاثیرِ اُلفت ہاے خوباں:　دیکھیے: زندانیِ تاثیرِ الفت ہاے خوباں۔

تاثیرِ تلخ کامی:　اُمیدوار ہوں تاثیرِ تلخ کامی سے　　کہ قندِ بوسۂ شیریں لباں مکرّر ہو　ص۹۷

تاثیر جُستن　ممکن نہیں کہ ہو دلِ خوباں میں کارگر　　تاثیر جُستن اشک سے نقشِ برآب ہے　ص۳۵۲

تاثیرِ دُعا:　کس بات پہ مغرور ہے اے عجزِ تمنّا!　　سامانِ دعا وحشت و تاثیرِ دعا ہیچ　ص۳۶

---

[1] تاباں : تین بار[مرکّب]۔
[2] تابش : ایک بار۔
[3] تابع : ایک بار۔
[4] تاپاک : ایک بار[مرکّب]۔
[5] تاثیر : اکیس بار[مفرد: سات بار، مرکّب: چودہ بار]۔
تاثیریں : ایک بار۔

تاثیرِسحرِشعلۂ آواز: شب تری تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز سے — تارِ شمع، آہنگِ مضرابِ پر پروانہ تھا ص۲۵

تاثیرِصافی ہائے حیرت: اسدؔ! تاثیرِ صافی ہائے حیرت جلوہ پرور ہو — گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکس زنگی کا ص۲۶

تاثیریں: اسدؔ! طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے — سمجھتا ہوں تپش کو اُلفتِ قاتل کی تاثیریں ص۶۵

تاج[1]: (۱) بلند رتبہ وہ حاکم، وہ سرفراز امیر — کہ باج تاج سے لیتا ہے جس کا طرفِ گلاہ ص۲۷۷

(۲) دیکھیے: چہرہ آرائے تاج و مسند و تخت۔

تاجِ زرّیں: تاجِ زرّیں مہرِ تاباں سے سوا — خسروِ آفاق کے منہ پر کھلا ص۱۳۹

تاختن[2]: دیکھیے: سراسر تاختن۔

تاختنی[3]: (۱) عجز خاک بہ سر کردنِ بے فائدہ حاصل؟ — ہرچند بہ میدانِ ہوس تاختنی ہے ص۱۱۱

(۲) دیکھیے: بروں تاختنی۔

تاخیر[4]: (۱)، (۲) ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا — آپ آتے تھے مگر کوئی عناں گیر بھی تھا ص۱۵۸

(۳) ہے یہ القصہ حاصلِ تحریر — کہ نہ ارسالِ زر میں ہو تاخیر ص۲۶۸

تار[5] (۱): دیکھیے: (۱) چند شبِ تار۔ (۲) سراغِ خلوتِ شب ہائے تار۔ (۳) شبِ تار۔ (۴) شب ہائے تارِ برشکال۔

تار[6] (۲): (۱) آتشِ گل پہ قند کا ہے قوام — شیرے کے تار کا ہے ریشہ نام ص۱۳۰ [آم کے لیے]

(۲) دیوانگی سے دوش پہ زُنّار بھی نہیں — یعنی، ہمارے جَیب میں اک تار بھی نہیں ص۱۸۳

(۳) دکھا کے رشتہ، کسی جوتشی سے پوچھا تھا — کہ دیکھ کتنی اُٹھا لاوے گا یہ تار، گرہ ص۲۷۸

(۴) خود آسماں ہے مہاراو راجہ پر صدقے — کرے گا سینکڑوں اِس تار پر نثار گرہ ص۲۷۸

(۵) وہ راہ و راجہ بہادر کہ حکم سے جن کے — رواں ہو تار پہ فی الفور دانہ وار، گرہ ص۲۷۹

(۶) تار ریشم کا نہیں، ہے یہ رگِ ابرِ بہار — لائے گا تابِ گراں باریِ گوہر، سہرا؟ ص۲۸۷

---

[1] تاج : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
[2] تاختن : ایک بار [مرکّب]۔
[3] تاختنی : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[4] تاخیر: تین بار [مرکّب: ایک بار]۔
[5] تار (۱): چار بار [مرکّب]۔
[6] تار (۲) : چوّن بار [مفرد: سات بار، مرکّب: سینتالیس بار]۔
تارہا : ایک بار [مرکّب]۔

(۷) گلکدۂ تلاش کو ایک ہے رنگ، ایک بو — ریختے کے قماش کو پود ہے ایک، تار ایک — ص۲۹۶

دیکھیے ـــــــ: (۸) ایک تار۔ (۹) بندِ رگِ تار۔ (۱۰) لاکھ تار۔ (۱۱) ہر تار۔

تارِ اشک: ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس روز و شب — جُز تارِ اشک جادۂ منزل نہیں رہا — ص۲۰

تارِ اشکِ دیدۂ سوزن: جراحت دوزیِ عاشق ہے جائے رحم، ترساں ہوں — کہ رشتہ، تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہو جاوے — ص۸۵

تارِ اشکِ یاس: نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں — ہوا ہے تارِ اشکِ یاس، رشتہ چشمِ سوزن میں — ص۱۸۰

تارِ بستر: بہ طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی — شعاعِ آفتابِ صبحِ محشر تارِ بستر ہے — ص۲۱۳

دیکھیے ـــــــ: (۲)، (۳) ہر تارِ بستر [دوبار]۔ (۴) ہر یک تارِ بستر۔

تارِ جادہ: (۱) بہم بالیدنِ سنگ و گلِ صحرا یہ چاہے ہے — کہ تارِ جادہ بھی کہسار کو زُنّارِ مینا ہو — ص۶۷

(۲) نہ دوڑا ریشۂ دیوانگی صحنِ بیاباں میں — کہ تارِ جادہ سے ہے لجۂ ریگِ رواں خالی — ص۳۵۵

تارِ جادۂ رہ: (۱) بہ سعیِ غیر ہے قطعِ لباسِ خانہ ویرانی — کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ دامانِ صحرا ہے — ص۸۴

(۲) عجب اے آبلہ پایانِ صحرائے نظر بازی! — کہ تارِ جادۂ رہ رشتۂ گوہر نہیں ہوتا — ص۴۲۵

تارِ جادۂ سرمنزلِ نازک خیالی: بہ پائے خامۂ مُوئے رہِ وصفِ کمر کیجے — کہ تارِ جادۂ سر منزلِ نازک خیالی ہے — ص۷۹

تارِ جادۂ منزل: وردِ اسمِ حق سے دیدارِ صنم حاصل ہوا — رشتۂ تسبیح تارِ جادۂ منزل ہوا — ص۲۹

تارِ جُستن ہا: سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں — شرار آسا زِ سنگِ سرمہ یکسر تارِ جستن ہا — ص۲۲

تارِ داماں: قبائے جلوہ فزا ہے لباسِ عریانی — بہ طرزِ گل، رگِ جاں مجھ کو تارِ داماں ہے — ص۱۰۲

تارِ دامن: ہجومِ غم سے یہاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے — کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے — ص۲۰۸

تارِ دامنِ قاتل: خاکِ عاشق بسکہ ہے فرسودۂ پروازِ شوق — جادۂ ہر دشت تارِ دامنِ قاتل ہوا — ص۴۲۵

تارِ زلف: دیکھیے: ہر تارِ زلف۔

تارِ شعاع: (۱) بس کہ ہر یک مُوئے زلف افشاں سے ہے تارِ شعاع — پنجۂ خرشید کو سمجھے ہیں دستِ شانہ ہم — ص۵۳

(۲) جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع — چرخ وا کرتا ہے ماہِ نَو سے آغوشِ وداع — ص۱۷۴

تارِ شعاعِ آفتاب: بس کہ مائل ہے وہ رشکِ ماہ تاب آئینے پر — ہے نَفَس، تارِ شعاعِ آفتاب آئینے پر — ص۳۹

تارِ شعاعِ مہر: ہو جہاں وہ ساقیِ خرشید رو مجلس فروز — وھاں اسدؔ! تارِ شعاعِ مہر خطِّ جام ہے ص۱۰۱

تارِ شمع: (۱) شب تری تاثیرِ سحرِ شعلۂ آواز سے — تارِ شمع، آہنگِ مضراب پرِ پروانہ تھا ص۲۵

(۲) نوائے خفتۂ اُلفت اگر بیتاب ہوجاوے — پرِ پروانہ تارِ شمع پر مضراب ہوجاوے ص۱۰۵

تارِ گیسوے دراز: دیکھیے: ذوقِ تارِ گیسوے دراز۔

تارِ نظر: (۱) حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار — ہر رشتہ چاکِ جَیب کا تارِ نظر ہے آج ص۳۴

(۲) ہجومِ غم سے یھاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے — کہ تارِ دامن و تارِ نظر میں فرق مشکل ہے ص۲۰۸

(۳) دیکھیے: سرِ تارِ نظر۔

تارِ نغمہ: دیکھیے: پُود و تارِ نغمہ۔

تارِ نَفَس: (۱) مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ! — ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا ص۱۳

(۲) اسدؔ! تارِ نفس ہے ناگزیرِ عقدہ پیرائی — بہ نوکِ ناخنِ شمشیر کیجے حلِّ مشکل ہا ص۲۳

(۳) حاصلِ دل بستگی ہے عُمرِ کوتہ اور بس — وقفِ عرضِ عقدہ ہاے متصل تارِ نفس ص۴۵

(۴) جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام — پیمایشِ زمینِ رہِ عُمر بس تمام ص۵۵

(۵) آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ — تارِ نَفَس، کمندِ شکارِ اثر ہے آج ص۱۲۵

دیکھیے ـــــــ: (۶) سرِ تارِ نفس۔ (۷) وابستۂ یک عقدۂ تارِ نفس۔ (۸) یک تارِ نفس۔

تارِ نگاہ: (۱) آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ — ہے زمیں از بس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں ص۶۵

(۲) زہے ستارۂ روشن! کہ جو اُسے دیکھے — شعاعِ مہرِ درخشاں ہو اُس کا تارِ نگاہ ص۲۷۷

تارِ نگاہِ سوزنِ مینا: ساقی نے از بہرِ گریباں چاکیِ موجِ بادۂ ناب — تارِ نگاہِ سوزنِ مینا رشتۂ خطِّ جام کیا ص۲۷

تارِ نگہ: وھاں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال — یھاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا ص۱۳۵

تار و پُود: عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا — جوں صبح، چاکِ جَیب مجھے تار و پود تھا ص۱۲

تار و پودِ فرشِ محفل: اے خوشا! وقتے کہ ساقی یک خُمستاں وا کرے — تار و پودِ فرشِ محفل پنبۂ مینا کرے ص۱۰۱

تارہاے گلوے بُریدہ: دیکھیے: مضرابِ تارہاے گلوے بُریدہ۔

تاراجِ تمنا:[1] وصل میں دل انتظارِ طرفہ رکھتا ہے، مگر — فتنہ تاراجِ تمنا کے لیے درکار ہے — ص ۸۳

تاراجِ چمن: سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود — رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں — ص ۶۳

تاراجِ سحر: خوابِ غفلت بہ کمیں گاہِ نظر پنہاں ہے — شام، سایے میں بہ تاراجِ سحر پنہاں ہے — ص ۱۰۹

تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں: تاراجِ کاوشِ غمِ ہجراں ہوا اسدؔ — سینہ کہ تھا دفینہ گہر ہائے راز کا — ص ۱۵۵

تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی: دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی — ہوا ہے جوہرِ آئینہ خیلِ مور خرمن میں — ص ۵۸

تاروں: اُڑ کے جاتا کہاں کہ تاروں کا — آسماں نے بچھا رکھا تھا دام — ص ۱۳۵

تارے:[2] ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدیں خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا — ص ۲۸۸

تاریخ:[3] (۱) کہا غالبؔ سے: تاریخ اِس کی کیا ہے — تو بولا: اِنشراحِ جشنِ جمشید (۱۲۷۰ھ) — ص ۱۲۹

(۲) تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں — استادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام — ص ۲۸۲

(۳) ہاتفِ غیب سُن کے یہ چیخا — اُن کی تاریخ، میرا تاریخا — ص ۲۹۳

(۴) تحریر ہے یہ غالبؔ یزداں پرست کی — تاریخ اِس کی: آج نویں ہے اگست کی — ص ۳۱۲

تاریخِ سال: دیکھیے: فکرِ تاریخِ سال۔

تاریخا:[4] اُن کی تاریخ، میرا تاریخا — [دیکھیے: 'تاریخ' (۳)] — ص ۲۹۳

تاریک:[5] دیکھیے: شب ہائے تاریک۔

تاریک طبعوں: سخن تاریک طبعوں کا، ہے اظہارِ کثافت ہا — کہ رنگِ خامۂ فولاد مانائے سیاہی ہے — ص ۳۵۵

تاریکیِ زندانِ غم:[6] کیا کہوں تاریکیِ زندانِ غم، اندھیر ہے — پنبہ، نورِ صبح سے کم جس کے روزن میں نہیں — ص ۱۸۵

تاریکیِ کوکب: شومیِ طالع سے ہوں ذوقِ معاصی میں اسیر — نامۂ اعمال ہے تاریکیِ کوکب مجھے — ص ۸۶

تازگیِ بساطِ دہر:[7] ایک وفا و مہر میں: تازگیِ بساطِ دہر — لطف و کرم کے باب میں، زینتِ روزگار ایک — ص ۲۹۶

تازہ:[8] (۱) سبز ہے جامِ زمرد کی طرح داغِ پلنگ — تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روئے شرار — ص ۱۳۲

---

۱ تاراج : پانچ بار [مرکب]۔
۲ تارے : ایک بار۔ تاروں : ایک بار۔
۳ تاریخ : پانچ بار [مفرد: چار بار، مرکب: ایک بار]۔
۴ تاریخا : ایک بار۔ ۵ تاریک: دو بار [مرکب]۔
۶ تاریکی : دو بار [مرکب]۔ ۷ تازگی : ایک بار [مرکب]۔
۸ تازہ : سترہ بار [مفرد: چار بار، مرکب: تیرہ بار]۔

(۲) تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے — تریاکیِ قدیم ہوں دودِ چراغ کا — ص۱۵۰

(۳) ہاں، نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری واہ واہ! — پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزل خوانی مجھے — ص۲۳۲

(۴) تا کجا درسِ نثرہاے کہن — تازہ کرتا ہے دل کو تازہ سخن — ص۲۶۷

دیکھیے ـــــ: (۵) تماشا گاہِ سوزِ تازہ۔ (۶)، (۷) داغِ تازہ [دوبار]۔ (۸) طرحِ باغِ تازہ۔ (۹) مطلعِ تازہ۔ (۱۰) گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ۔ (۱۱) ہرداغِ تازہ۔

تازہ خیالی: بس کہ تھی فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن — رنگِ شہرت نہ دیا تازہ خیالی نے مجھے — ص۳۲۰

تازہ سخن: تا کجا درسِ نثرہاے کہن — تازہ کرتا ہے دل کو تازہ سخن — ص۲۶۷

تازہ نہال: خضرِ سلطاں کو رکھے خالقِ اکبر سرسبز — شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے — ص۲۳۰

تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل: اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل! — زنہار! اگر تمھیں ہوسِ ناے و نوش ہے — ص۲۳۰

تازہ وشاداب و وسیع وخورّم: دیکھیے: دل کش وتازہ وشاداب ووسیع وخورّم۔

تازۂ شیریں: دیکھیے: میوہ ہاے تازۂ شیریں۔

تأسّف:[۱] (۱) بہ صورت تکلّف بہ معنی تاسّف — اسدؔ! میں تبسّم ہوں پژمردگاں کا — ص۱۸

(۲) دیکھیے: دستِ تاسّف۔

تاک:[۲] (۱) ہے تاک میں سِتم ہوسِ صد قدح شراب — تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدّعا گرو — ص۶۹

(۲) تاک کے جی میں کیوں رہے ارمان — آئے، یہ گوے اور یہ میدان — ص۱۳۰

(۳) آم کے آگے پیش جاوے خاک — پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک — ص۱۳۰

دیکھیے ـــــ: (۴) رگِ تاک۔ (۵) رنگِ ریشۂ تاک۔ (۶) سایۂ تاک۔ (۷) کسوتِ تاک۔ (۸) مژگانِ رگِ تاک۔ (۹) یک برگِ تاک۔ (۱۰) یک گلستاں برگ ریزِ تاک۔

تاگا:[۳] (۱) یقین جان، برس گانٹھ کا جو تاگا ہے — یہ کہکشاں ہے کہ ہیں اُس میں بے شمار گرہ — ص۲۷۸

---

[۱] تاسّف : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

[۲] تاک : دس بار [مفرد: تین بار، مرکّب: سات بار]۔

[۳] تاگا : دوبار۔

(۲) سُن اے ندیم! برس گانٹھ کے یہ تاگے نے | تجھے بتاؤں کہ کیوں کی ہے اختیار گرہ | ص۲۷۹

تالیفِ نسخہ ہائے وفا[۱]: تالیفِ نسخہ ہائے وفا کررہا تھا میں | مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا | ص۱۵۴

تأمُّل[۲]: دیکھیے ـــــــ: (۱) پسِ زانوے تامّل ۔(۲) جَیبِ تامّل ۔(۳) ربطِ تامّل ۔(۴) زانوے تامّل ۔(۵) مست تامّل ۔(۶) یک جہاں زانو تامّل ۔

تاوان[۳]: (۱) ابرِ نیساں سے ملے موجِ گہر کا تاواں | خلوتِ آبلہ میں گم کرے گر تو رفتار | ص۵

(۲) تکلّف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا وا کر | نَفَس بعداز وصالِ دوست تاواں ہے گسستن کا | ص۲۷

تاویل[۴]: دیکھیے ـــــــ: (۱) جرمِ آرزو تاویل ۔(۲) ناخنِ تاویل ۔

تائید[۵]: دیکھیے: دمِ تائید ۔

تَب[۶]: دیکھیے: آتش کدۂ صد تب ۔

تبِ آسودۂ مژگاں: گر تبِ آسودۂ مژگاں تصرّف وا کرے | رشتۂ پا شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے | ص۱۰۱

تبِ خجلت: نہیں ریزشِ عرق کی، اب اُسے ذوبانِ اعضا ہے | تبِ خجلت نے یہ نبضِ رگِ گل میں حرارت کی | ص۹۷

تبِ عشق: (۱) وہ تبِ عشق تمنّا ہے کہ پھر صورتِ شمع | شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے | ص۲۰۹

(۲) گلخن، شرر اہتمام بستر ہے آج | یعنی، تبِ عشق شعلہ پرور ہے آج | ص۴۵۷

تبِ غم: دیکھیے: سُرورِ تبِ غم ۔

تبِ غمِ تسخیرِ نالہ: دیکھیے: یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ ۔

تبِ گرمیِ رفتار: یکقلم کاغذِ آتش زدہ ہے صفحۂ دشت | نقشِ پا میں ہے تبِ گرمیِ رفتار ہنوز | ص۱۷۲

تب و تابِ[۷] سوختن ہا: ہوسِ فروختن ہا، تب و تابِ سوختن ہا | سرِ شمع نقشِ پا ہے بہ سپاسِ ناتوانی | ص۱۰

تب و تابِ عجز: شر و شورِ آرزو سے تب و تابِ عجز بہتر | نہ کرے اگر ہوس پر غمِ بے دلی گرانی | ص۱۰

---

۱ تالیف : ایک بار [مرتّب]۔
۲ تامّل : چھے بار [مرتّب]۔
۳ تاوان : دو بار۔
۴ تاویل : دو بار [مرتّب]۔
۵ تائید : ایک بار [مرتّب]۔
۶ تب : آٹھ بار [مرتّب]۔
۷ تب و تاب : تین بار [مرتّب]۔

تب وتابِ ہجر: ہمہ یک نفس تپش سے تب وتابِ ہجر مت پوچھ | کہ ستم کشِ جنوں ہوں نہ بقدرِ زندگانی ص۱۰

تباہی[1]: تم سے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ | اُس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا ص۱۵۸

تبخالۂ لب[2]: (۱) آیا نہ بیانِ طلبِ کام زباں تک | تبخالۂ لب ہو نہ سکا آبلۂ پا ص۲۹

(۲) فریاد سے پیدا ہے اسدؔ! گرمیِ وحشت | تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا ص۲۹

(۳) ہے ز پا اُفتادگیِ نشۂ بیماری مجھے | بے سخن تبخالۂ لب دانۂ انگور ہے ص۹۳

تبخالِ لبِ بیمار[3]: بس کہ حیرت سے زِ پا اُفتادۂ زنہار ہے | ناخنِ انگشت تبخالِ لبِ بیمار ہے ص۸۳

تبریدیں[4]: تین دن مُسہل سے پہلے، تین دن مُسہل کے بعد | تین مُسہل، تین تبریدیں، یہ سب کے دن ہوئے؟ ص۱۲۹

تبسّم[5]: (۱) بہ صورت تکلّف، بہ معنی تاسّف | اسدؔ! میں تبسّم ہوں پژمردگاں کا ص۱۸

(۲) بہ پاسِ شوخیِ مژگاں سرِ ہر خار سوزن ہے | تبسّم برگِ گل کو بخیۂ دامن نہ ہوجاوے ص۸۵

دیکھیے ــــــ : (۳) برقِ تبسّم۔(۴)،(۵) سطرِ تبسّم[دوبار]۔(۶) نقشِ صد سطرِ تبسّم۔(۷) موجِ تبسّم۔

تبسّمِ پنہاں: دیکھیے: پردۂ تبسّمِ پنہاں۔

تبسّمِ لبِ آلودۂ مِسی: دیکھیے: موجِ تبسّمِ لبِ آلودۂ مِسی۔

تبسّم ہائے پنہاں: بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں، ورنہ | سبب کیا خواب میں آکر تبسّم ہائے پنہاں کا ص۱۵۷

تبلیغ[6]: ہم نہ تبلیغ کے مائل نہ غُلو کے قائل | دو دُعائیں ہیں کہ وہ دیتے ہیں تواب کو ہم ص۲۶۵

تپاک[7]: (۱) آتشِ موے دماغِ شوق ہے تیرا تپاک | ورنہ ہم کس کے ہیں اے داغِ تمنّا! آشنا ص۱۹

(۲) ہوں خلوتِ فسردگیِ انتظار میں | وہ بے دماغ جس کو ہوس بھی تپاک ہے ص۱۱۰

تپاکِ اہلِ دُنیا: دیکھیے: طرزِ تپاکِ اہلِ دُنیا۔

تپاکِ نَفَسِ سوختہ: دیکھیے: عرضِ تپاکِ نَفَسِ سوختہ۔

---

۱ تباہی : ایک بار۔
۲ تبخالہ : تین بار[مرکّب]۔
۳ تبخال : ایک بار[مرکّب]۔
۴ تبریدیں : ایک بار۔
۵ تبسّم : نو بار[مفرد: دوبار، مرکّب: سات بار]۔
۶ تبلیغ : ایک بار۔
۷ تپاک : چار بار[مفرد: دوبار، مرکّب: دوبار]۔

تپانچہ[1] :	صبا! لگا وہ تپانچہ طرف سے بلبل کے	کہ روئے غنچۂ گل سوئے آشیاں پھر جائے	ص۳۰۵
تپش[2] :	(۱) صورتِ دیبا تپش سے میری غرقِ خوں ہے آج	خارِ پیراہن رگِ بستر کو نشتر ہوگیا	ص۲۹
	(۲) گلزارِ دمیدن، شررستانِ رمیدن	فرصت تپش و حوصلۂ نشوونما ہیچ	ص۳۶
	(۳) بے دلوں سے ہے تپش، جوں خواہشِ آب از سراب	ہے شرر موہوم، گر رکھتا نہ ہووے سنگ، دل	ص۵۳
	(۴) اسدؔ! طرزِ عروجِ اضطرابِ دل کو کیا کہیے	سمجھتا ہوں تپش کو اُلفتِ قاتل کی تاثیریں	ص۶۵
	(۵) نکلتی ہے تپش میں بسملوں کی برق کی شوخی	غرض اب تک خیالِ گرمیِ رفتارِ قاتل ہے	ص۷۷
	(۶) دیکھ تری خوے گرم دل بہ تپش رام ہے	طائرِ سیماب کو شعلہ، رگِ دام ہے	ص۹۹
	(۷) تپش تو کیا، نہ ہوئی مشقِ پر فشانی بھی	رہا میں ضعف سے شرمندۂ نو آموزی	ص۱۰۰
	(۸) تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے	مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے	ص۲۱۲

دیکھیے ــــــ: (۹) آتش انگیزِ تپش۔ (۱۰) احرامِ تپش۔ (۱۱) بیتابِ اظہارِ تپش۔ (۱۲) بے دماغِ تپش۔ (۱۳) جوشِ بیدادِ تپش۔ (۱۴) دادخواہِ تپش۔ (۱۵) درسِ تپش۔ (۱۶) دلِ گرمِ تپش۔ (۱۷) سرِ تپش۔ (۱۸) ضبطِ تپش۔ (۱۹) عرق ریزِ تپش۔ (۲۰) لذّتِ غلطانیِ تپش۔ (۲۱) معزولیِ تپش۔ (۲۲)، (۲۳) وقتِ تپش [دوبار]۔ (۲۴) ہر تپش۔ (۲۵) یک پرزدن تپش۔ (۲۶) یک نفس تپش۔

تپش آبادِ شوق:	کُو نفَس و چہ غبار؟ جُراتِ عجز آشکار	در تپش آبادِ شوق سُرمہ، صدا نام ہے	ص۹۹
تپش آموختن:	دیکھیے: سرابِ یک تپش آموختن۔		
تپش آہنگ:	کو تیزیِ رفتار؟ کہ صحرا سے زمیں کو	جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں	ص۶۰
تپشِ آئنہ :	تپشِ آئینہ پروازِ تمنا لائی	نامۂ شوق بہ بالِ پرِ بسمل باندھا	ص۱۴
تپشِ انجمن:	میں دور گردِ قربِ بساطِ نگاہ تھا	بیرونِ دل نہ تھی تپشِ انجمن ہنوز	ص۴۲
تپش انگیز:	دیکھیے: بیتابیِ دل تپش انگیز۔		
تپشِ بالِ شرار:	نرم رفتار ہو جس کوہ پہ وہ برق گداز	رفتنِ رنگِ حنا ہے تپشِ بالِ شرار	ص۵

---

[1] تپانچہ : ایک بار۔
[2] تپش : پچاس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: تینتالیس بار]۔

تپش نامہ : ایک بار [مرکّب]۔

تپشِ دل: (۱) سیلِ بنائے ہستیِ شبنم ہے آفتاب — چھوڑے نہ چشم میں تپشِ دل نشانِ اشک — ص۵۰

(۲) تپشِ دل نہیں بے رابطۂ خوفِ عظیم — کششِ دم نہیں بے ضابطۂ جرِّ ثقیل — ص۱۴۴

(۳) وہ آکے خواب میں تسکینِ اضطراب تو دے — ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے — ص۲۲۳

(۴) دیکھیے: وسعتِ جَیبِ جنونِ تپشِ دل۔

تپشِ دلِ شکستہ: تپشِ دلِ شکستہ پئے عبرت، آگہی ہے — کہ نہ دے عنانِ فرصت بہ کشاکشِ زبانی — ص۹

تپشِ رشک: دیکھیے: بے دماغِ تپشِ رشک۔

تپشِ رنگی: پرواز تپشِ رنگی، گلزار ہمہ تنگی — خوں ہو قفسِ دل میں اے ذوقِ پرافشانی — ص۱۰۹

تپشِ شعلۂ سوزاں: عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا — نبضِ خس سے تپشِ شعلۂ سوزاں سمجھا — ص۱۴۷

تپشِ شوق: جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا — تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا — ص۱۴۴

تپشِ فرسا: اسدؔ جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں — جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا — ص۳۰

تپشِ فسانہ خوانی: مجھے انتعاشِ غم نے پئے عرضِ حال بخشی — ہوسِ غزل سرائی، تپشِ فسانہ خوانی — ص۱۰

تپشِ کسوتِ گل: دیکھیے: دردِ اظہارِ تپشِ کسوتِ گل۔

تپشِ کوکب: دیکھیے: آئنہ دارِ تپشِ کوکب۔

تپشِ مجنوں: بیتابیِ یادِ دوست ہم رنگِ تسلی ہے — غافل! تپشِ مجنوں محمل کشِ لیلیٰ ہے — ص۱۱۴

تپشِ نالہ: تاچند نَفَس غفلتِ ہستی سے برآوے — قاصد تپشِ نالہ ہے، یارب! خبر آوے — ص۱۱۳

تپشِ نامہ تمنا: مرا شمول ہر اک دل کے پیچ وتاب میں ہے — میں مدعا ہوں تپشِ نامۂ تمنا کا — ص۱۷

تپشِ نبضِ آرزو: مسیحِ کشتۂ اُلفت ببر علی خاں ہے — کہ جو اسدؔ! تپشِ نبضِ آرزو جانے — ص۹۹

تپیدن[۱]: تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خوابِ فراموش ہے — رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرمِ تمکیں کا — ص۲۹

دیکھیے ــــــ: (۲) باغ بہ خوں تپیدن۔ (۳) بالِ یک تپیدن۔

---

[۱] تپیدن : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔ — تپیدگی : ایک بار [مرکّب]۔

تپیدن ہا : چار بار [مرکّب]۔ — تپیدہ : ایک بار [مرکّب]۔

تپیدنِ بسل: دیکھیے: عرصۂ تپیدنِ بسل۔

تپیدن ہا: دیکھیے ـــــ: (۱) پرافشانِ تپیدن ہا۔ (۲) حیرت تپیدن ہا (۳) ضبطِ تپیدن ہا۔

تپیدن ہائے طفلِ دل: دیکھیے: تسکینِ تپیدن ہائے طفلِ دل۔

تپیدگی: ہے بسملِ ادائے چمن عارضاں، بہار گلشن کو رنگِ گل سے ہے درخوں تپیدگی ص۳۵۴

تپیدہ: بعد از وداعِ یار بہ خوں در تپیدہ ہیں نقشِ قدم ہیں ہم کفِ پائے نگار کے ص۸۰

تتارِ[1]: دیکھیے: دماغِ آہوئے دشتِ تتار۔

تجاہل پیشگی[2]: تجاہل پیشگی سے مدعا کیا؟ کہاں تک اے سراپا ناز! کیا، کیا؟ ص۱۵۷

تجدید[3]: ہم اور فسردن! اے تجلی افسوس! تکرار روا نہیں تو تجدید سہی ص۲۵۲

تجدیدِ تمنا: دیکھیے: عہدِ تجدیدِ تمنا۔

تجرید[4]: دیکھیے: مرغِ گلشنِ تجرید۔

تجلی[5]: (۱) گردش میں لا تجلی صد ساغرِ تسلی چشمِ تحیّر آغوش مخمورِ ہر ادا ہے ص۹۴

(۲) ہے تجلی تری سامانِ وجود ذرّہ بے پرتوِ خرشید نہیں ص۱۸۳

(۳) منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی قسمت کھلی ترے قد و رُخ سے ظہور کی ص۲۴۳

(۴) ہم اور فسردن! اے تجلی افسوس! [دیکھیے: تجدید]۔

(۵) ہو تجلی برق کی صورت میں، ہے یہ بھی غضب ہاں پچھے گھٹنے کی تو ہوتی فرصتِ عیش و طرب ص۲۹۱

دیکھیے ـــــ: (۶) برقِ تجلی۔ (۷) یک برقِ تجلی۔

تجلیِ آتش بہ جاں: دیکھیے: بیتابیِ تجلیِ آتش بجاں۔

تجلیِ شمع ظہور: دیکھیے: پروانۂ تجلیِ شمعِ ظہور۔

تجلی کدہ: دیکھیے: صد تجلی کدہ۔

---

[1] تتار : ایک بار [مرکّب]۔
[2] تجاہل پیشگی: ایک بار۔
[3] تجدید : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
[4] تجرید : ایک بار [مرکّب]۔
[5] تجلی : نوبار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: چار بار]۔
تجلی کدہ : ایک بار [مرکّب]۔

تجمل[1] : دیکھیے: عرضِ تجمل۔

تجمل وتزیں: دیکھیے: کمالِ تجمل وتزیں۔

تجمل حسین خاں[2]: دیا ہے خلق کو بھی، تا اُسے نظر نہ لگے بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کے لیے ص۲۳۶

تحریر[3]: (۱) تحریر ہے یہ غالبِ یزداں پرست کی تاریخ اِس کی: آج نویں ہے اگست کی ص۳۱۲

(۲) ٹکڑے ہوا ہے دیکھ کے تحریر کو، جگر کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام ص۲۸۲

دیکھیے ــــــ : (۳) اندازِ شوکتِ تحریر۔ (۴) چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی۔ (۵) حاصلِ تحریر۔ (۶) حیا تحریر۔ (۷) خامۂ ہذیاں تحریر۔ (۸)، (۹) دمِ تحریر [دوبار]۔ (۱۰) رشتۂ تحریر۔ (۱۱) شانہ کشِ طرّۂ تحریر۔ (۱۲) شعلہ تحریر۔ (۱۳) شوخیِ تحریر۔ (۱۴) مستیِ تحریر۔

تحریرِ اسدؔ: دیکھیے: استقبالِ تحریرِ اسدؔ۔

تحریر ایک: اخبارِ لودھیانہ میں میری نظر پڑی تحریر ایک، جس سے ہوا بندہ تلخ کام ص۲۸۲

تحریرِ پریشانِ تقاضا: زلف، تحریرِ پریشانِ تقاضا ہے، مگر شانہ ساں مو بہ زباں خامۂ مانیؔ مانگے ص۷۸

تحریرِ حالِ گریۂ چشم: عجب نہیں پئے تحریرِ حالِ گریۂ چشم بروئے آب جو ہر موج نقشِ مسطر ہو ص۹۷

تحسین[4]: (۱) اسدؔ! اربابِ فطرت قدردانِ لفظ و معنی ہیں سخن کا بندہ ہوں لیکن نہیں مشتاق تحسیں کا ص۲۹

(۲) دیکھیے: پیمانۂ ذوقِ تحسیں۔

تحصیل[5]: جاری تھی اسدؔ! داغِ جگر سے مری تحصیل آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا ص۱۵۳

تحفہ[6]: (۱) جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا ص۱۳۱

(۲) پئے نذرِ کرم تحفہ ہے شرمِ نارسائی کا بہ خوں غلتیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا ص۱۳۶

(۳) دیکھیے: نسخۂ تحفہ۔

تحفۂ اہلِ نیاز: ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز اے دل وائے جانِ ناز! اے دین وائے ایمانِ عجز! ص۴۴

---

[1] تجمل : دوبار [مرکب]۔
[2] تجمل حسین خاں : ایک بار۔
[3] تحریر : اٹھارہ بار [مفرد: دوبار، مرکب: سولہ بار]۔
[4] تحسین : دوبار [مرکب: ایک بار]۔
[5] تحصیل : ایک بار۔
[6] تحفہ : چار بار [مفرد: دوبار، مرکب: دوبار]۔

تحقیق[1]: دیکھیے: جنوں سُبحۂ تحقیق۔

تحمل[2]: (۱) لکدکوبِ حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی مری طاقت کہ ضامن تھی بتوں کے ناز اٹھانے کی ص ۲۰۳

دیکھیے ـــــــ: (۲) پائے تحمل۔ (۳) زندانِ تحمل۔ (۴) شرح برخود غلطی ہائے تحمل۔

تحمل پیشۂ تمکین: نہ دیجے ضبطِ پاسِ آبرو وقتِ شکستن بھی تحمل پیشۂ تمکین رہیے آئنہ آسا ص ۴۴۷

تحویل[3]: ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل ص ۱۲۴

تحیر[4]: (۱) نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیر، نہ نگاہ گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں ص ۸

(۲) شعلہ رُخسارا! تحیر سے تری رفتار کے خارِ شمع آئنہ آتش میں جوہر ہوگیا ص ۳۰

(۳) تمثال گداز آئنہ ہے عبرتِ بینش نظارہ تحیر، چمنستانِ بقا ہیچ ص ۲۶

(۴) تحیر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی ص ۹۲

(۵) تو وہ بدخو کہ تحیر کو تماشا جانے غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے ص ۲۰۹

دیکھیے ـــــــ: (۶) انگشتِ تحیر۔ (۷) صحرائے تحیر۔ (۸) کثرتِ انشائے مضمونِ تحیر۔

تحیر آغوش: دیکھیے: چشمِ تحیر آغوش۔

تحیر شکار: ہر گردباد: حلقۂ فتراکِ بے خودی مجنونِ دشتِ عشق تحیر شکار تر ص ۴۱

تحیر کدۂ فرصتِ آرایشِ وصل: ہے تحیر کدۂ فرصتِ آرایشِ وصل دلِ شب آئنہ دارِ تپشِ کوکب تھا ص ۲۴

تخت[5]: دیکھیے ـــــــ: (۱) پائے تخت۔ (۲) چہرہ آرائے تاج و مسند و تخت۔

تختِ سلطانِ سخن: اے اسدؔ! آباد ہے مجھ سے جہانِ شاعری خامہ میرا تختِ سلطانِ سخن کا پایہ ہے ص ۱۰۳

تختِ سلیماں: جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ اُس جگہ تختِ سلیماں نقشِ پائے مور ہے ص ۹۳

تختِ سلیمانی: وقت اُس اُفتادہ کا خوش جو قناعت سے اسدؔ! نقشِ پائے مور کو تختِ سلیمانی کرے ص ۸۲

تختِ کَے: دیکھیے: عزتِ تختِ کَے۔

---

[1] تحقیق : ایک بار [مرکب]۔
[2] تحمل : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکب: چار بار]۔
[3] تحویل : ایک بار۔
[4] تحیر : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکب: پانچ بار]۔
تحیر کدہ : ایک بار [مرکب]۔
[5] تخت : آٹھ بار [مرکب]۔

تخت وافسر: دیکھیے: وارثِ گنج وتخت وافسر۔

تخت وکلاہ: یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روس — یہ لے گا بادشہِ چیں سے چھین تخت وکلاہ — ص ۲۷۸

تختۂ مشق[1]: ظاہر ہے ہم سے کُلفتِ بختِ سیاہ روز — گویا کہ تختۂ مشق ہیں خطِّ غبار کے — ص ۸۰

تختۂ مشقِ رنگ: جوں پرِ طاؤس جوہر تختۂ مشقِ رنگ ہے — بس کہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع — ص ۴۷

تختۂ گل ہائے یاسمیں: بنا ہے تختۂ گل ہائے یاسمیں بستر — ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن تکیہ — ص ۳۰۳

تختۂ مشقِ شگفتن: یک جہاں گل تختۂ مشقِ شگفتن ہے اسدؔ! — غنچۂ خاطر رہا افسردگی مانوس و بس — ص ۳۶

تخلّص[2]: (۱) درسِ تپش ہے برق کو اب جس کے نام سے — وہ دل ہے یہ کہ جس کا تخلّص صبور تھا — ص ۱۸

(۲) تا تخلّص جامۂ شنگرفی ارزانی اسدؔ! — شاعری جُز سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ — ص ۷۲

تخم[3]: (۱) بس کہ زیرِ خاک با آبِ طراوت راہ ہے — ریشے سے ہر تخم کا دلو اندرونِ چاہ ہے — ص ۹۲

(۲) دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے — مرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا — ص ۱۵۶

(۳) دیکھیے: اصلِ تخم۔

تخمِ شرار: گدازِ موم ہے افسونِ ربطِ پیکر آرائی — نکالے کب نہالِ شمع بے تخمِ شرار، آتش — ص ۴۷

تخمِ شرر: اثر سوزِ محبّت کا قیامت بے محابا ہے — کہ رگ سے سنگ میں تخمِ شرر کا ریشہ پیدا ہے — ص ۸۴

تدارک[4]: خود ہے تدارک اِس کا گورمنٹ کو ضرور — بے وجہ کیوں ذلیل ہو غالبؔ ہے جس کا نام — ص ۲۸۳

تدبیر[5]: (۱) نہ کھینچ اے دستِ سعیِ نارسا! زلفِ تمنّا کو — پریشاں تر ہے موئے خامہ سے تدبیر مانی کی — ص ۷۷

(۲) جنوں رُسوائیِ وارستگی، زنجیر بہتر ہے — بقدرِ مصلحت دل بستگی، تدبیر بہتر ہے — ص ۱۰۸

(۳) خوشا خود بینی و تدبیر وغفلت نقد اندیشہ — بہ دینِ عجز اگر بدنامیِ تقدیر بہتر ہے — ص ۱۰۸

(۴) گو زندگیِ زاہدِ بے چارہ عبث ہے — اِتنا ہے کہ رہتی تو ہے تدبیر وضو کی — ص ۱۱۶

(۵) مرنے کی اے دل! اَور ہی تدبیر کر، کہ میں — شایانِ دست وخنجرِ قاتل نہیں رہا — ص ۱۵۳

---

۱ تختہ : چار بار [مرکّب]۔
۲ تخلّص : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
۳ تخم : پانچ بار [مرکّب]۔
۴ تدارک : ایک بار۔
۵ تدبیر : پندرہ بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: سات بار]۔
تدبیریں : ایک بار۔

(۶) نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی ہوا جامِ زمرّد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر ص۱۲۸

(۷) مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں ایک چکّر ہے مرے پانو میں زنجیر نہیں ص۱۸۲

(۸) جس زخم کی ہوسکتی ہو تدبیر رفو کی لکھ دیجیو یارب! اُسے قسمت میں عدو کی ص۲۲۸

دیکھیے ـــــــ: (۹) اہلِ تدبیر۔ (۱۰) بُنِ ناخنِ تدبیر۔ (۱۱) پردۂ تدبیر۔ (۱۲) سُستیِ تدبیر۔ (۱۳) غفلت کشِ تدبیر۔ (۱۴) ناخنِ تدبیر۔

تدبیرِ پیچ و تابِ نفَس: خوانا نہیں ہے خط رقمِ اِضطرار کا تدبیرِ پیچ و تابِ نفَس کیا کرے کوئی ص۸۸

تدبیریں: ہوئی ہیں آب، شرمِ کوششِ بیجا سے تدبیریں عرق ریزِ تپش ہیں موج کے مانند زنجیریں ص۶۴

تَدَرو[1]: دیکھیے: بالِ تدرو۔

تذکرۂ[2] غیر: ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ ہر چند بر سبیلِ شکایت ہی کیوں نہ ہو ص۱۹۴

تر[3]: (۱) بس کہ آئینے نے پایا گرمیِ رُخ سے گداز دامنِ تمثال مثلِ برگِ گل تر ہوگیا ص۳۰

(۲) ضبط سے مطلب بجز وارستگی، دیگر نہیں دامنِ تمثال آبِ آئنہ سے تر نہیں ص۶۶

(۳) دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا ص۱۵۲

(۴) نہ رکھ چشمِ حصولِ نفع صحبت ہائے مُمسک سے لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا ص۴۴۵

دیکھیے ـــــــ: (۵)۔(۹) چشمِ تر [چار بار]۔ (۱۰) دیدۂ تر۔ (۱۱) گلِ تر۔ (۱۲) مژگانِ چشمِ تر۔

تر زباں: اِس چمن میں ریشہ واری جس نے سر کھینچا اسدؔ! تر زبانِ شکرِ لطفِ ساقیِ کوثر ہوا ص۲۰

ترجبیں: (۱) بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں خضر کو چشمۂ آبِ بقا سے ترجبیں پایا ص۲۲

(۲) ترجبیں رکھتی ہے شرمِ قطرہ سامانی مجھے موجِ گردابِ حیا ہے چینِ پیشانی مجھے ص۸۶

ترجبینی: (۱) بے گریہ کمال ترجبینی ہے مجھے در بزمِ وفا خجل نشینی ہے مجھے ص۳۵۷

(۲) دیکھیے: گدازِ ترجبینی۔

ترازِ[4] دوام: کاتبِ حکم نے بہ موجبِ حکم اُس رقم کو دیا ترازِ دوام ص۱۳۸

---

[1] تدرو : ایک بار [مرکّب]۔

[2] تذکرہ : ایک بار [مرکّب]۔

[3] تر : سولہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: بارہ بار]۔

[4] تراز : تین بار [مرکّب]۔

دیکھیے: ساماں ترازِ نازشِ اربابِ عجز، طوفاں ترازِ شوقِ خوں ریزی۔ [نیز دیکھیے: زینت طرازانِ چمن، وہم طرازانِ مجازی و حقیقی، ثنا ترازی، حُسن ترازی، سازِ چمن ترازیِ داماں، سحر ترازی، مدحت ترازی]۔

ترانہ خیز[1]: ضبطِ جنوں سے ہر سرِ مو ہے ترانہ خیز — یک نالہ بیٹھیے تو نیستاں اُٹھائیے — ص۷۳

ترانۂ ہل من مزید: دیکھیے: مطربِ ترانۂ ہل من مزید۔

تراوش[2]: (۱) میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح — میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل — ص۱۲۳

(۲) نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا — دی ہے جاے دہن اُس کو دمِ ایجاد، نہیں — ص۱۸۶

(۳) خمارِ ضبط سے بھی نشۂ اظہار پیدا ہے — تراوش شیرۂ انگور کی ہے مفتِ افشردن — ص۳۳۹

تراویح[3]: (۱، ۲) ہوتی ہے تراویح سے فرصت کب تک؟ — سنتے ہو تراویح میں کتنا قرآں؟ — ص۳۱۳

تُربت[4]: پس از مُردن بھی دیوانہ زیارت گاہِ طفلاں ہے — شرارِ سنگ نے تربت پہ میری گُل فشانی کی — ص۲۰۷

تُربتِ فرہاد: سعیِ عاشق، ہے فروغ افزاے آبِ روے کار — ہے شرارِ تیشہ بہرِ تربتِ فرہاد، گُل — ص۵۲

تربیت[5]: دیکھیے: فیضِ تربیت۔

ترحّم[6]: ترحّم میں ستم کوشوں کے ہے سامان خوں ریزی — سرشکِ چشمِ یار، آبِ دمِ شمشیرِ ابرو ہے — ص۹۸

(۲) دیکھیے: اقبالِ ترحّم۔

ترحّم آفریں: ہے ترحّم آفریں آرایشِ بیداد یہاں — اشکِ چشمِ دام ہے ہر دانۂ صیاد یہاں — ص۵۷

تردّد شکنی: دیکھیے: ہمہ بیتابِ تردّد شکنی۔

ترسا[8]: دیکھیے: گبر و ترسا۔

ترسا بچہ: دیکھیے: عشقِ ترسا بچہ۔

ترساں[9]: جراحت دُوزیِ عاشق ہے جاے رحم، ترساں ہوں — کہ رشتہ، تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہو جاوے — ص۸۵

---

[1] ترانہ : ایک بار [مرکّب]۔
[2] تراوش : تین بار۔
[3] تراویح : دوبار۔
[4] تربت : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔
[5] تربیت : ایک بار [مرکّب]۔
[6] ترحّم : تین بار [مرکّب: دوبار]۔
[7] تردّد : ایک بار [مرکّب]۔
[8] ترسا : دوبار [مرکّب]۔
[9] ترساں : ایک بار۔

ترقی[1]: دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقی بھی کہ اب | بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے | ص۱۰۰

ترکِ[2] تنہائی: دیکھیے: حیلہ جوے ترکِ تنہائی۔

ترکِ جستجو: ضعف سے ہے نے قناعت سے، یہ ترکِ جستجو | ہیں وبالِ تکیہ گاہِ ہمّتِ مردانہ ہم | ص۱۷۷

ترکِ حجاب: دیکھیے: مقامِ ترکِ حجاب۔

ترکِ خودآرائی: کجا معزولیِ آئینہ، کو ترکِ خود آرائی؟ | نمد درآب ہے اے سادہ پُرکار! اِس بہانے میں | ص۵۸

ترکِ دُنیا: کیا ہے ترکِ دُنیا کاہلی سے | ہمیں حاصل نہیں بے حاصلی سے | ص۹۱

ترکِ رُسوم: ہم موحّد ہیں، ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم | ملتیں جب مٹ گئیں، اجزاے ایماں ہوگئیں | ص۱۹۱

ترکِ صُحبت: دیکھیے: عذرِ ترکِ صُحبت۔

ترکِ لباسِ زعفرانی: ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کُشا لیکن | ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے | ص۱۰۷

ترکِ نَبردِ عشق: اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق | جو پانو اُٹھ گئے، وہی اُن کے علم ہوئے | ص۲۲۷

ترکِ وفا: (۱) اسدؔ سے ترکِ وفا کا گماں وہ معنی ہے | کہ کھینچیے پرِ طائر سے صورتِ پرواز | ص۴۳

(۲) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں | اک چھیڑ ہے وگرنہ مراد امتحاں نہیں | ص۱۸۸

(۳) ہم کوئی ترکِ وفا کرتے ہیں | نہ سہی عشق، مصیبت ہی سہی | ص۲۲۱

تُرکِ[3] فلک: جمؔ رُتبہ میکلوڈؔ بہادر کہ وقتِ رزم | تُرکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حُسام | ص۲۸۲

تُرکتاز[4]: یہ ترکتاز سے برہم کرے گا کشورِ روسؔ | یہ لے گا بادشہِ چیںؔ سے چھین تخت و کُلاہ | ص۲۷۸

ترکش[5]: (۱) مثلِ گل زخم ہے میرا بھی سناں سے توأم | تیرا ترکش ہی کچھ آبستنیِ تیر نہیں | ص۵۷

(۲) ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا نہ سہی | آخر اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا | ص۱۵۹

تُرنجِ[6] زَر: تھا ترنجِ زر ایک، خسروؔ پاس | رنگ کا زرد، پر کہاں بو باس | ص۱۳۱ [آم کے بیان میں]

تریاق[7]: دیکھیے: قافِ تریاق۔

---

[1] ترقی : ایک بار۔

[2] ترک : بارہ بار [مرکّب]۔

[3] تُرک : ایک بار [مرکّب]۔

[4] ترکتاز : ایک بار۔

[5] ترکش : دوبار۔

[6] تُرنج : ایک بار [مرکّب]۔

[7] تریاق : ایک بار [مرکّب]۔

تریاک[1]: دیکھیے: نشۂ تریاک۔

تریاکِ قدیم[2]: تازہ نہیں ہے نشۂ فکرِ سخن مجھے | تریاکیِ قدیم ہوں دودِ چراغ کا | ص۱۵۰

تزئین[3]: دیکھیے: کمالِ تجمل وتزئیں۔

تسبیح[4]: (۱) ہوا ہے گریۂ بیباک ضبط سے تسبیح | ہزار دل پہ ہم ایک اختیار رکھتے ہیں | ص۶۳

(۲) اِن سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے | بھیجے ہیں جو ارمغاں شہِ والا نے

گن کر دیویں گے ہم دُعائیں سَو بار | فیروزے کی تسبیح کے ہیں یہ دانے | ص۲۵۴

(۳) ہزار دانے کی تسبیح چاہتا ہے بنے | بلا مبالغہ درکار ہے ہزار گرہ | ص۲۷۹

تسبیحِ اشک ہائے زِ مژگاں چکیدہ: کی متصل ستارہ شماری میں عمر صرف | تسبیحِ اشک ہائے زِ مژگاں چکیدہ ہوں | ص۶۱

تسبیحِ زاہداں: ہے تاک میں سَلَم ہوسِ صد قدح شراب | تسبیحِ زاہداں بہ کفِ مدعا گرو | ص۶۹

تسبیحِ مرجاں: بیاں کیا کیجیے بیدادِ کاوش ہائے مژگاں کا | کہ ہر یک قطرۂ خوں دانہ ہے تسبیحِ مرجاں کا | ص۱۵۶

تسبیحِ کواکب: شامِ فراقِ یار میں، جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ! | ماہ کو در تسبیحِ کواکب جائے نشینِ امام کیا | ص۲۷

تسبیحِ کوکب ہا: دیکھیے: رشتۂ تسبیحِ کوکب ہا۔

تسخیر[5]: دیکھیے ــــــ: (۱) پروازِ چمن تسخیر۔ (۲) خرابِ وحشتِ تسخیر۔ (۳) دشتِ تسخیر۔ (۴) قابلِ تسخیر۔

تسخیرِ تماشا: دیکھیے: عرضِ تسخیرِ تماشا۔

تسخیرِ نالہ: دیکھیے: یک تبِ غمِ تسخیرِ نالہ۔

تسکین[6]: (۱) جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز | دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب | ص۱۶۳

(۲) خیالِ مرگ کب تسکیں دلِ آزردہ کو بخشے | مرے دامِ تمنا میں ہے اک صیدِ زبوں وہ بھی | ص۲۰۲

(۳) سرگشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے | تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے | ص۲۰۴

(۴) تسکیں کو ہم نہ روئیں جو ذوقِ نظر ملے | حورانِ خلد میں تری صورت مگر ملے | ص۲۳۶

---

۱ تریاک : ایک بار [مرکّب]۔
۲ تریاکی : ایک بار [مرکّب]۔
۳ تزئین : ایک بار [مرکّب]۔
۴ تسبیح : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۵ تسخیر : چھے بار [مرکّب]۔
۶ تسکین : پندرہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

دیکھیے ـــــ : (۵) باج خواہِ تسکیں ۔(۶) تہمت کشِ تسکیں ۔(۷) شغلِ تسکیں ۔(۸) مشقِ تسکیں ۔

تسکینِ اضطراب: وہ آ کے خواب میں تسکینِ اضطراب تو دے — ولے مجھے تپشِ دل مجالِ خواب تو دے — ص۲۲۳

تسکین ِ تپیدن ہائے طفلِ دل: تصور بہرِ تسکینِ تپیدن ہائے طفلِ دل — بہ باغِ رنگ ہائے رفتہ گلچینِ تماشا ہے — ص۸۴

تسکیں خیزِ بیدردی: دلِ آگاہ تسکیں خیزِ بیدردی نہ ہو یارب! — نفس، آئینہ دارِ آہِ بے تاثیر بہتر ہے — ص۱۰۸

تسکیں دہِ صدمحفل: وہمِ طربِ ہستی: ایجادِ سیہ مستی — تسکیں دہِ صدمحفل یک ساغرِ خالی ہے — ص۱۱۵

تسکینِ شعلۂ شمع: پروانے سے ہو شاید تسکینِ شعلۂ شمع — آسائشِ وفا ہا: بیتابیِ جفا ہے — ص۹۴

تسکینِ نکوہش ہائے بیدرداں: نہیں جز دردِ تسکینِ نکوہش ہائے بیدرداں — کہ موجِ گریہ میں صد خندۂ دنداں نما گم ہو — ص۶۸

تسکینِ ہوس: فریبِ بہرِ تسکینِ ہوس درکار ہے ورنہ — بہ وہم زرگرہ میں باندھتے ہیں برق حاصل ہا — ص۲۳

تسلّی[1]: (۱) دلِ نااُمید کیونکر بہ تسلّی آشنا ہو — جو اُمیدوار رہیے نہ بہ مرگِ ناگہانی — ص۱۰

(۲) اے تسلّی! ہوسِ وعدہ، فریب افسوں ہے — ورنہ کیا ہو نہ سکے نالہ بہ ساماں مجھ سے — ص۸۳

(۳) جگرِ تشنۂ آزار تسلّی نہ ہوا — جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس — ص۱۷۳

(۴) غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلّی کا — نہ مانے دیدۂ دیدار جُو تو کیونکر ہو — ص۱۹۷

(۵) میں نامراد دل کی تسلّی کو کیا کروں؟ — مانا کہ تیرے رُخ سے نگہ کام یاب ہے — ص۲۰۶

(۶) نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلّی، نہ سہی — امتحاں اَور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی — ص۲۰۹

دیکھیے ـــــ : (۷) آئینہ پردازِ تسلّی ۔(۸) پیغامِ تسلّی ۔(۹) حسرتِ تسلّی ۔(۱۰) صد ساغرِ تسلّی ۔(۱۱) گلچینِ گلستانِ تسلّی ۔(۱۲) منّت کشِ گلبانگِ تسلّی ۔(۱۳) وجہِ تسلّی ۔(۱۴) ہم رنگِ تسلّی ۔

تسلّیِ شعاع: دیکھیے: درسِ تسلّیِ شعاع۔

تسلّی گہِ وطن: دیکھیے: غریبِ تسلّی گہِ وطن۔

تسلیم[2]: (۱) بہ عجز آبادِ وہمِ مدّعا تسلیم، شوخی ہے — تغافل کو نہ کر مغرورِ تمکیں آزمائی کا — ص۱۶

---

[1] تسلّی : پندرہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: دس بار]۔
تسلّی گہ : ایک بار [مرکّب]۔

[2] تسلیم : چوبیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: سولہ بار]۔

(۲) اسدؔ! سودائے سرسبزی سے، ہے تسلیم رنگیں تر | کہ کشتِ خشک اُس کا، ابرِ بے پروا خرام اُس کا | ص۲۴

(۳) بہ رنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم | کہ داغِ دل بہ جبینِ کشادہ رکھتے ہیں | ص۶۰

(۴) تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول | اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں | ص۶۱

(۵) دعوائے جنوں باطل، تسلیم عبث حاصل | پروازِ فنا مشکل، میں عجزِ تن آسانی | ص۱۰۹

(۶) تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں، کام و زباں | تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم، دست و جبیں | ص۱۳۵

(۷) عشق و مزدوریِ عشرت گہِ خسرو، کیا خوب! | ہم کو تسلیم نکونامیِ فرہاد نہیں | ص۱۸۶

(۸) ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے | بے نیازی تری عادت ہی سہی | ص۲۲۱

دیکھیے ـــــــ: (۹) بادہ بہ دستِ تسلیم۔ (۱۰) بیکاریِ تسلیم۔ (۱۱) خمِ تسلیم۔ (۱۲) دستِ تسلیم۔ (۱۳) ساغرکشِ تسلیم۔ (۱۴) سراپا یک خمِ تسلیم۔ (۱۵) سرِجادۂ شرعِ تسلیم۔ (۱۶) عالمِ تسلیم۔ (۱۷) محرومیِ تسلیم۔

تسلیم آہن: دیکھیے: قدم بوسِ دلِ تسلیم آہن۔

تسلیمِ تمنا: دیکھیے: ذوقِ تسلیمِ تمنا۔

تسلیمِ خُلت مشرباں: دیکھیے: رتبۂ تسلیمِ خُلت مشرباں۔

تسلیمِ زمیں گیراں: ہووے نہ غبارِ دل تسلیمِ زمیں گیراں | مغرور نہ ہو ناداں! سر تا سرِ گیتی ہے | ص۱۱۵

تسلیم فروشی: اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے | تسلیم فروشی روشِ کبکِ دری ہے | ص۴۵۳

تسلیم و رضا: دیکھیے: خوبیِ تسلیم و رضا۔

تسلیمِ ہوش: دیکھیے: اجازتِ تسلیمِ ہوش۔

تسمہ[۱]: دیکھیے: اک تسمہ۔

تسخّن[۲]: دیکھیے: اہلِ تسخّن۔

تشتِ ماہ تاب: شب کہ تھا نظارگی روئے بتاں کا اے اسدؔ! | گر گیا بامِ فلک سے صبح تشتِ ماہ تاب | ص۳۱

تشنہ[۴]: دیکھیے: جگر تشنۂ صد رنگ ظہور۔

---

۱ تسمہ : ایک بار [مرتّب]۔
۲ تسخّن : ایک بار [مرتّب]۔
۳ تشت : ایک بار [مرتّب]۔
۴ تشنہ : اُنتیس بار [مرتّب]۔

تشنہ کام: میں اور بزمِ مے سے یوں تشنہ کام آؤں! — گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا؟ — ص ۱۵۸

تشنہ کامی: (۱) ہے یاس میں اسدؔ کو ساقی سے بھی فراغت — دریا سے خشک گزری مستوں کی تشنہ کامی — ص ۷۵

(۲) دیکھیے: خُمارِ تشنہ کامی۔

تشنہ لب: غیر لیں محفل میں بوسے جام کے — ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے — ص ۲۵۰

تشنہ لبِ کربلا: وہ، جس کے ماتمیوں پر ہے سلسبیل، سبیل — شہیدِ تشنہ لبِ کربلا کہیں اُس کو! — ص ۲۸۵

تشنہ لبی: دیکھیے: جوشِ تشنہ لبی۔

تشنۂ آزار: دیکھیے: جگرِ تشنۂ آزار۔

تشنۂ تقریر: دیکھیے: لبِ تشنۂ تقریر۔

تشنۂ خوں: (۱) بلا سے، گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے — رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوں فشاں کے لیے — ص ۲۳۶

(۲) شہرِ دہلی کا ذرّہ ذرّۂ خاک — تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا — ص ۲۶۰

تشنۂ خونِ تماشا: ~~تشنۂ خونِ تماشا جو~~ وہ پانی مانگے — آئنہ رُخصتِ اندازِ روانی مانگے — ص ۷۸

تشنۂ خونِ دل و دیدہ: بے دماغِ تپشِ رشک ہوں اے جلوۂ حُسن! — تشنۂ خونِ دل و دیدہ ہے پیماں میرا — ص ۲۱

تشنۂ خونِ دوعالم: رشکِ نظارہ تھی یک برقِ تجلّی کہ ہنوز — تشنۂ خونِ دوعالم ہوں بہ عرضِ تکرار — ص ۶

تشنۂ سرشارِ تمنّا: وہ تشنۂ سرشارِ تمنّا ہوں کہ جس کو — ہر ذرّہ بہ کیفیتِ ساغر نظر آوے — ص ۱۱۳

تشنۂ سعیِ امتحاں: اے بد سرابِ حُسنِ خلق تشنۂ سعیِ امتحاں! — شوق کو منفعل نہ کر، ناز کو التجا سمجھ — ص ۷۲

تشنۂ فریاد: دیکھیے: جگرِ تشنۂ فریاد۔

تشنۂ لب دوختن: میں ہوں سرابِ یک تپش آموختن ہنوز — زخمِ جگر ہے تشنۂ لب دوختن ہنوز — ص ۳۲

تشنۂ ناز: دیکھیے: جگرِ تشنۂ ناز۔

تشنگی[1]**:** (۱) لبِ خشک در تشنگی مُردگاں کا — زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا — ص ۱۴۸

(۲) دیکھیے: تابِ عرضِ تشنگی۔

---

[1] تشنگی : تین بار [مرتّب]۔

تشنگیِ شوق: نہ بندھے تشنگیِ شوق کے مضموں غالبؔ! — گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا — ص ۱۳۵

تشویش[1]: دیکھیے: پیمانۂ اندازۂ تشویش۔

تشویشِ مرہم: فراغت کس قدر رہتی مجھے تشویشِ مرہم سے — بہم گر صلح کرتے پارہ ہائے دل نمک داں پر — ص ۱۶۷

تصدّق[2]: میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدّق توضیح — میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل — ص ۱۴۴

تصرّف[3]: تصرّف وحشیوں میں ہے تصوّرہائے مجنوں کا — سوادِ چشمِ آہو عکسِ خالِ روئے لیلا ہے — ص ۸۴

(۲) گر تبِ آسودۂ مژگاں تصرّف وا کرے — رشتۂ پا، شوخیِ بالِ نفس پیدا کرے — ص ۱۰۱

تصوّر[4]: (۱) موجِ ابروے قضا جس کے تصوّر سے دونیم — بیم سے جس کے دلِ شحنۂ تقدیر فگار — ص ۵ [ذوالفقار کے لیے]

(۲) شگفتن کمیں گاہِ تقریب جوئی — تصوّر ہوں بے موجب آزردگاں کا — ص ۱۸

(۳) بہ وقتِ سرنگونی ہے تصوّر انتظارستاں — نگہ کو آبلوں سے شغل ہے اختر شماری کا — ص ۱۹

(۴) نہ بخشی فرصتِ یک شبنمستاں جلوۂ خُور نے — تصوّر نے کیا ساماں ہزار آئینہ بندی کا — ص ۲۶

(۵) ہوا نے ابر سے کی موسمِ گل میں نمد بافی — کہ تھا آئینۂ خُور پر تصوّر زنگ بستن کا — ص ۲۷

(۶) ہے ہوس محمل بہ دوشِ شوخیِ ساقیؔ مست — نشۂ مے کے تصوّر میں نگہبانی عبث — ص ۳۳

(۷) ہے تصوّر میں نہاں سرمایۂ صد گلستاں — کاسۂ زانو ہے مجھ کو بیضۂ طاؤس و بس — ص ۴۶

(۸) ہے تصوّر صافیِ قطعِ نظر از غیرِ یار — لختِ دل سے لاوے ہے شمعِ خیال آباد، گل — ص ۵۲

(۹) گزرا جو آشیاں کا تصوّر بہ وقتِ بند — مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار و خس تمام — ص ۵۵

(۱۰) کیوں اِسے گوہرِ نایاب تصوّر کیجے — کیوں اِسے مردمکِ دیدۂ عنقا کہیے — ص ۱۴۲

(۱۱) موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال — ہے تصوّر میں ز بس جلوہ نما موجِ شراب — ص ۱۶۳

(۱۲) نہ ہو بہ ہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود — ہنوز تیرے تصوّر میں ہے نشیب و فراز — ص ۱۷۱

(۱۳) تھی وہ اک شخص کے تصوّر سے — اب وہ رعنائیِ خیال کہاں! — ص ۱۸۲

---

[1] تشویش : دوبار [مرکّب]۔
[2] تصدّق : ایک بار۔
[3] تصرّف: دوبار۔
[4] تصوّر : چھبیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: دس بار]۔
تصوّرہا : دوبار [مرکّب]۔

(۱۴) ہوسِ گل کا تصوّر میں بھی کھٹکا نہ رہا　عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے　ص۲۲۲

(۱۵) اچھا ہے سر انگشتِ حنائی کا تصوّر　دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی　ص۲۲۸

(۱۶) یاد آیا جو وہ کہنا کہ نہیں، واہ! غلط　کی تصوّر نے بہ صحرائے ہوس راہ غلط　ص۲۹۴

دیکھیے ــــــ: (۱۷) پختگی ہائے تصوّر۔ (۱۸) خیالِ سادگی ہائے تصوّر۔ (۱۹) فہمِ تصوّر۔ (۲۰) گرمیِ تصوّر۔ (۲۱) نظر بندِ تصوّر۔ (۲۲)، (۲۳) ہنگامِ تصوّر (دوبار)

تصوّرِ جاناں: جی ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن　بیٹھے رہیں تصوّرِ جاناں کیے ہوئے　ص۲۲۶

تصوّر کردنی: ہے ریا کا رتبہ بالاتر تصوّر کردنی　تیرگی سے داغ کی مہ سیمِ مِس اندودہ ہے　ص۱۰۳

تصوّرہائے مجنوں: تصرّف وحشیوں میں ہے تصوّرہائے مجنوں کا　سوادِ چشمِ آہو عکسِ خالِ روئے لیلا ہے　ص۸۴

تصوّرہائے ہم دوشی: ہوں تصوّرہائے ہم دوشی سے بدمستِ شراب　حیرتِ آغوشِ خوباں ساغرِ بلّور ہے　ص۹۳

تصوّرِ یار: کرتے ہوئے تصوّرِ یار آئے ہے حیا　کیا فائدہ کہ منّتِ بیگانہ کھینچیے　ص۱۰۵

تصوّف[1]: دیکھیے: مسائلِ تصوّف۔

تصویر[2]: (۱) ضعف آئنہ پردازیِ دستِ دگراں ہے　تصویر کے پردے میں مگر رنگ نکالوں　ص۶۱

(۲) کمالِ حُسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو　تکلّف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے　ص۱۰۸

(۳) کھینچے گر مانیِ اندیشہ چمن کی تصویر　سبز مثلِ خطِ نوخیز ہو خطِّ پرکار　ص۱۳۲

(۴) شوق ہر رنگ رقیبِ سروساماں نکلا　قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا　ص۱۴۴

(۵) آنکھ کی تصویر سرنامے پہ کھینچی ہے کہ تا　تجھ پہ کُھل جاوے کہ اس کو حسرتِ دیدار ہے　ص۲۱۲

(۶) سیاہی جیسے گر جاوے دمِ تحریر کاغذ پر　مری قسمت میں یوں تصویر ہے شب ہائے ہجراں کی　ص۲۲۱

دیکھیے ــــــ: (۷) آئینۂ تصویر۔ (۸)، (۹) بلبلِ تصویر [دوبار]۔ (۱۰) پیکرِ تصویر۔ (۱۱) گردۂ تصویر۔ (۱۲) نگہِ دیدۂ تصویر۔

تصویرِ چاک: دیکھیے: یک تصویرِ چاک۔

---

[1] تصوّف : ایک بار [مرکّب]۔

[2] تصویر : بیس بار [مفرد: چھے بار، مرکّب: چودہ بار]۔　تصویریں: دوبار۔

تصویر بہ پشتِ آئینہ: عکسِ رُخِ افروختہ تھا تصویر بہ پشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حُسن ترازی تمکیں سے آرام کیا — ص ۲۶

تصویرِ زمیں: دیکھیے: گردۂ تصویرِ زمیں۔

تصویرِ عریاں: (۱) اسدؔ! بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے — اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ ہم تصویرِ عریاں ہیں — ص ۶۲

(۲) دیکھیے: پردۂ تصویرِ عریاں۔

تصویر نُما: دیکھیے ــــــ: (۱) آئینۂ تصویر نما۔ (۲) بزمِ آئینۂ تصویر نما۔

تصویرِ نہالی: دلِ بیمارِ از خود رفتہ تصویرِ نہالی ہے — کہ مژگاں ریشہ دارِ نیستانِ شیرِ قالی ہے — ص ۷۹

تصویریں: (۱) خیالِ سادگی ہائے تصور نقشِ حیرت ہے — پرِ عنقا پہ رنگِ رفتہ سے کھینچی ہیں تصویریں — ص ۶۳

(۲) بتانِ شوخ کی تمکینِ بعد از قتل کی حیرت — بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں — ص ۶۵

تضاد[1]: (۱) تجھ میں اور غیر میں نسبت ہے ولیکن بہ تضاد — وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ اثباتِ یقیں — ص ۹

تعب[2]: دیکھیے: (۱)، (۲) صد رنج و تعب [دو بار]۔

تعب کش: اگر آرزو ہے راحت تو عبث بہ خوں تپیدن — کہ خیال ہو تعب کش بہ ہوائے کامرانی — ص ۱۰

تعبوں: مت پوچھ اسدؔ! غصۂ کم فرصتیِ زیست — دو دن بھی جو کاٹے تو قیامت تعبوں سے — ص ۴۷

تعبیر[3]: بہ زلفِ مہ وشاں رہتی ہے شب بیدار، ظاہر ہے — زبانِ شانہ سے تعبیر صد خوابِ پریشاں کی — ص ۴۵۲

دیکھیے ــــــ: (۲) آشنا تعبیرِ خوابِ سبزۂ بیگانہ۔ (۳) آئینۂ تعبیر۔

تعبیرِ آگاہی: کس سے اے غفلت! تجھے تعبیرِ آگاہی ملے؟ — گوش ہا سیمابی و دل بے قرارِ نغمہ ہے — ص ۸۶

تعبیریں: ہجومِ سادہ لوحی پنبۂ گوشِ حریفاں ہے — وگرنہ خواب کی، مُضمر ہیں افسانے میں، تعبیریں — ص ۶۴

تعجب[4]: (۱) اسدؔ! مت رکھ تعجب خر دماغی ہائے منعم کا — کہ یہ نامرد بھی شیر افگنِ میدانِ قالی ہے — ص ۷۹

(۲) زِبس طوفانِ آب و گل ہے غافل! کیا تعجب ہے — کہ ہر یک گرد بادِ گلستاں گرداب ہو جاوے — ص ۱۰۵

(۳) قیامت ہے کہ سُن لیلیٰ کا دشتِ قیس میں آنا — تعجب سے وہ بولا: یوں بھی ہوتا ہے زمانے میں! — ص ۱۸۰

---

[1] تضاد : ایک بار [مرکّب]۔
[2] تعب : تین بار [مرکّب]۔
تعبوں : ایک بار۔
[3] تعبیر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔
تعبیریں : ایک بار۔
[4] تعجب : چار بار۔

(۴) کیا تعجب ہے جو اُس کو، دیکھ کر آ جائے رحم — وھاں تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے — ص ۲۳۴

تعجیل[1]: نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف — جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل — ص ۱۲۴

تعریف[2]: سُنتے ہیں جو بہشت کی تعریف، سب درست — لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو! — ص ۱۹۷

تعزیت[3]: دیکھیے ـــــ: (۱) پیامِ تعزیت۔ (۲) ناسورِ چشمِ تعزیت۔

تعزیت آبادِ عشق: دیکھیے: بہارِ تعزیت آبادِ عشق۔

تعزیتِ مہر و وفا: غم سے مرتا ہوں کہ اِتنا نہیں دُنیا میں کوئی — کہ کرے تعزیتِ مہر و وفا میرے بعد — ص ۱۹۶

تعزیر[4]: دیکھیے: لائقِ تعزیر۔

تعظیمِ مسیحا[5]: دیکھیے: رنجِ تعظیمِ مسیحا۔

تعلّق[6]: (۱) بہ فریبِ آشنائی، بہ خیالِ بے وفائی — نہ رکھ آپ سے تعلّق مگر ایک بدگمانی — ص ۹

(۲) کچھ نہیں حاصل تعلق میں بغیر از کشمکش — اے خوشا! رندے کہ مرغِ گلشنِ تجرید ہے — ص ۱۰۴

(۳) قطع کیجے نہ تعلّق ہم سے — کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی — ص ۲۲۰

تعلیم[7]: (۱) پرتوِ خُور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم — میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہوتے تک — ص ۱۷۵

(۲) نثرِ مدحت سرائے ابراہیم — ہے مقرّر جو اب پئے تعلیم — ص ۲۶۷

تعلیمِ خارائی: جانِ عاشق حاملِ صد غلبۂ تاثیر ہے — دل کو اے بیداد خو! تعلیمِ خارائی عبث — ص ۳۴

تعلیمِ درسِ بےخودی: دیکھیے: فنا تعلیم درسِ بےخودی۔

تعلیمِ رنج: ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں — سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز — ص ۴۳

تعلیمِ ضبط: گر نگاہِ گرم فرماتی رہی تعلیمِ ضبط — شعلہ خس میں، جیسے خوں رگ میں، نہاں ہو جائے گا — ص ۱۵۱

تعمیر[8]: (۱) خشت پشتِ دستِ عجز و قالب آغوشِ وداع — پُر ہوا ہے سَیل سے پیمانہ کس تعمیر کا؟ — ص ۱۱

---

[1] تعجیل : ایک بار۔

[2] تعریف : ایک بار۔

[3] تعزیت : تین بار [مرکّب]۔
تعزیت آباد : ایک بار [مرکّب]۔

[4] تعزیر : ایک بار [مرکّب]۔

[5] تعظیم : ایک بار [مرکّب]۔ [6] تعلق : تین بار۔

[7] تعلیم : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

[8] تعمیر : بارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: نو بار]۔

(۲) مری تعمیر میں مُضمر ہے اک صورت خرابی کی ‖ ہیولیٰ برقِ خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا — ص۱۵۶

(۳) گھستے گھستے پانو میں زنجیر آدھی رہ گئی ‖ مر گئے، پر قبر کی تعمیر آدھی رہ گئی — ص۲۸۹ [مخمس کا پہلا شعر]

دیکھیے ـــــــ: (۴) آئینہ تعمیر۔ (۵) اک حسرتِ تعمیر۔ (۶) حسرتِ تعمیر۔ (۷) صیادِ کمیں خانہ تعمیر۔ (۸) یک بیاباں حسرتِ تعمیر۔

تعمیرِ بنائے خانہ بربادی: کرے ہے حُسنِ ویراں کارِ روے سادہ رویاں پر ‖ غبارِ خط سے تعمیرِ بنائے خانہ بربادی — ص۴۵۱

تعمیرِ خرابی ہاے دل: دیکھیے: فکرِ تعمیرِ خرابی ہاے دل۔

تعمیرِ سرا: وہ شہنشاہ کہ جس کی پَےِ تعمیرِ سرا ‖ چشمِ جبریل ہوئی قالبِ خشتِ دیوار — ص۱۳۲

تعمیرِ کائنات: دیکھیے: سرِ تعمیرِ کائنات۔

تعویذ[۱] بازو: (۱) خود آرا وحشتِ چشمِ پری سے شب وہ بدخو تھا ‖ کہ موم، آئینۂ تمثال کو تعویذِ بازو تھا — ص۲۱

(۲) اسدؔ! گر نامِ والاے علی تعویذِ بازو ہو ‖ غریقِ بحرِ خوں، تمثال در آئینہ رہتا ہے — ص۸۳

(۳) کرے ہے دست فرسودِ ہوس وہمِ توانائی ‖ پرِ افشاندہ در کنجِ قفس تعویذِ بازو ہے — ص۹۸

تغافل:[۲] تغافل، بدگمانی، بلکہ میری سخت جانی سے ‖ نگاہِ بے حجابِ ناز کو بیمِ گزند آیا — ص۱۱

(۲) بہ عجز آبادِ وہمِ مدّعا تسلیم، شوخی ہے ‖ تغافل کو نہ کر مغرورِ تمکیں آزمائی کا — ص۱۹

(۳) تغافل آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے ‖ ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد — ص۳۷

(۴) اسدِ خستہ گرفتارِ دوعالم اوہام ‖ مشکل آساں کُنِ یک خلق! تغافل تا چند؟ — ص۳۹

(۵) تغافل: کمیں گاہِ وحشت شناسی ‖ نگہبانِ دل ہاے اغیار ہیں ہم — ص۵۵

(۶) اسدؔ! بزمِ تماشا میں تغافل، پردہ داری ہے ‖ اگر ڈھانپے تو آنکھیں ڈھانپ، ہم تصویرِ عریاں ہیں — ص۶۲

(۷) عشق کے تغافل سے ہرزہ گرد ہے عالم ‖ روے شش جہت آفاق پشتِ چشمِ رنداں ہے — ص۸۹

(۸) سادگیّ و پُرکاری، بے خودیّ و ہُشیاری ‖ حُسن کو تغافل میں جُرات آزما پایا — ص۱۴۴

---

۱ تعویذ : تین بار [مرکّب]۔ — تعویذہا : تین بار [مرکّب]۔

۲ تغافل : پینتیس بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: اکیس بار]۔

(۹) ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن — خاک ہوجائیں گے ہم تم کو خبر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۱۰) ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں — ص۱۸۵

(۱۱) جان کر کیجیے تغافل کہ کچھ اُمید بھی ہو — یہ نگاہِ غلط انداز تو سَم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۱۲) تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو — ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو — ص۱۹۵

(۱۳) درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوش تر — ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے — ص۲۱۱

(۱۴) بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی — وہ اک نگہ کہ بہ ظاہر نگاہ سے کم ہے — ص۲۲۹

(۱۵) کرنے گئے تھے اُس سے تغافل کا ہم گلہ — کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہوگئے — ص۲۲۹

دیکھیے ____: (۱۶) اصطلاحاتِ اسیرانِ تغافل۔ (۱۷) اندازِ تغافل۔ (۱۸) پامردِ تغافل۔ (۱۹) طرزِ تغافل۔ (۲۰) طلسمِ حُسنِ تغافل۔ (۲۱) طوفانِ تغافل۔ (۲۲) عناں گیرِ تغافل۔ (۲۳) کسوتِ عروجِ تغافل۔ (۲۴) کشتۂ تغافل۔ (۲۵) کمیں گاہِ تغافل۔ (۲۶) محوِ تغافل۔ (۲۷) مستِ تغافل۔ (۲۸) مشقِ تغافل۔ (۲۹) معذورِ تغافل۔ (۳۰) موقوفِ اندازِ تغافل۔ (۳۱) مہمانِ تغافل۔ (۳۲) نذرِ تغافل۔

تغافلِ ابروے یار: دیکھیے: کفِ تغافلِ ابروے یار۔

تغافل دوست: تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجیے تو جا میری بھی خالی ہے — ص۲۰۹

تغافل مشربی: تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے — نگاہِ ناز چشمِ یار میں زُنّارِ مینا ہے — ص۸۳

تغافل ہاے تمکیں آزما: نگاہِ بے محابا چاہتا ہوں — تغافل ہاے تمکیں آزما کیا! — ص۱۵۷

تغافل ہاے ساقی: نَفَس موجِ محیطِ بے خودی ہے — تغافل ہاے ساقی کا گِلا کیا؟ — ص۱۵۷

تغافل ہاے شوق: دیکھیے: حیرت آبادِ تغافل ہاے شوق۔

تغیّر[۱]: صفاے حیرتِ آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر — تغیّر آبِ برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر — ص۱۲۸

تَف[۲]: ہے مساسِ دستِ افسوس آتش انگیزِ تپش — بے تکلف آپ پیدا کر کے تَف جلتا ہوں میں — ص۶۳

تَفِ فرقت: دل وجگر تفِ فرقت سے جل کے خاک ہوئے — ولے ہنوز خیالِ وصال خام رہا — ص۳۰

---

[۱] تغیر : ایک بار۔

[۲] تف : تین بار [مرتّب: دو بار]۔

تف نالہ: دیکھیے: سراغِ تف نالہ۔

تفتہ[۱]: دیکھیے: لب ہائے تفتہ۔

تفتۂ وادی: دیکھیے: ریگِ تفتۂ وادی۔

تفرقہ[۲]: فرداودی کا تفرقہ یک بار مٹ گیا — کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گزر گئی — ص ۲۳۳

تفصیل[۳]: میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح — میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل — ص ۱۲۳

تفضّلات[۴]: میری سنو کہ آج تم اِس سرزمین پر — حق کے تفضلات سے ہو مرجعِ اَنام — ص ۲۸۲

تقاضا[۵]: (۱) گُل سربسر اشارۂ جَیبِ دریدہ ہے — نازِ بہار جُز بہ تقاضا نہ کھینچیے — ص ۱۰۶

(۲) تمنائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے — مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بے دست و پائی کا — ص ۱۳۶

(۳) دل اُس کو، پہلے ہی ناز و ادا سے، دے بیٹھے — ہمیں دماغ کہاں حُسن کے تقاضا کا — ص ۱۳۸

(۴) کاوش کا دل کرے ہے تقاضا کہ ہے ہنوز — ناخن پہ قرض اُس گرہِ نیم باز کا — ص ۱۵۵

(۵) فلک سے ہم کو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہے! — متاعِ بُردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر — ص ۱۶۸

(۶) تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے — کرتا ملکُ الموت تقاضا کوئی دن اور — ص ۱۷۱

دیکھیے ــــــــ: (۷) تقریبِ تقاضا۔ (۸) پریشانِ تقاضا۔

تقاضائے جفا: نالہ جُز حُسنِ طلب اے ستم ایجاد! نہیں — ہے تقاضائے جفا، شکوۂ بیداد نہیں — ص ۱۸۶

تقاضائے نگہ: جلوہ از بس کہ تقاضائے نگہ کرتا ہے — جوہرِ آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا — ص ۱۵۰

تقدّس آثار[۶]: دیکھیے: باغِ ہمایونِ تقدّس آثار۔

تقدیر[۷]: (۱) اُس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے غالبؔ! — ہم بھی گئے وھاں اور تری تقدیر کو رُو آئے — ص ۲۳۸

دیکھیے ــــــــ: (۲) بدنامیِ تقدیر۔ (۳) دلِ شحنۂ تقدیر۔ (۴) شائبۂ خوبیِ تقدیر۔ (۵) فرمانِ خطِ تقدیر۔

تقریب[۸]: (۱) غمِ دُنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی — فلک کا دیکھنا، تقریب تیرے یاد آنے کی — ص ۲۰۲

---

۱ تفتہ : دوبار [مرکّب]۔
۲ تفرقہ : ایک بار۔
۳ تفصیل : ایک بار۔
۴ تفضّلات : ایک بار۔
۵ تقاضا : دس بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۶ تقدّس : ایک بار [مرکّب]۔
۷ تقدیر : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
۸ تقریب : گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: نوبار]۔

(۲) سیکھے ہیں مہ رُخوں کے لیے ہم مصوّری — تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے — ص ۲۱۹

(۳) دیکھیے: کمیں گرِ تقریب۔

تقریبِ امتحاں: تغافل آئنہ دارِ خموشیِ دل ہے — ہوئی ہے محو بہ تقریبِ امتحاں فریاد — ص ۲۷

تقریبِ تقاضا: بہ بزمِ مَے پرستی حسرت تکلیف بیجا ہے — کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے — ص ۸۴

تقریب جوئی: دیکھیے: کمیں گاہِ تقریب جوئی۔

تقریبِ سفر: جب بہ تقریبِ سفر یار نے محمل باندھا — تپشِ شوق نے ہر ذرّے پہ اک دل باندھا — ص ۱۴۴

تقریبِ عیدِ ماہِ صیام: تجھ کو کیا پایہ روشناسی کا؟ — جُز بہ تقریبِ عیدِ ماہِ صیام — ص ۱۳۶

تقریبِ مضامینِ خمار: نااُمیدی نے بہ تقریبِ مضامینِ خمار — کوچۂ موج کو خمیازۂ ساحل باندھا — ص ۱۴

تقریبِ نالہ: دیکھیے: کمینِ شوخیِ تقریبِ نالہ۔

تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ: کرے ہے لطفِ اندازِ برہنہ گوُ خوباں — بہ تقریبِ نگارش ہائے سطرِ شعلہ، یاد آتش — ص ۴۷

تقریر[۱]: (۱) گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری — کیا کرتے تھے تم تقریر، ہم خاموش رہتے تھے — ص ۱۴۳

(۲) دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اُس نے کہا — میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے — ص ۲۳۱

(۳) کی ہم نفَسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر — اچھے رہے آپ اُس سے مگر مجھ کو ڈبو آئے — ص ۲۳۸

(۴) نہیں کرنے کا میں تقریر ادب سے باہر — میں بھی ہوں محرمِ اسرار، کہوں یا نہ کہوں؟ — ص ۲۹۸

(۵) جورِ زلف کی تقریر پیچ و تابِ خاموشی — ہند میں اسد نالاں، نالہ در صفاہاں ہے — ص ۴۵۳

دیکھیے ____: (۶) اندازۂ تقریر۔ (۷) سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر۔ (۸) صورتِ تقریر۔ (۹) عالمِ تقریر۔ (۱۰) گدائے طاقتِ تقریر۔ (۱۱) لب تشنۂ تقریر۔

تقریرِ عشق: دیکھیے لذّتِ تقریرِ عشق۔

تقریریں: سپند آہنگیِ ہستی و سعیِ نالہ فرسائی — غبار آلودہ ہیں جوں دودِ شمعِ کشتہ تقریریں — ص ۶۳

تقصیر[۲]: (۱) خانمانِ جریانِ غافل از معنی خراب — جب ہوئے ہم بے گنہ، رحمت کی کیا تقصیر ہے؟ — ص ۹۵

---

۱ تقریر : بارہ بار [مفرد: پانچ بار، مرکّب: سات بار]۔
تقریریں : ایک بار۔

۲ تقصیر : تین بار [مرکّب: ایک بار]۔

(۲)، (۳) جب کرم رخصتِ بیباکی و گستاخی دے — کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں — ص۱۸۲

تقلید[1]: قیس بھاگا شہر سے، شرمندہ ہو کر سوے دشت — بن گیا تقلید سے میری یہ سودائی عبث — ص۳۳

تقلیدِ تنگ ظرفیِ منصور: قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن — ہم کو تقلیدِ تنک ظرفیِ منصور نہیں — ص۱۸۵

تقلیل[2]: تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توفیر — تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل — ص۱۲۴

تقویٰ[3]: دیکھیے: جادۂ سرمنزلِ تقویٰ۔

تکبیر[4]: سب ہی پڑھتا کاش! کیوں تکبیر آدھی رہ گئی — [تضمین]۔ — ص۲۸۹

تکرار[5]: (۱) اے خوشا! مکتبِ شوق و بلدستانِ مراد — سبقِ نازکی ہے عجز کو صد جا تکرار — ص۴

(۲) بس کہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض — اور رہتی ہے سود کی تکرار — ص۱۲۶

(۳) دونوں جہان دے کے وہ سمجھے یہ خوش رہا — یہاں آ پڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں! — ص۱۹۱

(۴) ہم اور فسردن! اے تجلی افسوس! — تکرار روا نہیں تو تجدید سہی — ص۲۵۲

دیکھیے ـــــــ: (۵) عرضِ تکرار۔ (۶) نمک سودۂ زخمِ تکرار۔

تکرارِ تمنا: دیکھیے: آئینۂ تکرارِ تمنا۔

تکرارِ دوست: یہ غزل اپنی، مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ! ز بس تکرارِ دوست — ص۱۶۵

تکلّف[6]: (۱) بہ صورت تکلّف، بہ معنی تأسّف — اسدؔ! میں تبسم ہوں پژمردگاں کا — ص۱۸

(۲) نیازِ جلوہ ریزی طاقتِ بالیں شکستن ہا — تکلّف کو خیال آیا ہو گر بیمار پُرسی کا — ص۲۶

(۳) تکلّف عاقبت بیں ہے، دلا! بندِ قبا وا کر — نَفَس بعد از وصالِ دوست تاواں ہے گسستن کا — ص۲۷

(۴) تکلّف خار خارِ التماسِ بے قراری ہے — کہ رشتہ باندھتا ہے پیرہن انگشتِ سوزن پر — ص۴۱

(۵) تکلّف آئنۂ دو جہاں مدارا ہے — سُراغ یک نگہِ قہر آشنا معلوم — ص۵۴

(۶) بہ ذوقِ شوخیِ اعضا تکلّف بارِ بستر ہے — معافِ پیچ و تابِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے — ص۸۵

---

[1] تقلید : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
[2] تقلیل : ایک بار۔
[3] تقویٰ : ایک بار [مرکّب]۔
[4] تکبیر : ایک بار۔
[5] تکرار : آٹھ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: چار بار]۔
[6] تکلّف : بیس بار [مفرد: نو بار، مرکّب: گیارہ بار]۔

(۷) پیٹھ محراب کی قبلے کی طرف رہتی ہے — محوِ نسبت ہیں، تکلّف ہمیں منظور نہیں — ص۱۱۹

(۸) شب ہوئی، پھر انجمِ رخشندہ کا منظر کُھلا — اِس تکلّف سے کہ گویا بُت کدے کا در کُھلا — ص۱۲۰

(۹) رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلّف سے — تکلّف برطرف، تھا ایک اندازِ جنوں وہ بھی — ص۲۰۲

(۱۰) دیکھیے: معمّاے تکلّف۔

تکلّف برطرف: (۱) ہوا ہے مانعِ عاشق نوازی نازِ خود بینی — تکلّف برطرف، آئینۂ تمیز حائل ہے — ص۷۷

(۲) تکلّف برطرف، فرہاد اور اِتنی سبک دستی! — خیال آساں تھا لیکن خوابِ خسرو نے گرانی کی — ص۷۷

(۳) تکلّف برطرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ — پریشاں خوابِ آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے — ص۸۱

(۴) کمالِ حُسن اگر موقوفِ اندازِ تغافل ہو — تکلّف برطرف، تجھ سے تری تصویر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۵) ستم کش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں — تکلّف برطرف، مل جائے گا تجھ سا رقیب آخر — ص۱۲۸

(۶) دیکھیے: تکلّف(۹)۔

(۷) تکلّف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں — نگاہِ بے حجابِ ناز تیغِ تیزِ عریاں ہے — ص۲۱۰

(۸) تکلّف برطرف، نظّارگی میں بھی سہی لیکن — وہ دیکھا جائے، کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۵

تکلّف سازِ رُسوائی: تکلّف سازِ رُسوائی ہے غافل! شرمِ رعنائی — دلِ خوں گشتہ در دستِ حنا آلودہ عریاں ہے — ص۸۱

تکلّف نگاریاں: موقوف کیجیے یہ تکلّف نگاریاں — ہوتا ہے ورنہ شعلۂ رنگِ حنا بلند — ص۳۸

تکلیف[۱]: (۱) نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف — جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل — ص۱۳۴

دیکھیے ____: (۲) پامردِ کثرتِ تکلیف۔ (۳) جوشِ تکلیفِ تماشا۔

تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر: شق ہوگیا ہے سینہ، خوشا لذّتِ فراغ! — تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر گئی — ص۲۳۳

تکلیفِ حیا: بلا گردانِ تمکینِ بتاں صد موجۂ گوہر — عرق بھی جن کے عارض پر بہ تکلیفِ حیا گم ہو — ص۶۸

تکلیفِ دلِ رنجیدہ: دیکھیے: گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ۔

تکلیفِ دمیدن: دیکھیے: حاصلِ تکلیفِ دمیدن۔

---

[۱] تکلیف : چودہ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تیرہ بار]۔

تکلیفِ سیرِ باغ: غمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ باغ نہ دو — مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بیجا کا — ص۱۴۷

تکلیفِ شرارت: دیکھیے: عرضِ تکلیفِ شرارت۔

تکلیفِ شکیبائی: خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو — جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی — ص۹۲

تکلیفِ عرضِ بے دماغی: وھاں بسے ہے تکلیفِ عرضِ بے دماغی اور اسدؔ! — یھاں صریرِ خامہ مجھ کو نالۂ رنجور ہے — ص۹۳

تکلیفِ نظر بازی: ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی — بہ جَیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دل رُبائی کا — ص۱۶

تکلیفِ ہوس: ہے پرافشانِ تپیدن ہا بہ تکلیفِ ہوس — ورنہ صد گلزار ہے یک بالِ بلبل کے تلے — ص۳۵۴

تکلیفِ یک صدا: برہم زنِ دو عالم تکلیفِ یک صدا ہے — مینا شکستگاں کو کہسار خوبہا ہے — ص۹۳

تکمہ[1]: کیوں اِسے تکمۂ پیراہنِ لیلیٰ لکھیے — کیوں اِسے نقشِ پئے ناقۂ سلمیٰ کہیے — ص۱۳۴ [چکنی ڈلی]

تکوین[2]: دیکھیے: صورتِ تکوین۔

تکیہ[3]: [سولہ بار بہ طور ردیف، ص۳۰۳]:

(۱)، (۲) شبِ وصال میں مونس گیا ہے بن تکیہ — ہوا ہے موجبِ آرامِ جان و تن تکیہ

(۳) خراج بادشہِ چیں سے کیوں نہ مانگوں آج — کہ بن گیا ہے خمِ جعدِ پُرشکن تکیہ

(۴) بنا ہے تختۂ گل ہائے یاسمیں بستر — ہوا ہے دستۂ نسرین و نسترن تکیہ

(۵) فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام — جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرن تکیہ

(۶) اگرچہ تھا یہ ارادہ مگر خدا کا شکر — اٹھا سکا نہ نزاکت سے گل بدن تکیہ

(۷) مزا ملے کہو کیا خاک ساتھ سونے کا — رکھے جو بیچ میں وہ شوخِ سیم تن تکیہ

(۸) بہ ضربِ تیشہ وہ اِس واسطے ہلاک ہوا — کہ ضربِ تیشہ پہ رکھتا تھا کوہکن تکیہ

(۹) شبِ فراق میں یہ حال ہے اذیّت کا — کہ سانپ فرش ہے اور سانپ کا ہے مَن تکیہ

(۱۰) ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب — اگرچہ زانوئے نَل پر رکھے دمن تکیہ

(۱۱) اگرچہ پھینک دیا تم نے دور سے لیکن — اُٹھائے کیونکے یہ رنجورِ خستہ تن تکیہ

---

[1] تکمہ : ایک بار [مرکب]۔
[2] تکوین : ایک بار [مرکب]۔
[3] تکیہ : اٹھارہ بار [مفرد: پندرہ بار، مرکب: تین بار]۔

(۱۲) غش آ گیا جو پس از قتل میرے قاتل کو | ہوئی ہے اُس کو مری لاشِ بے کفن تکیہ

(۱۳) یہ رات بھر کا ہے ہنگامہ، صبح ہوتے تک | رکھو نہ شمع پہ اے اہلِ انجمن! تکیہ

(۱۴) جو بعدِ قتل مرا دشت میں مزار بنا | لگا کے بیٹھتے ہیں اُس سے راہزن تکیہ

(۱۵) روا رکھو نہ رکھو، تھا جو لفظِ 'تکیہ کلام' | اب اُس کو کہتے ہیں اہلِ سخن 'سخن تکیہ'

(۱۶) ہم اور تم فلکِ پیر جس کو کہتے ہیں | فقیرِ غالبِ مسکیں کا ہے کُہن تکیہ

تکیۂ آسایش‌نما: طلسمِ خاک: کہیں گاہِ یک جہاں سودا | بہ مرگ تکیۂ آسایشِ فنا معلوم! ص۵۳

تکیہ زدن‌ہا: دیکھیے: محوِ بہ چمن تکیہ زدن ہا۔

تکیہ کلام[1]: دیکھیے: تکیہ (۱۵)۔

تکیہ گاہِ[2] ہمتِ مردانہ: دیکھیے: وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ۔

تگرگ بار[3]: دیکھیے: ابرِ تگرگ بار۔

تگ و تازِ[4] آرزوہا: بہ شکنجِ جستجو ہا، بہ سرابِ گفتگو ہا | تگ و تازِ آرزوہا بہ فریبِ شادمانی ص۹

تگ و تازِ جستجو: دیکھیے: اصلِ تگ و تازِ جستجو۔

تِل[5]: کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تِل کی جگہ | خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے ص۳۵۴

تلاش[6]: (۱) دیکھیے: گل کدۂ تلاش۔ (۲) دیکھیے: وحشت کدۂ تلاش۔

تلاشِ انتخابِ یک نگاہ: دیکھیے: طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ۔

تلاشِ دید: دیکھیے: کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید۔

تلافی[7]: (۱) تیری وفا سے کیا ہو تلافی کہ دہر میں | تیرے سوا بھی ہم پہ بہت سے ستم ہوئے ص۲۲۶

(۲) دیکھیے: حُسنِ تلافی۔

۱۔ تکیہ کلام : ایک بار۔
۲۔ تکیہ گاہ : ایک بار [مرتّب]۔
۳۔ تگرگ : ایک بار [مرتّب]۔
۴۔ تگ و تاز : دو بار [مرتّب]۔
۵۔ تِل : ایک بار۔
۶۔ تلاش : چار بار [مرتّب]۔
۷۔ تلافی : دو بار [مرتّب: ایک بار]۔

تلافیِ مافات: دے داد اے فلک! دلِ حسرت پرست کی — ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیے ص۲۱۹

تلخ کام[۱]: اخبارِ لودھیانہ میں میری نظر پڑی — تحریر ایک، جس سے ہوا بندہ تلخ کام ص۲۸۲

تلخ کامی: (۱) مجھے بادۂ طرب سے بہ شمار گاہِ قسمت — جو ملی تو تلخ کامی، جو ہوئی تو سرگرانی ص۱۰

(۲) دیکھیے: تاثیرِ تلخ کامی۔

تلخ نوائی: رکھیو غالبؔ! مجھے اِس تلخ نوائی میں معاف — آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے ص۲۴۱

تلخیِ[۲] غمِ ہجراں چشیدہ: جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن — از بس کہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں ص۲۹۹

تلخیِ کام و دہن: رگِ وپَے میں جب اُترے زہرِ غم تب دیکھیے کیا ہو! — ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمایش ہے ص۲۴۵

تلف[۳]: (۱) خشکیِ مَے نے تلف کی مے کدے کی آبرو — کاسۂ دریوزہ ہے پیمانۂ دستِ سبو ص۶۸

(۲) ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی — کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے ص۲۱۰

تلے[۴]: (۱) سیدِ گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ! کہ گلزار میں صیاد نہیں ص۱۸۶

[چھے بار بہ طورِ جزوِ ردیف ص ۴۵۴]:

(۲)،(۳) وہ نہا کر آبِ گل سے سایۂ گل کے تلے — بال کس گرمی سے سُکھلاتا تھا سُنبل کے تلے

(۴) کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تِل کی جگہ — خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے

(۵) بس کہ خوباں باغ کو دیتے ہیں وقتِ مَے شکست — بال اُگ جاتا ہے شیشے کا رگِ گل کے تلے

(۶) ہے پرافشانِ تپیدن ہا بہ تکلیفِ ہوس — ورنہ صد گلزار ہے یک بالِ بلبل کے تلے

(۷) پَے بہ مقصد بُردنی ہے خضرِ مَے سے اے اسدؔ! — جادۂ منزل ہے خطِّ ساغرِ مُل کے تلے

تلوار[۵]: (۱) آتا ہے میرے قتل کو، پَر جوشِ رشک سے — مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر ص۱۶۹

(۲) اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا! — لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ص۱۸۴

(۳) شہادت تھی مری قسمت میں جو دی تھی یہ خو مجھ کو — جہاں تلوار کو دیکھا، جھکا دیتا تھا گردن کو ص۱۹۹

---

۱ تلخ : چار بار [مرتّب]۔ ۳ تلف : دو بار۔

۲ تلخی : دو بار [مرتّب]۔ ۴ تلے : سات بار۔ ۵ تلوار : چار بار۔

(۴) گر نہ ڈر جاؤ تو دکھلاؤں تمھیں	کاٹ اپنی کاٹھ کی تلوار کا	ص۲۷۵ [قادرنامہ]

تماشا[1]:

(۱) چشم بر چشم چُنے ہے بہ تماشا مجنوں	ہر دوسو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار	ص۲
(۲) نہ تمنا، نہ تماشا، نہ تحیر، نہ نگاہ	گردِ جوہر میں ہے آئینۂ دل پردہ نشیں	ص۸
(۳) بہ فراز گاہِ عبرت چہ بہار و کو تماشا	کہ نگاہ ہے سیہ پوش بہ عزائے زندگانی	ص۹
(۴) مہِ اختر فشاں کی، بہرِ استقبال، آنکھوں سے	تماشا کشورِ آئینہ میں آئینہ بند آیا	ص۱۱
(۵) سبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور	جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا	ص۱۴
(۶) سیرِ آں سوئے تماشا ہے طلب گاروں کا	خضر مشتاق ہے اِس دشت کے آواروں کا	ص۲۸
(۷) مدّعی میری صفائے دل سے ہوتا ہے خجل	ہے تماشا زشت رویوں کا عتاب آئینے پر	ص۴۰
(۸) فریبِ صنعتِ ایجاد کا تماشا دیکھ	نگاہ عکس فروش و خیال آئنہ ساز	ص۴۳
(۹) گراں جانی سبکسار و تماشا بے دماغ آیا	کفِ افسوسِ فرصت سنگِ کوہِ طور ملتے ہیں	۶۴
(۱۰) ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہائے شوق	یک رگِ خواب و سراسر جوشِ خونِ آرزو	ص۷۹
(۱۱) تماشا سرخوشِ غفلت ہے باوصفِ حضورِ دل	ہنوز آئینہ خلوت گاہِ نازِ ربطِ مژگاں ہے	ص۸۱
(۱۲) بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ جس کو ہم اسدؔ!	دیکھتے ہیں چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ سے	ص۸۹
(۱۳) تماشا ہے کہ ناموسِ وفا رُسوائے آئیں ہے	نَفَس تیری گلی میں خوں ہوا اور بازار رنگیں ہے	ص۸۹
(۱۴) پرِ طاؤس تماشا نظر آیا ہے مجھے	ایک دل تھا کہ بہ صد رنگ دکھایا ہے مجھے	ص۱۰۷
(۱۵) بے تماشا نہیں جمعیتِ چشمِ بسمل	مژہ فالِ دوجہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے	ص۱۰۹
(۱۶) تماشا ہے علاجِ بے دماغی ہائے دل غافل!	سویدا: مردمِ چشمِ پری، نظّارہ: افسوں ہے	ص۱۱۴
(۱۷) دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصت زمانے نے	مرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا	ص۱۵۶
(۱۸) اُگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر	مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے درباں کا	ص۱۵۷
(۱۹) جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟	اک تماشا ہوا گِلا نہ ہوا	ص۱۶۱

---

[1] تماشا : ستاسی بار [مفرد: اُنتیس بار، مرکّب: اٹھاون بار]۔ تماشاگاہ : ایک بار [مرکّب]۔ تماشاہا : دوبار [مرکّب]۔

(۲۰) تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اُڑیں گے پُرزے | دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا | ص ۱۶۲
(۲۱) خانہ ویراں سازیِ حیرت تماشا کیجیے | صورتِ نقشِ قدم ہوں رفتۂ رفتارِ دوست | ص ۱۶۴
(۲۲) مجھ سے تمھیں نفرت سہی، نیرّ سے لڑائی | بچّوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اَور | ص ۱۷۱
(۲۳) تماشا! کہ اے محوِ آئینہ داری! | تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں | ص ۱۷۹
(۲۴) تو وہ بدخو کہ تحیر کو تماشا جانے | غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے | ص ۲۰۹
(۲۵) ناکامیِ نگاہ ہے برقِ نظارہ سوز | تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی | ص ۲۱۵
(۲۶) آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے | ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے | ص ۲۱۸
(۲۷) بازیچۂ اطفال ہے دُنیا مرے آگے | ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے | ص ۲۳۸
(۲۸) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات | کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی | ص ۲۶۲
(۲۹) فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے | نَفَس کرتا ہے رگ ہاے مژہ پر کام نشتر کا | ص ۳۳۳
(۳۰) نمک برداغِ مشک آلودۂ وحشت تماشا ہے | سوادِ دیدۂ آہو شبِ مہتاب ہوجاوے | ص ۳۵۳
(۳۱) نواے طائرانِ آشیاں گم کردہ آتی ہے | تماشا ہے کہ رنگِ رفتہ برگردیدنی جانے | ص ۱۱۵

دیکھیے ـــــــ: (۳۲)، (۳۳) بزمِ تماشا [دوبار]۔ (۳۴) بے دلی ہاے تماشا۔ (۳۵) بے قدرِ تماشا۔ (۳۶) تشنۂ خونِ تماشا۔ (۳۷) تمناے تماشا۔ (۳۸) جلوہ تماشا۔ (۳۹) جوشِ تماشا۔ (۴۰) جوشِ تکلیفِ تماشا۔ (۴۱) چراغانِ تماشا۔ (۴۲) درسِ عنوانِ تماشا۔ (۴۳) ذوقِ تماشا۔ (۴۴) رنگِ تماشا۔ (۴۵) روبروے تماشا۔ (۴۶) شورِ تماشا۔ (۴۷) عرضِ تسخیرِ تماشا۔ (۴۸) فریبِ تماشا۔ (۴۹) گرفتاریِ نیرنگ تماشا۔ (۵۰)، (۵۱)، (۵۲) گرمِ تماشا [تین بار]۔ (۵۳)، (۵۴) گلچینِ تماشا [دوبار]۔ (۵۵) مانعِ ذوقِ تماشا۔ (۵۶) مردمِ چشمِ تماشا۔ (۵۷) مژگانِ تماشا۔ (۵۸) مشتاقِ یک تماشا۔ (۵۹) مشقِ تماشا۔ (۶۰) معذورِ تماشا۔ (۶۱) نواسازِ تماشا۔ (۶۲) وحشتِ شورِ تماشا۔ (۶۳) وہمِ تماشا۔ (۶۴) ہوسِ سیر و تماشا۔

تماشا ادا: خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے | نگاہ دل سے ترے سرمہ سا نکلتی ہے | ص ۲۱۸

تماشا بہار: حیرت نگاہ برق، تماشا بہار شوخ | در پردۂ ہوا پرِ بسمل ہے آئنہ | ص ۷۰

تماشا دوست: دیکھیے: حُسنِ تماشا دوست۔

تماشا کردنی: تماشا کردنی ہے انتظار آبادِ حیرانی — نہیں غیر از نگہ جوں نرگستاں فرشِ محفل ہا — ص ۴۳

(۲) قطرہ ہائے خونِ بسمل زیبِ داماں ہیں اسدؔ! — ہے تماشا کردنی گلچینیِ جلّاد یہاں — ص ۵۷

(۳) تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل! — سوادِ داغِ مرہم مردمک ہے چشمِ سوزن میں — ص ۵۸

تماشا گاہِ سوزِ تازہ: ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ ہر یک عضوِ تن — جوں چراغانِ دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں — ص ۶۳

تماشائے اہلِ کرم: بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ! — تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں — ص ۱۷۹

تماشائے بہار: تماشائے بہار آئینہ پروازِ تسلّی ہے — کفِ گل برگ سے پائے دلِ رنجور ملتے ہیں — ص ۶۴

تماشائے بہ یک کف بُردنِ صد دل: شمارِ سبحہ مرغوبِ بُتِ مشکل پسند آیا — تماشائے بہ یک کف بُردنِ صد دل پسند آیا — ص ۱۴۲

تماشائے جہاں: تماشائے جہاں مُفتِ نظر ہے — کہ یہ گلزار باغِ رہ گزر ہے — ص ۳۵۵

تماشائے چمن: بہ تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار — دیدہ گو خوں ہو، تماشائے چمن مطلب تھا — ص ۴۴

تماشائے حُسن دوست: دیکھیے ـــــــ: (۱) انتظارِ تماشائے حسنِ دوست۔ (۲) نیازِ تماشائے حُسنِ دوست۔

تماشائے دماغ: دیکھیے: محوِ تماشائے دماغ۔

تماشائے دوام: دیکھیے: سرشارِ تماشائے دوام۔

تماشائے سرو و گل: دیکھیے: دماغِ تماشائے سرو و گل۔

تماشائے شکستِ دل: دیکھیے: محوِ تماشائے شکستِ دل۔

تماشائے گل: اے بے ثمراں! حاصلِ تکلیفِ دمیدن — گردن بہ تماشائے گل افراختنی ہے — ص ۱۱۱

تماشائے گل و گلشن: تماشائے گل و گلشن ہے مُفتِ سر بہ جیبی ہا — بہ از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا — ص ۴۴۵

تماشائے گلستاں: دیکھیے: محوِ تماشائے گلستاں۔

تماشائے گلستانِ حیات: دیکھیے: بہارِ تماشائے گلستانِ حیات۔

تماشائے گلشن: تماشائے گلشن تمنائے چیدن — بہار آفرینا! گنہ گار ہیں ہم؟ — ص ۵۵

تماشائے نیرنگِ صورت: نہیں گر سر و برگِ ادراکِ معنی — تماشائے نیرنگِ صورت سلامت — ص ۱۶۵

تماشاہا: دیکھیے ـــــ: (۱) پروازِ تماشاہا۔ (۲) تمثالِ تماشاہا۔

تماشائی[۱]: (۱) نگاہِ چشمِ حاسد وام لے اے ذوقِ خود بینی! — تماشائی ہوں وحدت خانۂ آئینۂ دل کا — ص۱۷

(۲) پھر اِس انداز سے بہار آئی — کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی — ص۲۵۱

(۳) زمیں پہ ایسا تماشا ہوا برات کی رات — کہ آسماں پہ کواکب بنے تماشائی — ص۲۶۳

(۴) ایسی رونق ہوئی برات کی رات — کہ کواکب ہوئے تماشائی — ص۲۶۴

دیکھیے ـــــ: (۵) چشمِ تماشائی۔ (۶) حیرتِ تماشائی۔ (۷) کفِ چشمِ تماشائی۔ (۸) مژگانِ تماشائی۔
(۹) یک کفِ افسوسِ تماشائی۔

تماشائیِ عمرِ رفتہ: ناتوانی ہے تماشائیِ عمرِ رفتہ — رنگ نے آئنہ آنکھوں کے مقابل باندھا — ص۱۴

تماشائیِ نیرنگِ تمنّا: ہوں میں بھی تماشائیِ نیرنگِ تمنّا — مطلب نہیں کچھ اِس سے کہ مطلب ہی بر آوے — ص۲۲۹

تمام[۲]: (۱) کرتی ہے عاجزی سفرِ سوختن تمام — پیراہنِ خسک میں غبارِ شرر ہے آج — ص۳۵

(۲) بس کہ ہیں در پردہ مصروفِ سیہ کاری تمام — آستر ہے خرقۂ زُہّاد کا صوفِ مداد — ص۳۸

(۳) حیرت اگر خرام ہے، کارِ نگہ تمام ہے — گر کفِ دست بام ہے، آئنے کو ہَوا سمجھ — ص۷۳

(۴) دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام — مِٹ گیا، گھسنے میں، اِس عقدے کا وا ہو جانا — ص۱۵۶

(۵) اسد اللہ خاں تمام ہوا — اے دریغا! وہ رندِ شاہد باز — ص۱۷۲

(۶) کرے ہے صرف بہ ایمائے شعلہ قصہ تمام — بہ طرزِ اہلِ فنا ہے فسانہ خوانیِ شمع — ص۱۷۴

(۷) ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام — مہرِ گردوں ہے چراغِ رہ گزارِ باد یہاں — ۱۸۲

(۸) ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسدؔ! — عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے — ص۲۰۴

(۹) دکھا کے جُنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو — نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے — ص۲۲۴

(۱۰) ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے — سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کے لیے — ص۲۳۶

(۱۱) ہو چکیں غالبؔ! بلائیں سب تمام — ایک مرگِ ناگہانی اَور ہے — ص۲۳۷

---

۱ تماشائی: گیارہ بار [مفرد: چار بار، مرکّب: سات بار]۔ ۲ تمام [مختلف معانی میں]: تینتیس بار [مفرد: تیئیس بار، مرکّب: دس بار]۔

(۱۲) عجیب نسخۂ نادر لکھا ہے ایک اُس نے   کہ جس میں حکمت وطب ہی کے مسئلے ہیں تمام   ص ۲۶۳

(۱۳) ستر برس کی عمر میں یہ داغِ جاں گداز   جس نے جلا کے راکھ مجھے کر دیا تمام   ص ۲۸۲

(۱۴) دو رات میں تمام ہے ہنگامہ ماہ کا   حضرت کا عزّ و جاہ رہے گا علی الدّوام   ص ۲۸۲

(۱۵) فروغِ حُسن سے روشن ہے خواب گاہ تمام   جو رختِ خواب ہے پرویں تو ہے پرن تکیہ   ص ۳۰۲

(۱۶) زندگی کے ہوئے ناگہ نفسِ چند تمام   کوچۂ یار جو مجھ سے نفسِ چند رہا   ص ۳۴۹

[سات بار بہ طورِ ردیف ص ۵۵]:

(۱۷)،(۱۸) جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام   پیمائشِ زمینِ رہِ عمر بس تمام

(۱۹) کیا دے صدا؟ کہ کُلفتِ گم گشتگاں سے آہ!   ہے سرمہ گردِ رہ بہ گلوے جرس تمام

(۲۰) ڈرتا ہوں کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے   ہیں خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام

(۲۱) اے بالِ اضطراب! کہاں تک فسردگی   یک پرزدن تپش میں ہے کارِ قفس تمام

(۲۲) گزرا جو آشیاں کا تصوّر بہ وقتِ بند   مژگانِ چشمِ دام ہوئے خار و خس تمام

(۲۳) کرنے نہ پائے ضعف سے شورِ جنوں اسدؔ!   اب کے بہار کا یونہی گزرا برس تمام

دیکھیے ____: (۲۴) دستگاہِ تمام۔ (۲۵)،(۲۶) سالِ تمام [دو بار]۔ (۲۷) عالم تمام۔ (۲۸) ماہِ تمام۔

تمام اجزاے عالم: تمام اجزاے عالم صیدِ دامِ چشمِ گریاں ہے   طلسمِ شش جہت یک حلقۂ گردابِ طوفاں ہے   ص ۸۱

تمام دشت: یک مُشتِ خوں ہے پرتوِ خُور سے تمام دشت   دردِ طلب بہ آبلۂ نادمیدہ کھینچ   ص ۳۶

تمام دفترِ ربطِ مزاج: اگر نہ ہووے رگِ خواب صرفِ شیرازہ   تمام دفترِ ربطِ مزاج درہم ہے   ص ۱۰۲

تمام دہر: تمام دہر میں اُس کے مطب کا چرچا ہے   کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام   ص ۲۶۳

تمام ناز: دیکھیے: رندِ تمام ناز۔

تمثال[۱]: (۱) نہاں ہے گوہرِ مقصود جَیبِ خود شناسی میں   کہ یھاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے   ص ۸۳

(۲) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی   کہ مثلِ ذرّہ ہاے خاک آئینے پَرافشاں ہیں   ص ۶۲

---

[۱] تمثال : پچیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: اکیس بار]۔   تمثال ہا : ایک بار۔

(۳) ذوقِ خودداری خرابِ وحشتِ تسخیر ہے — آئنہ خانہ مری تمثال کو زنجیر ہے — ص۹۵

(۴) تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بہ صد ذوق — آئینہ بہ اندازِ گل آغوش کشا ہے — ص۲۱۹

دیکھیے ـــــــ: (۵) آئینۂ تمثال۔ (۶) جلوہ تمثال۔ (۷) جلوۂ تمثال۔ (۸)، (۹) دامنِ تمثال [دوبار]۔ (۱۰) سجدہ تمثال۔ (۱۱) شورِ تمثال۔

تمثالِ بتاں: تمثالِ بتاں گر نہ رکھے پنبۂ مرہم — آئینہ بہ عریانیِ زخمِ جگر آوے — ص۱۱۳

تمثالِ بہار: یاس: تمثالِ بہار آئنۂ استغنا — وہم: آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں — ص۷

تمثالِ پری: دیکھیے: بہ تمثالِ پری۔

تمثالِ تماشاہا: تمثالِ تماشاہا اقبالِ تمنا ہا — عجزِ عرق شرمے اے آئنہ! حیرانی — ص۱۰۸

تمثالِ جلوہ تمثالِ جلوہ عرض کر اے حسن! کب تلک — آئینۂ خیال کو دیکھا کرے کوئی — ص۸۷

تمثال دار: (۱) اب میں ہوں اور ماتمِ یک شہر آرزو — توڑا جو تو نے آئنہ، تمثال دار تھا — ص۱۵۴

(۲) دل مت گنوا، خبر نہ سہی سیر ہی سہی — اے بے دماغ! آئنہ تمثال دار ہے — ص۲۱۸

تمثال درآئینہ: اسدؔ! گر نامِ والاے علیؑ تعویذِ بازو ہو — غریقِ بحرِ خوں تمثال در آئینہ رہتا ہے — ص۸۴

تمثالِ سوادِ چشمِ آہو: بہ فکرِ حیرتِ رم آئنہ پرداز زانو ہے — کہ مشکِ نافہ تمثالِ سوادِ چشمِ آہو ہے — ص۹۸

تمثالِ شوقِ بیباک: ہر ذرہ یک دلِ پاک، آئینہ خانہ ہے خاک — تمثالِ شوقِ بیباک صد جا دو چارِ صحرا — ص۲۶

تمثالِ شیریں: دیکھیے: یک تمثالِ شیریں۔

تمثال گداز آئنہ: تمثال گداز آئنہ ہے عبرتِ بینش — نظارہ تحیر، چمنستانِ بقا ہیچ — ص۳۶

تمثالِ ناز: تمثالِ نازِ جلوۂ نیرنگِ اعتبار — ہستی عدم ہے آئنہ گر رو برو نہ ہو — ص۶۸

تمثالِ یقیں: دیکھیے: آئینۂ پیدائیِ تمثالِ یقیں۔

تمثال ہا: ہر ذرہ خاک عرضِ تمنائے رفتگاں — آئینہ ہا شکستہ و تمثال ہا گرو — ص۶۹

تمکیں[1]: (۱) عکسِ رخِ افروختہ تھا تصویر بہ پشتِ آئینہ — شوخ نے وقتِ حسن طرازی تمکیں سے آرام کیا — ص۴۶

(۲) تپیدن، دل کو سوزِ عشق میں خواب فرامش ہے — رکھا اسپند نے مجمر میں پہلو گرمِ تمکیں کا — ص۲۹

---

[1] تمکیں : تیس بار [مفرد: تین بار، مرکب: ستائیس بار]۔

(۳) ساقی و تعلیمِ رنج، محفل و تمکیں گراں　　سیلیِ اُستاد ہے ساغرِ بے مُل ہنوز　　ص۴۳

دیکھیے ـــــــ: (۴) آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں۔ (۵) اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں۔ (۶) افسردۂ تمکیں۔ (۷) تحمل پیشۂ تمکیں۔ (۸) تُہمتِ تمکیں۔ (۹) خارجِ آدابِ وقار و تمکیں۔ (۱۰) دعویِ تمکیں۔ (۱۱) رونق افزائے مسندِ تمکیں۔ (۱۲) سرِ تمکیں۔ (۱۳) فرقِ تمکیں۔ (۱۴) فسردۂ تمکیں۔ (۱۵) لافِ تمکیں۔ (۱۶) متاعِ تمکیں۔ (۱۷) مغزِ تمکیں۔ (۱۸) نقشِ تمکیں۔ (۱۹) وداعِ تمکیں۔ (۲۰) یک سجدہ وار تمکیں۔

تمکیں آزما:　دیکھیے: تغافل ہائے تمکیں آزما۔

تمکیں آزمائی:　بہ عجز آبادِ وہمِ مدعا تسلیم شوخی ہے　　تغافل کو نہ کر مغرور تمکیں آزمائی کا　　ص۱۶

تمکینِ بتاں:　دیکھیے: بلاگردانِ تمکینِ بتاں۔

تمکینِ بعد از قتل:　بتانِ شوخ کی تمکینِ بعد از قتل کی حیرت　　بیاضِ دیدۂ نخچیر پر کھینچے ہے تصویریں　　ص۶۵

تمکینِ بہار:　دیکھیے: صرفِ مشقِ تمکینِ بہار۔

تمکینِ جُنوں:　دیکھیے: ہمّتِ تمکینِ جنوں۔

تمکیں سنج:　دیکھیے: قاتلِ تمکیں سنج۔

تمکینِ گل و لالہ:　دیکھیے: رنگِ تمکینِ گل و لالہ۔

تمکین وضبط:　دیکھیے: عالمِ تمکین وضبط۔

تمکین وہوش:　دیکھیے: رہزنِ تمکین وہوش۔

تمنّا[1]:　(۱) ناز پروردۂ صد رنگ تمنا ہوں، ولے　　پرورش پائی ہے جوں غنچہ بہ خونِ اظہار　　ص۶

(۲) شورِ اوہام سے مت ہو شب خونِ انصاف　　گفتگو بے مزہ و زخمِ تمنا نمکیں　　ص۸

(۳) ہے کہاں تمنّا کا دوسرا قدم یارب!　　ہم نے دشتِ امکاں کو ایک نقشِ پا پایا　　ص۱۲

(۴) ناسازیِ نصیب دُرشتیِ غم سے ہے　　اُمید نا اُمید و تمنّا شکستہ دل　　ص۵۱

(۵) زِ بس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنا کا　　جنونِ قیس سے بھی شوخیِ لیلیٰ نمایاں ہے　　ص۸۱

---

[1] تمنّا　: تراسی بار [مفرد: انتیس بار، مرکّب: چونسٹھ بار]۔
تمنّا کدہ　: ایک بار [مرکّب]۔
تمنّا ہا　: ایک بار [مرکّب]۔
تمنّائیں　: ایک بار۔

(۶) واماندۂ ذوقِ طرب وصل نہیں ہوں — اے حسرتِ بسیار! تمنا کی کمی ہے — ص۱۰۶

(۷) تمنا ہے اسدؔ! قتلِ رقیب اور شکر کا سجدہ — دُعائے دل بہ محرابِ خَمِ شمشیر بہتر ہے — ص۱۰۸

(۸) بزمِ قدح سے عیش تمنا نہ رکھ کہ رنگ — صیدِ زِ دام جستہ ہے اِس دام گاہ کا — ص۱۳۹

(۹) ناداں ہو جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالبؔ؟ — قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور — ص۱۷۱

(۱۰) عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب — دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہوتے تک — ص۱۷۵

(۱۱) تماشا! کہ اے محوِ آئینہ داری! — تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں — ص۱۷۹

(۱۲) نہ ستایش کی تمنا، نہ صلے کی پروا — گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی — ص۲۰۹

(۱۳) وہ تپِ عشق تمنا ہے کہ پھر صورتِ شمع — شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے — ص۲۰۹

(۱۴) سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عُمر — فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی — ص۲۱۵

(۱۵) پھونکا ہے کس نے گوشِ محبت میں اے خدا! — افسونِ انتظار، تمنا کہیں جسے — ص۲۱۸

(۱۶) خوش ہوتے ہیں، پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے — آئی شبِ ہجراں کی تمنا مرے آگے — ص۲۲۹

(۱۷) ہے دلِ شوریدۂ غالبؔ طلسمِ پیچ و تاب — رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل میں ہے — ص۲۳۲

(۱۸) ہم رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے — مرتے ہیں مگر اُن کی تمنا نہیں کرتے — ۲۳۴

(۱۹) دیکھتا ہوں اُسے، تھی جس کی تمنا مجھ کو — آج بیداری میں ہے خوابِ زلیخا مجھ کو — ص۳۰۱

دیکھیے ــــــ: (۲۰) آئینۂ تکرارِ تمنا۔ (۲۱) آبیارِ صد تمنا۔ (۲۲)، (۲۳) اسبابِ تمنا [دوبار]۔ (۲۴) بیکسی ہائے تمنا۔ (۲۵) بیابانِ تمنا۔ (۲۶) پروازِ تمنا۔ (۲۷) تاراجِ تمنا۔ (۲۸) تپش نامۂ تمنا۔ (۲۹) تشنۂ سرشارِ تمنا۔ (۳۰) تماشائی نیرنگِ تمنا۔ (۳۱) تہی آغوشیِ دستِ تمنا۔ (۳۲) جوشِ تمنا۔ (۳۳) چمن زارِ تمنا۔ (۳۴)، (۳۵) حسرتِ عرضِ تمنا [دوبار]۔ (۳۶)، (۳۷) داغِ تمنا [دوبار]۔ (۳۸) دامِ تمنا۔ (۳۹) دسترسِ وصلِ تمنا۔ (۴۰) دشتِ تمنا۔ (۴۱) ذوقِ تسلیمِ تمنا۔ (۴۲)، (۴۳) زخمِ تمنا [دوبار]۔ (۴۴) زلفِ تمنا۔ (۴۵) سادگی ہائے تمنا۔ (۴۶) سرشارِ تمنا۔ (۴۷) سرمایۂ ایجادِ تمنا۔ (۴۸) سوزِ آتشِ داغِ تمنا۔ (۴۹) سوزشِ داغِ تمنا۔ (۵۰) عجزِ تمنا۔ (۵۱) عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا۔ (۵۲) عہدِ تجدیدِ تمنا۔ (۵۳) غنچۂ تمنا۔ (۵۴) فضائے حیرت آبادِ

تمنا۔(۵۵) کیفیتِ ہجومِ تمنا۔(٦٥) گدازِ ہر تمنا۔(۵۷) گردشِ جامِ تمنا۔(۵۸) گلزارِ تمنا۔(۵۹) معمورِ تمنا۔
(۶۰) نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا۔ (۶۱) نقشِ تمنا۔(۶۲) نقطۂ پرکارِ تمنا۔(۶۳) ننگِ تمنا۔(۶۴) وسعت گہِ تمنا۔
(۶۵) ہجومِ تمنا۔(۶۶) یاسِ تمنا۔

تمنا آفرینی ہا: دیکھیے: مجبورِ تمنا آفرینی ہا۔

تمنا شکار:	کس کا جنونِ دید تمنا شکار تھا؟	آئینہ خانہ وادیِ جوہر غبار تھا	ص۱۷
تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار:	بہ تمنا کدۂ حسرتِ ذوقِ دیدار	دیدہ گو خوں ہو، تماشائے چمن مطلب تھا	ص۲۴
تمنائے اثر:	دیکھیے: گردِ تمنائے اثر۔		
تمنائے بےخودی:	جز عجز، کیا کروں بہ تمنائے بے خودی	طاقت، حریفِ سختیِ خوابِ گراں نہیں	ص۵۷
تمنائے بےدلی:	دیکھیے: کوئے تمنائے بے دلی۔		
تمنائے پری:	دیکھیے: حدِ اقلیمِ تمنائے پری۔		
تمنائے تماشا:	ہے سادگیِ ذہن تمنائے تماشا	جائے کہ اسدؔ! رنگِ چمن باختنی ہے	ص۱۱۱
تمنائے جلوہ:	دیکھیے: نقدِ دامِ تمنائے جلوہ۔		
تمنائے چیدن:	تماشائے گلشن: تمنائے چیدن	بہار آفرینا! گنہ گار ہیں ہم؟	ص۵۵
تمنائے خامشی:	دیکھیے: عرضِ تمنائے خامشی۔		
تمنائے خاطر افروزی:	ولا! عبث ہے تمنائے خاطر افروزی	کہ بوسۂ لبِ شیریں ہے اور گلو سوزی	ص۱۰۰
تمنائے دوا:	دوست گر کوئی نہیں ہے جو کرے چارہ گری	نہ سہی، لیک تمنائے دوا ہے تو سہی	ص۳۱۱
تمنائے دیدار:	دیکھیے: رقیبِ تمنائے دیدار۔		
تمنائے رفتگاں:	دیکھیے: عرضِ تمنائے رفتگاں۔		
تمنائے زباں:	تمنائے زباں محوِ سپاسِ بے زبانی ہے	مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بے دست و پائی کا	ص۱۳۶
تمنائے شہادت:	دیکھیے: ذوقِ تمنائے شہادت۔		
تمنائے نشاط:	دیکھیے: داغِ تمنائے نشاط۔		

تمنّا ہا: دیکھیے: اقبالِ تمنّا ہا۔

تمنّائیں: دیکھیے: لاکھوں تمنّائیں۔

تمہید[1]: (۱) ہماری سادگی تھی التفاتِ ناز پر مرنا | ترا آنا نہ تھا ظالم! مگر تمہید جانے کی | ص۲۰۳

(۲) دیکھیے: جانِ درد تمہید۔

تمہیدِ آگاہی: غفلتِ دیوانہ جُز تمہیدِ آگاہی نہیں | مغزِ سر خوابِ پریشاں ہے سخن کی فکر میں | ص۴۳

تمہیدِ فراغت: دیکھیے: بسترِ تمہیدِ فراغت۔

تمیزِ[2] اعیاں: دیکھیے: ربطِ تمیزِ اعیاں۔

تمیز جُو: نہ وفا کو آبرو ہے، نہ جفا تمیز جُو ہے | چہ حسابِ جاں فشانی! چہ غرورِ دل ستانی! | ص۹

تمیزِ زشتی و نیکی: تمیزِ زشتی و نیکی میں لاکھ باتیں ہیں | بہ عکسِ آئنہ یک فردِ سادہ رکھتے ہیں | ص۶۰

تمیچہ[3]: دیکھیے: آئینۂ تمیچہ۔

تن[4]: (۱) ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا | نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا | ص۱۲۰

(۲) نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں | ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں | ص۱۸۰

(۳) ودیعت خانۂ بیدادِ کاوش ہائے مژگاں ہوں | نگینِ نامِ شاہد ہے مرے، ہر قطرہ خوں، تن میں | ص۱۸۰

(۴) ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو | سیہ ہو کر سُویدا ہو گیا ہر قطرہ خوں تن میں | ص۱۸۱

(۵) ضعف سے، اے گریہ! کچھ باقی مرے تن میں نہیں | رنگ ہو کر اُڑ گیا جو خوں کہ دامن میں نہیں | ص۱۸۵

(۶) ہو فشارِ ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود! | قد کے جھکنے کی بھی گنجایش مرے تن میں نہیں | ص۱۸۵

(۷) قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہے نئے ناسور کا | خوں بھی ذوقِ درد سے فارغ مرے تن میں نہیں | ص۱۸۵

(۸) جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع؟ | گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں | ص۱۸۸

(۹) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور | تن سے سوا فگار ہیں اِس خستہ تن کے پانو | ص۱۹۶

(۱۰) تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے | مرا سر رنجِ بالیں ہے، مرا تن بارِ بستر ہے | ص۲۱۲

---

[1] تمہید : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

[2] تمیز : تین بار [مرکّب]۔

[3] تمیز : ایک بار [مرکّب]۔

[4] تن : ستائیس بار [مفرد: دس بار، مرکّب: سترہ بار]۔

دیکھیے ـــــــــ: (۱۱) خستہ تن۔ (۱۲) رنجورِ خستہ تن۔ (۱۳) سروتن۔ (۱۴) سیم تن۔ (۱۵) شوخ سیم تن۔ (۱۶) عضوِتن۔ (۱۷) موجبِ آرامِ جان وتن۔ (۱۸) نیروے تن۔ (۱۹) وابستۂ تن۔ (۲۰) جملہ تن۔

تن آسانی: دیکھیے ـــــــــ: (۱) ذوقِ تن آسانی۔ (۲) عجزِ تن آسانی۔

تنِ بہ بندِ ہوس در نداده: تنِ بہ بندِ ہوس در ندادہ رکھتے ہیں — دلِ ز کارِ جہاں اوفتادہ رکھتے ہیں — ص۵۹

تنِ رنجور: حسرت اے ذوقِ خرابی! کہ وہ طاقت نہ رہی — عشقِ پُرعربدہ کی گوں تنِ رنجور نہیں — ص۱۸۵

تنِ مجروحِ عاشق: چھوڑکر جانا تنِ مجروحِ عاشق حیف ہے! — دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک — ص۱۷۵

تنِ نازک: مرجاؤں نہ کیوں رشک سے جب وہ تنِ نازک — آغوشِ خَمِ حلقۂ زُنّار میں آوے — ص۲۳۴

تن ودل وجاں: میں نے مانا کہ مل گئے، پھر کیا؟ — وہی رُونا تن و دل و جاں کا — ص۲۶۰

تندرستی[۱]: زخمِ دل پر باندھیے حلوائے مغزِ استخواں — تندرستی فائدہ اور ناتوانی مفت ہے — ص۱۱۴

تنخواہ[۲]: (۱) میری تنخواہ جو مقرر ہے — اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار — ص۱۲۶

(۲) میری تنخواہ میں چہارم کا — ہوگیا ہے شریک ساہوکار — ص۱۲۶

(۳) میری تنخواہ کیجے ماہ بہ ماہ — تا نہ ہو مجھ کو زندگی دشوار — ص۱۲۶

تنخواہِ شکستن: عرش پر، تیرے قدم سے ہے، دماغِ گردِ راہ — آج تنخواہِ شکستن ہے کُلہِ جبریل کی — ص۹۱

تُند[۳]: دیکھیے ـــــــ: (۱) میِ تُند۔ (۲) ہوائے تُند۔

تُند خو: دیکھیے: شوخِ تُند خو۔

تُندخویاں: دیکھیے: خشمِ تُندخویاں۔

تُندیِ خو[۴]: اللہ رے تیری تُندیِ خو! جس کے بیم سے — اجزائے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے — ص۲۲۶

تُندیِ صہبا: ہاتھ دھو دل سے یہی گرمی گر اندیشے میں ہے — آبگینہ تُندیِ صہبا سے پگھلا جائے ہے — ص۲۲۱

تنزیہ[۵]: دیکھیے: ہر موجِ محیطِ تنزیہ۔

تنزیہ بہار: دیکھیے: جلوۂ تنزیہ بہار۔

تنگ[۶] آبی: دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک — میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا — ص۱۵۲

---

۱ تندرستی : ایک بار۔
۲ تنخواہ : چار بار [مرتّب: ایک بار]۔
۳ تُند : چار بار [مرتّب]۔
۴ تُندی : دو بار [مرتّب]۔
۵ تنزیہ : دو بار [مرتّب]۔
۶ تنگ : چھے بار [مرتّب]۔

تنگ پیرہنی: دیکھیے: دعوائے تنگ پیرہنی۔

تنگ حوصلہ: دیکھیے: عجزِ تنگ حوصلہ۔

تنگ ظرفوں: تنگ ظرفوں کا رُتبہ جھد سے برتر نہیں ہوتا حباب مے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا ص۴۴۵

تنگ ظرفیِ منصور: دیکھیے: تقلیدِ تنگ ظرفیِ منصور۔

تنگ مایہ: پہنے ہے پیرہنِ کاغذِ ابری، نیساں یہ تنگ مایہ ہے فریادیِ جوشِ ایثار ص۴

تنکا[1]: نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہ نیستاں کا ص۱۵۶

تنگ[2]:
(۱) فضائے خندۂ گل تنگ و ذوقِ عیش بے پروا فراغت گاہِ آغوشِ وداعِ دل پسند آیا ص۱۲
(۲) اسدؔ اے ہرزہ درا! نالہ بہ غوغا تا چند! حوصلہ تنگ نہ کر بے سبب آزاروں کا ص۲۸
(۳) محتسب سے تنگ ہے ازبس کہ کارِ مے کشاں رز میں جو انگور نکلا عقدۂ مشکل ہوا ص۲۹
(۴) ہے تنگ ز واماندہ شدن حوصلۂ پا جو اشک گرا خاک میں، ہے آبلۂ پا ص۲۹
(۵) ہلال آسا تہی رہ، گر کشادن ہائے دل چاہے ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر ص۴۰
(۶) برہم ہے بزمِ غنچہ بہ یک جُنبشِ نشاط کاشانہ بس کہ تنگ ہے، غافل! ہَوا نہ مانگ ص۵۰
(۷) گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ، دل ہے چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ، دل ص۵۳
(۸) عرضِ سرشک پر ہے فضائے زمانہ تنگ صحرا کہاں کہ دعوتِ دریا کرے کوئی ص۸۸
(۹) شرحِ اسبابِ گرفتاریِ خاطر مت پوچھ اِس قدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا ص۱۴۷
(۱۰) آہ! وہ جُراتِ فریاد کہاں دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا ص۱۵۲
(۱۱) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا ص۱۵۸
(۱۲) ہے بزمِ بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے ص۲۰۱
(۱۳) کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے جس میں کہ ایک بیضۂ مُور آسمان ہے ص۲۰۳
(۱۴) وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا دریا، زمین کو عرقِ انفعال ہے ص۲۰۵

---

[1] تنکا : ایک بار۔

[2] تنگ : تیکیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکّب: سات بار]۔

(۱۵) بیضہ آسا تنگ بال و پر پہ ہے کنجِ قفس | از سرِ نو زندگی ہو گر رہا ہوجایئے | ص۲۱۶

(۱۶) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ | نسیم، باغ سے پا در حنا نکلتی ہے | ص۲۵۲

دیکھیے ـــــ: (۱۷) مقدارِ دلِ تنگ۔ (۱۸) چشمِ تنگ۔ (۱۹) خانہ تنگ۔ (۲۰)، (۲۱) دلِ تنگ [دوبار]۔

(۲۲) دلِ تنگ۔ (۲۳) دہانِ تنگ۔

تنگی[1]: تنگی رفیقِ رہ تھی عدم یا وجود تھا | میرا سفر بہ طالعِ چشمِ حسود تھا | ص۱۲

(۲) گر یاس سر نہ کھینچے، تنگی عجب فضا ہے | وسعت گہِ تمنا: یک بام و صد ہوا ہے | ص۹۴

(۳) دیکھیے: دل تنگیِ وحشت۔ (۴) ہمہ تنگی۔

تنگیِ جا: (۱) ہے ذرہ ذرہ تنگیِ جا سے غبارِ شوق | گر دام یہ ہے، وسعتِ صحرا شکار ہے | ص۲۱۷

(۲) گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگیِ جا کا | گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا | ص۱۴۷

تنگیِ چشمِ حسود: جُو قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار | صحرا مگر بہ تنگیِ چشمِ حسود تھا! | ص۱۴۳

تنگیِ حوصلہ: تنگیِ حوصلہ گردابِ دو عالم آداب | دید یک غنچہ سے ہوں بسملِ نقصانِ بہار | ص۶

تنگیِ خلوت: فشارِ تنگیِ خلوت سے بنتی ہے شبنم | صبا جو غنچے کے پردے میں جا نکلتی ہے | ص۲۱۸

تنگیِ دل: (۱) زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب! | تیر بھی سینۂ بسمل سے پَر افشاں نکلا | ص۱۴۴

(۲) تنگیِ دل کا گلہ کیا، یہ وہ کافر دل ہے | کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا | ص۱۵۸

تنگیِ فرصت: اے ادا فہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں | ہے بہ صحرائے تحیرّ چشمِ قربانی جرس | ص۴۵

تنگیِ قبا: بہار در گروِ غنچہ شہر جولاں ہے | طلسمِ ناز بجز تنگیِ قبا معلوم! | ص۵۳

تنگنائے غزل[2]: بقدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل | کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کے لیے | ص۲۳۶

تننا ہا یا ہو[3]: گاتی تھیں شمرو کی بیگم تننا ہا یا ہو | دودھ میں پکّے تھے شلغم، تننا ہا یا ہو | ص۳۰۱

تنور[4]: حلقۂ گردابِ جوہر کو بنا ڈالے تنور | عکس گر طوفانیِ آئینۂ دریا کرے | ص۱۰۱

---

[1] تنگی : گیارہ بار [مفرد: دوبار، مرکب: نوبار]۔
[2] تنگنائے : ایک بار [مرکب]۔
[3] تننا ہا یا ہو : دوبار۔
[4] تنور : ایک بار۔

تنہا[1]: (۱)،(۲) لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اَور — تنہا گئے کیوں، اب رہو تنہا کوئی دن اَور — ص ۱۷۰

(۳) دل لگا کر، لگ گیا اُن کو بھی تنہا بیٹھنا — بارے، اپنی بیکسی کی ہم نے پائی داد یہاں — ص ۱۷۹

تنہائی[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) پاسبانیِ طلسمِ گنجِ تنہائی۔ (۲) چمن تحریر درسِ شغلِ تنہائی۔ (۳) حیلہ جوے ترکِ تنہائی۔ (۴) شبِ تنہائی۔ (۵) ذوقِ تنہائی۔ (۶) طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی۔ (۷) کاوکاوِ سخت جانی ہاے تنہائی۔ (۸) وحشتِ تنہائی۔

تنہائیِ دل: دیکھیے: وحشت پرستِ گوشۂ تنہائیِ دل۔

تواضع[3]: دیکھیے: سروکارِ تواضع۔

توأم[4]: (۱) مثلِ گُل زخم ہے میرا بھی سناں سے توأم — تیرا ترکش ہی کچھ آبستنیِ تیر نہیں — ص ۵۷

اسدؔ! یہ، عجز و بے سامانیِ فرعون توام ہے — جسے تو بندگی کہتا ہے، دعویٰ ہے خدائی کا

تواں[5]: دیکھیے ـــــ: (۱) پشت گرمیِ تاب وتواں۔ (۲) تاب وتواں۔

توانائی[6]: (۱) اور بارہ امام ہیں بارہ — جن سے ایماں کو ہے توانائی — ص ۲۹۳

دیکھیے ـــــ: (۲) باوصفِ توانائی۔ (۳) وہمِ توانائی۔

توبہ[7]: (۱) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہاے! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا — ص ۱۵۰

(۲) مَیں اور بزمِ مَے سے یوں تشنہ کام آؤں! — گر میں نے کی تھی توبہ، ساقی کو کیا ہوا تھا؟ — ص ۱۵۸

(۳) ہُوا! توبہ کرو، تم کیا ہو، جب اِدبار آتا ہے — تو یوسف سا حسیں بِکنے سرِبازار آتا ہے — ص ۳۱۰

(۴) دیکھیے: شکستِ توبہ۔

توجّہ[8]: اِدھر نہ ہوگی توجّہ حضور کی جب تک — کبھی کھلے گی کسی سے نہ زہ‌بہار گرہ — ص ۲۷۹

توحید[9]: جلوہ رفتار سرِ جادۂ شرعِ تسلیم — نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں — ص ۸

---

[1] تنہا : تین بار۔
[2] تنہائی : نوبار [مرکّب]۔
[3] تواضع : ایک بار [مرکّب]۔
[4] توأم : دوبار۔
[5] تواں : دوبار [مرکّب]۔
[6] توانائی : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دوبار]۔
[7] توبہ : چار بار [مفرد: تین بار، مرکّب: ایک بار]۔
[8] توجّہ : ایک بار۔ [9] توحید : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

توحید فضا:	دیکھیے: سینۂ توحید فضا۔		
تور[۱]:	وارثِ ملک جانتے ہیں تجھے	ایرج و تور و خسرو و بہرام	ص۱۳۷
توسن[۲]:	(۱) تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں	ہم بھی مضمون کی ہوا باندھتے ہیں	ص۱۸۱
	(۲) ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں	نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو	ص۱۹۸
	(۳) سب نے جانا کہ ہے پری توسن	اور بالِ پری ہے دامنِ زیں	ص۲۸۰
توسنِ چالاک:	(۱) وہ فلک رتبہ کہ بر توسنِ چالاک چڑھا	ماہ پر ہالہ صفت حلقۂ فتراک چڑھا	ص۴۴۵
	(۲) دیکھیے: سوارِ توسنِ چالاک۔		
توسنِ حشمت:	زمیں سے سودۂ گوہر اُٹھے بجائے غُبار	جہاں ہو توسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ	ص۲۷۷
توسنِ دولت:	ہاتھ میں تیرے رہے توسنِ دولت کی عناں!	یہ دعا شام و سحر قاضیِ حاجات سے ہے	ص۱۲۸
توسنِ شہ:	توسنِ شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب	تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھُلا	ص۱۳۹
توسنِ طبع:	پھر غزل کی روش پہ چل نکلا	توسنِ طبع چاہتا تھا لگام	ص۱۳۶
توسنِ ہمت:	بیابانِ فنا ہے بعدِ صحرائے طلب غالبؔ!	پسینا توسنِ ہمت کا سیلِ خانۂ زیں ہے	ص۸۹
توشہ[۳]:	رہ روِ راہِ خلد کا توشہ	طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ	ص۱۳۱ [آم کے لیے]
توضیح[۴]:	میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح	میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل	ص۱۲۴
توغّل[۵]:	ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغّل	ہے گرچہ مجھے سحر طرازی میں مہارت	ص۱۲۷
توفیرِ درد[۶]:	غیر کی منت نہ کھینچوں گا پئے توفیرِ درد	زخم، مثلِ خندۂ قاتل ہے سر تا پا نمک	ص۱۷۵
توفیق[۷]:	توفیق بہ اندازۂ ہمت ہے ازل سے	آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا	ص۱۵۲
توفیقِ شکوہ:	وداعِ حوصلہ، توفیقِ شکوہ، عجزِ وفا	اسدؔ! ہنوز گمانِ غرورِ دانائی!	ص۱۱۰

---

۱ تور : ایک بار [مرکب]۔

۲ توسن : دس بار [مفرد: تین بار، مرکب: سات بار]۔

۳ توشہ : ایک بار۔

۴ توضیح : ایک بار۔

۵ توغّل : ایک بار۔

۶ توفیر : ایک بار [مرکب]۔

۷ توفیق : دو بار [مرکب: ایک بار]۔

توقّع[1]: (۱) وائے! گر میرا ترا انصاف محشر میں نہ ہو — اب تلک تو یہ توقّع ہے کہ وھاں ہوجائے گا — ص ۱۵۱
(۲) زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ — وگرنہ ہم تو توقّع زیادہ رکھتے ہیں — ص ۱۸۲
(۳) مجھے اُس سے کیا توقّع بہ زمانۂ جوانی — کبھی کودکی میں جس نے نہ سنی مری کہانی — ص ۲۰۷
(۴) ہوئی جن سے توقّع خستگی کی داد پانے کی — وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے — ص ۲۵۰
(۵) خدا سے ہے یہ توقّع کہ عہدِ طفلی میں — بنے گا شرق سے تا غرب اِس کا بازی گاہ — ص ۲۷۷
(۶) دیکھیے: ایک توقّع۔

توقیر[2]: اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے یہ توقیر — کہ بن گئے ہیں ثمرہاے شاخسار، گرہ — ص ۲۷۹

توقیعِ[3] امارت: ہے نقشِ مریدی ترا: فرمانِ الٰہی — ہے داغِ غلامی ترا: توقیعِ امارت — ص ۱۲۷

توقیعِ سلطنت: تیرے توقیعِ سلطنت کو بھی — دی بدستور صورتِ ارقام — ص ۱۳۸

توکّل[4]: دیکھیے ـــــ: (۱) آئنۂ نازِ توکّل۔ (۲) دمِ تیغِ توکّل۔ (۳) وہمِ توکّل۔

تولّا[5]: یارانِ نبی سے رکھ تولّا باللہ — ہر یک ہے کمالِ دیں میں یکتا باللہ! — ص ۳۱۳

تولّائی: اُن کو غالبؔ! یہ سال اچھا ہے — جو ائمہ کے ہیں تولّائی — ص ۲۹۳

تونبے[6]: کب فقیروں کو رسائی بتِ مےخوار کے پاس — تونبے بو دیجیے مےخانے کی دیوار کے پاس — ص ۴۶
کیوں بوتے ہیں باغبان تونبے؟ — گر باغ گداے مے نہیں ہے — ص ۲۲۸

توَہُّم[7]: موجِ خمیازۂ یک نشہ، چہ اسلام و چہ کفر — کجیِ یک خطِ مسطر، چہ توہّم چہ یقیں — ص ۷

تہِ[8] بالِ پری: پرورشِ نالہ ہے وحشتِ پرواز سے — ہے تہِ بالِ پری بیضۂ بلبل ہنوز — ص ۴۴

تہِ بالِ شمعِ حرم: کہ ہم بیضۂ طوطیِ ہند، غافل! — تہِ بالِ شمعِ حرم دیکھتے ہیں — ص ۳۴۸

تہ بندیِ پرہاے طوطی: خطِ نوخیز کی آئینے میں دی کس نے آرائش — کہ ہے تہ بندیِ پرہاے طوطی رنگ جوہر کا — ص ۳۳۳

---

[1] توقّع : سات بار [مرکّب: ایک بار]۔
[2] توقیر : ایک بار۔
[3] توقیع : دو بار [مرکّب]۔
[4] توکّل : تین بار [مرکّب]۔
[5] تولّا : ایک بار۔ تولّائی : ایک بار۔
[6] تونبے : دو بار۔
[7] توہّم : ایک بار۔
[8] تہ : اٹھارہ بار [مرکّب]۔

تہ بندیِ خط: کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی — کہ ہے تہ بندیِ خط سبزۂ خط در تہِ لب ہا — ص۲۳

تہ بندیِ داغِ تمنا: دیکھیے: نسخۂ تہ بندیِ داغِ تمنا۔

تہ بندیِ دُودِ چراغِ خانہ: وصل میں بختِ سیہ نے سنبلستاں گُل کیا — رنگِ شب تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ تھا — ص۲۵

تہِ پَر: فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ — اشک جوں بیضہ مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے — ص۱۰۹

تہِ پیمانہ: دیکھیے: دُردِ تہِ پیمانہ۔

تہِ جام: دیکھیے: دُردِ تہِ جام۔

تہِ خاکسترِ صد آئنہ: حیرت کاغذِ آتش زدہ ہے جلوۂ عمر — تہِ خاکسترِ صد آئنہ پایا ہے مجھے — ص۱۰۸

تہِ داماں: ساقیِ گل رنگ سے اور آئنۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل وصبح — ص۳۷

تہِ دامانِ صبا: مجلسِ شعلہ عذاراں میں جو آجاتا ہوں — شمع ساں میں تہِ دامانِ صبا جاتا ہوں — ص۲۹۸

تہِ دامانِ دُودِ شمعِ بالیں: پیامِ تعزیت پیدا ہے اندازِ عیادت سے — شبِ ماتم تہِ دامانِ دُودِ شمعِ بالیں ہے — ص۸۹

تہِ سبزہ: دیکھیے: دامِ تہِ سبزہ۔

تہِ سنگ: دیکھیے: دستِ تہِ سنگ۔

تہِ سنگِ مزار: منّت کشی میں حوصلہ بے اختیار ہے — دامانِ صد کفن تہِ سنگِ مزار ہے — ص۹۰

تہِ قدم: ہر گام آبلے سے ہے دل در تہِ قدم — کیا بیم اہلِ درد کو سختیِ راہ کا — ص۱۹

تہِ لب ہا: کرے ہے حُسنِ خوباں پردے میں مشاطگی اپنی — کہ ہے تہ بندیِ خط سبزۂ خط در تہِ لب ہا — ص۲۳

تھان[1]: توسنِ شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب — تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھُلا — ص۱۳۹

تہمت[2]: (۱) ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے — شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر — ص۱۲۸

(۲) اُٹھا دے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو — ص۶۸

(۳) کماں ہم بھی رگ و پے رکھتے ہیں، انصاف بہتر ہے — نہ کھینچے طاقتِ خمیازہ تہمت ناتوانی کی — ص۷۷

---

۱ تھان : ایک بار۔

۲ تہمت : گیارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: آٹھ بار]۔

تہمتیں : ایک بار۔

تہمتِ آرامیدن:	چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ!	واے! اے بے خودی و تہمتِ آرامیدن	ص۴۵۰
تہمتِ بے خودیِ کفر:	تہمتِ بے خودیِ کفر نہ کھینچے یارب!	کیِ ربطِ نیاز و خطِ نازِ بسیار	ص۶
تہمتِ بیدردی:	ہوش اے ہرزہ درا! تہمتِ بیدردی چند؟	نالہ در گردِ تمنّاے اثر پنہاں ہے	ص۱۱۰
تہمتِ تمکیں:	غفلتِ افسردگی تہمتِ تمکیں نہ ہو	اے ہمہ خوابِ گراں! حوصلہ بدنام ہے	ص۹۹
تہمتِ خط:	پشتِ لب تہمتِ خط کھینچے ہے بیجا، یعنی	سبز ہے موجِ تبسم بہ ہواے گفتار	ص۳
تہمتِ خم:	پا مردِ یک انداز نہیں قامتِ ہستی	طاقت اگر اعجاز کرے تہمتِ خم باندھ	ص۷۱
تہمت کشِ تسکیں:	جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی	نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی	ص۲۰۶
تہمتِ وارستگی:	درد ناپیدا و بیجا تہمتِ وارستگی	پردہ دارِ یاوگی ہے وسعتِ مشرب مجھے	ص۸۶
تُہمتیں:	کس روز تُہمتیں نہ تراشا کیے عدو!	کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کیے!	ص۲۴۳
تہی[1]:	(۱) چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ	بہ زباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تاچند	ص۳۹
	(۲) ہلال آسا تہی رہ گر کشادن ہاے دل چاہے	ہوا مہ کثرتِ سرمایہ اندوزی سے تنگ آخر	ص۴۰
	(۳) میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی	سُن کے ستم ظریف نے مجھ کو اُٹھا دیا کہ یوں	ص۱۷۸
	(۴) دیکھیے: پہلو تہی۔		
تہی آغوشیِ دستِ تمنّا:	چنار آسا عدم سے بادلِ پُر آتش آیا ہوں	تہی آغوشیِ دستِ تمنّا کا ہوں فریادی	ص۴۵۱
تہی دستی:	دیکھیے: شرمِ تہی دستی۔		
تہی ماندن:	دیکھیے: از خود تہی ماندن۔		
تہیۂ[2] طوفاں:	غالبؔ! ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے	بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے	ص۲۲۶
تیر[3]:	(۱) کچھ کھٹکتا تھا مرے سینے میں، لیکن آخر	جس کو دل کہتے تھے، سو تیر کا پیکاں نکلا	ص۱۳
	(۲) میں اُلفتِ مژگاں میں جو انگشت نما ہوں	لگتی ہے مجھے تیر کے مانند ہر انگشت	ص۴۲

۱۔ تہی : سات بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔

۲۔ تہیہ : ایک بار [مرکّب]۔

۳۔ تیر : تئیس بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: بارہ بار]۔

(۳) تیر کو تیرے، تیرِ غیر ہدف — تیغ کو تیری، تیغِ خصم نیام — ص۱۳۸
(۴) زخم نے داد نہ دی تنگیِ دل کی یارب! — تیر بھی سینۂ بسمل سے پرافشاں نکلا — ص۱۴۴
(۵) ہم تھے مرنے کو کھڑے، پاس نہ آیا نہ سہی — آخر اُس شوخ کے ترکش میں کوئی تیر بھی تھا — ص۱۵۹
(۶) ابرو سے ہے کیا اُس نگہِ ناز کو پیوند — ہے تیر مقرّر مگر اُس کی ہے کماں اَور — ص۱۷۰
(۷) دل سے نکلا، پہ نہ نکلا دل سے — ہے ترے تیر کا پیکان عزیز — ص۱۷۳
(۸) کیوں نہ ٹھہریں ہدفِ ناوکِ بیداد کہ ہم — آپ اُٹھا لاتے ہیں گر تیر خطا ہوتا ہے — ص۲۳۰
(۹) چال، جیسے کڑی کمان کا تیر — دل میں ایسے کے جاکرے کوئی — ص۲۳۲
(۱۰) رہے دل ہی میں تیر، اچھا؛ جگر کے پار ہو، بہتر — غرض شستِ بتِ ناوک فگن کی آزمایش ہے — ص۲۳۴
(۱۱) نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں — گوشے میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے — ص۲۴۵

دیکھیے ــــــ: (۱۲) آبستنیِ تیر۔ (۱۳) اک تیر۔ (۱۴) ایک تیر۔ (۱۵) بالِ تیر۔ (۱۶) بالیدہ موجِ تیر۔ (۱۷) پروازِ پرِ تیر۔ (۱۸) زخمیِ عرضِ دو جہاں تیر۔

تیر باریدن: دیکھیے: ایماے تیر باریدن۔

تیرِ غیر: تیر کو تیرے، تیرِ غیر ہدف — تیغ کو تیری، تیغِ خصم نیام — ص۱۳۸
تیرِ نگاہ: اِن ستم کیشوں کے کھائے ہیں زِبس تیرِ نگاہ — پردۂ بادام، یک غربالِ حسرت بیز ہے — ص۸۵
تیرِ نیم کش: کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو — یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا — ص۱۶۰
تیر و کماں: سازشِ صلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن — نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن — ص۳۵۰
تیرگی[1]: ہے ریا کا رُتبہ بالاتر تصور کردنی — تیرگی سے داغ کی، مہ سیم مس اندودہ ہے — ص۱۰۳
تیرگیِ اختر: کلفت کشیِ ہستی بدنامِ دورنگی ہے — یعنی تیرگیِ اختر خالِ رخِ زنگی ہے — ص۱۱۴
تیرگیِ بختِ سیہ: اے اسدؔ! تیرگیِ بختِ سیہ ظاہر ہے — نظر آتی نہیں صبحِ شبِ دیجور ہنوز — ص۴۵
تیرگیِ حال: ہم آئے ہیں غالبؔ! رہِ اقلیمِ عدم سے — یہ تیرگیِ حال لباسِ سفری ہے — ص۴۵۴

---

[1] تیرگی : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔

تیرگیِ ظاہری: تیرگیِ ظاہری ہے طبعِ آگہ کا نشاں — غافلاں! عکسِ سوادِ صفحہ ہے گردِ کتاب — ص۳۱

تیرہ[1]: دیکھیے: نصیبِ تیرہ۔

تیرہ بخت: اُس بزمِ پُرفروغ میں اِس تیرہ بخت کو — لمبر ملا نشیب میں از روے اہتمام — ص۲۸۲

تیرہ بختوں: نشانِ روشنیِ دل نہاں ہے تیرہ بختوں کا — نہیں محسوس دودِ مشعلِ بزمِ سیہ پوشاں — ص۴۴۹

تیرہ روزی: دیکھیے: مشقِ تیرہ روزی۔

تیرہ کاری: بس کہ وقتِ گریہ نکلا تیرہ کاری کا غبار — دامنِ آلودۂ عصیاں گراں تر ہوگیا — ص۳۰

تیرھویں[2]: تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں — اِستادہ ہوگئے لبِ دریا پہ جب خیام — ص۲۸۲

تیز[3]: (۱) میں بھی رُک رُک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے — دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غم خوار کے پاس — ص۱۷۳

(۲) مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائے گی — واے ناکامی! کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہے — ص۲۱۳

(۳) چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو — سُرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے — ص۲۲۶

دیکھیے ــــــ: (۴) کاوش فروشیِ مژۂ تیز۔ (۵) نگاہِ تیز۔ (۶) وقفِ سوداے نگاہِ تیز۔ (۷) تیغِ تیزِ عریاں۔

تیز تر: تیز تر ہوتا ہے خشمِ تُند خویاں عجز سے — ہے رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ، خار و خس — ص۴۵

تیز تیز: دیکھیے: نظرہاے تیز تیز۔

تیز خرام: دیکھیے: پیکِ تیز خرام۔

تیز رَو: چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رَو کے ساتھ — پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں — ص۱۹۰

دیکھیے ــــــ: (۲) بہارِ تیز رو۔ (۳) رفتارِ عُمرِ تیز رَو۔

تیز گردِ نیلی فام: دیکھیے: گنبدِ تیز گردِ نیلی فام۔

تیزیِ[4] رفتار: کو تیزیِ رفتار کہ صحرا سے زمیں کو — جوں قمریِ بسمل تپش آہنگ نکالوں — ص۶۰

---

۱ تیرہ : پانچ بار [مرکّب]۔ — تیز تیز : ایک بار [مرکّب]۔

۲ تیرھویں : ایک بار۔ — تیز تر : ایک بار۔

۳ تیز : بارہ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: نوبار]۔ — ۴ تیزی : تین بار [مرکّب]۔

تیزیِ شمشیرِ قضا: دیکھیے: شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا۔

تیزیِ گام:	جب کہ چودہ منازلِ فلکی	کر چکے قطع تیری تیزیِ گام	ص ۱۳۶
تیزابی[1]:	زخم ہائے کہنۂ دل رکھتے ہیں جوں مردگی	اے خوشا! گر آبِ تیغ ناز تیزابی کرے	ص ۱۰۰
تیشہ[2]:	(۱) ہوں سخت جانِ کاوشِ فکرِ سخن اسدؔ!	تیشے کی کوہسار میں ہے یک صدا گرو	ص ۶۹
	(۲) تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسدؔ!	سرگشتۂ خمارِ رسوم و قیود تھا	ص ۱۳۲
	(۳) ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیریں سے کیا	جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال، اچھا ہے	ص ۲۳۸

دیکھیے ____: (۴) شرارِ تیشہ۔ (۵)، (۶) ضربِ تیشہ۔

تیشۂ فرہاد:	شرارِ سنگ سے پا در حنا گلگونِ شیریں ہے	ہنوز اے تیشۂ فرہاد! عرضِ آتشیں پائی	ص ۹۲
تیغ[3]:	(۱) جنت ہے تیری تیغ کے کشتوں کی منتظر	جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا	ص ۱۸
	(۲) تیغ در کف، کف بہ لب آتا ہے قاتل اس طرف	مژدہ باد اے آرزوے مرگِ غالبؔ! مژدہ باد!	ص ۳۸
	(۳) بہارِ باغ پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں	حناے دست و خونِ کشتگاں سے تیغ رنگیں ہے	ص ۸۹
	(۴) تیر کو تیرے، تیرِ غیر ہدف	تیغ کو تیری، تیغِ خصم نیام	ص ۱۳۸
	(۵) دیکھنے میں ہیں گرچہ دو، پر ہیں یہ دونوں یار ایک	وضع میں گو ہوئی دو سر، تیغ ہے ذوالفقار ایک	ص ۲۹۶
	(۶) ٹکڑے ہوا ہے دیکھ کے تحریر کو، جگر	کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام	ص ۲۸۲

دیکھیے ____: (۷) برشِ تیغ۔ (۸)، (۹) جوہرِ تیغ [دو بار]۔ (۱۰) زخمِ تیغ۔ (۱۱) سایۂ تیغ۔ (۱۲) سرِ مصراعِ صافِ تیغ۔ (۱۳) مثلِ جوہرِ تیغ۔ (۱۴) ہزار تیغ بہ زہر آب دادہ۔

تیغ آزما:	ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا	دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری، ہاے ہاے!	ص ۲۰۳
تیغِ ادا:	صد رنگ گل کترنا، در پردہ قتل کرنا	تیغِ ادا نہیں ہے پابندِ بے نیامی	ص ۷۳
تیغِ اصفہانی:	بہ گمانِ قطعِ زحمت نہ دوچارِ خامشی ہو	کہ زبانِ سرمہ آلود نہیں تیغِ اصفہانی	ص ۹

---

[1] تیزابی : ایک بار۔
[2] تیشہ : سات بار [مفرد: تین بار، مرکب: چار بار]۔
[3] تیغ : ستاون بار [مفرد: چھے بار، مرکب: اکیاون بار]۔

تیغِ بتاں: دیکھیے: ناخنِ تیغِ بتاں۔

تیغِ توکل: دیکھیے: دمِ تیغِ توکل۔

تیغِ تیزِ عریاں: تکلف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں نگاہِ بے حجابِ ناز تیغِ تیزِ عریاں ہے ص۲۱۰

تیغِ جفا: (۱) دیکھیے: بُرِشِ تیغِ جفا۔ (۲) کُشتۂ تیغِ جفا۔

تیغِ جوہردار: رزم کی داستان گر سُنیے ہے زباں میری تیغِ جوہر دار ص۱۳۷

تیغِ خصم: تیر کو تیرے، تیرِ غیر ہدف تیغ کو تیری، تیغِ خصم نیام ص۱۳۸

تیغِ خمِ محراب: دیکھیے: قبضۂ تیغِ خمِ محراب۔

تیغِ خوں آشام: مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلادِ فلک کہکشاں موجِ شفق میں تیغِ خوں آشام ہے ص۱۰۱

تیغِ دشمن: فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کشتن میں ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم، جوہر تیغِ دشمن میں ص۵۸

تیغِ دودستی: بسمل اُس تیغِ دو دستی کا نہیں بچتا اسدؔ عافیت بیزار! ذوقِ کعبتین اچھا نہیں ص۶۵

تیغِ دودم: رشکِ ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں نالۂ مرغِ سحر تیغِ دو دم ہے ہم کو ص۱۹۵

تیغِ ستم: (۱) وہ التماسِ لذّتِ بیداد ہوں کہ مَیں تیغِ ستم کو پشتِ خمِ التجا کروں ص۵۶

(۲) معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ تیغِ ستم آئینۂ تصویر نما ہے ص۲۱۹

(۳) دیکھیے: خستۂ تیغِ ستم۔

تیغِ سیہ تاب: موجِ تبسمِ لبِ آلودۂ مِسی میرے لیے تو تیغِ سیہ تاب ہوگئی ص۹۶

تیغِ شعلہ: دیکھیے: رگِ سنگِ فسانِ تیغِ شعلہ۔

تیغِ صفاہانی: وا کیا ہرگز نہ میرا عقدۂ تارِ نفس ناخنِ بریدہ ہے تیغِ صفاہانی مجھے ص۸۶

تیغِ عسس: دیکھیے ــــــ: (۱)، (۲) جوہرِ تیغِ عسس۔ (دوبار)۔

تیغِ قاتل: (۱) زِ بس خوں گشتۂ رشکِ وفا تھا وہم بسمل کا چُرایا زخم ہائے دل نے پانی تیغِ قاتل کا ص۱۷

(۲) دیکھیے: زخمِ تیغِ قاتل۔

تیغِ قضا: (۱)، (۲) دیکھیے: جوہرِ تیغِ قضا [دوبار]۔

تیغِ کہسار:	(۱) حسرتِ جلوۂ ساقی ہے کہ ہر پارۂ ابر	سینہ بیتابی سے ملتا ہے بہ تیغِ کہسار	ص۲
	(۲) دشت تسخیر ہو گر گردِ خرامِ دُلدُل	نعل در آتشِ ہر ذرّہ ہے تیغِ کہسار	ص۵
	دیکھیے ــــــ: (۳) جوہرِ تیغِ کہسار۔ (۴) صیقلِ تیغِ کہسار۔		
تیغِ ناز:	(۱) چاہیے درمانِ ریشِ دل بھی تیغِ ناز سے	مرہمِ زنگار ہے وہ وسمۂ ابرو مجھے	ص۷۸
	دیکھیے ــــــ: (۲) آبِ تیغِ ناز۔ (۳) زخمِ تیغِ ناز۔		
تیغِ نازک:	دیکھیے: فسانِ تیغِ نازک۔		
تیغِ نگاہ:	دیکھیے: آبِ تیغِ نگاہ۔		
تیغِ نگاہِ یار:	بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں	مرحبا مَیں! کیا مبارک ہے گراں جانی مجھے!	ص۲۳۲
تیغِ نگہ:	کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رو دینا	تری طرح کوئی تیغِ نگہ کو آب تو دے	ص۲۲۳
تیغ وکفن:	آج وھاں تیغ وکفن باندھے ہوئے جاتا ہوں میں	عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاویں گے کیا؟	ص۱۵۵
تیغِ یار:	(۱) لذّتِ ایجادِ ناز: افسونِ عرضِ ذوقِ قتل	نعل آتش میں ہے تیغِ یار سے نخچیر کا	ص۱۱
	(۲) بہارِ تعزیتِ آبادِ عشق ماتم ہے	کہ تیغِ یار ہلالِ مہِ محرّم ہے	ص۱۰۲
	(۳) کیوں نہ تیغِ یار کو مشاطۂ اُلفت کہوں	زخم مثلِ گل سراپا کا مرے پیرایہ ہے	ص۱۰۴
	(۴) دیکھیے: زخمِ تیغِ یار۔		
تین[1]	(۱)--(۴) سہل تھا مُسہل، ولے یہ سخت مشکل آ پڑی	مجھ پہ کیا گزرے گی اِتنے روز حاضر بن ہوئے	
	تین دن مُسہل سے پہلے، تین دن مُسہل کے بعد	تین مُسہل، تین تبریدیں، یہ سب کے دن ہوئے!	ص۱۲۹
	(۵) تین تہوار اور ایسے خوب!	جمع ہرگز ہوئے نہ ہوں گے کہیں	ص۲۸۰
	(۶) عذر میں تین دن نہ آنے کے	لے کے آیا ہے عید کا پیغام	ص۱۳۶
	(۷) آج جو دیدہ ور کرے درخواست	تین بھیجے رُپئے وہ بے کم و کاست	ص۲۶۸

---

[1] تین : نوبار۔

(۸) تین نتروں سے کام کیا نکلے　　اُن کے پڑھنے سے نام کیا نکلے　　ص۲۶۷

(۹) سنینِ عُمر کے سٹر ہوئے شمار برس　　بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس　　ص۲۹۳

تیوری[1]: ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے　　ہے اک شکن پڑی ہوئی طرفِ نقاب میں　　ص۱۸۹

تیوہار[2]: دیکھیے: تین[۵] (تیوہار)۔

---

[1] تیوری : ایک بار۔　　[2] تیوہار : ایک بار۔

ٹ

ٹانکوں[1]:	جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں	کپڑوں میں جوئیں، بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں	ص ۲۹۸
ٹکڑا[2]:	مَیں اور ایک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہے	عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا	ص ۱۳۹
ٹکڑے:	(۱) دیدہ خوں بار ہے مدت سے ولے آج ندیم!	دل کے ٹکڑے بھی کئی خون کے شامل آئے	ص ۳۱۲
	(۲) ٹکڑے ہوا ہے، دیکھ کے تحریر کو، جگر	کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام!	ص ۲۸۲
ٹھنڈا[3]:	دیکھ کر غیر کو، ہو کیوں نہ کلیجا ٹھنڈا	نالہ کرتا تھا ولے طالبِ تاثیر بھی تھا	ص ۱۵۹
ٹھنڈا مکان:	کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا	آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے	ص ۲۰۳
ٹھینگا[4]:	معلوم ہوا خیر کہ ٹھینگا باجا	————————	ص ۲۹۳
ٹیڑھا[5]:	ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسمِ ثواب سے	ٹیڑھا لگا ہے قطِ قلمِ سرنوشت کو	ص ۱۹۷

---

۱ ٹانکوں : ایک بار۔
۲ ٹکڑا : ایک بار۔
ٹکڑے : دو بار۔
۳ ٹھنڈا : دو بار۔
۴ ٹھینگا : ایک بار۔
۵ ٹیڑھا : ایک بار۔

ث

ثابت[1]: (۱) نہ ہو حُسنِ تماشا دوست رُسوا بے وفائی کا — بہ مُہرِ صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا — ص۱۳۶

(۲) ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق — لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھ کر — ص۱۶۹

ثابت قدمی: دیکھیے: دعویٔ ثابت قدمی۔

ثاقب[2]: رُقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے؟ — ثاقبؔ! حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے — ص۳۱۳

ثانی[3]: دیکھیے ____: (۱) مصرعِ ثانی۔ (۲) مطلعِ ثانی۔ (۳) یوسفِ ثانی۔

ثانیاً[4]: اوّلاً: عُمرِ طبیعی بہ دوامِ اقبال — ثانیاً: دولتِ دیدارِ شہنشاہِ اُمم — ص۲۶۵

ثبات[5]: دیکھیے: پائے ثبات۔

ثروت[6]: کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں — مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے — ص۱۲۵

ثقیل[7]: دیکھیے: ضابطۂ جرِ ثقیل۔

ثمر[8]: شکوہ و شکر کو ثمر بیم و اُمید کا سمجھ — خانۂ آگہی خراب! دل نہ سمجھ بلا سمجھ — ص۷۲

ثمر فشاں: تب ہوا ہے ثمر فشاں یہ نخل — ہم کہاں ورنہ اور کہاں یہ نخل — ص۱۳۱

ثمر و شاخ: آم کا کون مردِ میداں ہے؟ — ثمر و شاخ: گوئے و چوگاں ہے — ص۱۳۰

ثمرہائے شاخسار: اُنھیں کی سال گرہ کے لیے ہے یہ توقیر — کہ بن گئے ہیں ثمرہائے شاخسار، گرہ — ص۲۷۹

---

[1] ثابت : دو بار۔
ثابت قدمی : ایک بار [مرکّب]۔
[2] ثاقب : ایک بار۔
[3] ثانی : تین بار [مرکّب]۔
[4] ثانیاً : ایک بار۔
[5] ثبات : ایک بار [مرکّب]۔
[6] ثروت : ایک بار [مرکّب]۔
[7] ثقیل : ایک بار [مرکّب]۔
[8] ثمر : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔
ثمرہا : ایک بار [مرکّب]۔

(نیز دیکھیے: بے ثمراں)۔

ثمیں[1]: دیکھیے: دُرِ ثمیں۔

ثنا ترازی[2]: بندہ پرور! ثنا ترازی سے مدعا عرضِ فنِ شعر نہیں ص۲۸۱

ثواب[3]: (۱) غالب! اگر اِس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی ص۲۴۴

(۲) کوئی اِس کا جواب دو صاحب سائلوں کا ثواب لو صاحب ص۲۹۴

(۳) دیکھیے: رہ و رسمِ ثواب۔

ثوابِ طاعت و زہد: جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زُہد پر طبیعت اِدھر نہیں آتی ص۲۲۷

ثَوابت[4]: (۱) پئے دُعائے بقائے جنابِ فیض مآب لگے گی اِس میں ثوابت کی اُستوار گرہ ص۲۷۹

(۲) دیکھیے: روشناسِ ثوابت و سیار۔

ثَور[5]: ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل ص۱۲۴

---

۱ ثمیں : ایک بار[مرکّب]۔

۲ ثنا : ایک بار[مرکّب]۔

۳ ثواب : چار بار[مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

۴ ثوابت : دو بار[مرکّب: ایک بار]۔

۵ ثور : ایک بار۔

ج

جا[1]: (۱) جس جا کہ پاے سیلِ بلا درمیاں نہیں — دیوانگاں کو وھاں ہوسِ خانماں نہیں — ص۵۷

(۲) یک نشوونما جا نہیں جولانِ ہوس کو — ہر چند بمقدارِ دلِ تنگ نکالوں — ص۶۰

(۳) شمع ہوں تو بزم میں جا پاؤں غالبؔ کی طرح — بے محل اے مجلس آرائے نجف! جلتا ہوں میں — ص۹۳

(۴) گر نہیں پاتا درونِ خانہ ہر بیگانہ جا — بر درِ نکشودۂ دل پاسبانی مُفت ہے — ص۱۱۴

(۵) جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا — وہ کفِ خاک، ہے ناموسِ دوعالم کی امیں — ص۱۳۴

(۶) در خورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا — نگہِ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد — ص۱۲۶

(۷) داد دیتا ہے مرے زخمِ جگر کی، واہ واہ! — یاد کرتا ہے مجھے، دیکھے ہے وہ جس جا نمک — ص۱۷۵

(۸) ازانجا کہ حسرت کشِ یار ہیں ہم — رقیبِ تمنائے دیدار ہیں ہم — ص۵۵

(۹) دیکھ کر بادہ پرستوں کی دل افسردگیاں — موجِ مَے مثلِ خطِ جام ہے برجا ماندہ — ص۷۱

(۱۰) کی اُس نے گرم سینۂ اہلِ ہوس میں جا — آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے — ص۲۰۳

(۱۱) تغافل دوست ہوں، میرا دماغِ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجیے تو جا میری بھی خالی ہے — ص۲۰۹

(۱۲) افسردگی نہیں طرب انشائے التفات — ہاں درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی — ص۲۱۵

(۱۳) تا ہم کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا — سُن لیتے ہیں گو ذکر ہمارا نہیں کرتے — ص۲۳۲

(۱۴) لاغر اِتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے — میرا ذمّہ، دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے — ص۲۲۵

---

[1] جا، جاے: چوالیس بار [مفرد: سولہ بار، مرکب: اٹھائیس بار]۔

(۱۵) چال: جیسے کڑی کمان کا تیر — دل میں ایسے کے جا کرے کوئی — ص۲۴۲

(۱۶) یہ آتشِ ہمسایہ کہیں گھر نہ جلادے — کی ہے دلِ سوزاں نے مرے پہلو میں جا گرم — ص۳۴۸

(۱۷) نہ چھوڑ محفلِ عشرت میں جا اے مے کشاں! خالی — کمیں گاہِ بلا ہے، ہوگیا شیشہ جہاں خالی — ص۳۵۵

(۱۸) جس جا نسیم شانہ کشِ زلفِ یار ہے — نافہ، دماغِ آہوے دشتِ تتار ہے — ص۲۱۷

دیکھیے ـــــــ: (۱۹) آبِ برجاماندہ۔(۲۰) ایک جا۔(۲۱)،(۲۲) تنگیِ جا[دوبار]۔(۲۳) سوجا۔(۲۴)،

(۲۵)،(۲۶) صدجا[تین بار]۔(۲۷)،(۲۸) ہرجا[دوبار]۔(۲۹) ہزار جا۔

جانشیں: ہم سخن اور ہم زباں حضرتِ قاسمؔ و طپاںؔ — ایک طپش کا جانشیں، دردؔ کا یادگار ایک — ص۲۹۶

جانشینِ جوہرِ آئینہ: صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن — جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن — ص۵۹

جانشینِ مصطفیٰ: جس جگہ ہو مسند آرا جانشینِ مصطفیٰ — اُس جگہ تختِ سلیماں نقشِ پاے مور ہے — ص۹۳

جانشینِ نبی: امامِ ظاہر و باطن، امیرِ صورت و معنی — علیؑ ولی، اسداللہ، جانشینِ نبی ہے — ص۷۵

جانشینِ ہالۂ مہ: خط جو رُخ پر جانشینِ ہالۂ مہ ہوگیا — ہالہ، دودِ شعلۂ جوّالۂ مہ ہوگیا — ص۴۳۵

جاے جانشینِ امام: شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ! — ماہ کو درتسبیح کواکب جاے نشینِ امام کیا — ص۲۷

جاے استہزا: جاے استہزا ہے عشرت کوشیِ ہستی اسدؔ! — صبح و شبنم، فرصتِ نشوونماے خندہ ہے — ص۸۷

جاے حیرت: جاے حیرت ہے کہ گلبازیِ اندیشۂ شوق — اِس زمیں میں نہ کرے سبز قلم کی رفتار — ص۳

جاے خندہ: (۱) خودفروشی ہاے ہستی بس کہ جاے خندہ ہے — ہر شکستِ قیمتِ دل میں صداے خندہ ہے — ص۸۷

(۲) عرضِ نازِ شوخیِ دنداں براے خندہ ہے — دعویِ جمعیّتِ احباب جاے خندہ ہے — ص۸۷

جاے دہن: نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش، گویا — دی ہے جاے دہن اُس کو دمِ ایجاد: نہیں — ص۱۸۶

جاے رحم: جراحت دُوزیِ عاشق ہے جاے رحم، ترساں ہوں — کہ رشتہ، تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہوجاوے — ص۸۵

جاے کدو: گردِ ساحل ہے نمِ شرمِ جبینِ آشنا — گرنہ باندھے قلزمِ اُلفت میں سر، جاے کدو — ص۶۹

جاے کہ: ہے سادگیِ ذہن تمناے تماشا — جائے کہ اسد رنگِ چمن باختنی ہے — ص۱۱۱

جاے گل: وقتِ حُسن افروزیِ زینت ترازاں، جاے گل — ہر نہالِ شمع میں اک غنچۂ گلگیر ہے — ص۹۵

جاے مَے: صحبتِ رنداں سے واجب ہے حذر — جاے مَے اپنے کو کھینچا چاہیے — ص۲۲۲

جابجا[1]: (۱) رنگِ طرب ہے صورتِ عہدِ وفا گرو — تھا کس قدر شکستہ کہ ہے جابجا گرو — ص۶۹

(۲) سُو اِس اکیس دن میں ہولی کی — مجلسیں جابجا ہوئیں رنگیں — ص۲۷۹

جادادِ بادہ نوشیِ رنداں[2]: جادادِ بادہ نوشیِ رنداں ہے شش جہت — غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے — ص۲۰۶

جادو[3]: جادو ہے یار کی روشِ گفتگو اسدؔ! — یہاں جز فسوں نہیں اگر افسانہ چاہیے — ص۸۲

دیکھیے ______ : (۲) موم جادو۔ (۳) طلسمِ موم جادو۔

جادہ[4]: (۱) سبحہ واماندگیِ شوق و تماشا منظور — جادے پر زیورِ صد آئنہ منزل باندھا — ص۱۴

(۲) جوں جادہ سر بہ کوے تمنّاے بے دلی — زنجیرِ پا ہے رشتۂ حبّ الوطن ہنوز — ص۴۲

(۳) کیوں ہوا تھا طرفِ آبلۂ پا یارب! — جادہ، ہے واشدنِ پیچشِ طومار ہنوز — ص۴۳

(۴) جس دم کہ جادہ وار ہو تارِ نفس تمام — پیمایشِ زمینِ رہِ عُمر بس تمام — ص۵۵

(۵) عروجِ نشۂ واماندگی پیمانہ محمل تر — بہ رنگِ ریشۂ تاک آبلے جادے میں پنہاں ہیں — ص۶۲

(۶) آنکھیں پتھرائی ہیں، نامحسوس ہے تارِ نگاہ — ہے زمیں ازبس کہ سنگیں، جادہ بھی پیدا نہیں — ص۶۵

(۷) ہو چکے ہم جادہ ساں صد بار قطع اور پھر ہنوز — زینتِ یک پیرہن جوں دامنِ صحرا نہیں — ص۶۵

(۸) اے جادے! بہ سررشتۂ یک ریشہ دویدن — شیرازۂ صد آبلہ جوں سُبحہ بہم باندھ — ص۷۱

(۹) در خیال آبادِ سوداے سرِ مژگانِ دوست — صد رگِ جاں جادہ آسا وقفِ نشتر زار ہے — ص۸۳

(۱۰) خوں چکاں ہے جادہ مانندِ رگِ سودائیاں — سبزۂ صحراے الفت نشترِ خوں ریز ہے — ص۸۵

(۱۱) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر — اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے — ص۹۰

(۱۲) دریغا! وہ مریضِ غم کہ فرطِ ناتوانی سے — بقدرِ یک نفس جادہ بہ صد رنج و تعب کاٹے — ص۹۸

(۱۳) یہاں فلاخن باز کس کا نالۂ بیباک ہے؟ — جادہ تا کُہسار موے چینیِ افلاک ہے — ص۱۰۶

(۱۴) یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کُھلا — جادہ، اجزاے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا — ص۱۳۶

---

[1] جابجا : دو بار۔

[2] جاداد : ایک بار [مرکّب]۔

[3] جادو : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

[4] جادہ : اڑتیس بار [مفرد: اٹھارہ بار، مرکّب: بیس بار]۔

(۱۵) یک ذرّۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا | یھاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا | ص۱۳۹

(۱۶) شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں | جادہ غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں | ص۱۸۲

(۱۷) آمدِ سیلابِ طوفانِ صدائے آب ہے | نقشِ پا جو کان میں رکھتا ہے اُنگلی جادہ سے | ص۲۱۷

(۱۸) متاعِ عیش کا ہے قافلہ چلا آتا | کہ جادہ رشتہ ہے اور ہے شترِ قطار گرہ | ص۲۶۹

دیکھیے ــــــــ: (۱۹) بہ رنگِ جادہ۔ (۲۰)، (۲۱) پیچ وتابِ جادہ [دوبار]۔ (۲۲)، (۲۳) تارِ جادہ [دوبار]۔

(۲۴) شمعِ جادہ۔

جادہ پیماے رہِ حیرت: دیکھیے: بازگشتِ جادہ پیماے رہِ حیرت۔

جادہ رویاندن: دیکھیے: ضمانِ جادہ رویاندن۔

جادۂ تارِ نگہ: رگِ گل، جادۂ تارِ نگہ سے حد موافق ہے | ملیں گے منزلِ الفت میں ہم اور عندلیب آخر | ص۴۱

جادۂ دشتِ نجف: مشقِ نقشِ قدم: نسخۂ آبِ حیواں | جادۂ دشتِ نجف: عمرِ خضر کا طومار | ص۴

جادۂ راہ: نگاہِ دیدۂ نقشِ قدم ہے جادۂ راہ | گزشتگاں اثرِ انتظار رکھتے ہیں | ص۴۳

جادۂ راہِ فنا: نظر میں ہے ہماری جادۂ راہِ فنا غالبؔ! | کہ یہ شیرازہ ہے عالم کے اجزاے پریشاں کا | ص۱۵۷

جادۂ راہِ وفا: حسرتِ لذّتِ آزار رہی جاتی ہے | جادۂ راہِ وفا جز دمِ شمشیر نہیں | ص۱۸۲

جادۂ رہ: (۱) بس کہ ہے صیّاد راہِ عشق میں محوِ کمیں | جادۂ رہ سر بسر مژگانِ چشمِ دام ہے | ص۱۰۱

(۲) جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع | چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع | ص۱۷۴

(۳) لیے جاتی ہے کہیں ایک توقّع غالبؔ! | جادۂ رہ کششِ کافِ کرم ہے ہم کو | ص۱۹۵

(۴) ہووے ہے جادۂ رہ رشتۂ گوہر ہر گام | جس گزرگاہ سے میں آبلہ پا جاتا ہوں | ص۲۹۸

(۵)، (۶) تارِ جادۂ رہ [دوبار]۔

جادۂ سرمنزلِ تقویٰ: دل گزرگاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی | گر نفَس جادۂ سر منزلِ تقویٰ نہ ہوا | ص۱۴۴

جادۂ سرمنزلِ نازک خیالی: دیکھیے: تارِ جادۂ سرمنزلِ نازک خیالی۔

جادۂ سیرِ دوجہاں: شوقِ عناں گسل اگر درسِ جنوں ہوس کرے | جادۂ سیرِ دوجہاں یک مژہ خوابِ پا سمجھ | ص۷۲

جادۂ شرعِ تسلیم: دیکھیے: سرِ جادۂ شرعِ تسلیم۔

جادۂ صحراے آگاہی: عجزِ دیدن ہا بہ نازو ناز رفتن ہا بہ چشم | جادۂ صحراے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے ص۸۷

جادۂ صحراے جنوں: اثرِ آبلہ سے جادۂ صحراے جنوں | صورتِ رشتۂ گوہر ہے چراغاں مجھ سے ص۲۱۱

جادۂ گلشن: خلوتِ بال و پرِ قمری میں وا کر راہِ شوق | جادۂ گلشن بہ رنگِ ریشہ زیرِ خاک ہے ص۱۰۷

جادۂ منزل: (۱) ہوں قطرہ زن بہ مرحلۂ یاس روز و شب | جز تارِ اشک جادۂ منزل نہیں رہا ص۲۰

(۲) پَے بہ مقصد بردنی ہے خضرِ پَے سے اے اسدؔ! | جادۂ منزل ہے خطِ ساغرِ مُل کے تلے ص۴۵۴

(۳) دیکھیے: تارِ جادۂ منزل۔

جادۂ ہر دشت: خاکِ عاشق بس کہ ہے فرسودۂ پروازِ شوق | جادۂ ہر دشت تارِ دامنِ قاتل ہوا ص۳۲۵

جاذبہ[۱]: عطا کیا ہے خدا نے وہ جاذبہ اُس کو | کہ چھوڑتا ہی نہیں رشتہ، زینہار گرہ ص۲۷۹

جاری[۲]: (۱) جاری تھی اسدؔ! داغِ جگر سے مری تحصیل | آتش کدہ جاگیرِ سمندر نہ ہوا تھا ص۱۵۳

(۲) پھر ہوئے ہیں گواہِ عشق طلب | اشک باری کا حکم جاری ہے ص۲۲۳

(۳) چشمۂ انطباع جاری ہے | ابتداے ورق شماری ہے ص۲۶۸

جاڑا[۳]: کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر | تا نہ دے بادِ زمہریر آزار ص۱۲۶

جاسوس[۴]: دریافتنِ صحبتِ اغیار غرض ہے | اے نامہ رساں! نامہ رساں چاہیے جاسوس ص۴۶

جاگیرِ سمندر[۵]: دیکھیے: جاری (۱)۔

جام[۶]: دیکھیے: مرشدِ جام۔

جام[۷]: (۱) لڑا دے گروہ بزمِ مے کشی میں قہر و شفقت کو | بھرے پیمانۂ صد زندگانی ایک جام اُس کا ص۲۴

(۲) نشۂ مے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے | جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے ص۷۹

---

۱ جاذبہ : ایک بار۔
۲ جاری : تین بار۔
۳ جاڑا : ایک بار۔
۴ جاسوس : ایک بار۔
۵ جاگیر : ایک بار [مرکّب]۔
۶ جام : ایک بار [مرکّب]۔
۷ جام : تینتالیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: چھتیس بار]۔

(۳) جو آئے، جام بھر کے پیے اور ہو کے مست — سبزے کو روندتا پھرے، پھولوں کو جائے پھاند — ص ۱۲۸

(۴) مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی — جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اَسرار — ص ۱۳۳

(۵) جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا — سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں — ص ۱۹۲

(۶) غیر لیں محفل میں بوسے جام کے — ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے — ص ۲۵۰

(۷) جس بزم میں کہ ہو اُنھیں آہنگِ مے کشی — وھاں آسمان شیشہ بنے، آفتاب جام — ص ۲۸۲

دیکھیے ____: (۸) بلوریں جام۔ (۹) خطِ جام۔ (۱۰) دُردِ تہِ جام۔ (۱۱) دورِ جام۔ (۱۲) رشتۂ خطِ جام۔
(۱۳) کفِ جام۔ (۱۴) گردشِ صد جام۔ (۱۵) مثلِ خطِ جام۔

جامِ آسماں: نہ پھولو ریزشِ اعداد کی قطرہ فشانی پر — عزیزاں! ہے بہ رنگِ صفر جامِ آسماں خالی — ص ۴۵۵

جامِ آشنا: دیکھیے: خطِ جامِ آشنا۔

جامِ آفتاب: دیکھیے: عکسِ خطِ جامِ آفتاب۔

جامِ بادہ: (۱) ہوئی جس کو بہارِ فرصتِ ہستی سے آگاہی — بہ رنگِ لالہ جامِ بادہ بر محمل پسند آیا — ص ۱۴

(۲) ہوا آئینہ جامِ بادہ عکسِ روئے گل گوں سے — نشانِ خالِ رخ، عکسِ شرابِ پرتگالی ہے — ص ۷۹

(۳) بہ بزمِ مے پرستی حسرتِ تکلیف بیجا ہے — کہ جامِ بادہ کف برلب بہ تقریبِ تقاضا ہے — ص ۸۴

جامِ تمنا: دیکھیے: گردشِ جامِ تمنا۔

جامِ جم: (۱) ہوئی اِس دَور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی — پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے — ص ۲۵۰

(۲) وہ داد و دیدِ گراں مایہ شرط ہے ہمدم! — وگرنہ مُہرِ سلیماں و جامِ جم کیا ہے — ص ۳۱۲

جامِ جمشید: خانۂ تنگ ہجومِ دو جہاں کیفیت — جامِ جمشید ہے یھاں قالبِ خشتِ دیوار — ص ۲

جامِ جہاں نما: جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر — سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

جامِ دو جہاں ناز و نیاز: رنگ ریزِ گل و جامِ دو جہاں ناز و نیاز — اوّلیں دورِ امامت طرب ایجادِ بہار — ص ۴

جامِ زر: لا کے ساقی نے صبوحی کے لیے — رکھ دیا ہے ایک جامِ زر کھلا — ص ۱۳۹

جامِ زمرد: (۱) سبز ہے جامِ زمرد کی طرح داغِ پلنگ — تازہ ہے ریشۂ نارنج صفت روئے شرار — ص ۱۳۲

(۲) نہ کی سامانِ عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی — ہوا جامِ زمرد بھی مجھے داغِ پلنگ آخر — ص۱۶۸

جامِ سرشارِ مے: مطلعِ تازہ ہوا موجۂ کیفیتِ دل — جامِ سرشارِ مے و غنچۂ لبریزِ بہار — ص۵

جامِ سفال: اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا — ساغرِ جم سے مرا جامِ سفال اچھا ہے — ص۲۳۹

جامِ سفالی: سُرورِ نشۂ گردش اگر کیفیت افزا ہو — نہاں ہر گرد بادِ دشت میں جامِ سفالی ہے — ص۷۹

جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار: سُنبل و دامِ کمیں خانۂ خوابِ صیاد — نرگس و جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار — ص۳

جامِ گدائی: ہنگامِ تصور ہوں دریوزہ گرِ بوسہ — یہ کاسۂ زانو بھی اک جامِ گدائی ہے — ص۸۰

جامِ لبریزِ سفالی: سیہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے — زمیں جوشِ طرب سے جامِ لبریزِ سفالی ہے — ص۷۹

جامِ مے: (۱) اسدؔ! خاک درِ مے خانہ اب سر پر اُڑاتا ہوں — گئے وہ دن کہ پانی جامِ مے سے زانو زانو تھا — ص۲۲

(۲) سلطنت دست بہ دست آئی ہے — جامِ مے خاتمِ جمشید نہیں — ص۱۸۳

(۳) دیکھیے: خطِ جامِ مے۔

جامِ مےنوشاں: دیکھیے: خطِ جامِ مےنوشاں۔

جامِ واژگوں: مےِ عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے — لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی — ص۲۰۲

جام وسبو: (۱) توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو، پھر ہم کو کیا — آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے — ص۱۰۱

(۲) رہا آباد عالم اہلِ ہمت کے نہ ہونے سے — بھرے ہیں جس قدر جام و سبو، مے خانہ خالی ہے — ص۲۰۹

جامِ ہر ذرہ: جامِ ہر ذرہ ہے سرشارِ تمنا مجھ سے — کس کا دل ہوں کہ دو عالم سے لگایا ہے مجھے — ص۱۰۸

جامہ[1]: دادِ خواہِ تپش و مُہرِ خموشی بر لب — کاغذِ سرمہ ہے جامہ ترے بیماروں کا — ص۲۸

جامہ زیب: شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب — پارۂ چاکِ کتاں پرکالۂ مہ ہوگیا — ص۲۳۶

جامہ زیبوں: ساقیِ گل رنگ سے اور آئینۂ زانو سے — جامہ زیبوں کے سدا ہیں تہِ داماں گل و صبح — ص۳۷

جامۂ احرام: (۱) رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم — دھوئے دھبے جامۂ احرام کے — ص۲۵۰

(۲) زمزم ہی پہ چھوڑو، مجھے کیا طوفِ حرم سے — آلودہ بہ مے جامۂ احرام بہت ہے — ص۲۲۵

---

[1] جامہ : نو بار [مفرد: ایک بار، مرکب: آٹھ بار]۔

جامۂ خواب: بوے گل فتنۂ بیدار و چمن جامۂ خواب | وصلِ ہر رنگ جنوں کسوتِ رُسوائی ہے ص ۱۰۳

جامۂ شنگرفی: تا تخلص جامۂ شنگرفی ارزانی اسدؔ! | شاعری جُو سازِ درویشی نہیں، حاصل نہ پوچھ ص ۷۲

جامۂ طفلاں: عیشِ بسمل کدۂ عیدِ حریفاں معلوم | خوں ہو آئینہ کہ ہو جامۂ طفلاں رنگیں ص ۷

جامۂ ہستی: خوش وحشتے کہ عرضِ جنونِ فنا کروں | جوں گردِ راہ جامۂ ہستی قبا کروں ص ۵۵

جامہ وار[1]: دیکھیے: جنونِ حسرتِ یک جامہ وار۔

جان[2]: (۱) جنوں افسردہ وجاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر | گئی یک عمر خودداری بہ استقبالِ رعنائی ص ۹۲

(۲) اسدؔ! جاں نذرِ الطافے کہ ہنگامِ ہم آغوشی | زبانِ ہر سرِ مُو حالِ دل پُرسیدنی جانے ص ۱۱۵

(۳)-(۵) جان میں ہوتی گر یہ شیرینی | کوہکن باوجودِ سنگینی ص ۳۰

جان دینے میں اُس کو یکتا جان | پر وہ یوں سہل دے نہ سکتا جان

(۶) جاں، در ہواے یک نگہِ گرم ہے اسدؔ! | پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا ص ۱۴۹

(۷) جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی | حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا ص ۱۶۲

(۸) کیونکر اُس بُت سے رکھوں جان عزیز | کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز ص ۱۷۳

(۹) تاب لائے ہی بنے گی غالبؔ! | واقعہ سخت ہے اور جان عزیز ص ۱۷۳

(۱۰) جاں، مطربِ ترانۂ 'ھل مِن مَزید' ہے | لب، پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں نہیں ص ۱۸۸

(۱۱) جاں ہے بہاے بوسہ، ولے کیوں کہے ابھی | غالبؔ کو جانتا ہے کہ وہ نیم جاں نہیں ص ۱۸۸

(۱۲) میں اور حظِّ وصل! خدا ساز بات ہے | جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں ص ۱۸۹

(۱۳) جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع؟ | گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں ص ۱۸۹

(۱۴) دی سادگی سے جان، پڑوں کوہکن کے پانو | ہیہات! کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو ص ۱۹۶

(۱۵) بیدادِ وفا دیکھ کہ جاتی رہی آخر | ہرچند مری جان کو تھا ربط لبوں سے ص ۲۰۱

(۱۶) ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے | پرتو سے آفتاب کے ذرّے میں جان ہے ص ۲۰۳

---

[1] جامہ وار : ایک بار [مرکّب]۔

[2] جان : نواسی بار [مفرد: اُنتیس بار، مرکّب: ساٹھ بار]۔

(۱۷) آ کہ مری جان کو قرار نہیں ہے — طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں ہے — ص۲۰۸

(۱۸) بیگانگیِ خلق سے بے دل نہ ہو غالبؔ! — کوئی نہیں تیرا تو مری جان! خدا ہے — ص۲۱۹

(۱۹) پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا — جاں نذرِ دل فریبیِ عنواں کیے ہوئے — ص۲۲۶

(۲۰) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں، غالبؔ! — ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم آگے — ص۲۲۸

(۲۱) جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے — جاں کالبدِ صورتِ دیوار میں آوے — ص۲۳۳

(۲۲) نویدِ امن ہے بیدادِ دوست جاں کے لیے — رہی نہ طرزِ ستم کوئی آسماں کے لیے — ص۲۳۴

(۲۳) جان تم پر نثار کرتا ہوں — میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے — ص۲۳۸

(۲۴) رہے نہ جان تو قاتل کو خوںبہا دیجے — کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے — ص۲۴۸

(۲۵) جان کی پاؤں اماں، باتیں یہ سب سچ ہیں مگر — (تضمین) — ص۲۹۲

(۲۶) جاں لب پہ آئی تو بھی نہ شیریں ہوا دہن — از بسکہ تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ ہوں — ص۲۹۹

(۲۷) میں بھولا نہیں تجھ کو اے میری جاں — کروں کیا کہ یھاں گر رہے ہیں مکاں — ص۲۹۹

(۲۸) لطفِ نظارۂ قاتل دمِ بسمل آئے — جان جائے تو بلا سے، پہ کہیں دل آئے — ص۳۱۲

(۲۹) آنکھوں میں، انتظار سے جاں پُرشتاب ہے — آتا ہے آ، وگرنہ یہ پا در رکاب ہے — ص۴۵۲

دیکھیے______: (۳۰) آتش بہ جاں۔ (۳۱) اسدِ خستہ جاں۔ (۳۲)، (۳۳) بلائے جاں [دوبار]۔ (۳۴) بیتابیِ تجلیِ آتش بہ جاں۔ (۳۵) تن و دل و جاں۔ (۳۶) چشمِ جاں۔ (۳۷) دستِ از جاں شُستہ۔ (۳۸)۔ (۴۰) دل و جاں [تین بار]۔ (۴۱) دل و جاں فیض رسانا۔ (۴۲) رشتۂ جاں۔ (۴۳)، (۴۴)، (۴۵) رگِ جاں [تین بار]۔ (۴۶) رنگ ریزِ جسم و جاں۔ (۴۷) سببِ سوختنِ جاں۔ (۴۸) سوختہ جاں۔ (۴۹) صدرگِ جاں۔ (۵۰) عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں۔ (۵۱) مقلوبِ جاں۔ (۵۲) نیم جاں۔

جانِ اسدؔ: زمانہ سخت کم آزار ہے بہ جانِ اسدؔ — وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں — ص۱۸۲

جاں بخشی: دیکھیے: فیضِ جاں بخشی۔

جاں بخشیِ خوباں: دیکھیے: حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں۔

جانِ برلب آمدہ: بیدادِ انتظار کی طاقت نہ لا سکی — اے جانِ برلب آمدہ! بیتاب ہوگئی — ص۹۶

جانِ بینوائے اسدؔ: ہزار آفت و یک جانِ بینوائے اسدؔ — خدا کے واسطے اے شاہِ بے کساں، فریاد! — ص۳۷

جاں پروردنِ یعقوب: بہر جاں پروردنِ یعقوب، بالِ خاک سے — دام لیتی ہے بہ پرِ پرواز پیراہن کی بو — ص۹۸

جاں پناہا!: جاں پناہا! دل و جاں فیض رسانا! شاہا! — وصیِ ختمِ رُسُل تو ہے بہ فتوائے یقیں — ص۱۳۴

جانِ حوصلہ: برق بہ جانِ حوصلہ آتش فگن، اسدؔ! — اے دل فسردہ! طاقتِ ضبطِ فغاں نہیں — ص۵۷

جانِ خلق: دیکھیے: دل و جانِ خلق۔

جاں دادگاں: جاں دادگاں کا حوصلہ فرصت گداز ہے — یعنی عرصۂ تپیدنِ بسمل نہیں رہا — ص۲۰

جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گزار: گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں — جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گزار تھا — ص۱۵۴

جاں دار: آگ تاپے کہاں تلک انساں — دھوپ کھاوے کہاں تلک جاں دار — ص۱۲۹

جانِ دردِ تمہید: دل تھا کہ جو جانِ دردِ تمہید سہی — بیتابیِ رشک و حسرتِ دید سہی — ص۲۵۲

جانِ دردمند: دیکھیے: غم خوارِ جانِ دردمند۔

جاں سپاری: (۱) عشقِ تاثیر سے نومید نہیں — جاں سپاری شجرِ بید نہیں — ص۱۸۳

(۲) دیکھیے: روزِ جاں سپاری۔

جاں ستاں: دشنۂ غمزہ جاں ستاں، ناوکِ ناز بے پناہ — تیرا ہی عکسِ رُخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں — ص۱۹۳

جاں ستاں تر: تکلف برطرف، ہے جاں ستاں تر لطفِ بدخویاں — نگاہِ بے حجابِ ناز تیغِ تیزِ عریاں ہے — ص۲۱۰

جاں ستانی: دیکھیے: سازِ جاں ستانی۔

جانِ شرم: اُٹھاوے کب وہ جانِ شرم تہمت قتلِ عاشق کی — کہ جس کے ہاتھ میں مانندِ خوں رنگِ حنا گم ہو — ص۹۸

جانِ شیریں: اور دوڑایئے قیاس کہاں — جانِ شیریں میں یہ مٹھاس کہاں — ص۳۰ [آم کے لیے]

جانِ عاشق: جانِ عاشق حاملِ صد غلبۂ تاثیر ہے — دل کو اے بیداد خو! تعلیمِ خارائی عبث — ص۳۴

جاں فزا: جاں فزا ہے بادہ، جس کے ہاتھ میں جام آگیا — سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگِ جاں ہوگئیں — ص۱۹۲

(۲) دیکھیے: نیازِ قدِ جاں فزا۔

جاں فشانی: دیکھیے: حسابِ جاں فشانی۔

جاں کاہیِ مرض: دیکھیے: حقیقتِ جاں کاہیِ مرض۔

جاں گداز: (۱) کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہلِ بزم؟ ہو غم ہی جاں گداز تو غم خوار کیا کریں! ص۱۹۱

(۲) دیکھیے: داغ جاں گداز۔ (۳) دیکھیے: نَفَسِ جاں گداز۔

جاں گدازیِ قہر و عتاب: ہرچند جاں گدازیِ قہر و عتاب ہے ہرچند پشت گرمیِ تاب و تواں نہیں ص۱۸۸

جاں گسل: غم اگرچہ جاں گسل ہے، پہ کہاں بچیں کہ دل ہے غمِ عشق گر نہ ہوتا غمِ روزگار ہوتا ص۱۹۰

جانِ ناز: ہو قبولِ کم نگاہی تحفۂ اہلِ نیاز اے دل وائے جانِ ناز! اے دین وائے ایمانِ عجز! ص۴۴

جاں نثاروں: جاں نثاروں میں ترے قیصرِ روم جرعہ خواروں میں ترے مرشدِ جام ص۱۳۷

جان وتن: دیکھیے: موجبِ آرامِ جان وتن۔

جان ودلِ ختمِ رسل: مظہرِ فیضِ خدا، جان و دلِ ختمِ رسل قبلۂ آلِ نبی، کعبۂ ایجادِ یقیں ص۱۳۴

جان ودل ودیں: تیرے در کے لیے اسباب نثار آمادہ خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں ص۱۳۵

جانِ وفا پرست: جانِ وفا پرست کو ایک، شمیمِ نوبہار فرقِ ستیزہ مست کو ابرِ تگرگ بار، ایک ص۲۹۷

جاناں[1]: (۱) خدا شرمائے ہاتھوں کو! کہ رکھتے ہیں کشاکش میں کبھی میرے گریباں کو، کبھی جاناں کے دامن کو ص۱۹۸

(۲) دیکھیے: تصورِ جاناں۔

جانانہ[2]: (۱) دیکھیے: خلوتِ جانانہ۔

(۲) گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ۔

(۳) نقابِ جلوۂ جانانہ۔

جانب[3]: دیکھیے: یک جانب۔

جانبِ دریا: نہیں ہے بازگشتِ سیل، غیر از جانبِ دریا ہمیشہ دیدۂ گریاں کو آبِ رفتہ درجو تھا ص۲۲

جانبِ مشرق: صبح آیا جانبِ مشرق نظر اک نگار آتشیں رُخ، سر کھلا ص۱۳۹

---

[1] جاناں: دو بار [مرتّب: ایک بار]۔ [2] جانانہ: تین بار [مرتّب]۔ [3] جانب: تین بار [مرتّب]۔

جانی[1]: (۱) دیکھیے: دشمنِ جانی۔ (۲) دیکھیے: سنگ جانی۔

جاوداں[2]: (۱) ہے دعا بھی یہی کہ دُنیا میں تم رہو زندہ جاوداں، آمیں! ص۲۸۱

(۲) دیکھیے: عمرِ جاوداں۔

جاودانی: دیکھیے: سوزِ جاودانیِ شمع۔

جاوید[3]: دیکھیے ــــــ: (۱) حیرتِ جاوید۔ (۲) رنجِ نومیدیِ جاوید۔ (۳) عیشِ بازی کدۂ حسرتِ جاوید۔ (۴) غمِ محرومیِ جاوید۔ (۵) رنجِ نومیدیِ جاوید۔

جاہ[4]: (۱) مال و جاہ و دست و پاہے زرخریدہ ہیں اسدؔ! پس بہ دل ہائے دگر راحت رسانی مُفت ہے ص۱۱۴

(۲) کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفرؔ کا غلام ہوں مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے ص۱۲۵

دیکھیے ــــــ: (۳) ایلن برونِ والا جاہ۔ (۴) دولت وعزّ و جاہ۔ (۵) سامانِ عیش و جاہ۔ (۶) شاہِ جم جاہ۔ (۷) شاہِ سلیماں جاہ۔ (۸) شوکت و جاہ۔ (۹)، (۱۰) عزّ و جاہ [دو بار]۔

جاہِ جلال: فخرِ دیں، عزِّ شان و جاہِ جلال زینتِ طینت و جمالِ کمال ص۱۳۱

جاہ وجلالِ عہدِ وصالِ بتاں: ہندوستان سایۂ گل پاے تخت تھا جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں نہ پوچھ ص۷۰

جاہل[5]: علم ہی سے قدر ہے انسان کی ہے وہی انسان جو جاہل نہیں [قادرنامہ]

جبر[6]: ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں ص۲۹۹

جبریانِ غافل ازمعنی: دیکھیے: خانمانِ جبریانِ غافل ازمعنی۔

جبریل[7]: (۱) وحشتِ الفت چمن و آبلہ مہماں پرور دلِ جبریل کفِ پا پہ مَلے ہے رُخسار ص۴

(۲) شعلہ تحریر سے اُس برق کی، ہے کلکِ قضا بالِ جبریل سے مسطر کشِ سطرِ زنہار ص۵

(۳) عرش پر تیرے قدم سے ہے دماغ گردِ راہ آج تنخواہِ شکستن ہے کُلہ جبریل کی ص۹۱

---

[1] جانی : دو بار [مرکّب]۔
[2] جاوداں : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
جاودانی : ایک بار [مرکّب]۔
[3] جاوید : پانچ بار [مرکّب]۔
[4] جاہ : بارہ بار [مرکّب]۔
[5] جاہل : ایک بار۔
[6] جبر : ایک بار۔ جبریاں: ایک بار [مرکّب]۔
[7] جبریل : چھے بار۔ [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

(۴) تیرا اندازِ سخن: شانۂ زلفِ الہام تیری رفتارِ قلم: جُنبشِ بالِ جبریل ص۱۲۳

(۵) دیکھیے: چشمِ جبریل۔

جبریلِ امیں: دیکھیے: رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں۔

جَبہہ[1] سائل: حیف اے ننگِ تمنّا! کہ پئے عرضِ حیا یک عرق آئنہ برجبہۂ سائل باندھا ص۱۳

جَبہہ طوفاں: دیکھیے: آئینہ تراشِ جبہہ طوفاں۔

جبیں[2]: (۱) توڑے ہے عجزِ تنک حوصلہ برروے زمیں سجدہ تمثال وہ آئینہ کہیں جس کو جبیں ص۷

(۲) ختم کر ایک اشارت میں عباراتِ نیاز جوں مہِ نو ہے نہاں گوشۂ ابرو میں جبیں ص۸

(۳) نہیں ہے سرنوشتِ عشق غیراز بے دماغی ہا جبیں پر میری مدِّ خامۂ قدرت خطِ چیں ہے ص۸۹

(۴) تیری مدحت کے لیے ہیں دل وجاں، کام وزباں تیری تسلیم کو ہیں لوح وقلم، دست وجبیں ص۱۳۵

(۵) طبع کو اُلفتِ دُلدُل میں یہ سرگرمیِ شوق کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں ص۱۳۵

(۶) کہتے ہو: کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں؟ گویا جبیں پہ سجدۂ بُت کا نشاں نہیں ص۱۸۸

(۷) ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے ص۲۳۸

(۸) صرف اظہار ہے ارادت کا ہے قلم کی جو سجدہ ریز جبیں ص۲۸۱

دیکھیے ______: (۹)، (۱۰) ترجبیں [دوبار]۔ (۱۱) جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں۔ (۱۲) چینِ جبیں۔ (۱۳) دست و جبیں۔ (۱۴) معراجِ جبیں۔ (۱۵) یک جہاں چینِ جبیں۔

جبینِ آشنا: دیکھیے: نمِ شرمِ جبینِ آشنا۔

جبینِ سجدہ فرسا: بہ حکمِ عجز ابروے مہِ نو حیرت ایما ہے کہ یہاں گُم کر جبینِ سجدہ فرسا آستانے میں ص۵۸

جبینِ سجدہ فشاں: نیاز: پردۂ اظہارِ خود پرستی ہے جبینِ سجدہ فشاں تجھ سے، آستاں تجھ سے ص۱۱۲

جبینِ صبحِ اُمید فسانہ گویاں: جبینِ صبحِ اُمیدِ فسانہ گویاں پر درازیِ رگِ خوابِ بتاں: خطِ چیں ہے ص۱۰۳

جبینِ غربت: دیکھیے: صرفِ جبینِ غربت۔

---

[1] جبہہ : دوبار [مرکّب]۔ [2] جبیں : بائیس بار [مفرد: سات بار، مرکّب: پندرہ بار]۔

جبینِ کشادہ: بہ رنگِ سایہ ہمیں بندگی میں ہے تسلیم — کہ داغِ دل بہ جبینِ کشادہ رکھتے ہیں — ص۶۰

جبینِ نیاز: دیکھیے: ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز۔ — اُمید

جحیم[1]: گاہ بہ خلد اُمیدوار، گہ بہ جحیم بیمناک — گرچہ خدا کی یاد ہے، کلفتِ ماسوا سمجھ — ص۷۲

جدا[2]: (۱) پانو میں جب وہ حنا باندھتے ہیں — میرے ہاتھوں کو جدا باندھتے ہیں — ص۵۸

(۲) میرا اپنا جدا معاملہ ہے — اور کے لین دین سے کیا کام — ص۳۶

(۳) دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال — ہوگیا گوشت سے ناخن کا جدا ہوجانا — ص۱۵۶

(۴) تجھ سے، قسمت میں مری، صورتِ قفلِ ابجد — تھا لکھا بات کے بنتے ہی جدا ہوجانا — ص۱۵۶

(۵) ہے ایک تیر جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں — وہ دن گئے کہ اپنا دل سے جگر جدا تھا — ص۱۵۸

(۶) ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا — نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا — ص۱۶۰

(۷) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع — چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد — ص۱۶۶

(۸)،(۹) یہاں اشک جدا گرم ہے اور آہ جدا گرم — حسرت کدۂ عشق کی ہے آب و ہوا گرم — ص۲۴۸

جداجدا: ہے رنگِ لالہ و گل و نسریں جدا جدا — ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے — ص۲۲۰

جداگانہ[3]: مگر اب ذوقِ بذلہ سنجی کو — ہے جداگانہ کارفرمائی — ص۲۶۲

جدائی[4]: دیکھیے ______ : (۱) عرضِ ستم ہائے جدائی۔ (۲) یک صبحِ جدائی۔ (۳) دردِ جدائی اسداللہ خاں۔

جدال[5] : دیکھیے: بحث وجدال۔

جدید[6] : دیکھیے: امرِ جدید۔

جذبِ[7] دل: غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جُرم کس کا ہے؟ — نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟ — ص۲۰۰

جذبِ محبّت: ہوں کشمکشِ نزع میں، ہاں جذبِ محبّت! — کچھ کہہ نہ سکوں، پر وہ مرے پوچھنے کو آئے — ص۲۳۸

---

[1] جحیم : ایک بار [مرتّب]۔
[2] جدا : نو بار۔
جداجدا : ایک بار۔
[3] جداگانہ : ایک بار۔
[4] جدائی : تین بار [مرتّب]۔
[5] جدال : ایک بار [مرتّب]۔
[6] جدید : ایک بار [مرتّب]۔
[7] جذب : دو بار [مرتّب]۔

جذبۂ بے اختیارِ شوق[۱]: جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے — سینۂ شمشیر سے باہر ہے دَم شمشیر کا ص۱۴۲

جذبۂ دل: (۱) میں بلاتا تو ہوں اُس کو مگر اے جذبۂ دل! — اُس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بِن آئے نہ بنے ص۲۳۶

(۲) خدایا! جذبۂ دل کی مگر تاثیر اُلٹی ہے؟ — کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھچتا جائے ہے مجھ سے ص۲۲۲

جُرات[۲]: (۱) اسدؔ! مجھ میں ہے اُس کے بوسۂ پا کی کہاں جُرات — کہ میں نے دست و پا باہم بہ شمشیرِ ادب کاٹے ص۹۸

(۲) دیکھیے: داغِ جرات۔

جُرات آزما: سادگیّ و پُرکاری، بے خودیّ و ہشیاری — حُسن کو تغافل میں جُرات آزما پایا ص۱۴۳

جُراتِ رندانہ: اُس لب سے مل ہی جائے گا بوسہ کبھی تو، ہاں — شوقِ فضول و جُراتِ رندانہ چاہیے ص۲۱۱

جُراتِ شوق: گریہ بے لذّتِ کاوش نہ کرے جُراتِ شوق — قطرۂ اشک دلِ برصفِ مژگاں زدہ ہے ص۱۰۹

جُراتِ عاشق: دیکھیے: آئنۂ جُراتِ عاشق۔

جُراتِ عجز: کو نَفَس و چہ غبار، جُراتِ عجز آشکار — در تپش آبادِ شوق سرمہ، صدا نام ہے ص۹۹

جُراتِ فریاد: آہ! وہ جُراتِ فریاد کہاں! — دل سے تنگ آ کے جگر یاد آیا ص۱۵۲

جُراتِ ناز: (۱) کس قدر سازِ دوعالم کو ملی جُراتِ ناز — کہ ہوا ساغرِ بے حوصلۂ دل سرشار ص۴

(۲) دیکھیے: مشقِ جُراتِ ناز۔

جراحت[۳]: جراحت تحفہ، الماس ارمغاں، داغِ جگر ہدیہ — مبارک باد اسدؔ! غم خوارِ جانِ دردمند آیا ص۱۴۲

(۲) نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اُس جراحت پر — کیا سینے میں جس نے خوں چکاں مژگانِ سوزن کو ص۱۹۸

(۳) دیکھیے: سنگِ جراحت۔

جراحتِ پیکاں: نہیں ذریعۂ راحت جراحتِ پیکاں — وہ زخمِ تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیے ص۲۳۸

جراحت خانہ: دیکھیے: عرضِ جراحت خانہ۔

جراحتِ دل: (۱) نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحتِ دل کا — کہ اُس میں ریزۂ الماس جزوِ اعظم ہے ص۲۲۹

(۲) دیکھیے: پُرسشِ جراحتِ دل۔

---

۱ جذبہ : تین بار [مرکّب]۔
۲ جُرات : دس بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: نو بار]۔
۳ جراحت : سات بار [مفرد: دو بار، مرکّب: پانچ بار]۔
جراحت خانہ : ایک بار [مرکّب]۔
جراحت ہا : ایک بار [مرکّب]۔

جراحت دوزیِ عاشق:	جراحت دوزیِ عاشق ہے جاے رحم، ترساں ہوں	کہ رشتہ، تارِ اشکِ دیدۂ سوزن نہ ہوجاوے	ص۸۵
جراحت ہاے دل:	اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں	جراحت ہاے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا	ص۳۰
جرِ ثقیل[1]:	دیکھیے: ضابطۂ جرِ ثقیل۔		
جرس[2]:	(۱) بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی	کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بت خانۂ چیں کا	ص۲۸
	(۲) اے ادا فہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں	ہے بہ صحراے تحیّر چشمِ قربانی جرس	ص۴۵
	(۳) کفر ہے غیر از وفورِ شوق رہبر ڈھونڈھنا	راہِ صحراے حرم میں ہے جرس ناقوس وبس	ص۴۶
	دیکھیے ـــــــ: (۴) غوغاے جرس۔ (۵) فریادِ جرس۔ (۶) گلوے جرس۔		
جرسِ آبلۂ پا:	فریاد سے پیدا ہے اسدؔ! گرمیِ وحشت	تبخالۂ لب ہے جرسِ آبلۂ پا	ص۲۹
جرسِ قافلہ:	وحشتِ نالہ بہ واماندگیِ وحشت ہے	جرسِ قافلہ یہاں دل ہے گراں باروں کا	ص۲۸
جرعہ[3] خواروں:	جاں نثاروں میں تیرے قیصرِ روم	جرعہ خواروں میں تیرے مرشدِ جام	ص۱۴۷
جرعہ نوشی ہاے یار:	ریزشِ خونِ وفا ہے جرعہ نوشی ہاے یار	یہاں گلوے شیشۂ مَے قبضۂ شمشیر ہے	ص۹۵
جُرم[4]:	(۱) کس جرم سے ہے چشم تجھے حسرتِ قبول	برگِ حنا مگر مژۂ خوں فشاں نہیں!	ص۵۷
	(۲) رہا کس جُرم سے میں بے قرارِ داغِ ہم طرحی؟	سمندر کو پرِ پروانہ سے کافور ملتے ہیں	ص۶۴
	(۳) بے خودی فرماں رواے حیرت آبادِ جنوں	زخم دُوزی جُرم و پیراہن دریدن منع ہے	ص۱۱۲
	(۴) غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ، دیکھو جُرم کس کا ہے؟	نہ کھینچو گر تم اپنے کو، کشاکش درمیاں کیوں ہو؟	ص۲۰۰
جُرمِ آرزو تاویل:	نالہ کھینچا ہے، سراپا داغِ جُرات ہوں اسدؔ!	کیا سزا ہے میرے جُرمِ آرزو تاویل کی؟	ص۹۱
جریدہ[5]:	جوں بوے گل ہوں گرچہ گراں بارِ مُشتِ زر	لیکن اسدؔ! بہ وقتِ گزشتن جریدہ ہوں	ص۶۱
جزا[6]:	دیکھیے ـــــــ: (۱)، (۲) روزِ جزا۔ (۳) شافعِ روزِ جزا۔		
جُزو[7]:	قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کُل	کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدۂ بینا نہ ہوا	ص۱۶۲

---

۱ جرِ ثقیل : ایک بار [مرکّب]۔
۲ جرس : آٹھ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: پانچ بار]۔
۳ جرعہ : دو بار [مرکّب]۔
۴ جرم : پانچ بار [مفرد: تین بار، مرکّب: دو بار]۔
۵ جریدہ : ایک بار۔ ۶ جزا : تین بار [مرکّب]۔
۷ جُزو : تین بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: دو بار]۔

جُزوِ آشیاں: دیکھیے: ہر جُزوِ آشیاں۔

جُزوِ اعظم: نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحتِ دل کا — کہ اُس میں ریزۂ الماس جُزوِ اعظم ہے ص۲۲۹

جستجو[ا]: (۱) مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور — تن سے سوا فگار ہیں اس خستہ تن کے پانو ص۱۹۶

(۲) جلا ہے جسم جہاں، دل بھی جل گیا ہوگا — کُریدتے ہو جو اب راکھ، جستجو کیا ہے؟ ص۲۳۱

دیکھیے ـــــ: (۳) اصلِ تنگ وتازِ جستجو۔ (۴) ترکِ جستجو۔ (۵) نقشِ پائے جستجو۔ (۶) خارِ جستجو۔ (۷) سامانِ ہزار جستجو۔ (۸) معذورِ جستجو۔

جستجوہا: دیکھیے: شکنجِ جستجوہا۔

جستجوے فرصتِ ربطِ سر و زانو: اضطرابِ عمر بے مطلب نہیں آخر کہ ہے — جستجوے فرصتِ ربطِ سر و زانو مجھے ص۷۸

جُستن[۲]: نہاں ہے مردمک میں، شوقِ رخسارِ فروزاں سے — سپندِ شعلہ نادیدہ صفت انداز جُستن کا ص۲۷

جستن ہا: دیکھیے: (۱) اندازِ چراغ از چشم جُستن ہا۔ (۲) تارِ جُستن ہا۔

جُستہ: دیکھیے: (۱) شرارِ جستہ۔ (۲) صیدِ زدام جُستہ۔

جُستن[۳]: دیکھیے: تاثیرِ جُستن۔

جسد[۴]: دیکھیے: فیلِ گراں جسد۔

جسم[۵]: (۱) کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش — جسم رکھتا ہوں، ہے اگرچہ نزار ص۱۲۶

(۲) دیکھیے: 'جستجو' (۲)۔ (۳) دیکھیے: عکسِ جسم۔

(۴) دیکھیے: ہزار جسم۔

جسمِ اطہر: جسمِ اطہر کو ترے دوشِ پیمبر: منبر — نامِ نامی کو ترے ناصیۂ عرش: نگیں ص۱۳۵

جسم وجاں: دیکھیے: رنگ ریزِ جسم وجاں۔

جشنِ[۶] جمشید: دیکھیے: اِنشراحِ جشنِ جمشید۔

[ا] جستجو : نو بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سات بار]۔
جستجوہا : ایک بار [مرکّب]۔
[۲] جُستن : ایک بار۔
جستن ہا : دو بار [مرکّب]۔ جُستہ : دو بار [مرکّب]۔
[۳] جُستن : ایک بار [مرکّب]۔
[۴] جسد : ایک بار [مرکّب]۔
[۵] جسم : چھے بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چار بار]۔
[۶] جشن : ایک بار [مرکّب]۔

جعدِ[1] پُرشکن: دیکھیے: خمِ جعدِ پُرشکن۔

جفا[2]: (۱) نہ وفا کو آبرو ہے نہ جفا تمیز جو ہے — چہ حسابِ جاں فشانی، چہ غرورِ دل ستانی ص۹

(۲) فلک کو دیکھ کے، کرتا ہوں اُس کو یاد اسدؔ! — جفا میں اس کی، ہے انداز کارفرما کا ص۱۴۸

(۳) کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہائے! اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا ص۱۵۰

(۴) اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم، اللہ اللہ! — اِس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہوجانا! ص۱۵۶

(۵) کیا آبروے عشق جہاں عام ہو جفا — رُکتا ہوں، تم کو بے سبب آزار دیکھ کر ص۱۶۸

(۶) کی وفا ہم سے تو غیر اِس کو جفا کہتے ہیں — ہوتی آئی ہے کہ اچّھوں کو بُرا کہتے ہیں ص۱۸۷

(۷) ہم پر، جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں — اک چھیڑ ہے وگرنہ مراد امتحاں نہیں ص۱۸۸

(۸) میں ہوں مشتاقِ جفا، مجھ پہ جفا اَور سہی — تم ہو بیداد سے خوش، اِس سے سوا اَور سہی ص۲۱۱

دیکھیے ـــــــ: (۹) اہلِ جفا۔ (۱۰) بُرشِ تیغِ جفا۔ (۱۱) بیتابیِ جفا۔ (۱۲) تقاضاے جفا۔ (۱۳) سرگرمِ جفا۔ (۱۴) سینہ افگارِ جفا۔ (۱۵) فریفتۂ انتخابِ طرزِ جفا۔ (۱۶) کشتۂ تیغِ جفا۔ (۱۷) مشتاقِ جفا۔

جفا سائل: نے اسدؔ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل — تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا، الفت آزما پایا ص۳

جفا شوخ: جفا شوخ و ہوس گستاخ مطلب ہے مگر عاشق — نَفَس در قالبِ خشتِ لحد دُزدیدنی جانے ص۱۱۵

جفا مشرب: اُس جفا مشرب پہ عاشق ہوں کہ سمجھے ہے اسدؔ! — مالِ سُنّی کو مباح اور خونِ صوفی کو حلال ص۵۲

جفاے صدمۂ ضربُ المثل: دیکھیے: دستِ جفاے صدمۂ ضربُ المثل۔

جفائیں: کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے — جفائیں کرکے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھ سے ص۲۲۴

جگر[3]: (۱) جس قدر جگر خوں ہو، کوچہ دادنِ گل ہے — زخمِ تیغِ قاتل کو طرفہ دل کُشا پایا ص۱۲

(۲) عرضِ دردِ بے وفائی وحشتِ اندیشہ ہے — خوں ہوا دل تا جگر، یارب! زبانِ شکوہ لال ص۵۲

(۳) آہ! وہ جراتِ فریاد کہاں! — دل سے تنگ آکے جگر یاد آیا ص۱۵۲

---

[1] جعد : ایک بار [مرکّب]۔

[2] جفا : اکیس بار [مفرد: آٹھ بار، مرکّب: تیرہ بار]۔
جفائیں : ایک بار۔

[3] جگر : ستّاسی بار [مفرد: انّیس بار، مرکّب: اڑسٹھ بار]۔
جگر جلے : ایک بار۔

(۴) عذرِ واماندگی اے حسرتِ دل! نالہ کرتا تھا، جگر یاد آیا ص ۱۵۲

(۵) ہے ایک تیر جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں وہ دن گئے کہ اپنا دل سے جگر جدا تھا ص ۱۵۸

(۶) کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا ص ۱۶۰

(۷) جگر کو مرے عشقِ خونابہ مشرب لکھے ہے خداوندِ نعمت سلامت! ص ۱۶۳

(۸) ایسا آساں نہیں لہو رونا دل میں طاقت، جگر میں حال کہاں! ص ۱۸۲

(۹) مرے جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں سوائے خونِ جگر، سو جگر میں خاک نہیں ص ۱۸۴

(۱۰) حیراں ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں ص ۱۹۰

(۱۱) سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویا ہوں جواہر کے جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو ص ۱۹۹

(۱۲) ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا کس سے کہوں کہ داغ، جگر کا نشان ہے ص ۲۰۳

(۱۳) پھر جگر کھودنے لگا ناخن آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے ص ۲۲۳

(۱۴) دشنے نے کبھی منہ نہ لگایا ہو جگر کو خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی ص ۲۲۸

(۱۵) دل سے تری نگاہ جگر تک اتر گئی دونوں کو اک ادا میں رضا مند کر گئی ص ۲۳۳

(۱۶) رہے دل ہی میں تیر، اچھا! جگر کے پار ہو، بہتر غرض شستِ بتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے ص ۲۳۴

(۱۷) خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ! رہنے دے مجھے یہاں کہ ابھی کام بہت ہے ص ۲۳۵

(۱۸) ٹکڑے ہوا ہے، دیکھ کے تحریر کو، جگر کاتب کی آستیں ہے مگر تیغ کا نیام ص ۲۸۲

(۱۹) جگر سے، ٹوٹی ہوئی ہو گئی سناں پیدا دہانِ زخم میں آخر ہوئی زباں پیدا ص ۲۹۳

(۲۰) گلشنِ زخم کھلاتا ہے جگر میں پیکاں گرہِ غنچہ ہے سامانِ چمن بالیدن ص ۳۵۰

(۲۱) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو تا گل زِ جگر زخم میں ہے راہ نفس کو ص ۳۵۰

دیکھیے ـــــــ: (۲۲) بخیۂ زخمِ جگر۔ (۲۳) پارۂ جگر۔ (۲۴) پارہ ہائے جگر۔ (۲۵) پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر۔ (۲۶) تکلیفِ پردہ داریِ زخمِ جگر۔ (۲۷) چاکِ جگر۔ (۲۸)۔۔(۳۳) خونِ جگر [چھے بار]۔ (۳۴) خوں در جگر نہفتہ۔ (۳۵)۔۔(۳۹) داغِ جگر [پانچ بار]۔ (۴۰) دل تا جگر۔ (۴۱) دلِ خونیں جگر۔ (۴۲)، (۴۳) دل و جگر

[دوبار]۔ (۴۴) دودِ جگر۔ (۴۵) رسائی لختِ جگر۔ (۴۶)۔۔(۴۹) زخمِ جگر [چار بار]۔ (۵۰) ساغرِ زخمِ جگر۔ (۵۱)، (۵۲) سوزِ جگر [دوبار]۔ (۵۳) سوزِ زخمِ جگر۔ (۵۴) عریانیِ زخمِ جگر۔ (۵۵) قطرۂ خونِ جگر۔ (۵۶) لاکھ جگر۔ (۵۷)، (۵۸) لبِ زخمِ جگر [دوبار]۔ (۵۹)، (۶۰) لختِ جگر [دوبار]۔ (۶۱) لذّتِ ریشِ جگر۔ (۶۲) مفتِ دل و جگر۔ (۶۳) مے خانۂ جگر۔ (۶۴) نبضِ جگر۔ (۶۵) نشۂ خونِ جگر۔ (۶۶) نمکِ زخمِ جگر۔ (۶۷) نیامِ پردۂ زخمِ جگر۔ (۶۸) ہرایک داغِ جگر۔

جگر افشردگاں: دیکھیے: دنداں در جگر افشردگاں۔

جگر اندوختن: دیکھیے: کشتِ سپندِ صد جگر اندوختن۔

جگر خائیِ جوشِ حسرت: نہیں گر بہ کامِ دلِ خستہ گردوں — جگر خائیِ جوشِ حسرت سلامت — ص ۳۳

جگر باخنگی: کوہ کو بیم سے اُس کے، ہے جگر باخنگی — نہ کرے نذرِ صدا ورنہ متاعِ تمکیں — ص ۸

جگرِ تشنۂ آزار: جگرِ تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا — جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس — ص ۱۷۳

جگر تشنۂ صد رنگ ظہور: ہر کفِ خاک: جگر تشنۂ صد رنگ ظہور — غنچے کے مے کدے میں مستِ تامّل ہے بہار — ص ۳

جگر تشنۂ فریاد: پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا — دل، جگر تشنۂ فریاد آیا — ص ۱۵۲

جگر تشنۂ ناز: جس قدر روحِ نباتی ہے جگر تشنۂ ناز — دے ہے تسکیں بہ دمِ آبِ بقا موجِ شراب — ص ۱۹۳

جگر تفتگانِ عشق: دیکھیے: معاشِ جگر تفتگانِ عشق۔

جگر جلے: اک گرم آہ کی تو ہزاروں کے گھر جلے — رکھتے ہیں عشق میں یہ اثر ہم جگر جلے — ص ۳۰۴

جگر خراش: دیکھیے: صد ہزار نوائے جگر خراش۔

جگرداری: کیا کس نے جگرداری کا دعویٰ! — شکیبِ خاطرِ عاشق بھلا کیا! — ص ۱۵۷

جگرِ سوختہ: دیکھیے: نشانِ جگرِ سوختہ۔

جگر سوزی: دیکھیے: لذّتِ جگر سوزی۔

جگر کاوی: دامانِ شفق طرفِ نقابِ مہِ نَو ہے — ناخن کو جگر کاوی میں بے رنگ نکالوں — ص ۶۰

جگرِ عاشقِ شیدا: دیکھیے: طرفِ جگرِ عاشقِ شیدا۔

جگر گوشہ: رہ روِ راہِ خلد کا توشہ طوبیٰ و سدرہ کا جگر گوشہ [آم کے لیے] ص ۱۳۱

جگر گوشۂ وحشت: پایا سرِ ہر ذرّہ جگر گوشۂ وحشت ہیں داغ سے معمور شقائق کی کُلاہیں ص ۵۹

جگر گوں: دیکھیے: شوخیِ اشکِ جگر گوں۔

جگر لخت لخت: کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے ص ۲۲۵

جگہ[1]: (۱) ہیں میری مشتِ خاک سے اُس کو کدورتیں پائی جگہ بھی دل میں تو ہو کر غبار، حیف! ص ۴۹

(۲) قسمت بُری سہی، پہ طبیعت بُری نہیں ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے ص ۱۲۵

(۳) سب کے دل میں ہے جگہ تیری، جو تو راضی ہوا مجھ پہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائے گا ص ۱۵۱

(۴) وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے! جس نالے سے شگاف پڑے آفتاب میں ص ۱۸۹

(۵) رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو ص ۱۹۵

(۶) جب مے کدہ چُھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقاہ ہو ص ۱۹۷

(۷) سبزے کو جب کہیں جگہ نہ ملی بن گیا روے آب پر کائی ص ۲۵۱

(۸) جب کہ سیّد غلام بابا نے مسندِ عیش پر جگہ پائی ص ۲۶۲

(۹) ہزار شکر کہ سیّد غلام بابا نے فرازِ مسندِ عیش و طرب جگہ پائی ص ۲۶۳

(۱۰) عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات کہ جنّ و انس و ملک سب بجا کہیں اُس کو ص ۲۸۵

(۱۱) ہرگز کسی کے دل میں نہیں ہے مری جگہ ہوں میں کلامِ نغز ولے ناشنیدہ ہوں ص؟

(۱۲) آئی اگر بلا تو جگہ سے ٹلے نہیں ایرا ہی دے کے ہم نے بچایا ہے کِشت کو ص ۳۰۱

(۱۳) کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تِل کی جگہ خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے ص ۴۵۴

جلّاد[2]: (۱) مرتا ہوں اِس آواز پہ، ہر چند سر اُڑ جائے جلّاد کو لیکن وہ کہیں جائیں کہ: ہاں اَور ص ۱۷۰

(۲) عجب نشاط سے جلّاد کے چلے ہیں ہم آگے کہ اپنے سایے سے سر، پانو سے ہے دو قدم آگے ص ۲۲۷

---

[1] جگہ : تیرہ بار۔ جلّادی : ایک بار۔

[2] جلّاد : چھے بار [مفرد: تین بار، مرکّب: تین بار]۔

(۳) جلاد سے ڈرتے ہیں نہ واعظ سے جھگڑتے — ہم سمجھے ہوئے ہیں اُسے، جس بھیس میں جو آئے — ص۲۳۸

(۴) دیکھیے: خنجرِ جلاد۔ (۵) گلچینِ جلاد۔

جلادِ فلک: مستعدِ قتلِ یک عالم ہے جلادِ فلک — کہکشاں، موجِ شفق میں تیغ خوں آشام ہے — ص۱۰۱

جلادی: کرے ہے رہ رواں سے خضرِ راہِ عشق جلادی — ہوا ہے موجۂ ریگِ رواں شمشیرِ فولادی — ص۳۵۱

جلال[1]: دیکھیے: (۱) جاہ و جلال۔ (۲) جاہ و جلالِ عہدِ وصالِ بتاں۔

جلالی[2]: دیکھیے: (۱) سطوتِ اسمائے جلالی۔ (۲) آثارِ جلالی و جمالی۔

جلد[3]: (۱) مجھے معلوم ہے جو تو نے میرے حق میں سوچا ہے — کہیں ہو جائے جلد اے گردشِ گردونِ دوں! وو بھی — ص۷۳

(۲) کہا یہ جلد کہ تو اِس میں سوچتا کیا ہے — لکھا ہے "نسخۂ تحفہ" یہی ہے سالِ تمام — ص۲۶۴

جلدی[4]: (۱) پھونکتا ہے نالہ ہر شب صورِ اسرافیل کی — ہم کو جلدی ہے مگر تو نے قیامت ڈھیل کی — ص۹۱

(۲) کبھی آ جائے گی، کیوں کرتے ہو جلدی غالب! — شہرۂ تیزیِ شمشیرِ قضا ہے تو سہی — ص۳۱۱

جلدوں[5]: سات جلدوں کا پارسل پہنچا — واہ! کیا خوب برمحل پہنچا — ص۲۶۳

جلوت[6]: دیکھیے: (۱) خلوت و جلوت۔ (۲) ہر خلوت و جلوت۔

جلوہ[7]: (۱) جس ادب گاہ میں تو آئنۂ شوخی ہو — جلوہ ہے ساقیِ مخموریِ تابِ دیوار — ص۶

(۲) تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟ — ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس — ص۳۵

(۳) حیرت سے ترے جلوے کی از بس کہ ہیں بیکار — خُور قطرۂ شبنم میں ہے جوں شمع بہ فانوس — ص۳۶

(۴) ہوئی یہ بے خودی چشم و زباں کو تیرے جلوے سے — کہ طوطی، قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں — ص۵۸

(۵) یہ کس بے مہر کی تمثال کا ہے جلوہ سیمابی — کہ مثلِ ذرہ ہائے خاک آئینے پَر افشاں ہیں — ص۶۴

(۶) ریگِ روان و ہر تپش درسِ تسلیِ شعاع — آئنہ توڑ اے خیال! جلوے کو خوبہا سمجھ — ص۷۲

---

۱ جلال : دو بار [مرکب]۔
۲ جلالی : دو بار [مرکب]۔
۳ جلد : دو بار۔
۴ جلدی : دو بار۔
۵ جلدوں : ایک بار۔
۶ جلوت : دو بار [مرکب]۔
۷ جلوہ : ایک سو انتالیس بار [مفرد: اکیس بار، مرکب: ایک سو اٹھارہ بار]۔

(۷) جلوہ نہیں ہے دردِ سر، آئنہ صندلی نہ کر — عکس کجا و تُو نظر، نقش کو مدّعا سمجھ — ص۷۳

(۸) صفاے اشک میں داغِ جگر جلوہ دکھاتے ہیں — پرِ طاؤس گویا برقِ ابرِ چشمِ گریاں ہے — ص۸۱

(۹) جنوں افسردہ و جاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر — گئی یک عمر خودداری بہ استقبالِ رعنائی — ص۹۲

(۱۰) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے — وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے — ص۹۸

(۱۱) کفر سوز اُس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے — رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بُت خانۂ چیں — ص۱۳۴

(۱۲) وہی اک بات ہے جو یھاں نَفَس، وھاں نکہتِ گُل ہے — چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا — ص۱۳۶

(۱۳) لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی — چمن، زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا — ص۱۳۸

(۱۴) جلوہ ازبسکہ تقاضاے نگہ کرتا ہے — جوہرِ آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا — ص۲۲۳

(۱۵) جلوہ پھر عرضِ ناز کرتا ہے — روزِ بازارِ جانسپاری ہے — ص۲۲۴

(۱۶) ساقی بہ جلوہ دشمنِ ایمان و آگہی — مطرب بہ نغمہ رہزنِ تمکین و ہوش ہے — ص۲۳۰

(۱۷) شکلِ طاؤس کرے آئنہ خانہ پرواز — ذوق میں جلوے کے تیرے، بہ ہواے دیدار — ص۱۳۳

(۱۸) کیا آئینہ خانے کا وہ نقشا تیرے جلوے نے — کرے جو پرتوِ خرشید عالم شبنمستاں کا — ص۱۵۶

(۱۹) تیرے ہی جلوے کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک — بے اختیار دوڑے ہے گُل در قفاے گُل — ص۱۷۶

(۲۰) نظّارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا — جوشِ بہار جلوے کو جس کے نقاب ہے — ص۲۰۶

(۲۱) جلوے کا تیرے وہ عالم ہے کہ گر کیجے خیال — دیدۂ دل کو زیارت گاہِ حیرانی کرے — ص۲۱۱

(۲۲) ہے وہی بدمستی ہر ذرّہ کا خود عذر خواہ — جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے — ص۲۱۲

[تین بار بہ طورِ جزوِ ردیف ص۸۷]:

(۲۳) عجزِ دیدن ہا بہ ناز و نازِ رفتن ہا بہ چشم — جادۂ صحراے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے

(۲۴) اختلافِ رنگ بو: طرحِ بہارِ بے خودی — صلحِ کُل گردِ ادب گاہِ نزاعِ جلوہ ہے

(۲۵) حُسنِ خوباں بس کہ بے قدرِ تماشا ہے اسدؔ! — آئنہ: یک دستِ ردِّ امتناعِ جلوہ ہے

[تین بار بہ طورِ جزوِ ردیف ص۲۱۵]:

(۲۶)،(۲۷) حُسنِ بے پروا خریدارِ متاعِ جلوہ ہے　　آئینہ زانوے فکرِ اختراعِ جلوہ ہے

(۲۸) تا کجا اے آگہی! رنگِ تماشا باختن　　چشمِ وا گردیدہ: آغوشِ وداعِ جلوہ ہے

دیکھیے ______: (۲۹) ارزانیِ مے جلوہ۔ (۳۰) تمثالِ جلوہ۔ (۳۱) جوشِ جلوہ۔ (۳۲) حجابِ جلوہ۔
(۳۳) حسنِ آشفتگیِ جلوہ۔ (۳۴) خطِ ساغرِ جلوہ۔ (۳۵) خیر خواہِ جلوہ۔ (۳۶) سُراغِ جلوہ۔ (۳۷) صد جلوہ۔
(۳۸) کاوشِ ایجادِ جلوہ۔ (۳۹) گل فشانی ہاے نازِ جلوہ۔ (۴۰) نامرادِ جلوہ۔ (۴۱) نزاکتِ جلوہ۔
(۴۲) نقدِ دامِ تمنّاے جلوہ۔ (۴۳) ہواے چمنِ جلوہ۔

جلوہ اندوزی:　دیکھیے: سعیِ جلوہ اندوزی۔

جلوہ پرداز:　جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اُس کا جس جا　　وہ کفِ خاک ہے ناموسِ دو عالم کی امیں　ص ۱۳۴

جلوہ پرست:　دیکھیے: نگہِ جلوہ پرست۔

جلوہ پرور:　اسدؔ! تاثیرِ صافی ہاے حیرت جلوہ پرور ہو　　گر آبِ چشمۂ آئینہ دھووے عکسِ زنگی کا　ص ۲۶

جلوہ پیرائی:　دیکھیے: (۱) تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی۔ (۲) گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی۔

جلوہ پیائی:　پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی　　دو عالم دیدۂ بسمل، چراغاں جلوہ پیائی　ص ۹۲

جلوہ تماشا:　وصالِ جلوہ تماشا ہے پر دماغ کہاں　　کہ دیجے آئینۂ انتظار کو پرداز　ص ۱۷۱

جلوہ تمثال:　جلوہ تمثال ہے ہر ذرۂ نیرنگ سواد　　بزمِ آئینۂ تصویر نما مُشتِ غبار　ص ۴

جلوہ حائل ہا:　نگہ کی ہم نے پیدا رشتۂ ربطِ علائق سے　　ہوئے ہیں پردہ ہاے چشمِ عبرت جلوہ حائل ہا　ص ۲۳

جلوہ رفتار:　جلوہ رفتار سرِ جادۂ شرعِ تسلیم　　نقشِ پا جس کا ہے توحید کو معراجِ جبیں　ص ۸

جلوہ ریزی:　بقدرِ حوصلۂ عشق جلوہ ریزی ہے　　وگرنہ خانۂ آئینہ کی فضا معلوم!　ص ۵۳

دیکھیے: (۲) انتظارِ جلوہ ریزی۔ (۳) نیازِ جلوہ ریزی۔

جلوہ ریزیِ باد:　ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے　　بہ جلوہ ریزیِ باد و بہ پرفشانیِ شمع　ص ۱۴۳

جلوہ ریزِ بے نقابی:　صبح دم وہ جلوہ ریزِ بے نقابی ہو اگر　　رنگِ رخسارِ گلِ خرشید مہتابی کرے　ص ۱۰۰

جلوہ زارِ آتشِ دوزخ:　جلوہ زارِ آتشِ دوزخ ہمارا دل سہی　　فتنۂ شورِ قیامت کس کی آب و گل میں ہے　ص ۲۳۲

جلوہ فرما: (۱) وقت ہے، گر بلبلِ مسکین زلیخائی کرے — یوسفِ گل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن — ص۵۹

(۲) شب کہ وہ گل باغ میں تھا جلوہ فرما اے اسدؔ! — داغِ مہ، جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا — ص۳۳۶

جلوہ فرمائی: (۱) وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالبؔ! — چٹکنا غنچۂ گل کا، صداے خندۂ دل ہے — ص۲۰۸

(۲) دیکھیے: غُبارِ ادب گاہِ جلوہ فرمائی۔

جلوہ فرمایاں: دیکھیے: پامالِ خرامِ جلوہ فرمایاں۔

جلوہ فزا: دیکھیے: قباے جلوہ فزا۔

جلوہ گاہ: (۱) طاؤس در رکاب ہے ہر ذرّہ آہ کا — یارب! نَفَس غبار ہے کس جلوہ گاہ کا؟ — ص۱۹

(۲) سُنتے ہیں جو بہشت کی تعریف، سب درست — لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو! — ص۱۹۷

جلوہ گاہِ گل: ہم زانوے تامّل و ہم جلوہ گاہِ گل — آئینہ بندِ خلوت و محفل ہے آئنہ — ص۷۰

جلوہ گر: (۱) تو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو — ریزشِ سجدۂ جبینِ نیاز! — ص۱۷۲

(۲) در آبِ آئنہ از جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں — بہارِ سُنبلستاں جلوہ گر ہے آں سوے دریا — ص۳۴۷

(۳) جہاں شمعِ خموشی جلوہ گر ہے — پرِ پروانگاں بالِ شرر ہے — ص۳۵۵

جلوہ گری: (۱) کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے، بہشت — یہی نقشا ہے ولے اِس قدر آباد نہیں — ص۱۸۶

(۲) کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کس کی ہے — پردہ چھوڑا ہے وہ اُس نے کہ اُٹھائے نہ بنے — ص۲۳۶

(۳) اُس قامتِ رعنا کی جہاں جلوہ گری ہے — تسلیم فروشی روشِ کبکِ دری ہے — ص۴۵۳

جلوہ گستر: اگر وہ آفتِ نظارہ جلوہ گستر ہو — ہلال، ناخنکِ دیدہ ہاے اختر ہو — ص۶۷

جلوہ گستری: رخسارِ یار کی جو کُھلی جلوہ گستری — زلفِ سیاہ بھی شبِ مہتاب ہوگئی — ص۹۶

جلوہ مایوس: جلوہ مایوس نہیں دل، نگرانی غافل! — چشمِ اُمید ہے روزن تری دیواروں کا — ص۲۸

جلوہ نما: موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال — ہے تصوّر میں ز بس جلوہ نما موجِ شراب — ص۱۶۳

جلوہ نمائی: یارانِ نبی میں تھی لڑائی کس میں؟ — اُلفت کی نہ تھی جلوہ نمائی کس میں؟ — ص۳۱۳

جلوہ منظر: دل، سوزِ جنوں سے جلوہ منظر ہے آج — نیرنگِ زمانہ فتنہ پرور ہے آج — ص۱۱۸

جلوہ ہاے معانی: دیکھیے: لطفِ جلوہ ہاے معانی۔

جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں: لبِ گزیدۂ معشوق ہے دلِ افگار — کہ بخیہ، جلوۂ آثارِ زخمِ دنداں ہے — ص۱۰۲

جلوۂ آئینہ: دیکھیے: صد جلوۂ آئینہ۔

جلوۂ ادراک: مژہ، پہلوے چشم اے جلوۂ ادراک! باقی ہے — ہوا وہ شعلہ داغ اور شوخیِ خاشاک باقی ہے — ص۱۰۷

جلوۂ باغ: زخمِ دل میں ہے نہاں غنچۂ پیکانِ نگار — جلوۂ باغ ہے در پردۂ ناسور ہنوز — ص۴۵

جلوۂ برق: جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پذیر — اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں — ص۹

جلوۂ برقِ فنا: ڈھونڈھے ہے اُس مغنّیِ آتش نفَس کو جی — جس کی صدا ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے — ص۲۰۶

جلوۂ بیباکِ حُسن: برق سامانِ نظر ہے جلوۂ بیباکِ حُسن — شمعِ خلوت خانہ کیجے، ہرچہ باداباد، گُل — ص۵۲

جلوۂ بینش: زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا — چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا — ص۱۳۶

جلوۂ بینش پناہ: جلوۂ بینش پناہ بخشے ہے ذوقِ نگاہ — کعبہ پوشش سیاہ مردمک احرام ہے — ص۹۹

جلوۂ تنزیہِ بہار: ورنہ وہ ناز ہے، جس گلشنِ بیداد سے تھا — طور مشعل بہ کف از جلوۂ تنزیہِ بہار — ص۴

جلوۂ تمثال: ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے — پر افشاں جوہر آئینے میں، مثلِ ذرّہ روزن میں — ص۱۸۰

جلوۂ تمکیں: دیکھیے: اظہارِ تابِ جلوۂ تمکیں۔

جلوۂ جانانہ: دیکھیے: (۱) گرمِ خیالِ جلوۂ جانانہ۔ (۲) نقابِ جلوۂ جانانہ۔

جلوۂ حُسن: بے دماغِ تپشِ رشک ہوں اے جلوۂ حُسن! — تشنۂ خونِ دل و دیدہ ہے پیماں میرا — ص۲۱

جلوۂ حُسنِ بتاں: دیکھیے: وقتِ خیالِ جلوۂ حُسنِ بتاں۔

جلوۂ حُسنِ غیور: سطوت سے تیرے جلوۂ حُسنِ غیور کی — خوں ہے مری نگاہ میں رنگِ ادائے گُل — ص۱۷۶

جلوۂ خرشید: (۱) بیکسی افسردہ ہوں، اے ناتوانی! کیا کروں — جلوۂ خرشید سے ہے گرم پہلوے ہلال — ص۵۲

(۲) گر جلوۂ خرشید خریدارِ وفا ہو — جوں ذرّہ، صد آئینۂ بے زنگ نکالوں — ص۶۱

جلوۂ خُور: (۱) ہوتے ہیں محو جلوۂ خُور سے ستارگاں — دیکھ اُس کو دل سے مٹ گئے بے اختیار داغ — ص۴۸

(۲) جلوۂ خُور سے فنا ہوتی ہے شبنم غالبؔ! — کھو دیا سطوتِ اسماے جلالی نے مجھے — ص۳۲۰

جلوۂ خیال: ہے جلوۂ خیال سویداے مردمک — جوں داغ شعلہ سر خطِ آغاز ہے مجھے — ص۹۷

جلوۂ دیدار: (۱) بس کہ تیرے جلوۂ دیدار کا ہے اشتیاق — ہر بُتِ خرشید طلعت آفتابِ بام ہے — ص۱۰۱
(۱) دیکھیے: سرِ دریوزگیِ جلوۂ دیدار۔

جلوۂ دیدارِ دوست: دیکھیے: تابِ جلوۂ دیدارِ دوست۔

جلوۂ رُخسار: دیکھیے: رہنِ جلوۂ رُخسار۔

جلوۂ رنگیں: دیکھیے: گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں۔

جلوۂ ریگِ رواں: جلوۂ ریگِ رواں دیکھ کے، گردوں ہر صبح — خاک پر توڑے ہے آئینۂ نازِ پرویں — ص۸

جلوۂ زخم: جوں غنچہ و گل آفتِ فالِ نظر نہ پوچھ — پیکاں سے تیرے جلوۂ زخم آشکار تھا — ص۱۷

جلوۂ ساقی: دیکھیے: حسرتِ جلوۂ ساقی۔

جلوۂ سرشار: دیکھیے: ساغرِ جلوۂ سرشار۔

جلوۂ صیاد: زِبسکہ جلوۂ صیاد حیرت آرا ہے — اُڑی ہے صفحۂ خاطر سے صورتِ پرواز — ص۴۳

جلوۂ طور: گردِ جولاں سے ہے تیری، بہ گریبانِ خرام — جلوۂ طور نمک سودۂ زخمِ تکرار — ص۶

جلوۂ عُمر: حیرتِ کاغذِ آتش زدہ ہے جلوۂ عُمر — تہِ خاکسترِ صد آئنہ پایا ہے مجھے — ص۱۰۸

جلوۂ کاکل: دیکھیے: انتظارِ جلوۂ کاکل۔

جلوۂ کیفیتِ دگر: دیکھیے: طلسمِ جلوۂ کیفیتِ دگر۔

جلوۂ گردِ سواد: بہ اقلیمِ سخن ہے جلوۂ گردِ سواد آتش — کہ ہے دودِ چراغاں سے ہیولائے مدادِ آتش — ص۴۷

جلوۂ گل: (۱) گلشن و مے کدہ: سیلابیِ یک موجِ خیال — نشہ و جلوۂ گل: برسرِ ہم فتنہ غُبار — ص۳
(۲) یھاں نَفَس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بے خودی — جلوۂ گل وھاں بساطِ صحبتِ احباب تھا — ص۱۳۵
(۳) جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجو — یھاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا — ص۱۳۵
(۴) دل تا جگر کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب — اِس رہ گزر میں جلوۂ گل، آگے گرد تھا — ص۱۵۴
(۵) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالبؔ! — چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا — ص۱۵۶
(۶) ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسدؔ! — پھر ہوا وقت کہ ہو بال کُشا موجِ شراب — ص۱۶۳

(۷) یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے! — کہ غیرِ جلوۂ گل رہ گزر میں خاک نہیں — ص۱۸۴

(۸) بس کہ ہیں ہم اک بہارِ ناز کے مارے ہوئے — جلوۂ گل کے سوا گرد اپنے مدفن میں نہیں — ص۱۸۵

دیکھیے: (۹) خیالِ جلوۂ گل۔ (۱۰) یک بیاباں جلوۂ گل۔

جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں: نغمۂ مطربانِ زہرہ نوا — جلوۂ لولیانِ ماہ جبیں — ص۲۸۰

جلوۂ محروم نواز: جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز — پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار — ص۵

جلوۂ مدعا: یہ تو دیکھو کہ کیا نظر آیا — جلوۂ [illegible] مدعا نظر آیا — ص۲۶۷

جلوۂ مژگانِ حور: جنّت ہے تیری تیغ کے کشتوں کی منتظر — جوہر سوادِ جلوۂ مژگانِ حور تھا — ص۱۸

جلوۂ معنی: دیکھیے: حسرت کشِ یک جلوۂ معنی۔

جلوۂ موجِ شراب: مینائے مے ہے سروِ نشاطِ بہار سے — بالِ تدرو جلوۂ موجِ شراب ہے — ص۲۰۶

جلوۂ مہتاب: دیکھیے: وحشتِ بے قرارِ جلوۂ مہتاب۔

جلوۂ ناز: دیکھیے: ہوائے جلوۂ ناز۔

جلوۂ ناز سوختن: مُفتِ صفائے طبع ہے جلوۂ نازِ سوختن — داغِ دلِ سیہ دلاں مردمِ چشمِ زاغ ہے — ص۱۱۵

جلوۂ نیرنگِ اعتبار: تمثالِ ناز: جلوۂ نیرنگِ اعتبار — ہستی عدم ہے، آئنہ گر رو بہ رو نہ ہو — ص۶۸

جلوۂ یکتائیِ معشوق: دہر جز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہیں — ہم کہاں ہوتے اگر حُسن نہ ہوتا خود بیں — ص۱۳۳

جلوۂ یوسف: یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب — لالہ ہا داغ پراگندہ و گل ہا بے خار — ص۳

جلے پھپھولے[1]: آم کے آگے پیش جاوے خاک — پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک — ص۱۳۰

جم[2]: (۱) بزم میں میزبانِ قیصر و جم — رزم میں اوستادِ رستم و سام — ص۱۳۷

(۲) مرے شاہِ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ! — فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو — ص۱۹۹

دیکھیے ـــــ: (۳)، (۴) جامِ جم [دوبار]۔ (۵) ساغرِ جم۔ (۶) دُردی کشِ پیمانۂ جم۔

جم جاہ: دیکھیے: شاہِ جم جاہ۔

---

۱ جلے پھپھولے : ایک بار۔ ۲ جم : آٹھ بار [مرتّب]۔

جَم رتبہ: جم مرتبہ میکلوڈ بہادر کہ وقتِ رزم ترکِ فلک کے ہاتھ سے وہ چھین لیں حسام ص۲۸۲

جمال[1]: دیکھیے: (۱) آرائشِ جمال۔ (۲) ذوقِ نظارۂ جمال۔ (۳) محرومِ جمال۔ (۴) مہِ خرشید جمال۔ (۵) نظارۂ جمال۔

جمالِ دل فروز: جب وہ جمالِ دل فروز، صورتِ مہرِ نیم روز آپ ہی نظارہ سوز، پردے میں مُنہ چھپائے کیوں ص۱۹۳

جمالِ کمال: فخرِ دیں، عزِّ شان و جاہِ جلال زینتِ طینت و جمالِ کمال ص۱۳۱

جمالی: دیکھیے: آثارِ جلالی و جمالی۔

جمشید[2]: دیکھیے: (۱) خاتمِ جمشید۔ (۲) انشراحِ جشنِ جمشید۔ (۳) جامِ جمشید۔

جمع[3]: (۱) تو یک جہاں قماشِ ہوس جمع کر، کہ میں حیرت متاعِ عالمِ نقصان و سود تھا ص۱۲

(۲) اے عدوئے مصلحت! چندے بہ ضبط افسردہ رہ کردنی ہے جمع تابِ شوخیِ دیدارِ دوست ص۳۳

(۳) جوں مردمکِ چشم میں ہوں جمع نگاہیں خوابیدہ بہ حیرت کدۂ داغ ہیں آہیں ص۵۹

(۴) تکلف بر طرف، ذوقِ زلیخا جمع کر ورنہ پریشاں خوابِ آغوشِ وداعِ یوسفستاں ہے ص۸۱

(۵) ہوگئے پاہمدگر جوشِ پریشانی سے جمع گردشِ جامِ تمنا دورِ گردوں ہے مجھے ص۱۰۰

(۶) نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل ص۱۲۳

(۷) جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو؟ اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا ص۱۹۲

(۸) مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں ص۱۸۳

(۹) ہوگئے ہیں جمع اجزائے نگاہِ آفتاب ذرّے اُس کے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں ص۱۸۵

(۱۰) کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کیے ہوئے ص۲۲۵

(۱۱) کیوں نہ ہو بے التفاتی، اُس کی خاطر جمع ہے جانتا ہے محوِ پُرسش ہائے پنہانی مجھے ص۲۳۲

(۱۲) تین تیوہار اور ایسے خوب جمع ہرگز ہوئے نہ ہوں گے کہیں ص۲۸۰

(۱۳) صفا کب جمع ہوسکتی ہے غیر از گوشہ گیری ہا صدف بن قطرۂ نیساں اسدؔ! گوہر نہیں ہوتا ص۳۴۵

---

[1] جمال : سات بار [مرکّب]۔
جمالی : ایک بار [مرکّب]۔

[2] جمشید : تین بار [مرکّب]۔

[3] جمع : سترہ بار [مفرد: چودہ بار، مرکّب: تین بار]۔

(۱۴) دیکھیے: خاطرِ جمع۔

جمع و خرج: (۱) نہ کہہ کہ گریہ بمقدارِ حسرتِ دل ہے — مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا — ص۱۳۸

(۲) دیکھیے: فردِ جمع و خرجِ زباں ہائے لال۔

جمعہ[1]: صبح سے دیکھیں گے رستہ یار کا — جمعے کے دن وعدہ ہے دیدار کا — ص۲۷۳

جمعیت[2]: دیکھیے: (۱) کسبِ جمعیت۔ (۲) سامانِ جمعیت۔

جمعیتِ آوارگیِ دید: جمعیتِ آوارگیِ دید نہ پوچھو — دل تا مژہ آغوشِ وداع نظر آوے — ص۱۱۳

جمعیتِ احباب: دیکھیے: دعویِ جمعیتِ احباب۔

جمعیتِ چشمِ بسمل: بے تماشا نہیں جمعیتِ چشمِ بسمل — مژہ، فالِ دو جہاں خوابِ پریشاں زدہ ہے — ص۱۰۹

جمعیتِ دل: اسدؔ! جمعیتِ دل در کنارِ بے خودی خوش تر — دو عالم آگہی: سامانِ یک خوابِ پریشاں ہے — ص۸۱

جمعیتِ مخمل: دیکھیے: خوابِ جمعیتِ مخمل۔

جملہ[3] تن عرق: میں وادیِ طلب میں ہوا جملہ تن عرق — از بس کہ صرفِ قطرہ زنی تھا بسانِ اشک — ص۵۰

جمنا[4]: پیر و مرشد! معاف کیجیے گا — میں نے جمنا کا کچھ نہ لکھا حال — ص۲۹۷

جن[5]: عدو کے سمعِ رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات — کہ جنّ و انس و ملک سب بجا کہیں اُس کو — ص۲۸۵

جناب[6]: (۱) ہیں آج کیوں ذلیل؟ کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخیِ فرشتہ ہماری جناب میں — ص۱۸۹

(۲) دیکھیے: خیر خواہِ جناب۔

جنابِ عالی: ملا ذِ کشور و لشکر، پناہِ شہر و سپاہ — جنابِ عالیِ ایلن برونِ والا جاہ — ص۲۷۷

جنابِ فیض مآب: دیکھیے: دعائے بقائے جنابِ فیض مآب۔

جنابِ قبلۂ حاجات: جنابِ قبلۂ حاجات اِس بلا کش نے — بڑے عذاب سے کاٹے ہیں پانچ چار برس — ص۲۶۳

جناح[7]: شب کہ باندھا خواب میں آنے کا قاتل نے جناح — وہ فسونِ وعدہ، میرے واسطے افسانہ تھا — ص۲۵

---

[1] جمعہ : ایک بار۔
[2] جمعیت : سات بار [مرکّب]۔
[3] جملہ : ایک بار [مرکّب]۔
[4] جمنا : ایک بار۔
[5] جن : ایک بار [مرکّب]۔
[6] جناب : پانچ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: چار بار]۔
[7] جناح : ایک بار۔

جنازہ[1]: (۱) ہوئے مرکے ہم جو رسوا، ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا — نہ کبھی جنازہ اُٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا ص۱۶۰

(۲) قسم جنازے پہ آنے کی میرے کھاتے ہیں غالب! — ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جان کی قسم، آگے ص۲۲۸

جُنبش[2]: (۱) ساتھ جُنبش کے، بہ یک برخاستن طے ہوگیا — تو کہے، صحرا غبارِ دامنِ دیوانہ تھا ص۲۵

(۲) شاخِ گل جُنبش میں ہے گہوارہ آسا ہر نفس — طفلِ شوخِ غنچۂ گل بسکہ ہے وحشی مزاج ص۳۵

(۳) لبِ عیسیٰ کی جُنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی — قیامت کُشتۂ لعلِ بتاں کا خوابِ سنگیں ہے ص۲۱۷

(۴) گو ہاتھ کو جنبش نہیں، آنکھوں میں تو دم ہے — رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے ص۲۳۹

جُنبشِ ابروے یار: دیکھیے: شہیدِ جنبشِ ابروے یار۔

جُنبشِ بادِ سحر: صاف آتی ہیں نظر آبِ گہر کی لہریں — جُنبشِ بادِ سحر نے جو ہلایا سہرا ص۲۸۸

جُنبشِ بالِ جبریل: تیرا اندازِ سخن: شانۂ زلفِ الہام — تیری رفتارِ قلم: جُنبشِ بالِ جبریل ص۲۳

جُنبشِ جوہر: ہوا چرچا جو میرے پانْو کی زنجیر بننے کا — کیا بیتاب کاں میں جُنبشِ جوہر نے آہن کو ص۱۹۸

جُنبشِ دامانِ باد: دیا داغِ جگر کو آہ نے ساماں شگفتن کا — نہ ہو بالیدہ غیر از جُنبشِ دامانِ باد آتش ص۴۷

جُنبشِ دل: جُنبشِ دل سے ہوئے ہیں عقدہ ہاے کار، وا — کم تریں مزدورِ سنگیں دست ہے فرہاد یھاں ص۵۷

(۲) دیکھیے: صد جنبشِ دل۔

جُنبشِ زباں: ہے جُنبشِ زباں بہ دہن سخت ناگوار — خونابۂ ہلاہلِ حسرت چشیدہ ہوں ص۶۱

جُنبشِ قلم: لکھا کرے کوئی احکامِ طالعِ مولود — کسے خبر ہے کہ وھاں جُنبشِ قلم کیا ہے ص۳۱۱

جُنبشِ لب: (۱) دکھاکے جُنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو — نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے ص۲۲۳

دیکھیے: (۲) صدمۂ یک جُنبشِ لب۔ (۳) یک جُنبشِ لب۔

جُنبشِ مژگاں: ظاہر کرے ہے جُنبشِ مژگاں سے مدّعا — طفلانہ ہاتھ کا ہے اشارہ زبانِ اشک ص۵۰

جُنبشِ موجِ صبا: کون آیا جو چمن بیتابِ استقبال ہے؟ — جُنبشِ موجِ صبا ہے شوخیِ رفتارِ باغ ص۳۸

جُنبشِ مہمیز: دیکھیے: صد جُنبشِ مہمیز۔

---

[1] جنازہ : ایک بار۔

[2] جُنبش : بائیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: اٹھارہ بار]۔

جُنبشِ نالِ قلم: بلبلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تپش — جُنبشِ نالِ قلم جوشِ پرافشانی مجھے ص۸۶

جُنبشِ نشاط: دیکھیے: یک جُنبشِ نشاط۔

جُنبشِ ہر برگ: جنبشِ ہر برگ سے ہے گُل کے لب کو اختلاج — حبِّ شبنم سے صبا ہر صبح کرتی ہے علاج ص۳۵

جنّت[1]: (۱) جنت ہے تیری تیغ کے کُشتوں کی منتظر — جوہر سواد جلوۂ مژگانِ حور تھا ص۱۸

(۲) چاہے گر جنّت جُز آدم وارثِ آدم نہیں — شوخیِ ایمانِ زاہد سُستیِ تدبیر ہے ص۹۵

(۳) دیتے ہیں جنّت حیاتِ دہر کے بدلے — نشہ بہ اندازۂ خمار نہیں ہے ص۲۰۸

(۴) ہم کو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن — دل کے خوش رکھنے کو غالبؔ! یہ خیال اچھا ہے ص۲۴۰

(۵) دیکھیے: باغِ جنّت۔

جنّتِ نقشِ قدم: وصفِ دُلدُل ہے مرے مطلعِ ثانی کی بہار — جنّتِ نقشِ قدم سے ہوں میں اُس کے گلچیں ص۹

جنّتِ نگاہ: لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ — یہ جنّتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے ص۲۳۰

جنسِ[2] بازارِ معاصی: جنسِ بازارِ معاصی اسداللہ اسدؔ — کہ سوا تیرے کوئی اُس کا خریدار نہیں ص۱۳۵

جنسِ رُسوائی: دیکھیے: دلاّلِ جنسِ رُسوائی۔

جنسِ وفا: دیکھیے: غارت گرِ جنسِ وفا۔

جنگ[3]: ہے غیرتِ الفت کہ اسدؔ! اُس کی ادا پر — گردیدہ و دل صلح کریں، جنگ نکالوں ص۶۱

جنگ جوئی ہائے یار: دیکھیے: صرفِ جنگ جوئی ہائے یار۔

جنگل[4]: ہر یک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسدؔ! — مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اُداس ہے ص۲۰۵

جنگیدن[5]: سازشِ صُلحِ بتاں میں ہے نہاں جنگیدن — نغمہ و چنگ ہیں جوں تیر و کماں فہمیدن ص۴۵۰

جنوری[6]: تھی جنوری مہینے کی تاریخ تیرھویں — استادہ ہو گئے لبِ دریا پہ جب خیام ص۲۸۲

جُنوں[7]: جُنوں گرم انتظار و نالہ بیتابی کمند آیا — سویدا تا بہ لب زنجیریِ دودِ سپند آیا ص۱۱

---

۱ جنّت : سات بار [مفرد: چار بار، مرکّب: تین بار]۔
۲ جنس : تین بار [مرکّب]۔
۳ جنگ : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
۴ جنگل : ایک بار۔
۵ جنگیدن : ایک بار۔
۶ جنوری : ایک بار۔
۷ جُنوں : اُناسی بار [مفرد: بیس بار، مرکّب: اُنسٹھ بار]۔

(۲) کارخانے سے جنوں کے بھی میں عریاں نکلا　میری قسمت کا نہ ایک آدھ گریباں نکلا　ص۱۳

(۳) میں نے جنوں سے کی جو اسدؔ! التماسِ رنگ　خونِ جگر میں ایک ہی غوطہ دیا مجھے　ص۷۶

(۴) مجھے اپنے جنوں کی بے تکلف پردہ داری تھی　ولیکن کیا کروں آوے جو رُسوائی گریباں کی　ص۷۶

(۵) جنوں کر اے چمن تحریر درسِ شغلِ تنہائی!　نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے　ص۷۹

(۶) خدایا! خوں ہو رنگِ امتیاز اور نالہ موزوں ہو　جنوں کو سخت بیتابی ہے تکلیفِ شکیبائی　ص۹۲

(۷) جنوں افسردہ و جاں ناتواں، اے جلوہ! شوخی کر　گئی یک عمر خودداری بہ استقبالِ رعنائی　ص۹۳

(۸) جنوں فسردۂ تمکیں ہے، کاش! عہدِ وفا　گدازِ حوصلہ کو پاسِ آبرو جانے　ص۹۹

(۹) جنوں نے مجھ کو بنایا ہے مدّعی میرا　ہمیشہ ہاتھ میں میرے مرا گریباں ہے　ص۱۰۲

(۱۰) فکرِ پروازِ جنوں ہے، سببِ ضبط نہ پوچھ　اشک جوں بیضہ، مژہ سے تہِ پر پنہاں ہے　ص۱۰۹

(۱۱) دی لطفِ ہوا نے بہ جنوں طرفہ نزاکت　تا آبلہ دعوائے تنک پیرہنی ہے　ص۱۱۱

(۱۲) روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ　سودا نہیں، جنوں نہیں، وحشت نہیں مجھے　ص۱۲۵

(۱۳) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع　چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد　ص۱۲۶

(۱۴) جنوں کی دست گیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی　گریباں چاک کا حق ہو گیا ہے میری گردن پر　ص۱۲۸

(۱۵) نقصاں نہیں، جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب　سَو گز زمیں کے بدلے بیاباں گراں نہیں　ص۱۸۸

(۱۶) مجھے جنوں نہیں غالبؔ! ولے بہ قولِ حضور　(تضمین)　ص۱۹۸

(۱۷) جنوں تہمت کشِ تسکیں نہ ہو گر شادمانی کی　نمک پاشِ خراشِ دل ہے لذّت زندگانی کی　ص۲۰۶

(۱۸) ہر سنگ و خشت ہے صدفِ گوہرِ شکست　نقصاں نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی　ص۲۱۵

(۱۹) لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خوں چکاں　ہر چند اِس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے　ص۲۲۶

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ　کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی　ص۲۳۲

دیکھیے: (۲۱) اندازِ جنوں۔ (۲۲) اہلِ جنوں۔ (۲۳) بیکاریِ جنوں۔ (۲۴) جادۂ صحرائے جنوں۔ (۲۵)، (۲۶)، (۲۷) جوشِ جنوں [تین بار]۔ (۲۸) حیرت آئینۂ انجامِ جنوں۔ (۲۹) خراباتِ جنوں۔ (۳۰) خم خانۂ جنوں۔

(۳۱) درسِ جنوں۔ (۳۲) دعوائے جنوں۔ (۳۳) دیدۂ خونیں نگاہانِ جنوں۔ (۳۴) زُعمِ جنوں۔ (۳۵) سامانِ جنوں۔ (۳۶) ستم کشِ جنوں۔ (۳۷) سعیِ ضبطِ جنوں۔ (۳۸) سُنبلستانِ جنوں۔ (۳۹) سوزِ جنوں۔ (۴۰) شورِ جنوں۔ (۴۱) ضبطِ جنوں۔ (۴۲) ضعفِ جنوں۔ (۴۳) عینکِ چشمِ جنوں۔ (۴۴) فرماں روائے حیرت آبادِ جنوں۔ (۴۵) گرفتارِ جنوں۔ (۴۶) مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں۔ (۴۷) معذورِ جنوں۔ (۴۸) منتِ تمکینِ جنوں۔ (۴۹) وسعتِ مے خانہ جنوں۔ (۵۰) وسعتِ جولانِ یک جنوں۔ (۵۱) وصلِ ہر رنگ جنوں۔

جنونِ آئنہ:	جنونِ آئنہ مشتاقِ یک تماشا ہے	ہمارے صفحے پہ بالِ پری سے مسطر کھینچ	ص۳۵
جنونِ برق:	بہارِ رنگِ خونِ گُل ہے ساماں اشک باری کا	جنونِ برق، نشتر ہے رگِ ابرِ بہاری کا	ص۱۸
جنونِ بہار:	دیکھیے: وحشتِ جنونِ بہار۔		
جنوں بیتابِ دورانِ خمار:	میں ہمہ حیرت، جنوں بیتابِ دَورانِ خمار	مردمِ چشمِ تماشا نقطۂ پرکارِ باغ	ص۴۸
جنونِ بیکسی:	جنونِ بیکسی ساغر کشِ داغِ پلنگ آیا	شررِ کیفیتِ مے، سنگ محوِ نازِ مینائی	ص۹۲
جنونِ تپشِ دل:	دیکھیے: وسعتِ جیبِ جنونِ تپشِ دل۔		
جنوں جَولاں:	اسدؔ! ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سروپا ہیں	کہ ہے سر پنجۂ مژگانِ آہو، پشت خار اپنا	ص۱۵۴
جنونِ حسرتِ یک جامہ وار:	برہنہ مستیِ صبحِ بہار رکھتے ہیں	جنونِ حسرتِ یک جامہ وار رکھتے ہیں	ص۹۳
جنونِ دید:	کس کا جنونِ دید تمنا شکار تھا؟	آئینہ خانہ وادیِ جوہر غبار تھا	ص۱۷
جنوں رسوائیِ وارستگی:	جنوں رسوائیِ وارستگی زنجیر بہتر ہے	بقدرِ مصلحت دل بستگی، تدبیر بہتر ہے	ص۱۰۸
جنونِ ساختہ:	(۱) وفا مقابل و دعوائے عشق بے بُنیاد	جنونِ ساختہ و فصلِ گُل قیامت ہے!	ص۲۱۴
	(۲) نہیں ہے حوصلہ پامردِ کثرتِ تکلیف	جنونِ ساختہ حرزِ فسونِ دانائی	ص۳۵۳
جنوں سُبحۂ تحقیق:	زاہد کہ جنوں سبحۂ تحقیق ہے، یارب!	زنجیریِ صد حلقۂ بیرونِ در آوے	ص۱۱۴
جنونِ سیل:	دیکھیے: رختِ جنونِ سیل۔		
جنونِ شوق:	خدا کے واسطے! داد اِس جنونِ شوق کی دینا	کہ اُس کے در پہ پہنچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے	ص۲۲۷
جنونِ عشق:	(۱) گر کیا ناصح نے ہم کو قید، اچھا، یوں سہی	یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا؟	ص۱۵۵

(۲) دیکھیے: براتِ معاشِ جنونِ عشق۔ (۳) جوشِ جنونِ عشق۔

جنوں علامت:	زبسکہ مشقِ تماشا: جنوں علامت ہے	کشاد و بستِ مژہ: سیلیِ ندامت ہے	ص۲۱۴
جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ:	جنونِ فرقتِ یارانِ رفتہ ہے غالبؔ!	بسانِ دشت دلِ پُر غبار رکھتے ہیں	ص۶۴
جنونِ فنا:	دیکھیے: عرضِ جنونِ فنا۔		
جنونِ قیس:	زبس دوشِ رمِ آہو پہ ہے محمل تمنّا کا	جنونِ قیسؔ سے بھی شوخیِ لیلیٰؔ نمایاں ہے	ص۸۱
جنوں مائل:	نے اسدؔ جفا سائل، نے ستم جنوں مائل	تجھ کو جس قدر ڈھونڈھا اُلفت آزما پایا	ص۱۳
جنوں معاملہ:	نہ پوچھ کچھ سروسامان و کاروبارِ اسدؔ	جنوں معاملہ، بے دل، فقیرِ مسکیں ہے	ص۳۵۴
جنونِ نارسا:	کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے، ورنہ یھاں	ذرّہ ذرّہ روکشِ خرشیدِ عالم تاب تھا	ص۱۳۵
جنون وتمکیں:	دیکھیے: آئینۂ فرقِ جنون وتمکیں۔		
جنونِ وحشتِ ہستی:	جنونِ وحشتِ ہستی یہ عام ہے کہ بہار	رکھے ہے کسوتِ طاؤس میں پَر افشانی	ص۹۶
جنونِ وفا:	دیکھیے: خارخارِ جنونِ وفا۔		
جنونِ یاس والم:	خوشا! وہ دل کہ سراپا طلسمِ بے خبری ہو	جنونِ یاس و الم رزقِ مدعا طلبی ہے	ص۷۵
جواب[۱] [۱]:	(۱) قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں	میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں	ص۱۸۸
	(۲) وھاں گیا بھی میں تو اُن کی گالیوں کا کیا جواب	یاد تھیں جتنی دُعائیں صرفِ درباں ہوگئیں	ص۱۹۲
	(۳) دکھاکے جُنبشِ لب ہی تمام کر ہم کو	نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے	ص۲۲۳
	(۴) غالبؔ! تمھیں کہو کہ ملے گا جواب کیا	مانا کہ تم کہا کیے اور وہ سُنا کیے	ص۲۴۳
	(۵) اُنھیں سوال پہ زعمِ جنوں ہے، کیوں لڑیے	ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے، کیا کہیے	ص۲۴۷
	(۶) دل نے سُن کر، کانپ کر، کھا پیچ و تاب	غوطے میں جاکر، دیا کٹ کر جواب	ص۲۶۶
	(۷) نہیں اِس کا جواب عالم میں	نہیں ایسی کتاب عالم میں	ص۲۶۷
	(۸) تھا تو خط، پر نہ تھا جواب طلب	کوئی اُس کا جواب کیا لکھتا	ص۲۹۳

[۱] جواب (۱) : سولہ بار [مفرد: بارہ بار، مرکب: چار بار]۔

(۹) کوئی اِس کا جواب دو صاحب | سائلوں کا ثواب لو صاحب | ص۲۹۳

(۱۰) دیکھیے کیا جواب آتا ہے | ———————— | ص۳۰۹

(۱۱) رقعے کا جواب کیوں نہ بھیجا تم نے؟ | ثاقبؔ! حرکت یہ کی ہے بیجا تم نے | ص۳۱۳

(۱۲) اگر اُس شعلہ رُو کو دوں پیامِ مجلس افروزی | زبانِ شمعِ خلوت خانہ دیتی ہے جواب اُس کا | ص۲۲۷

دیکھیے: (۱۳) ایک سا جواب۔ (۱۴) رشکِ سوال و جواب۔

جوابِ سنگ دلی ہائے دشمناں: جوابِ سنگ دلی ہائے دشمناں ہمّت | ز دستِ شیشۂ دل ہائے دوستاں فریاد! | ص۲۷

جوابِ طلب: تھا تو خط، پر نہ تھا جواب طلب | کوئی اُس کا جواب کیا لکھتا | ص۲۹۳

جواب [۲][1]: حاجی کلّو کو دے کے بے وجہ جواب | غالبؔ کا پکا دیا کلیجا تم نے | ص۳۱۳

جوّالہ[2]: دیکھیے ـــــ: (۱) حصارِ شعلۂ جوّالہ۔ (۲)، (۳) شعلۂ جوّالہ [دو بار]۔ (۴) دوِ شعلۂ جوّالہ۔

جواں[3]: (۱) ہاں اے فلکِ پیر! جواں تھا ابھی عارفؔ | کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اَور | ص۱۷۱

(۲) جوان ہو کے کرے گا یہ وہ جہانبانی | کہ تابع اِس کے ہوں روز و شب و سپید و سیاہ | ص۲۷۷

جواں مرگ: گزری نہ بہ ہرحال یہ مدّت خوش و ناخوش | کرنا تھا جواں مرگ! گزارا کوئی دن اَور | ص۱۷۱

جواں میر: پیشے میں عیب نہیں، رکھیے نہ فرہادؔ کو نام | ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا | ص۱۵۹

جواں بخت[4]: خوش ہو اے بخت! کہ ہے آج ترے سر سہرا | باندھ شہ زادے جواں بخت کے سر پر سہرا | ص۲۸۷

جوانی[5]: (۱) کردیا ضعف نے عاجز غالبؔ! | ننگِ پیری ہے جوانی میری | ص۲۳۱

مارا زمانے نے اسداللہ خاں تمھیں | وہ ولولے کہاں، وہ جوانی کدھر گئی؟ | ص۲۳۳

دیکھیے ـــــ: (۳) ایامِ جوانی۔ (۴) جوشِ جوانی۔ (۵) زمانہ جوانی۔ (۶) سیہ مستِ جوانی۔ (۷)، (۸) شامِ جوانی [دو بار]۔ (۹) گزارشِ جوانی۔

جواہر[6]: سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویا ہوں جواہر کے؟ | جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو؟ | ص۱۹۹

---

[1] جواب (۲): ایک بار۔

[2] جوّالہ : چار بار [مرکّب]۔

[3] جواں : چار بار [مفرد: دو بار، مرکّب: دو بار]۔

[4] جواں بخت : ایک بار۔

[5] جوانی : نو بار [مفرد: دو بار، مرکّب: سات بار]۔

[6] جواہر : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

جواہر رقم: خطِ لختِ دل یکقلم دیکھتے ہیں | مژہ کو جواہر رقم دیکھتے ہیں ص۵۶

جواہرِ طرف کُلہ: ترے جواہرِ طرفِ کُلہ کو کیا دیکھیں | ہم اوجِ طالعِ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں ص۱۸۷

جواہر کام: دیکھیے: معدنِ جواہر کام۔

جوتشی[1]: دکھا کے رشتہ کسی جوتشی سے پوچھا تھا | کہ دیکھ کتنی اُٹھا لائے گا یہ تار، گرہ ص۲۷۸

جَور[2]: جَور سے باز آئے، پر باز آئیں کیا | کہتے ہیں: ہم تجھ کو مُنہ دکھلائیں کیا ص۱۶۱

(۲) دیکھیے: شکوۂ جَور۔ (۳) قربانِ لطفِ جَورِ بے دل۔

جَورِ زلف: جَورِ زلف کی تقریر پیچ و تابِ خاموشی | ہند میں اسدؔ نالاں، نالہ در صفاہاں ہے ص۴۵۳

جَورِ ناخدا: دیکھیے: ستم و جورِ ناخدا۔

جَور دستم: دیکھیے: کثرتِ جورو ستم۔

جوش[3]: (۱) ہے خونِ جگر جوش میں، دل کھول کے روتا | ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اور ص۱۷۰

(۲) ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے | اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے ص۲۳۰

جوشِ اَسرار: دیکھیے: بادۂ جوشِ اسرار۔

جوشِ اشک: غالبؔ! ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوشِ اشک سے | بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے ص۲۲۶

جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی: دیکھیے: طوفاں گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی۔

جوشِ ایثار: دیکھیے: فریادیِ جوشِ ایثار۔

جوشِ بادہ: ہیں بس کہ جوشِ بادہ سے شیشے اُچھل رہے | ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا ص۱۵۵

جوشِ بہار: جوشِ بہار کلفتِ نظارہ ہے اسدؔ! | ہے ابر پنبہ روزنِ دیوارِ باغ کا ص۱۹

(۲) نظارہ کیا حریف ہو اُس برقِ حُسن کا | جوشِ بہار جلوے کو جس کے نقاب ہے ص۲۰۶

جوشِ بیتابی: (۱) دل کو توڑا جوشِ بیتابی سے، غالبؔ کیا کیا! | رکھ دیا پہلو بہ وقتِ اضطراب آئینے پر ص۴۰

---

[1] جوتشی : ایک بار۔

[2] جَور : چھے بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: پانچ بار]۔

[3] جوش : اٹھاون بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چھپن بار]۔

(۲) از دلِ ہر دردمندے جوشِ بیتابی زدن — اے ہمہ بے مدّعائی! یک دُعا ہوجایئے — ص ۴۵۲

جوشِ بیدادِ تپش: جوشِ بیدادِ تپش سے ہوئی عریاں آخر — شاخِ گلبن پہ صبا، چھوڑ کے پیراہنِ خار — ص ۳

جوشِ بے کیفیتی: جوشِ بے کیفیتی ہے اضطراب آرا اسدؔ! — ورنہ بسمل کا تڑپنا لغزشِ مستانہ تھا — ص ۲۵

جوشِ پرافشانی: بلبلِ تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تپش — جنبشِ نالِ قلم جوشِ پرافشانی مجھے — ص ۸۶

جوشِ پریشانی: ہوگئے باہم دگر جوشِ پریشانی سے جمع — گردشِ جامِ تمنا دورِ گردوں ہے مجھے — ص ۱۰۰

جوشِ تشنہ لبی: ہوا وصال سے شوقِ دلِ حریص زیادہ — لبِ قدح پہ کفِ بادہ جوشِ تشنہ لبی ہے — ص ۷۵

جوشِ تکلیفِ تماشا: جوشِ تکلیفِ تماشا محشرستانِ نگاہ — فتنۂ خوابیدہ کو آئینہ مُشتِ آب تھا — ص ۱۵

جوشِ تمنا: خوں ہوا جوشِ تمنا سے دو عالم کا دماغ — بزمِ یاس آں سوے پیدائی و اخفا رنگیں — ص ۷

جوشِ جلوہ: بزمِ خوباں بس کہ جوشِ جلوہ سے پُرنور ہے — پُشتِ دستِ عجز یہاں ہر برگِ نخلِ طور ہے — ص ۹۳

جوشِ جنوں: (۱) اے بہ ضبطِ حال خونا کردگاں! جوشِ جنوں — نشۂ مے ہے اگر یک پردہ نازک تر ہوا — ص ۲۰

(۲) جوشِ جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسدؔ! — صحرا ہماری آنکھ میں یک مُشتِ خاک ہے — ص ۲۱۶

(۳) جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گُل — سر تا بہ پا ہوں جَیبِ دریدہ — ص ۴۵۱

جوشِ جنونِ عشق: ہزاروں دل دیے جوشِ جنونِ عشق نے مجھ کو — سیہ ہوکر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خوں تن میں — ص ۱۸۱

جوشِ جوانی: دیکھ لی جوشِ جوانی کی ترقّی بھی کہ اب — بدر کے مانند کاہش روز افزوں ہے مجھے — ص ۱۰۰

جوشِ جوہر: ذوقِ بیتابیِ دیدار سے تیرے ہے ہنوز — جوشِ جوہر سے دلِ آئنہ گلدستۂ خار — ص ۶

جوشِ چکیدنِ عرق: سعیِ خرام کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے — جوشِ چکیدنِ عرق آئینہ کارتر — ص ۴۱

جوشِ چمن: شب کہ مستِ دیدنِ مہتاب تھا وہ جامہ زیب — داغِ مہ جوشِ چمن سے لالۂ مہ ہوگیا — ص ۴۴۶

جوشِ حسرت: دیکھیے: جگر خائیِ جوشِ حسرت۔

جوشِ حُسن: دیکھیے: لطافت ہائے جوشِ حُسن۔

جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل: خوشا مستی کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے — نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے — ص ۱۱۵

جوشِ خونِ آرزو: ہے تماشا حیرت آبادِ تغافل ہائے شوق — یک رگِ خواب وسراسر جوشِ خونِ آرزو — ص ۲۹

جوشِ خوں باری: فزوں ہوتا ہے ہردم جوشِ خوں باری، تماشا ہے — نَفَس کرتا ہے رگ ہائے مژہ پر کام نشتر کا — ص۴۴۴

جوشِ خیرہ سری: شامِ فراقِ یار میں جوشِ خیرہ سری سے ہم نے اسدؔ! — ماہ کو در تسبیح کواکب جائے نشینِ امام کیا — ص۴۲

جوشِ دل: جوشِ دل ہے، مجھ سے حُسنِ فطرتِ بیدلؔ نہ پوچھ — قطرے سے مے خانۂ دریائے بے ساحل نہ پوچھ — ص۴۲

جوشِ دوزخ: خانہ ویرانیِ اُمید و پریشانیِ بیم — جوشِ دوزخ ہے خزانِ چمنِ خلدِ بریں — ص۷

جوشِ رشک: آتا ہے میرے قتل کو، پر جوشِ رشک سے — مرتا ہوں اُس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر — ص۱۶۹

جوشِ سحر: ہوں داغِ نیم رنگیِ شامِ وصالِ یار — نورِ چراغِ بزم سے جوشِ سحر ہے آج — ص۳۵

جوشِ سودا: اے سرِ شوریدہ! ذوقِ عشق و پاسِ آبرو! — جوشِ سودا کب حریفِ منتِ دستار ہے — ص۸۳

جوشِ سویدا: کثرتِ جوشِ سویدا سے نہیں تل کی جگہ — خال کب مشاطہ دے سکتی ہے کاکل کے تلے — ص۴۵۴

جوشِ شرر: دیکھیے: گلدستۂ جوشِ شرر۔

جوشِ صفا: رچ گیا جوشِ صفا سے زلف کا اعضا میں عکس — ہے نزاکت جلوہ اے ظالم! سیہ فامی تری — ص۹۳

جوشِ طرب: سیہ مستی ہے اہلِ خاک کو ابرِ بہاری سے — زمیں جوشِ طرب سے جامِ لبریزِ سفالی ہے — ص۷۹

جوشِ طوفانِ کرم: جوشِ طوفانِ کرم ساقیِ کوثرؔ ساغر — نُہ فلک آئنہ ایجادِ کفِ گوہر بار — ص۴

جوشِ ظہور: دیکھیے: پردۂ جوشِ ظہور۔

جوشِ عرق: قطرے کو جوشِ عرق کرتا ہے دریا دستگاہ — جُز حیا پرکارِ سعیِ بے سروپائی نہیں — ص۶۵

جوشِ عشق: یک بار امتحانِ ہوس بھی ضرور ہے — اے جوشِ عشق! بادۂ مرد آزما مجھے — ص۷۶

جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں: در آبِ آئنہ از جوشِ عکسِ گیسوے مشکیں — بہارِ سُنبلستاں جلوہ گر ہے آں سوے دریا — ص۴۴۷

جوشِ فریاد: جوشِ فریاد سے لوں گا دیتِ خواب اسدؔ! — شوخیِ نغمۂ بیدلؔ نے جگایا ہے مجھے — ص۱۰۷

جوشِ قدح: مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے — جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے — ص۲۲۵

جوشِ گریہ: (۱) بسکہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا — چاکِ موجِ سیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا — ص۲۵

(۲) حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی! — دل، جوشِ گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی — ص۲۰۳

جوشِ گُل: جوشِ گُل کرتا ہے استقبالِ تحریرِ اسدؔ — زیرِ مشقِ شعر، ہے نقش از پَیِ احضارِ باغ — ص۴۸

(۲) ہے جوشِ گل بہار میں یہاں تک کہ ہر طرف — اُڑتے ہوئے الجھتے ہیں مرغِ چمن کے پانو — ص۱۹۶

جوشِ نکہتِ گل: سایۂ گل داغ و جوشِ نکہتِ گل موجِ دود — رنگ کی گرمی ہے تاراجِ چمن کی فکر میں — ص۹۳

جوشِ نگاہ: چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ — بہ زباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تاچند — ص۳۹

جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرا دادہ: دام گر سبزے میں پنہاں کیجیے طاؤس ہو — جوشِ نیرنگِ بہارِ عرضِ صحرا دادہ سے — ص۸۹

جوش وخروش: یا صبح دم جو دیکھیے آ کر تو بزم میں — نے وہ سُرور و سوز، نہ جوش و خروش ہے — ص۲۳۰

جوشِ ویرانی: خیمۂ لیلیٰ سیاہ و خانۂ مجنوں خراب — جوشِ ویرانی ہے عشقِ داغ بیروں دادہ سے — ص۸۹

جوششِ[1] حسرت: دیکھیے: نیازِ جوششِ حسرت۔

جوششِ دریا: دیکھیے: (۱) حریفِ جوششِ دریا۔ (۲) سنگِ راہِ جوششِ دریا۔

جوششِ سودائے زلفِ یار: جانتے ہیں جوششِ سودائے زلفِ یار میں — سُنبلِ بالیدہ کو موئے سرِ دیوانہ ہم — ص۵۴

جوششِ طوفانِ عجز: اضطرابِ نارسائی: مایۂ شرمندگی — ہے عرق ریزیِ خجلت: جوششِ طوفانِ عجز — ص۴۴

جوششِ فصلِ بہاری: عارضِ گل دیکھ روئے یار یاد آیا اسدؔ! — جوششِ فصلِ بہاری اشتیاق انگیز ہے — ص۲۱۴

جوشیدنِ[2] خونِ جگر: دیکھیے: پردۂ جوشیدنِ خونِ جگر۔

جوشیدنی: دیکھیے: بہم جوشیدنی۔

جوگ مایا[3]: مسلمانوں کے میلوں کا ہوا قُل — بجے ہے جوگ مایا اور دیبی — ۲۶۲

جولاں[4]: (۱) برگِ گل کا ہو جو طوفانِ ہوا میں عالم — اُس کے جولاں میں نظر آئے ہے یوں دامنِ زیں — ص۹

(۲) خلوتِ آبلۂ پا میں ہے جولاں میرا — خوں ہے دل تنگیِ وحشت سے بیاباں میرا — ص۲۱

دیکھیے ـــــ: (۳) جنوں جولاں۔ (۴) حسرتِ جولاں۔ (۵) سرگرمِ جولاں۔ (۶) شوخیِ جولاں۔ (۷) شُورِ جولاں۔ (۸) شہر جولاں۔ (۹) گردِ جولاں۔ (۱۰) یک عرصہ جولاں۔

---

[1] جوشش : چھے بار [مرکّب]۔

[2] جوشیدن : ایک بار [مرکّب]۔
جوشیدنی : ایک بار۔

[3] جوگ مایا : ایک بار۔

[4] جولاں : سولہ بار [مفرد: دو بار، مرکّب: چودہ بار]۔
جولاں گاہ : دو بار [مرکّب: ایک بار]۔
جولاں گہ : ایک بار [مرکّب]۔
جولاں ہا : ایک بار [مرکّب]۔

جَولانِ بہار: ہے سراسر روی عالمِ ایجاد اُسے — جَیب خلوت کدۂ غنچہ میں جولانِ بہار ص۵

جَولانِ صبا: دیکھیے: گردِ رہِ جولانِ صبا۔

جَولانِ عجز: (۱) بوسۂ پا انتخاب بدگمانی ہائے حُسن — یہاں ہجومِ عجز سے تا سجدہ ہے جولانِ عجز ص۴۴

(۲) گو بیابانِ تمنا و کجا جَولانِ عجز؟ — آبلے پا کے، ہیں یہاں رفتار کو دندانِ عجز ص۴۴

جَولاں گاہ: زمیں سے سودۂ گوہر اُٹھے بجائے غبار — جہاں ہو توسنِ حشمت کا اُس کے جولاں گاہ ص۲۷۷

جولاں گاہِ نومیدی: نہ سووے آبلوں میں گر سرشکِ دیدۂ نم سے — بہ جولاں گاہِ نومیدی نگاہِ عاجزاں، پا ہے ص۸۵

جولاں گہِ طوطی: نہ ہوئی ہم سے رقم حیرتِ خطِ رُخِ یار — صفحۂ آئنہ جولاں گہِ طوطی نہ ہوا ص۱۳

جولاں ہائے گردوں: مہِ نَو سے ہے رہزن وار نعلِ واژگوں باندھا — نہیں ممکن بہ جولاں گاہِ گردوں دخلِ پَے بُردن ص۳۴۹

جولانِ ہوس: (۱) یک نشوونما جا نہیں جولانِ ہوس کو — ہر چند بمقدارِ دلِ تنگ نکالوں ص۶۰

(۲) دیکھیے: آفتِ جولانِ ہوس۔

جولانِ یک جنوں: دیکھیے: وسعتِ جولانِ یک جنوں۔

جوُ[۱]: دیکھیے: آبِ رفتہ در جوُ۔

جوہر[۲]: (۱) پر، یہ دولت تھی نصیبِ نگہِ معنیِ ناز — کہ ہوا صورتِ آئینہ میں جوہر بیدار ص۴

(۲) وحشتِ خوابِ عدم شورِ تماشا ہے اسدؔ! — جو مژہ جوہر نہیں آئینۂ تعبیر کا ص۱۱

(۳) شعلہ رُخسارا! تحیرّ سے تری رفتار کے — خارِ شمعِ آئنہ آتش میں جوہر ہو گیا ص۳۰

(۴) جوں پرِ طاؤس جوہر تختہ مشقِ رنگ ہے — بسکہ ہے وہ قبلۂ آئینہ محوِ اختراع ص۴۷

(۵) فزوں کی دوستوں نے حرصِ قاتل ذوقِ کُشتن میں — ہوئے ہیں بخیہ ہائے زخم جوہر تیغِ دُشمن میں ص۵۸

(۶) کجا جوہر، چہ عکسِ خط، بتاں وقتِ خود آرائی — دلِ آئینہ زیرِ پائے خیلِ مُور ملتے ہیں ص۶۳

(۷) ہُنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئنے کا ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی ص۷۶

(۸) خوشا مستی! کہ جوشِ حیرتِ اندازِ قاتل سے — نگہ شمشیر میں جوں جوہر آرامیدنی جانے ص۱۱۵

۱۔ جوُ : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ جوہر : چھیاسٹھ بار [مفرد: گیارہ بار، مرکّب: پچپن بار]۔

(۹) کمالِ گرمیِ سعیِ تلاشِ دید نہ پوچھ — بہ رنگِ خار مرے آئنے سے جوہر کھینچ — ص۱۶۵

(۱۰) ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے — پرافشاں جوہر آئینے میں مثلِ ذرّہ روزن میں — ص۱۸۰

(۱۱) خطِ نوخیز کی آئینے میں دی کس نے آرایش؟ — کہ ہے تہ بندیِ پرہائے طوطی رنگ جوہر کا — ص۴۴۴

دیکھیے ــــــ: (۱۲) جُنبشِ جوہر۔ (۱۳) جوشِ جوہر۔ (۱۴) حلقۂ گردابِ جوہر۔ (۱۵) خسِ جوہر۔

(۱۶) رتبۂ جوہر۔ (۱۷) گردِ جوہر۔

جوہرِ آئنہ: (۱) جوہرِ آئنہ فکرِ سخنِ موے دماغ — عرضِ حسرت پسِ زانوے تامّل تاچند — ص۳۹

(۲) اہلِ بینش نے بہ حیرت کدۂ شوخیِ ناز — جوہرِ آئنہ کو طوطیِ بسمل باندھا — ص۱۳۵

(۳) جلوہ از بسکہ تقاضاے نگہ کرتا ہے — جوہرِ آئنہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا — ص۱۵۰

جوہرِ آئینہ: (۱) جوہرِ آئینہ جُز رمزِ سرِ مژگاں نہیں — آشنا کی ہمدگر سمجھے ہے ایما آشنا — ص۱۹

(۲) رنجشِ حیرت سرشتاں سینہ صافی پیش کش — جوہرِ آئینہ ہے یہاں گردِ میدانِ نزاع — ص۳۸

(۳) دل و دین و خرد تاراجِ نازِ جلوہ پیرائی — ہوا ہے جوہرِ آئینہ خیلِ مور خرمن میں — ص۵۸

(۴) تیری آرایش کا استقبال کرتی ہے بہار — جوہرِ آئینہ ہے یہاں نقشِ احضارِ چمن — ص۵۹

(۵) میں بے ہُنر کہ جوہرِ آئینہ تھا، عبث — پاے نگاہِ خلق میں خارِ خلیدہ ہوں — ص۶۲

(۶) تحیّر ہے گریباں گیرِ ذوقِ جلوہ پیرائی — ملی ہے جوہرِ آئینہ کو جوں بخیہ گیرائی — ص۹۲

(۷) جوہرِ آئینہ ساں مژگاں بہ دل آسودہ ہے — قطرہ جو آنکھوں سے ٹپکا سونگہ آلودہ ہے — ص۱۰۳

(۸) بسانِ جوہرِ آئینہ از ویرانیِ دل ہا — غبارِ کوچہ ہاے موج ہے خاشاکِ ساحل ہا — ص۲۳

دیکھیے ــــــ: (۹) جانشینِ جوہرِ آئینہ۔ (۱۰) دامِ جوہرِ آئینہ۔ (۱۱) درونِ جوہرِ آئینہ۔

جوہرِ آئینۂ زانو: پا بہ دامن ہو رہا ہوں بس کہ میں صحرا نورد — خارِ پا ہیں جوہرِ آئینۂ زانو مجھے — ص۲۰۹

جوہرِ آئینۂ سنگ: آستاں پر ہے ترے جوہرِ آئینۂ سنگ — رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امیں — ص۱۳۵

جوہرِ افسانہ: (۱) لذّتِ تقریرِ عشق پردگیِ گوشِ دل — جوہرِ افسانہ ہے عرضِ تجمل ہنوز — ص۴۲

(۲) دیکھیے: عالمِ آبِ گدازِ جوہرِ افسانہ۔

جوہرِافسونِ سخن: یہ مطلع اسدؔ! جوہرِ افسونِ سخن ہو — گر عرضِ تپاکِ نفسِ سوختہ چاہیں ص۵۹

جوہرِامتیاز: گر جوہرِ امتیاز ہوتا ہم میں — رُسوا کرتے نہ آپ کو عالم میں ص۱۱۸

جوہرِاندیشہ: عرض کیجے جوہرِ اندیشہ کی گرمی کہاں — کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا ص۱۵۱

جوہرِایجادِخطِ سبز: جوہر ایجادِ خطِ سبز ہے خود بینیِ حُسن — جو نہ دیکھا تھا سو آئینے میں پنہاں نکلا ص۱۳

جوہرِایماں: دیکھیے: فروغِ جوہرِ ایماں۔

جوہرِبرگِ حنا: نظّارہ دیگر و دلِ خونیں نفس دگر — آئینہ دیکھ، جوہرِ برگِ حنا نہ مانگ ص۵۱

جوہرِبیداد: درخورِ عرض نہیں جوہرِ بیداد کو جا — نگہِ ناز ہے سُرمے سے خفا میرے بعد ص۱۶۶

جوہرِپرواز: آغوشِ گل ہے آئنۂ ذرّہ ذرّہ خاک — عرضِ بہار جوہرِ پرواز ہے مجھے ص۹۷

جوہرِتیغ: (۱) وحشتِ زخمِ وفا دیکھ کہ سر تا سرِ دل — بخیہ جوں جوہرِ تیغ آفتِ گیرائی ہے ص۱۰۳

(۲) جوہرِ تیغ بہ سرچشمۂ دیگر معلوم! — ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اُگاتا ہے مجھے ص۲۱۶

(۳) دیکھیے: مثلِ جوہرِ تیغ۔

جوہرِتیغِ عسس: (۱) سختیِ راہِ محبّت منعِ دخلِ غیر ہے — پیچ و تابِ جادہ ہے یھاں جوہرِ تیغِ عسس ص۴۵

(۲) ڈرتا ہوں کوچہ گردیِ بازارِ عشق سے — ہیں خارِ راہ جوہرِ تیغِ عسس تمام ص۵۵

جوہرِتیغِ قضا: (۱) دُزدیدنِ دلِ ستم آمادہ ہے محال — مژگاں کہوں کہ جوہرِ تیغِ قضا کہوں ص۵۶

(۲) نظارہ سوز ہے یھاں تک ہر ایک ذرّۂ خاک — کہ لوگ جوہرِ تیغِ قضا کہیں اُس کو ص۲۸۵

جوہرِتیغِ کہسار: مستیِ بادِ صبا سے ہے بہ عرضِ سبزہ — ریزۂ شیشۂ مَے جوہرِ تیغِ کہسار ص۱۳۲

جوہرِ خطّ وخالِ ہزار عکس: دیکھیے: عرضِ جوہر خطّ وخالِ ہزار عکس۔

جوہردار: دیکھیے: تیغِ جوہردار۔

جوہرِدستِ دُعا: جوہرِ دستِ دُعا آئنہ، یعنی تاثیر — یک طرف نازشِ مژگان و دگر سو غمِ خار ص۱۳۳

جوہرِرگِ خواب: بہ چشمِ در شدہ مژگاں ہے جوہرِ رگِ خواب — نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی ص۱۱۰

جوہرِ سواد: جنّت ہے تیری تیغ کے کُشتوں کی منتظر — جوہر سواد جلوۂ مژگانِ حور تھا ص۱۸

لفظ	مصرعِ اوّل	مصرعِ ثانی	صفحہ
جوہرِ سیرِ عرفا:	خاکِ صحرائے نجف: جوہرِ سیرِ عرفا	چشمِ نقشِ قدم: آئینۂ بختِ بیدار	ص ۱۳۳
جوہرِ شمشیر:	(۱) اسدؔ! جس شوق سے ذرّے تپش فرسا ہوں روزن میں	جراحت ہائے دل سے جوہرِ شمشیر ہے پیدا	ص ۳۰
	(۲) نازِ خود بینی کے باعث مجرمِ صد بے گناہ	جوہرِ شمشیر کو ہے پیچ و تاب آئینے پر	ص ۴۰
	(۳) دیکھیے: بالِ جوہرِ شمشیر۔		
جوہرِ شمشیرِ عسس:	بیباک ہوں ازبسکہ بہ بازارِ محبّت	سمجھا ہوں زرہ جوہرِ شمشیرِ عسس کو	ص ۴۵۰
جوہر طلسمِ عقدۂ مشکل:	یہاں رہ گئے ہیں ناخنِ تدبیر ٹوٹ کر	جوہر طلسمِ عقدۂ مشکل ہے آئنہ	ص ۷۰
جوہر غبار:	دیکھیے: وادیِ جوہر غبار۔		
جوہرِ فکر:	جوہرِ فکر پر افشانیِ نیرنگِ خیال	حُسن آئینہ و آئینہ چمن مشرب تھا	ص ۲۴
جوہرِ فولاد:	ناگوارا ہے ہمیں احسانِ صاحب دولتاں	ہے زرِ گل بھی نظر میں جوہرِ فولاد یہاں	ص ۵۷
جوہرِ مژگاں:	سیہ مستیِ چشمِ شوخ سے ہیں جوہرِ مژگاں	شرار آسا ز سنگِ سُرمہ یکسر تار جستن ہا	ص ۲۲
جوئے خوں[1]:	(۱) جگرِ تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا	جوئے خوں ہم نے بہائی بُنِ ہر خار کے پاس	ص ۱۷۳
	(۲) جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق	میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں	ص ۱۹۱
	(۳) ابھی ہم قتل گہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں	نہیں دیکھا شناور جوئے خوں میں تیرے توسن کو	ص ۱۹۸
جوئے شیر:	کاو کاوِ سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ	صبح کرنا شام کا، لانا ہے جوئے شیر کا	ص ۱۴۲
جوئے گلستاں:	عیاں کیفیتِ مے خانہ ہے جوئے گلستاں میں	کہ مے عکسِ شفق ہے اور ساغر ہے حباب اُس کا	ص ۴۴۷
جویا[2]:	سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویا ہوں جواہر کے؟	جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو؟	ص ۱۹۹
جویائے حالِ دہلی و الور:	جویائے حالِ دہلی و الور سلام لو	———	ص ۳۰۱
جویائے خس و خاشاکِ ساحل:	بہ سَیلِ اشک لختِ دل ہے دامن گیر مژگاں کا	غریقِ بحر جویائے خس و خاشاکِ ساحل ہے	ص ۷۷
جویائے زخمِ کاری:	پھر کچھ اک دل کو بے قراری ہے	سینہ جویائے زخمِ کاری ہے	ص ۲۲۳

[1] جوئے : پانچ بار [مرکّب]۔

[2] جویا : چار بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: تین بار]۔

جویبارِ نغمہ[1]: دیکھیے: سروِ سبزِ جویبارِ نغمہ۔

جُویں[2]: جس دن سے کہ ہم غم زدہ زنجیر بہ پا ہیں | کپڑوں میں جُویں بخیے کے ٹانکوں سے سوا ہیں | ص ۲۹۸

جہاں[3]: (۱) جاتا ہوں جدھر، سب کی اُٹھے ہے اُدھر انگشت | یکدست جہاں مجھ سے پھرا ہے مگر انگشت | ص ۳۲

(۲) کوئی آگاہ نہیں باطنِ ہمدیگر سے | ہے ہر اک فرد جہاں میں ورقِ ناخواندہ | ص ۷۱

(۳) سیہ گلیم ہوں، لازم ہے میرا نام نہ لے | جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے | ص ۱۲۸

(۴) بُرّشِ تیغ کا اُس کی ہے جہاں میں چرچا | قطع ہوجائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں | ص ۱۳۳

(۵) کام اُس سے آ پڑا ہے کہ جس کا جہان میں | لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر | ص ۱۶۹

(۶) گردِ راہِ یار ہے سامانِ نازِ زخمِ دل | ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کس قدر پیدا نمک | ص ۱۷۵

(۷) مزے جہاں کے اپنی نظر میں خاک نہیں | سوائے خونِ جگر سو جگر میں خاک نہیں | ص ۱۸۴

(۸) جہاں میں ہو غم و شادی بہم، ہمیں کیا کام | دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں | ص ۱۹۴

(۹) کیا تنگ ہم ستم زدگاں کا جہان ہے | جس میں کہ ایک بیضۂ مُور آسمان ہے | ص ۲۰۳

(۱۰) ہو رہا ہے جہان میں اندھیر | زُلف کی پھر سرشتہ داری ہے | ص ۲۲۴

(۱۱) کچھ اور ہی عالم ہے دل و چشم و زباں کا | کچھ اور ہی نقشا نظر آتا ہے جہاں کا | ص ۲۸۴

(۱۲) ہوئی اِس دَور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی | پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جامِ جم نکلے | ص ۲۵۰

(۱۳) ہے اصلِ تخمِ ہند سے اور اِس زمین سے | پھیلا ہے سب جہان میں یہ میوہ دور دور | ص ۲۶۳

دیکھیے: (۱۴) اک جہاں۔ (۱۵) الم آبادِ جہاں۔ (۱۶)۔۔(۲۰) اہلِ جہاں [پانچ بار]۔ (۲۱) ایک جہاں۔ (۲۲) تماشائے جہاں۔ (۲۳) جادۂ سیرِ دو جہاں۔ (۲۴) جامِ دو جہاں ناز و نیاز۔ (۲۵) حسرت آبادِ جہاں۔ (۲۶) دماغِ دو جہاں۔ (۲۷)، (۲۸)، (۲۹) دو جہاں [تین بار]۔ (۳۰) دو جہاں ابر۔ (۳۱) دو جہاں تیر۔ (۳۲) دو جہاں حشرِ زبانِ خشک۔ (۳۳) دو جہاں ریگِ رواں۔ (۳۴) دو جہاں لالہ زار۔ (۳۵) دو جہاں مدارا۔ (۳۶) دو جہاں وسعت۔ (۳۷) دونوں جہان۔ (۳۸) سامعِ زمزمۂ اہلِ جہاں۔ (۳۹) سیرِ جہاں۔ (۴۰) غفلتِ اہلِ جہاں۔

---

[1] جویبار : ایک بار [مرکّب]۔

[2] جُویں : ایک بار۔

[3] جہاں : پچھتر بار [مفرد: تیرہ بار، مرکّب: باسٹھ بار]۔ جہاں جہاں: دو بار۔

جہت[1]: دیکھیے ـــــ: (۱) زورِ شش جہت۔ (۲)، (۳) روے شش جہت۔ (دوبار)۔ (۴)، (۵)، (۶) شش جہت [تین بار] (۷) شش جہت اسباب۔ (۸) طلسمِ شش جہت۔ (۹) فرشِ شش جہتِ انتظار۔

جہد[2]: تنک ظرفوں کا رتبہ جہد سے برتر نہیں ہوتا — حبابِ مَے بہ صد بالیدنی ساغر نہیں ہوتا — ص ۴۴۴

جھوٹ[3]: (۱) صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ! خدا گواہ — کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے — ص ۱۲۵

(۲) ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا — کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا — ص ۱۵۹

جی[4]: (۱) یہی بار بار جی میں مرے آئے ہے کہ غالبؔ! — کروں خوانِ گفتگو پر دل و جاں کی میہمانی — ص ۱۰

(۲) شاد ہوں لیکن اپنے جی میں کہ ہوں — بادشہ کا غلامِ کارگزار — ص ۱۲۵

(۳) اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں — غیر کیا، خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے — ص ۱۲۸

(۴) خجستہ انجمنِ طوے میرزا جعفر — کہ جس کے دیکھے سے سب کا ہوا ہے جی محظوظ — ص ۱۲۹

(۵) تاک کے جی میں کیوں رہے ارماں — آئے، یہ گوے اور یہ میداں — ص ۱۳۰

(۶) یہ بھی ناچار جی کا کھونا ہے — شرم سے پانی پانی ہونا ہے — ص ۱۳۰

(۷) فائدہ کیا، سوچ آخر تو بھی دانا ہے اسدؔ! — دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا — ص ۱۵۱

(۸) یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ — ہے ردیفِ شعر میں غالبؔ! زبس تکرارِ دوست — ص ۱۹۵

(۹) جی میں ہی کچھ نہیں ہے ہمارے، وگرنہ ہم — سر جائے یا رہے، نہ رہیں پر کہے بغیر — ص ۱۹۹

(۱۰) اِن آبلوں سے پانو کے گھبرا گیا تھا میں — جی خوش ہوا ہے راہ کو پُرخار دیکھ کر — ص ۱۹۹

(۱۱) تھیں بناتُ النعشِ گردوں دن کو پردے میں نہاں — شب کو اُن کے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں — ص ۱۹۱

(۱۲) ڈھونڈھے ہے اُس مغنیِ آتش نَفَس کو جی — جس کی صدا، ہو جلوۂ برقِ فنا مجھے — ص ۲۰۶

(۱۳) جی جلے ذوقِ فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں — ہم نہیں جلتے، نَفَس ہر چند آتش بار ہے — ص ۲۱۲

(۱۴) مجھ سے مت کہہ: تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی — زندگی سے بھی مرا جی اِن دنوں بیزار ہے — ص ۲۱۲

---

[1] جہت : نو بار [مرتّب]۔

[2] جہد : ایک بار۔

[3] جھوٹ : دو بار۔

[4] جی : چھبیس بار۔

(۱۵) شعلے سے نہ ہوتی ہوسِ شعلہ نے جو کی — جی کس قدر افسردگیِ دل پہ جلا ہے — ص۲۱۹

(۱۶) کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آجائے ہے مجھ سے — جفائیں کر کے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھ سے — ص۲۲۴

(۱۷) پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں — سر زیرِ بارِ منّتِ درباں کیے ہوئے — ص۲۲۶

(۱۸) جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن — بیٹھے رہیں تصوّرِ جاناں کیے ہوئے — ص۲۲۶

(۱۹) کوئی دن گر زندگانی اَور ہے — اپنے جی میں ہم نے ٹھانی اَور ہے — ص۲۲۷

(۲۰) بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ — جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے — ص۲۳۹

(۲۱) دُکھ، جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ! — دل، رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ! — ص۲۵۳

(۲۲) جی میں اِترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز — چاہیے پھولوں کا بھی ایک مقرّر سہرا — ص۲۸۷

(۲۳) زخمِ دل تم نے دکھایا ہے کہ جی جانے ہے — ایسے ہنستے کو رُلایا ہے کہ جی جانے ہے — ص۳۰۵

جَیب[1]: (۱) دیوانگی سے دوش پہ زُنّار بھی نہیں — یعنی ہمارے جَیب میں اک تار بھی نہیں — ص۱۸۳

(۲) چاکِ جگر سے جب رہِ پُرسش نہ وا ہوئی — کیا فائدہ کہ جَیب کو رُسوا کرے کوئی! — ص۲۱۵

(۳) چاک مت کر جَیب بے ایامِ گُل — کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے — ص۲۲۳

(۴) چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن — ہمارے جَیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے — ص۲۳۱

دیکھیے ______: (۵)، (۶) چاکِ جَیب [دو بار]۔ (۷) یک جَیب۔

جَیب آرزو: ہوس گستاخیِ آئینہ تکلیفِ نظر بازی — بہ جَیبِ آرزو پنہاں ہے حاصل دل رُبائی کا — ص۱۶

جَیب اشکِ چشمِ سرمہ آلود: بہ جَیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود — مِسی مالیدہ دندانِ گہر ہے — ص۳۵۵

جَیب تامّل: سادگیِ یک خیال: شوخیِ صد رنگ نقش — حیرتِ آئینہ ہے جَیبِ تامّل ہنوز — ص۴۳

جَیبِ جنونِ تپشِ دل: دیکھیے: وسعتِ جَیبِ جنونِ تپشِ دل۔

جَیبِ خلوت کدۂ غنچہ: ہے سراسر رویِ عالمِ ایجاد اُسے — جَیبِ خلوت کدۂ غنچہ میں جولانِ بہار — ص۵

جَیب خودشناسی: نہاں ہے گوہرِ مقصود جَیبِ خود شناسی میں — کہ یہاں غوّاص ہے تمثال اور آئینہ دریا ہے — ص۸۳

---

[1] جَیب : چوبیس بار [مفرد: چار بار، مرکّب: بیس بار]۔

جَیبِ خیال: مجو زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو جَیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے ص۲۱۶

جَیبِ دریدہ: جوشِ جنوں سے جوں کسوتِ گل سر تا بہ پا ہوں جَیبِ دریدہ ص۴۵۱

دیکھیے ـــــ: (۲) نازِ وحشتِ جَیبِ دریدہ۔ (۳) اشارۂ جَیبِ دریدہ۔ (۴) رشتۂ چاکِ جَیبِ دریدہ۔

جَیبِ شکیبائی: شمع آسا چہ سرِ دعوی و گو پائے ثبات گلِ صد شعلہ بہ یک جَیبِ شکیبائی ہے ص۱۰۴

جَیبِ قبائے گل: دیکھیے: گُلِ جَیبِ قبائے گل۔

جَیبِ کفن: دیکھیے: زینتِ جَیبِ کفن۔

جَیبِ نیازِ عشق: جَیبِ نیازِ عشق نشاں دارِ ناز ہے آئینہ ہوں شکستنِ طرفِ کلاہ کا ص۱۹

جَیب و دامن: نکوہش، مانعِ بے ربطیِ شورِ جنوں آئی ہوا ہے خندۂ احباب بخیہ جَیب و دامن میں ص۱۸۰

جَیبِ ہرنگہ: جہاں مٹ جائے سعیِ دید، خضرِ آبادِ آسایش بہ جَیبِ ہرنگہ پنہاں ہے حاصل رہ نمائی کا ص۱۲

چ

چادر[1]: (۱) آدمی کو کیوں پکارے ہے، گلے لگ جا مرے — سر سے گر چادر اُتارے ہے، گلے لگ جا مرے — ص۲۹۱

(۲) ہوا ہے کاٹ کے چادر کو ناگہاں غائب — اگرچہ زانوے تل پر رکھے دُمِ تکیہ — ص۳۰۳

چار[2]: (۱) خانہ زاد اور مرید اور مدّاح — تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار

نوکر بھی ہوگیا، صد شکر — نسبتیں ہوگئیں مشخص چار — ص۱۲۶

(۲) چار سے پھر نہ ہوگی کم قیمت — اس سے لیویں گے کم نہ ہم قیمت — ص۲۶۸

(۳)،(۴) یارانِ رسول، یعنی اصحابِ کبار — ہیں گرچہ بہت، خلیفہ اُن میں چار

ان چار میں ایک سے ہو جس کو انکار — غالبؔ! وہ مسلمان نہیں ہے زنہار — ص۳۱۳

(۵) مےِ عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے — لیے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی — ص۲۰۲

[مزید دیکھیے: دو چار(۲)]۔

(۶) سنینِ عمر کے ستّر ہوئے شمار برس — بہت جیوں تو جیوں اور تین چار برس — ص۴۹۳

(۷) حیف! اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالبؔ! — جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا — ص۱۵۰

(۸) چار موج اُٹھتی ہے طوفانِ طرب سے ہر سو — موجِ گل، موجِ شفق، موجِ صبا، موجِ شراب — ص۱۶۳

چار یار: دیکھیے: مُحبِّ چار یار۔

---

[1] چادر : دوبار۔ [2] چار : نوبار [مرکب: ایک بار]۔

چاردہ[1]: دیکھیے: مہِ چاردہ۔

چاردہ معصوم: غرض اِس سے ہیں چاردہ معصوم جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی ص ۲۹۳

چاردہم: دیکھیے: ماہِ شبِ چاردہم۔

چارسوے[3] دہر: چار سوے دہر میں بازارِ غفلت گرم ہے عقل کے نقصاں سے اُٹھتا ہے خیالِ انتفاع ص ۴۸

چارسوے عشق: (۱) تاچند داغ بیٹھیے، نقصاں اُٹھائیے اب چار سوے عشق سے دُکاں اُٹھائیے ص ۷۳

(۲) چارسوے عشق میں صاحب دُکانی مفت ہے نقد ہے داغِ دل اور آتش زبانی مفت ہے ص ۱۱۴

چارہ[4]: (۱) دیوانگاں کا چارہ فروغِ بہار ہے ہے شاخِ گل میں پنجۂ خوباں بجاے گل ص ۵۳

(۲) سہرا لکھا گیا زِ رہِ امتثالِ امر دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے ص ۱۲۵

چارہ جوئی: زخم سلوانے سے، مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن غیر سمجھا ہے کہ لذّت زخمِ سوزن میں نہیں ص ۱۸۵

چارہ ساز: (۱) یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست، ناصح کوئی چارہ ساز ہوتا، کوئی غم گسار ہوتا ص ۱۶۰

(۲) غم نے جب گھیرا تو چاہا ہم نے یوں اے دل نواز! مستیِ چشمِ سیہ سے، چل کے ہوویں چارہ ساز ص ۲۹۰

چارہ سازیِ وحشت: احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا ص ۱۵۵

چارہ گر: داغِ دل گر نظر نہیں آتا بو بھی اے چارہ گر نہیں آتی! ص ۲۳۸

چارہ گری: دوست گر کوئی نہیں ہے جو کرے چارہ گری نہ سہی، لیک تمنّاے دوا ہے تو سہی ص ۳۱۱

چارۂ غمِ اُلفت: پیدا ہوئی ہے، کہتے ہیں، ہر درد کی دوا یوں ہو تو چارۂ غمِ اُلفت ہی کیوں نہ ہو ص ۱۹۴

چارۂ زحمت: دیکھیے: کشمکشِ چارۂ زحمت۔

چاک[5]: (۱) بس کہ سوداے خیالِ زلف وحشت ناک ہے تا دلِ شب آبنوسی شانہ آسا چاک ہے ص ۱۰۶

(۲) ہوا ترکِ لباسِ زعفرانی دل کشا لیکن ہنوز آفت نسب یک خندہ، یعنی چاک باقی ہے ص ۱۰۷

(۳) دردِ اظہارِ تپش کسوتِ گل معلوم! ہوں میں وہ چاک کہ کانٹوں سے سلایا ہے مجھے ص ۱۰۸

---

[1] چاردہ : دوبار [مرکّب]۔

[2] چاردہم : ایک بار [مرکّب]۔

[3] چارسو : تین بار [مرکّب]۔

[4] چارہ : آٹھ بار [مفرد: دوبار، مرکّب: چھے بار]۔
چارہ گر : ایک بار۔ چارہ گری : ایک بار۔

[5] چاک : اکتیس بار [مفرد: دس بار، مرکّب: اکیس بار]۔

(۴) یک الف بیش نہیں صیقلِ آئینہ ہنوز — چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا — ص۱۴۷

(۵) ہے جنوں اہلِ جنوں کے لیے آغوشِ وداع — چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد — ص۱۶۶

(۶) چاک کی خواہش اگر وحشت بہ عریانی کرے — صبح کے مانند زخمِ دل گریبانی کرے — ص۲۱۱

(۷) جز زخمِ تیغِ ناز، نہیں دل میں آرزو — جَیبِ خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے — ص۲۱۶

(۸) چاک مت کر جَیب بے ایامِ گل — کچھ اُدھر کا بھی اشارا چاہیے — ص۲۲۳

(۹) پھر وضعِ احتیاط سے رُکنے لگا ہے دم — برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے — ص۲۲۵

(۱۰) کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر؟ — پردے میں گُل کے لاکھ جگر چاک ہوگئے — ص۲۲۹

دیکھیے ــــــ: (۱۱) اسیرِ چاک۔ (۱۲) دلِ چاک۔ (۱۳) دلِ صد چاک۔ (۱۴) گریباں چاک۔ (۱۵) نقشِ یک دلِ صد چاک۔ (۱۶) یک تصویرِ چاک۔

چاکِ پردۂ فانوس: دیکھیے: صرفِ چاکِ پردۂ فانوس۔

چاکِ جگر: چاکِ جگر سے جب رہِ پُرسش نہ وا ہوئی — کیا فائدہ کہ جَیب کو رُسوا کرے کوئی — ص۲۱۹

چاکِ جَیب: (۱) عالم جہاں بہ عرضِ بساطِ وجود تھا — جوں صبح چاکِ جَیب مجھے تار و پود تھا — ص۱۲

(۲) حیرت فروشِ صد نگرانی ہے اضطرار — ہر رشتہ چاکِ جَیب کا، تارِ نظر ہے آج — ص۳۴

چاکِ جَیبِ دریدہ: دیکھیے: رشتۂ چاکِ جَیبِ دریدہ۔

چاکِ دل: سرِ معنی بہ گریبانِ شقِ خامہ، اسدؔ! — چاکِ دل شانہ کشِ طرّۂ تحریر آوے — ص۱۱۳

چاکِ قفس: (۱) منقار سے رکھتا ہوں بہم چاکِ قفس کو — ص۴۵۰

(۲) کیوں نہ طوطیِ طبیعت نغمہ پیرائی کرے — باندھتا ہے رنگِ گل آئینہ تا چاکِ قفس — ص۴۵

چاکِ کتاں: دیکھیے: پارۂ چاکِ کتاں۔

چاکِ گریباں: (۱) دیکھیے: بخیۂ چاکِ گریباں۔

(۲) چاکِ گریباں کو ہے ربطِ تامّل ہنوز — غنچے میں دل تنگ ہے حوصلۂ گل ہنوز — ص۴۴

(۳) ہوئی یہ کثرتِ غم سے تلف کیفیتِ شادی — کہ صبحِ عید مجھ کو بدتر از چاکِ گریباں ہے — ص۲۱۰

(۴) تب چاکِ گریباں کا مزا ہے دلِ نالاں! — جب اک نَفَس اُلجھا ہوا ہر تار میں آوے — ص ۲۳۳

(۵) تماشائے گل و گلشن ہے مفتِ سر بہ جَیبی ہا — بہ از چاکِ گریباں گلستاں کا در نہیں ہوتا — ص ۲۳۵

چاکِ موجِ سَیل: بس کہ جوشِ گریہ سے زیر و زبر ویرانہ تھا — چاکِ موجِ سیل تا پیراہنِ دیوانہ تھا — ص ۲۵

چال[۱]: (۱) عشق کی راہ میں ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال — سُست رَو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے — ص ۲۳۰

(۲) چال: جیسے کڑی کمان کا تیر — دل میں ایسے کے جا کرے کوئی! — ص ۲۳۲

چالاک[۲] (۱): (۱) دیکھیے: توسنِ چالاک۔ (۲) سوارِ توسنِ چالاک۔

چالاک[۳] (۲): رُسوائے دہر گو ہوئے آوارگی سے تم — بارے، طبیعتوں کے تو چالاک ہو گئے — ص ۲۲۹

چاند[۴]: (۱) بٹتے ہیں سونے روپے کے چھلّے حضور میں — ہے جن کے آگے سیم و زرِ مہر و ماہ ماند

یوں سمجھیے کہ بیچ سے خالی کیے ہوئے — لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بے شمار چاند — ص ۱۲۸

(۲) کیا ہی اِس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے — ہے ترے حُسنِ دل افروز کا زیور، سہرا — ص ۲۸۷

(۳) چاند کا دائرہ لے زہرہ نے گایا سہرا — ص ۲۸۸

(۴) ہم نشیں تارے ہیں اور چاند شہاب الدین خاں — بزمِ شادی ہے فلک، کاہکشاں ہے سہرا — ص ۲۸۸

چاہ[۵]: دیکھیے: اندرونِ چاہ۔

چُپ[۶]: گدا سمجھ کے وہ چُپ تھا، مری جو شامت آئے — اُٹھا اور اُٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے — ص ۲۳۶

چپکے چپکے[۷]: (۱) بس کہ وہ چشم و چراغِ محفلِ اغیار ہے — چپکے چپکے جلتے ہیں جوں شمعِ خلوت خانہ ہم — ص ۵۴

(۲) چپکے چپکے مجھ کو روتے دیکھ پاتا ہے اگر — ہنس کے کرتا ہے بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست — ص ۱۶۴

چراغ[۸]: دیکھیے ــــــ: (۱)، (۲)، (۳) دودِ چراغ [تین بار]۔ (۴) شعلۂ چراغ۔ (۵) مثلِ گلِ چراغ۔

چراغ از چشمِ جَستن ہا: نزاکت ہے: فسونِ دعویِ طاقت شکستن ہا — شرارِ سنگ: اندازِ چراغ از چشمِ جَستن ہا — ص ۲۲

۱۔ چال : دوبار۔
۲۔ چالاک (۱) : دوبار [مرکّب]۔
۳۔ چالاک (۲) : ایک بار۔
۴۔ چاند : چار بار۔
۵۔ چاہ : ایک بار [مرکّب]۔
۶۔ چُپ : ایک بار۔
۷۔ چپکے چپکے : دوبار۔
۸۔ چراغ : تینتیس بار [مرکّب]۔

چراغِ انجمن: زندۂ شوقِ شعر کو ایک چراغِ انجمن کشتۂ ذوقِ شعر کو شمعِ سرِ مزار ایک ص۲۹۶

چراغِ بزم: دیکھیے: نورِ چراغِ بزم۔

چراغِ خانہ: دیکھیے: (۱) تہ بندیِ دودِ چراغِ خانہ۔ (۲) دودِ چراغِ خانہ۔

چراغِ خانۂ درویش: زکوٰۃِ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا چراغِ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا ص۱۳۶

چراغِ خانۂ دل: مجھے شب ہائے تاریکِ فراقِ شعلہ رویاں میں چراغِ خانۂ دل سوزشِ داغِ تمنا ہے ص۸۳

چراغِ خلوتِ دل: جو بہ شامِ غم چراغِ خلوتِ دل تھا اسدؔ! وصل میں وہ سوزِ شمعِ مجلسِ تقریر ہے ص۹۵

چراغِ روشن: غم، آغوشِ بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو چراغِ روشن اپنا، قلزمِ صرصر کا مرجاں ہے ص۲۱۰

چراغِ رہ گزارِ باد: ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام مہرِ گردوں، ہے چراغِ رہ گزارِ باد یہاں ص۱۷۹

چراغِ سحری: روشن ہوئی یہ بات دمِ نزع کہ آخر فانوس، کفن بہرِ چراغِ سحری ہے ص۳۵۳

چراغِ صبح: فسردگی میں ہے فریادِ بے دلاں تجھ سے چراغِ صبح و گلِ موسمِ خزاں تجھ سے ص۱۱۳

چراغِ صحرا: دیکھیے: چشم و چراغِ صحرا۔

چراغِ کشتہ: سات بار بہ طورِ ردیف ص۷۹:

(۱)،(۲) نشۂ مے بے چمن، دودِ چراغِ کشتہ ہے جام، داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے

(۳) داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ گر گل ہو شہید لالہ: چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے

(۴) شور ہے کس بزم کی عرضِ جراحت خانہ کا؟ صبح: یک زخمِ نمک سودِ چراغِ کشتہ ہے

(۵) نامرادِ جلوہ ہر عالم میں حسرت گل کرے لالہ، داغِ شعلہ فرسودِ چراغِ کشتہ ہے

(۶) ہو جہاں تیرا دماغِ نازِ مستِ بے خودی خوابِ نازِ گل رُخاں، دودِ چراغِ کشتہ ہے

(۷) ہے دلِ افسردہ داغِ شوخیِ مطلب اسدؔ! شعلہ آخر فالِ مقصودِ چراغِ کشتہ ہے

[تین بار بہ طورِ ردیف ص۲۱۰]:

(۸)،(۹) رحم کر ظالم! کہ کیا بودِ چراغِ کشتہ ہے نبضِ بیمارِ وفا دودِ چراغِ کشتہ ہے

(۱۰) [illegible] لگی کی آرزو بے چین رکھتی ہے ہمیں ورنہ یہاں بے رونقی سودِ چراغِ کشتہ ہے

چراغِ گل: زِبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمع خار اپنا — ص ۱۵

چراغِ محفل: دیکھیے: دوُدِ چراغِ محفل۔

چراغِ محفلِ اغیار: دیکھیے: چشم و چراغِ محفلِ اغیار۔

چراغِ مُردہ: خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں — چراغِ مُردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا — ص ۱۵۷

چراغِ مزار: دیکھیے: پرفشانیِ پروانۂ چراغِ مزار۔

چراغاں[لُ]: (۱) کجائے کو عرق، سعیِ عروجِ نشۂ رنگیں تر — خطِ رُخسارِ ساقی تا خطِ ساغر چراغاں ہے — ص ۸۱

(۲) فیض سے تیرے ہے اے شمعِ شبستانِ بہار! — دلِ پروانہ چراغاں، پرِ بُلبُل گلزار — ص ۱۳۳

(۳) دل نہیں، تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار — اِس چراغاں کا، کروں کیا، کارفرما جل گیا — ص ۱۵۱

(۴) موجۂ گل سے چراغاں ہے گزرگاہِ خیال — ہے تصوّر میں زِبس جلوہ نما موجِ شراب — ص ۱۶۳

(۵) اثرِ آبلہ سے جادۂ صحرائے جنوں — صورتِ رشتۂ گوہر ہے چراغاں مجھ سے — ص ۲۱۱

(۶) نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ! — ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے — ص ۲۱۲

(۷) مدّت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے — جوشِ قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے — ص ۲۲۵

(۸) پرِ طاؤس ہے نیرنگِ داغِ حیرت انشائی — دو عالم دیدۂ بسمل، چراغاں جلوہ فرمائی — ص ۱۰۸

(۹) جلوۂ گل نے کیا تھا وھاں چراغاں آبجو — یھاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا — ص ۱۳۵

دیکھیے ـــــــ: (۱۰) چشمک آرائیِ صد شہر چراغاں۔ (۱۱) دوُدِ چراغاں۔ (۱۲) سازِ چراغاں۔ (۱۳) سامانِ یک عالم چراغاں۔ (۱۴) سروِ چراغاں۔ (۱۵) سیرِ چراغاں۔ (۱۶) صورتِ چراغاں۔ (۱۷) یک آئینہ چراغاں۔

چراغانِ تماشا: بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور مَلتے ہیں — چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور مَلتے ہیں — ص ۶۴

چراغانِ خیال: (۱) وحشتِ دل سے پریشاں ہے چراغانِ خیال — باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آئیں — ص ۸

(۲) دید: حیرت کش و خرشید: چراغانِ خیال — عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا — ص ۲۷

چراغانِ دوالی: ہے تماشا گاہِ سوزِ تازہ ہر یک عضوِ تن — جوں چراغانِ دوالی صف بہ صف جلتا ہوں میں — ص ۶۳

چراغاں زدہ: دیکھیے: یک شرر بالِ دل و دیدہ چراغاں زدہ۔

چراغانِ سرِ رہ گزرِ باد: رنگِ تمکینِ گل و لالہ پریشاں کیوں ہے؟ — گر چراغانِ سرِ رہ گزرِ باد نہیں — ص۱۸۶

چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ: باوجودِ یک جہاں ہنگامہ، پیدائی نہیں — ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم — ص۱۷۷

چراغانِ نگاہ: اسدؔ! ہے آج مژگانِ تماشا کی حنا بندی — چراغانِ نگاہ و شوخیِ اشکِ جگر گوں ہے — ص۱۱۲

چراغانِ ہوس: ہوں چراغانِ ہوس جوں کاغذِ آتش زدہ — داغ، گرمِ کوششِ ایجادِ داغِ تازہ تھا — ص۱۶

چربیِ پہلوے خیال[1]: چربیِ پہلوے خیال رزقِ دو عالم احتمال — کل ہے جو وعدۂ وصال آج بھی اے خدا سمجھ — ص۷۳

چرچا[2]: (۱) بُرّشِ تیغ کا اُس کی ہے جہاں میں چرچا — قطع ہوجائے نہ سررشتۂ ایجاد کہیں — ص۱۳۴

(۲) دہانِ ہر بُتِ پیغارہ جُو زنجیرِ رُسوائی — عدم تک بے وفا! چرچا ہے تیری بے وفائی کا — ص۱۳۶

(۳) ہر بُنِ مو سے دمِ ذکر نہ ٹپکے خوناب — حمزہ کا قصّہ ہوا عشق کا چرچا نہ ہوا — ص۱۶۲

(۴) ہوا چرچا جو میرے پانْو کی زنجیر بننے کا — کیا بیتاب کاں میں جنبشِ جوہر نے آہن کو — ص۱۹۸

(۵) تمام دہر میں اُس کے مطلب کا چرچا ہے — کسی کو یاد بھی لقمان کا نہیں ہے نام — ص۲۶۳

چرخ[3]: (۱) اے چرخ! خاک برسرِ تعمیرِ کائنات — لیکن بناے عہدِ وفا اُستوار تر — ص۴۱

(۲) گرمِ تکلیفِ دلِ رنجیدہ ہے ازبس کہ چرخ — قرصِ کافوری ہے مہر از بہرِ سرما خوردگاں — ص۶۶

(۳) اُس قدح کا ہے دَور مجھ کو نقد — چرخ نے لی ہے جس سے گردش وام — ص۱۳۷

(۴) مہر کانپا، چرخ چکّر کھا گیا — بادشہ کا رایتِ لشکر کھلا — ص۱۴۰

(۵) جادۂ رہ خُور کو وقتِ شام ہے تارِ شعاع — چرخ وا کرتا ہے ماہِ نو سے آغوشِ وداع — ص۱۶۳

(۶) گھر پھونکنے میں اپنے محابا نہیں ہم کو — گر چرخ بھی جل جائے تو پروا نہیں ہم کو — ص۲۸۳

(۷) کہا کہ چرخ پہ ہم نے گنی ہیں نو گرہیں — جو یہاں گنیں گے تو پاویں گے نو ہزار گرہ — ص۲۷۸

(۸) کرتا ہے چرخ روز بہ صد گونہ اہتمام — فرماں رواے کشورِ پنجاب کو سلام — ص۲۷۸

---

[1] چربی : ایک بار [مرکّب]۔

[2] چرچا : پانچ بار۔

[3] چرخ : ستائیس بار [مفرد: دس بار، مرکّب سترہ بار]۔

(۹) اسدؔ! ہمیشہ پئے کفشِ پائے سیم تناں — شعاعِ مہر سے کرتا ہے چرخ زر دوزی — ص۱۰۰

(۱۰) چرخ تک دھوم ہے کس دھوم سے آیا سہرا — ص۲۸۸

دیکھیے ـــــــ: (۱۱) انجمِ چرخ۔ (۱۲) چشمِ زخمِ چرخ۔ (۱۳) دورِ چرخ۔ (۱۴) سنگِ ظلمِ چرخ۔ (۱۵) کہ چرخ [دوبار]۔ (۱۶) صانعِ ہفت چرخ۔

چرخِ بریں: دیکھیے: بالائے سطحِ چرخِ بریں۔

(۲) نصیرِ دولت و دیں اور معینِ ملت و ملک — بنا ہے چرخِ بریں جس کے آستاں کے لیے — ص۲۳۶

چرخِ خمیدہ: ہوا چرخِ خمیدہ ناتواں بارِ علائق سے — کہ ظاہر پنجۂ خرشید دستِ زیرِ پہلو ہے — ص۹۸

چرخِ کجباز: بختِ ناساز نے چاہا کہ نہ دے مجھ کو اماں — چرخِ کجباز نے تاکا کہ کرے مجھ کو ذلیل — ص۱۲۴

چرخِ کہن: وہ آویں گے مرے گھر، وعدہ کیا، دیکھنا غالبؔ! — نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمایش ہے — ص۲۲۵

چرخِ مینائی: دیکھیے: روکشِ سطحِ چرخِ مینائی۔

چرخِ مکوکب: عشق کی راہ میں ہے چرخِ مکوکب کی وہ چال — سست رو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہے — ص۲۲۰

چرخِ نیلی فام: خستگی کا تم سے کیا شکوہ کہ یہ — ہتکھنڈے ہیں چرخِ نیلی فام کے — ص۲۵۰

چرخ وزمیں: (۱) خلق ہے صفحۂ عبرت سے سبق ناخواندہ — ورنہ ہے چرخ و زمیں یک ورقِ گردانده — ص۷۱

(۲) بہارِ گل دماغِ نشۂ ایجادِ مجنوں ہے — ہجومِ برق سے چرخ وزمیں یک قطرۂ خوں ہے — ص۱۱۱

چشم[1]: (۱) چشم بے خونِ دل و دل تہی از جوشِ نگاہ — بہ زباں عرضِ فسونِ ہوسِ گل تاچند — ص۳۹

(۲) عجزِ دیدن ہا بہ نازِ و نازِ رفتن ہا بہ چشم — جادۂ صحرائے آگاہی شعاعِ جلوہ ہے — ص۸۷

(۳) زنجیر یاد پڑتی ہے جادے کو دیکھ کر — اُس چشم سے ہنوز نگہ یادگار ہے — ص۹۰

(۴) نگہ اُس چشم کی افزوں کرے ہے ناتوانائی — پرِ بالش ہے وقتِ دید مژگانِ تماشائی — ص۹۲

(۵) بس کہ چشم از انتظارِ خوش خطاں بے نور ہے — یکقلم شاخِ گلِ نرگس عصائے گور ہے — ص۹۳

(۶) غالبؔ! زِ بس کہ سوکھ گئے چشم میں سرشک — آنسو کی بوند گوہرِ نایاب ہوگئی — ص۹۶

---

[1] چشم: ایک سو اکہتر بار [مفرد: تیرہ بار، مرکب: ایک سو اٹھاون بار]۔ چشم ہا: ایک بار [مرکب]۔

(۷) خبر نگہ کو، نگہ چشم کو عدو جانے | وہ جلوہ کر کہ نہ میں جانوں اور نہ تو جانے | ص۹۸

(۸) محوِ آرامیدگی سامانِ بیتابی کرے | چشم میں توڑے نمک داں تا شکرخوابی کرے | ص۱۰۰

(۹) بے خونِ دل ہے چشم میں موجِ نگہ، غبار | یہ مے کدہ خراب ہے مَے کے سراغ کا | ص۱۵۰

(۱۰) بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالبؔ! | چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہوجانا | ص۱۵۶

(۱۱) گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال | ایک دل تس پر یہ نااُمیدواری، ہائے ہائے! | ص۲۰۴

(۱۲) چشم، دلّالِ جنسِ رُسوائی | دل، خریدارِ ذوقِ خواری ہے | ص۲۲۳

(۱۳) خدایا! چشم تا دل درد ہے افسونِ آگاہی | نگہ حیرت سوادِ خوابِ بے تعبیر بہتر ہے | ص۱۰۸

(۱۴) بہ چشم در شدہ مژگاں ہے جوہرِ رگِ خواب | نہ پوچھ نازکیِ وحشتِ شکیبائی | ص۱۱۰

(۱۵) جوں چشم، باز ماندہ ہے ہر یک بہ سوے دل | رکھتا ہے داغ تازہ کا یہاں انتظارِ داغ | ص۴۸

دیکھیے ـــــــ: (۱۶) اتفاقِ چشم۔ (۱۷) اشکِ چشم۔ (۱۸) اندازِ چراغ از چشم جُستن ہا۔ (۱۹)، (۲۰) پُشتِ چشم [دوبار]۔ (۲۱) پہلوے چشم۔ (۲۲) تحریرِ حالِ گریہ چشم۔ (۲۳) سرمہ بہ چشم۔ (۲۴)، (۲۵) سویداے دلِ چشم [دوبار]۔ (۲۶) عینکِ چشم۔ (۲۷) غبارِ چشم۔ (۲۸) کشودِ چشم۔ (۲۹) مردمکِ چشم۔ (۳۰) مُہرِ چشم۔ (۳۱) نورِ چشم واصل خاں۔ (۳۲) ہر اشکِ چشم۔

چشمِ آبلہ: غبارِ دشتِ وحشت سرمہ سازِ انتظار آیا | کہ چشمِ آبلہ میں طولِ میلِ راہِ مژگاں ہے | ص۸۱

چشمِ آہو: (۱) غمِ مجنوں عزادارانِ لیلیٰ کا پرستش گر | خُمِ رنگِ سیہ، پیمانہ ہر چشمِ آہو تھا | ص۲۲

(۲) دیکھیے: تمثالِ سوادِ چشمِ آہو۔

(۳) دیکھیے: سوادِ چشمِ آہو۔

چشمِ آہوے رَم خوردہ: دیکھیے: عکسِ چشمِ آہوے رم خوردہ۔

چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ: بزمِ ہستی وہ تماشا ہے کہ جس ہم اسدؔ! | دیکھتے ہیں چشمِ از خوابِ عدم نکشادہ سے | ص۸۹

چشمِ اسدؔ: دیکھیے: سرشکِ چشمِ اسدؔ۔

چشمِ اشک ریز: امواج کی جو یہ شکنیں آشکار ہیں | ہے چشمِ اشک ریز سے دریا شکستہ دل | ص۵۱

چشمِ اُمید: چشمِ اُمّید سے گرے ہیں دو عالم جوں اشک | یاس پیمانہ کشِ گریۂ مستانہ نہیں ص۸

(۲) جلوہ مایوس نہیں دل نگرانی غافل! | چشمِ اُمید ہے روزن تری دیواروں کا ص۲۸

چشمِ اہلِ یقیں: دیکھیے: ضیا بخشِ چشمِ اہلِ یقیں۔

چشمِ بتاں: کیوں نہ ہو چشمِ بتاں محوِ تغافل، کیوں نہ ہو | یعنی اِس بیمار کو نظارے سے پرہیز ہے ص۲۱۳

چشمِ بد: (۱) دور چشمِ بد تری بزمِ طرب سے! واہ واہ! | نغمہ ہو جاتا ہے وھاں گر نالہ میرا جائے ہے ص۲۲۱

(۲) چشمِ بد دور! خسروانہ شکوہ | لوَحَش اللہ! عارفانہ کلام ص۱۳۷

چشمِ برپادوختہ: شرم ہے طرزِ تلاشِ انتخابِ یک نگاہ | اضطرابِ چشم بر پادوختہ غمّاز ہے ص۸۲

چشم برچشم: چشم بر چشم چُنے ہے بہ تماشا مجنوں | ہر دو سو خانۂ زنجیر نگہ کا بازار ص۲

چشمِ بسمل: دیکھیے: (۱) سوادِ چشمِ بسمل۔ (۲) جمعیتِ چشمِ بسمل۔

چشمِ بلبل: ہجومِ مژدہ دیدار و پروازِ تماشا ہا | گُلِ اقبالِ حسن ہے چشمِ بلبل آشیانے میں ص۵۸

چشمِ بندِ خلق: چشمِ بندِ خلق غیر از نقشِ خود بینی نہیں | آئنہ ہے قالبِ خشتِ در و دیوارِ دوست ص۲۳

چشمِ بہار: موجِ مَے پر ہے براتِ نگرانِ اُمید | گلِ نرگس سے کفِ جام پہ ہے چشمِ بہار ص۳

چشمِ بے پروا نگاہاں: خموشی، خانہ زادِ چشمِ بے پروا نگاہاں ہے | غبارِ سرمہ، یھاں گردِ سوادِ نرگستاں ہے ص۸۰

چشمِ بیدار: دیکھیے: جامِ سیہ مستیِ چشمِ بیدار۔

چشمِ بیدارِ رکاب: ہے عرق افشاں مَسّی سے ادہمِ مشکینِ یار | وقتِ شب اختر گنے ہے چشمِ بیدارِ رکاب ص۳۱

چشمِ بینا: ہنوز محرمیِ حُسن کو ترستا ہوں | کرے ہے ہر بُنِ مُو کام چشمِ بینا کا ص۱۳۷

چشمِ بینش: سب کو اُس کا سواد ارزانی | چشمِ بینش ہو جس سے نورانی ص۲۶۷

چشمِ تحیّر آغوش: گردش میں لا تجلّی صد ساغرِ تسلّی | چشمِ تحیّر آغوش مخمورِ ہر ادا ہے ص۹۳

چشمِ تر: (۱) بہا ہے یھاں تک اشکوں میں غبارِ کلفتِ خاطر | کہ چشمِ تر میں ہر یک پارۂ دل، پائے در گِل ہے ص۷۷

(۲) ہے چشمِ تر میں حسرتِ دیدار سے نہاں | شوقِ عناں گسیختہ، دریا کہیں جسے ص۲۱۸

(۳) ڈرے کیوں میرا قاتل، کیا رہے گا اُس کی گردن پر | وہ خوں جو چشمِ تر سے عمر بھر یوں دم بہ دم نکلے ص۲۴۹

(۴) دنداں کا خیال چشمِ ترا! کر ہر دانۂ اشک کو گہر کر ص۳۳۸

(۵) دیکھیے: مژگانِ چشمِ تر۔

چشمِ تعزیت: دیکھیے: ناسورِ چشمِ تعزیت۔

چشمِ تماشا: دیکھیے: مردمِ چشمِ تماشا۔

چشمِ تماشائی: (۱) وحشیِ خوکردۂ نظارہ ہے حیرت، جسے حلقۂ زنجیر جز چشمِ تماشائی نہیں ص۶۵

(۲) دیکھیے: کفِ چشمِ تماشائی۔

چشمِ تنگ: حسد سے دل اگر افسردہ ہے گرمِ تماشا ہو کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو ص۱۹۳

چشمِ پُرنم: بہ رہنِ ضبط ہے آئینہ بندیِ گوہر وگرنہ بحر میں ہر قطرہ چشمِ پُرنم ہے ص۱۰۲

بیٹھ رہتا، لے کے چشمِ پُرنم اُس کے رو بہ رو کیوں کہا تو نے کہ کہہ دل کا غم اُس کے رو بہ رو ص۲۸۹

چشمِ پرواز: چشمِ پرواز و نفَس خفتہ، مگر ضعفِ اُمید شہ پر کاہ پئے مژدہ رسانی مانگے ص۷۸

چشمِ پری: (۱) گردشِ کاسۂ سُم چشمِ پری آئنہ دار [وصفِ دُلدُل میں] ص۵

(۲) وحشتِ دل سے پریشاں ہے چراغانِ خیال باندھوں ہوں آئنے پر چشمِ پری سے آئیں ص۸

(۳) وحشت بہارِ نشہ و گُل ساغرِ شراب چشمِ پری شفق کدۂ راز ہے مجھے ص۹۷

(۴) دیکھیے: مردمِ چشمِ پری۔ (۵) دیکھیے: وحشتِ چشمِ پری۔

چشمِ جاں: غرض اس سے ہیں چارہ معصوم جن سے ہے چشمِ جاں کو بینائی ص۲۶۳

چشمِ جبریل: وہ شہنشاہ کہ جس کی پئے تعمیرِ سرا چشمِ جبریل ہوئی قالبِ خشتِ دیوار ص۱۳۲

چشمِ جنوں: دیکھیے: عینکِ چشمِ جنوں۔

چشمِ حاسد: دیکھیے: نگاہِ چشمِ حاسد۔

چشمِ حبیب: دیکھیے: شوخیِ چشمِ حبیب۔

چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ: داغِ ربطِ ہم ہیں اہلِ باغ، گر گُل ہو شہید لالہ، چشمِ حسرت آلودِ چراغِ کشتہ ہے ص۸۰

چشمِ حسود: دیکھیے ______: (۱) تنگیِ چشمِ حسود۔ (۲) طالعِ چشمِ حسود۔

چشمِ حصولِ نفع: نہ رکھ چشمِ حصولِ نفع صحبت ہائے مسک سے — لبِ خشکِ صدف آبِ گہر سے تر نہیں ہوتا — ص ۴۴۵

چشمِ حیا: دیکھیے: کارِ بہانہ جوئیِ چشمِ حیا۔

چشمِ حیاپرست: دیکھیے: قربانِ اوجِ ریزیِ چشمِ حیا پرست۔

چشمِ حیراں: ہنر پیدا کیا ہے میں نے حیرت آزمائی میں — کہ جوہر آئنے کا، ہر پلک ہے چشمِ حیراں کی — ص ۷۶

چشمِ حیرت: دیکھیے: فرصتِ یک چشمِ حیرت۔

چشمِ خریدار: سرمۂ مفتِ نظر ہوں، مری قیمت یہ ہے — کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا — ص ۱۵۳

چشمِ خوباں: چشمِ خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے — سرمہ، تو کہوے کہ دودِ شعلۂ آواز ہے — ص ۲۲۷

چشمِ خود: دیکھتے تھے ہم بہ چشمِ خود وہ طوفانِ بلا — آسمانِ سفلہ جس میں یک کفِ سیلاب تھا — ص ۱۵

چشمِ خوں فشاں: باغ میں مجھ کو نہ لے جا، ورنہ میرے حال پر — ہر گلِ تر ایک چشمِ خوں فشاں ہوجائے گا — ص ۱۵۱

چشمِ داغ: نہیں ہے ضبط، بجُز مشاطگی ہائے غم آرائی — کہ میلِ سرمہ چشمِ داغ میں ہے آہِ خاموشاں — ص ۴۴۹

چشمِ دام: دیکھیے ــــــ: (۱) اشکِ چشمِ دام۔ (۲) گرفتارِ چشمِ دام۔ (۳)، (۴) مژگانِ چشمِ دام [دو بار]۔

چشمِ دریابار: وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ — چشمِ دریابار، ہے میر آبِ سرکارِ چمن — ص ۵۹

چشمِ دل: بے چشمِ دل نہ کر ہوسِ سیرِ لالہ زار — یعنی یہ ہر ورق ورقِ انتخاب ہے — ص ۷۶

چشمِ رقیب: دیکھیے: کوریِ دل وچشمِ رقیب۔

چشمِ رکابِ یار: دیکھیے: سرمۂ چشمِ رکابِ یار۔

چشمِ روزن: ہم اور وہ بے سبب رنج، آشنا دشمن، کہ رکھتا ہے — شعاعِ مہر سے تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر — ص ۱۶۸

چشمِ زاغ: دیکھیے: مردمِ چشمِ زاغ۔

چشمِ زخم: دیکھیے: دفعِ چشمِ زخم۔

چشمِ زخمِ چرخ: عروجِ نا اُمیدی چشمِ زخمِ چرخ کیا جانے — بہارِ بے خزاں از آہِ بے تاثیر ہے پیدا — ص ۳۰

چشمِ زخمِ صافیِ عارض: دیکھیے: نیلِ چشمِ زخمِ صافیِ عارض۔

چشمِ زنجیر: قید میں بھی ہے اسیری، آزاد — چشمِ زنجیر کو وا باندھتے ہیں — ص ۵۸

چشمِ زنداں:	دیکھیے: پُشتِ چشمِ زنداں۔		
چشمِ ساقی:	نہ حیرت چشمِ ساقی کی، نہ صُحبت دَورِ ساغر کی	مری محفل میں غالب! گردشِ افلاک باقی ہے	ص ۱۰۷
چشمِ سرمہ آلود:	دیکھیے: جَیبِ اشکِ چشمِ سرمہ آلود۔		
چشمِ سرمہ سا:	دیکھیے: نگہِ چشمِ سرمہ سا۔		
چشمِ سفید:	اُگی اک پنبۂ روزن سے تھی چشمِ سفید آخر	حیا کو انتظارِ جلوہ ریزی کے کمیں پایا	ص ۲۲
چشمِ سوزن:	(۱) تماشا کردنی ہے لطفِ زخمِ انتظار اے دل!	سوادِ داغِ مرہم مردمک ہے چشمِ سوزن میں	ص ۵۸
	(۲) نہیں ہے زخم کوئی بخیے کے درخور مرے تن میں	ہوا ہے تارِ اشکِ یاس رشتہ چشمِ سوزن میں	ص ۱۸۰
چشمِ سیہ:	(۱) ہے کسوتِ عروجِ تغافل کمالِ حُسن	چشمِ سیہ بہ مرگِ نگہ سوگوار تر	ص ۳۰
	(۲) دیکھیے: مستیِ چشمِ سیہ۔		
چشمِ شبنم:	آئی یک عمر سے معذورِ تماشا نرگس	چشمِ شبنم میں نہ ٹوٹا مژۂ خار ہنوز	ص ۴۳
چشمِ شوخ:	دیکھیے: سیہ مستیِ چشمِ شوخ۔		
چشمِ شوخیِ قاتل:	دیکھیے: پُشتِ چشمِ شوخیِ قاتل۔		
چشمِ صد ناسور:	بہ غفلت عطرِ گل ہم آگہی مخمور مَلتے ہیں	چراغانِ تماشا چشمِ صد ناسور مَلتے ہیں	ص ۶۴
چشمِ صورت بیں:	راجہ اندر کا جو اکھاڑا ہے	ہے وہ بالائے سطحِ چرخِ بریں	
	اُس اکھاڑے میں جو کہ ہے مظنون	یہاں وہ دیکھا بہ چشمِ صورت بیں	ص ۲۸۰
چشمِ صید:	بے خود بہ لطفِ چشمکِ عبرت ہے چشمِ صید	یک داغِ حسرتِ نفسِ ناکشیدہ کھینچ	ص ۳۹
چشمِ عبرت:	دیکھیے: پردہ ہائے چشمِ عبرت۔		
چشمِ غزال:	ہوں بہ وحشت انتظار آوارۂ دشتِ خیال	اک سفیدی مارتی ہے دور سے چشمِ غزال	ص ۵۲
چشمِ غفلت نظرِ شبنم خورنادیدہ:	کی ہے وا اہلِ جہاں نے بہ گلستانِ جہاں	چشمِ غفلت نظرِ شبنمِ خور نادیدہ	ص ۷۱
چشمِ فسوں گر:	اُس چشمِ فسوں گر کا اگر پائے اشارہ	طوطی کی طرح آئنہ گفتار میں آوے	ص ۲۳۲
چشمِ قربانی:	(۱) اے ادافہماں! صدا ہے تنگیِ فرصت سے خوں	ہے بہ صحرائے تحیر چشمِ قربانی جرس	ص ۳۵

	(۲) ضبطِ سوزِ دل ہے وجہِ حیرتِ اظہارِ حال	داغ ہے مُہرِ دہن جوں چشمِ قربانی مجھے	ص۸۶
	(۳) نظر بہ غفلتِ اہلِ جہاں، ہوا ظاہر	کہ عیدِ خلق پہ حیراں ہے چشمِ قربانی	ص۹۶
	(۴) رتبۂ تسلیمِ خلّت مشرباں عالی سمجھ	چشمِ قربانی گُلِ شاخِ ہلالِ عید ہے	ص۱۰۴
	(۵) دیکھیے: حیرت سوادِ چشمِ قربانی۔(۶) سوادِ چشمِ قربانی۔		
چشمِ کبود:	دیکھیے: پایمالِ غمزۂ چشمِ کبود۔		
چشمِ کُشادہ:	ادب نے سونپی ہمیں سرمہ سائیِ حیرت	زبانِ بستہ و چشمِ کشادہ رکھتے ہیں	ص۳۴۸
چشمِ کم:	(۱) دیکھیے مت چشمِ کم سے سوے ضبط افسردگاں	جوں صدف پُرِدُر ہیں دنداں در جگر افسردگاں	ص۲۶
	(۱) سرابِ یقیں ہیں پریشاں نگاہاں	اسدؔ کو گر اَز چشمِ کم دیکھتے ہیں	ص۳۴۸
چشمِ کشودہ:	معزولیِ تپش ہوئی افراطِ انتظار	چشمِ کشودہ حلقۂ بیرونِ در ہے آج	ص۳۴
چشمِ کور:	چمن، نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں ہے	سحر گل ہاے نرگس چند چشمِ کور ملتے ہیں	ص۹۴
چشمِ کوکب:	مژدۂ دیدار سے رُسوائیِ اظہار دور	آج کی شب چشمِ کوکب تک پریدن منع ہے	ص۱۱۳
چشمِ گریاں:	چشمِ گریاں بسملِ شوقِ بہارِ دید ہے	اشک ریزی: عرضِ بال افشانیِ اُمید ہے	ص۱۰۴
	دیکھیے ____ :(۲) نظر بندِ چشمِ گریاں۔(۳) صیدِ دامِ چشمِ گریاں۔(۴) برقِ ابرِ چشمِ گریاں۔		
چشمِ ما:	چشمِ ما روشن، کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے	دیدۂ پُرخوں ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست	ص۱۶۳
چشمِ مست:	بزمِ مَے وحشت کدہ ہے کس کی چشمِ مست کا؟	شیشے میں نبضِ پری پنہاں ہے موجِ بادہ سے	ص۲۱۷
چشمِ مستِ ناز:	مے کدہ گر چشمِ مستِ ناز سے پاوے شکست	موے شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے	ص۲۱۱
چشمِ مستِ یار:	سیرِ مُلکِ حُسن کر، مے خانہ ہا نذرِ خمار	چشمِ مستِ یار سے ہے گردنِ مینا پہ باج	ص۳۵
چشمِ ملائک:	ہاں اے نَفَسِ بادِ سحر؟ شعلہ فشاں ہو	اے دجلۂ خوں! چشمِ ملائک سے رواں ہو	ص۲۸۴
چشمِ مور:	آمدِ خط ہے، نہ کر خندۂ شیریں کہ مباد	چشمِ مُور آئنۂ دل نگرانی مانگے	ص۷۸
چشمِ نرگس:	چشمِ نرگس میں نمک بھرتی ہے شبنم سے بہار	فرصتِ نشوونما سازِ شکیبائی نہیں	ص۶۵
	(۲) سبزہ و گل کو دیکھنے کے لیے	چشمِ نرگس کو دی ہے بینائی	ص۲۵۱

چشمِ نقشِ قدم: خاکِ صحرائے نجف: جوہرِ سیرِ عرفا — چشمِ نقشِ قدم: آئینۂ بختِ بیدار — ص ۳۲

چشم نمائی: دیکھیے: اک چشم نمائی۔

چشمِ نیساں: دیکھیے: پشتِ چشمِ نیساں۔

چشمِ واکشادہ: میں چشمِ واکشادہ و گلشن نظر فریب — لیکن عبث کہ شبنمِ خرشید دیدہ ہوں — ص ۶۱

چشمِ واگردیدہ: تا کجا اے آگہی! رنگِ تماشا باختن — چشمِ واگردیدہ: آغوشِ وداعِ جلوہ ہے — ص ۲۱۵

چشم و چراغِ صحرا: نفَسِ قیس کہ ہے چشم و چراغِ صحرا — گر نہیں شمعِ سیہ خانۂ لیلیٰ، نہ سہی — ص ۲۰۹

چشم و چراغِ محفلِ اغیار: بس کہ وہ چشم و چراغِ محفلِ اغیار ہے — چپکے چپکے جلتے ہیں جوں شمعِ خلوت خانہ ہم — ص ۵۴

چشم و دل: دیکھیے: قبلۂ چشم و دل۔

چشم و دلِ ساقی: دیدن ہمہ بالدین، کردن ہمہ افسردن — خوش تر ز گل و غنچہ چشم و دلِ ساقی ہے — ص ۱۱۴

چشمِ وزباں: (۱) ہوئی ہیبے خودی چشم وزباں کو تیرے جلوے سے — کہ طوطی قفلِ زنگ آلودہ ہے آئینہ خانے میں — ص ۵۸

(۲) دیکھیے: دل و چشم وزباں۔

چشم و گوش: دیکھیے: آشتیِ چشم و گوش۔

چشمِ وحشت: دیکھیے: نورِ چشمِ وحشت۔

چشم ہائے کشادہ: حلقے ہیں چشم ہائے کشادہ بہ سوئے دل — ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں — ص ۱۷۸

چشمِ یار: (۱) تغافل مشربی سے ناتمامی بس کہ پیدا ہے — نگاہِ ناز چشمِ یار میں زُنّارِ مینا ہے — ص ۸۳

(۱) دیکھیے: سرشکِ چشمِ یار۔

چشمِ یعقوب: یک چمن جلوۂ یوسف ہے بہ چشمِ یعقوب — لالہ ہا داغِ براگندہ و گل ہا بے خار — ص ۳

چشمک[1]: کوچہ دیتا ہے پریشاں نظری پر صحرا — رمِ آہو کو ہے ہر ذرّے کی چشمک میں کمیں — ص ۸

چشمک آرائیِ صد شہر چراغاں: آتش افروزیِ یک شعلۂ ایما تجھ سے — چشمک آرائیِ صد شہر چراغاں مجھ سے — ص ۸۳

چشمکِ ذرّہ: دوجہاں طالبِ دیدار تھا یارب کہ ہنوز — چشمکِ ذرّہ سے ہے گرم نگہ کا بازار — ص ۴

---

[1] چشمک: آٹھ بار [مفرد: ایک بار، مرکّب: سات بار]۔

چشمکِ طوفاں زدہ: گریہ: سرشاریِ شوق بہ بیاباں زدہ ہے — قطرۂ خونِ جگر: چشمکِ طوفاں زدہ ہے — ص۱۰۹

چشمکِ عبرت: دیکھیے: لطفِ چشمکِ عبرت۔

چشمکِ عوام: سمجھا اُسے گرداب، ہوا پاش پاش دل — دربار میں جو مجھ پہ چلی چشمکِ عوام — ص۲۸۲

چشمکِ نگہِ ناز: طاؤسِ خاک: حُسنِ نظر باز ہے مجھے — ہر ذرّہ: چشمکِ نگہِ ناز ہے مجھے — ص۹۷

چشمک ہائے لیلا: ذرّہ ذرّہ ساغرِ مے خانۂ نیرنگ ہے — گردشِ مجنوں بہ چشمک ہائے لیلا آشنا — ص۱۳۹

چشمۂ[1] آبِ بقا: بہ حسرت گاہِ نازِ کشتۂ جاں بخشیِ خوباں — خضر کو چشمۂ آبِ بقا سے ترجبیں پایا — ص۲۲

چشمۂ آئینہ: (۱) دیکھیے: آبِ چشمۂ آئینہ (۲) حبابِ چشمۂ آئینہ۔

چشمۂ انطباق: چشمۂ انطباق جاری ہے — ابتدائے ورق شماری ہے — ص۲۶۸

چشمۂ حیواں: (۱) اسدؔ! جز آب بخشیدن زِ دریا، خضر کو کیا تھا؟ — ڈبوتا چشمۂ حیواں میں گر کشتی سکندر کی — ص۷۷

(۲) ممکن ہے؟ کرے خضر سکندر سے ترا ذکر — گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت — ص۱۲۷

چشمۂ بہ چرخ حباب: موجِ طوفانِ غضب: چشمۂ بہ چرخ حباب — ذوالفقارِ شہِ مرداں: خطِ قدرت آثار — ص۵

چشمہ ہائے باغ: عکسِ گل ہائے سمن سے چشمہ ہائے باغ میں — فلسِ ماہی: آئنہ پردازِ داغِ ماہ ہے — ص۹۲

چشیدہ[2]: (۱) خونابۂ ہلاہلِ حسرت چشیدہ۔ (۲) تلخیِ غمِ ہجراں چشیدہ۔

چغانہ[3]: دیکھیے: نوائے بربط و چنگ و چغانہ۔

چکّر[4]: (۱) مہر کانپا، چرخ چکّر کھا گیا — بادشہ کا رایتِ لشکر کھلا — ص۱۴۰

(۲) مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں — ایک چکّر ہے، مرے پانو میں زنجیر نہیں — ص۱۸۲

چکنی[5] ڈلی: ہے جو صاحب کے کفِ دست پہ یہ چکنی ڈلی — زیب دیتا ہے، اِسے جس قدر اچھا کہیے — ص۱۲۲

چکنی سپاری: بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجے فرض — اور اِس چکنی سپاری کو سُوَیدا کہیے — ص۱۲۲

---

[1] چشمہ : چھے بار [مرتّب]۔
چشمہ ہا : ایک بار۔

[2] چشیدہ : دو بار [مرتّب]۔

[3] چغانہ : ایک بار [مرتّب]۔

[4] چکّر : دو بار۔

[5] چکنی : دو بار [مرتّب]۔

چکیدگی[1]: روتا ہوں بس کہ در ہوسِ آرمیدگی — جوں گوہر اشک کو ہے فرامش چکیدگی ص۳۵۴

چکیدن[2]: (۱) شرم آئینہ تراشِ جبہۂ طوفان ہے — آگ گردیدن روا، لیکن چکیدن منع ہے ص۱۱۳

(۲) دیکھیے: اندازِ چکیدن۔

چکیدنِ عرق: سعیِ خرام: کاوشِ ایجادِ جلوہ ہے — جوشِ چکیدنِ عرق آئینہ کار تر ص۴۱

چکیدن ہائے خوں: دیکھیے: اندازِ چکیدن ہائے خوں۔

چکیدہ: (۱) ہوں دردمند، جبر ہو یا اختیار ہو — گہ نالۂ کشیدہ، گہ اشکِ چکیدہ ہوں ص۲۹۹

(۲) اشکِ چکیدہ، رنگِ پریدہ — ہر طرح ہوں میں از خود رمیدہ ص۴۵۰

دیکھیے ـــــــ: (۳) تسبیحِ اشک ہائے زِ مژگاں چکیدہ۔ (۴) عرق از خط چکیدہ۔ (۵) وا چکیدہ۔

چلن[3]: رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک — خلق کا ہے اِسی چلن پہ مدار ص۱۲۶

چمک[4]: رُخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک — کیوں نہ دکھلائے فروغِ مہ و اختر سہرا ص۲۸۷

چمن[5]: (۱) دشتِ الفت چمن و آبلہ مہماں پرور — دلِ جبریل کفِ پا پہ ملے رُخسار ص۴

(۲) جس چمن میں ہو ترا جلوۂ محروم نواز — پرِ طاؤس کرے گرم نگہ کا بازار ص۵

(۳) نظرے سوے گُہستاں، نہیں غیرِ شیشہ ساماں — جو گدازِ دل ہو مطلب تو چمن سنگ جانی ص۹

(۴) زِبس آتش نے فصلِ رنگ میں رنگِ دگر پایا — چراغِ گل سے ڈھونڈھے ہے چمن میں شمع خار اپنا ص۱۵

(۵) اِس چمن میں ریشہ واری جس نے سر کھینچا اسدؔ! — تر زبانِ لطفِ عامِ ساقیِ کوثرؔ ہوا ص۲۰

(۶) دید حیرت کش کو خرشید چراغانِ خیال — عرضِ شبنم سے چمن آئنہ تعمیر آیا ص۲۷

(۷) کون آیا! جو چمن بیتابِ استقبال ہے — جنبشِ موجِ صبا ہے شوخیِ رفتارِ باغ ص۴۸

(۸) بہرِ عرضِ حال، شبنم سے رقمِ ایجادِ گل — ظاہرا ہے اِس چمن میں لالِ مادر زادِ گل ص۵۲

---

[1] چکیدگی : ایک بار۔

[2] چکیدن : تین بار [مرکّب: دو بار]۔
چکیدن ہا : ایک بار [مرکّب]۔
چکیدہ : پانچ بار [مرکّب]۔

[3] چلن : ایک بار۔

[4] چمک : ایک بار۔

[5] چمن : ستّر بار [مفرد: چھیس بار، مرکّب: چون بار]۔

(۹) چمن نامحرمِ آگاہیِ دیدارِ خوباں ہے — سحر گل ہائے نرگس چند چشمِ کور ملتے ہیں — ص ۶۴

(۱۰) بیکاریِ تسلیم بہ ہر رنگ چمن ہے — گر خاک ہو، گلدستۂ صد نقشِ قدم باندھ — ص ۷۱

(۱۱) چمن میں کس کی یہ برہم ہوئی ہے بزمِ تماشا؟ — کہ برگ برگِ سمن شیشہ ریزۂ حلبی ہے — ص ۷۵

(۱۲) نشۂ مے بے چمن: دودِ چراغِ کشتہ ہے — جام: داغِ شعلہ اندودِ چراغِ کشتہ ہے — ص ۷۹

(۱۳) چمن میں کون ہے طرز آفرینِ شیوۂ عشق؟ — کہ گل ہے بلبلِ رنگین و بیضہ شبنم ہے — ص ۱۰۲

(۱۴) چمن میں کچھ نہ چھوڑا تو نے غیر از بیضۂ قمری — عدم میں بہرِ فرقِ سرو، مشتِ خاک باقی ہے — ص ۱۰۷

(۱۵) ہے چار شنبہ آخرِ ماہِ صَفَر، چلو — رکھ دیں چمن میں بھر کے مَےِ مشک بو کی ناند — ص ۱۲۸

(۱۶) محبت تھی چمن سے لیکن اب یہ بے دماغی ہے — کہ موجِ بوئے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا — ص ۱۳۶

(۱۷) کھینچے گر مانیِ اندیشہ، چمن کی تصویر — سبز مثلِ خطِ نَوخیز ہو خطِّ پرکار — ص ۱۳۲

(۱۸) وہی اک بات ہے جو یہاں نَفَس، وہاں نکہتِ گل ہے — چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا — ص ۱۳۹

(۱۹) لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی — چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا — ص ۱۴۸

(۲۰) دیکھ کر تجھ کو، چمن بس کہ نمو کرتا ہے — خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس — ص ۱۷۳

(۲۱) میں چمن میں کیا گیا، گویا دبستاں کھُل گیا — بلبلیں، سن کر مرے نالے، غزل خواں ہو گئیں — ص ۱۹۲

(۲۲) حضورِ شاہ میں اہلِ سخن کی آزمایش ہے — چمن میں خوش نوایانِ چمن کی آزمایش ہے — ص ۲۴۴

(۲۳) بہار شوخ و چمن تنگ و رنگِ گل دل چسپ — نسیمِ باغ سے پا در حنا نکلتی ہے — ص ۳۵۲

[دو بار بہ طورِ ردیف ص ۱۸۱]:

(۲۴) برشکالِ گریۂ عاشق ہے، دیکھا چاہیے — کھِل گئی مانندِ گل، سَو جا سے دیوارِ چمن

(۲۵) الفتِ گل سے غلط ہے دعویِ وارستگی — سرو، ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن

[آٹھ بار بہ طورِ ردیف ص ۵۹]:

(۲۶)، (۲۷) صاف ہے از بس کہ عکسِ گل سے گلزارِ چمن — جانشینِ جوہرِ آئینہ ہے خارِ چمن

(۲۸)، (۲۹) ہے نزاکت بس کہ فصلِ گل میں معمارِ چمن — قالبِ گل میں ڈھلی ہے خشتِ دیوارِ چمن

(۳۰) تیری آرایش کا استقبال کرتی ہے بہار — جوہرِ آئینہ ہے یہاں نقشِ احضارِ چمن

(۳۱) بس کہ پائی یار کی رنگیں ادائی سے شکست — ہے کُلاہِ نازِ گُل بر طاقِ دیوارِ چمن

(۳۲) وقت ہے گر بلبلِ مسکیں زلیخائی کرے — یوسفِ گُل جلوہ فرما ہے بہ بازارِ چمن

(۳۳) وحشت افزا گریہ ہا موقوفِ فصلِ گل اسدؔ! — چشمِ دریا بار ہے میر آبِ سرکارِ چمن

دیکھیے ــــــ: (۳۴) تاراجِ چمن۔ (۳۵) تماشائے چمن۔ (۳۶) جوشِ چمن۔ (۳۷) خوش نوایانِ چمن۔ (۳۸) رشکِ چمن۔ (۳۹) رنگِ چمن۔ (۴۰) رودادِ چمن۔ (۴۱) سبزۂ نہ چمن۔ (۴۲) سوے چمن۔ (۴۳) سیرِ چمن۔ (۴۴) صد چمن۔ (۴۵) طراوتِ چمن۔ (۴۶) طربِ صد چمن۔ (۴۷) فیضِ چمن۔ (۴۸) گردشِ رنگِ چمن۔ (۴۹) مرغِ چمن۔ (۵۰) مصرعِ سروِ چمن۔ (۵۱) وجہِ سیہ مستیِ اربابِ چمن۔ (۵۲) ہوائے چمن۔ (۵۳) یک چمن۔

چمن آرائے نَفَس: نالہ خونیں ورق و دل گُلِ مضمونِ شفق — چمن آرائے نَفَس وحشتِ تنہائی ہے — ص۱۰۳

چمن ایمائی: باغِ خاموشیِ دل سے سخنِ عشق اسدؔ! — نَفَسِ سوختہ رمزِ چمن ایمائی ہے — ص۱۰۴

چمن بالیدن: دیکھیے: سامانِ چمن بالیدن۔

چمن بالیدنی ہا: زمیں کو صفحۂ گلشن بنایا خوں چکانی نے — چمن بالیدنی ہا از رمِ نخچیر ہے پیدا — ص۳۰

چمن پیرا: دیکھیے: حیرتِ حُسنِ چمن پیرا۔

چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی: جنوں کر اے چمن تحریرِ درسِ شغلِ تنہائی! — نگاہِ شوق کو صحرا بھی دیوانِ غزالی ہے — ص۷۹

چمن ترازیِ داماں: دیکھیے: سازِ چمن ترازیِ داماں۔

چمن تسخیر: دیکھیے: پروازِ چمن تسخیر۔

(ب) چمن تکیہ زدن ہا: دیکھیے: محوبہ چمن تکیہ زدن ہا۔

چمنِ جلوہ: دیکھیے: ہوائے چمنِ جلوہ۔

چمن چمن گلِ آئینہ: چمن چمن گلِ آئینہ در کنارِ ہوس — اُمید محوِ تماشائے گلستاں تجھ سے — ص۱۱۲

چمنِ حسرتِ دیدار: دیکھیے: خموشیِ چمنِ حسرتِ دیدار۔

چمنِ خلد بریں: دیکھیے: خزانِ چمنِ خلد بریں۔

چمنِ دہر: چمنِ دہر میں ہوں سبزۂ بیگانہ اسدؔ! — وائے اے بے خودی و تہمتِ آرامیدن! ص۴۵۰

چمن رویاں: دیکھیے: قدِ چمن رویاں۔

چمن زارِ تمنا: چمن زارِ تمنا ہوگیا صرفِ خزاں لیکن — بہارِ نیم رنگِ آہِ حسرتناک باقی ہے ص۱۰۷

چمنِ زعفراں: ہنستے ہیں، دیکھ دیکھ کے سب ناتواں مجھے — یہ رنگِ زرد، ہے چمنِ زعفراں مجھے ص۳۰۴

چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ: گرچہ ہے یک بیضۂ طاؤس آسا تنگ، دل — ہے چمن سرمایۂ بالیدنِ صد رنگ، دل ص۵۳

چمن عارضاں: دیکھیے: بسملِ ادائے چمن عارضاں۔

چمنِ فتنہ: وہ پردہ نشیں اور اسدؔ آئینۂ اظہار — شہرت چمنِ فتنہ و عنقا ارمی ہے ص۱۰۶

چمنِ فکر: دیکھیے: دودِ فوارۂ چمنِ فکر۔

چمن مشرب: جوہرِ فکر: پرافشانیِ نیرنگِ خیال — حسن آئینہ و آئینہ چمن مشرب تھا ص۲۴

چمن نسبی: دیکھیے: دعویِ چمن نسبی۔

چمنِ نشوونما: دیکھیے: فیضِ ہوائے چمنِ نشوونما۔

چمنستان[1]: دیکھیے: صحنِ چمنستان۔

چمنستانِ بقا: تمثال گداز آئینہ ہے عبرتِ بینش — نظارہ تحیر، چمنستانِ بقا ہیچ ص۳۶

چمنستانِ سخن: دیکھیے: فصلِ خزانِ چمنستانِ سخن۔

چنار[2]: (۱) چنار آسا عدم سے بادلِ پُر آتش آیا ہوں — تہی آغوشیِ دستِ تمنا کا ہوں فریادی ص۴۵۱

(۲) دیکھیے: رونقِ دستِ چنار۔

چنگِ خمیدہ: تسلیم سے یہ نالۂ موزوں ہوا حصول — اے بے خبر! میں نغمۂ چنگِ خمیدہ ہوں ص۶۱

چنگ[3] و چغانہ: دیکھیے: نوائے بربط و چنگ و چغانہ۔

چنگ و رباب: جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دمِ سماع؟ — گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں ص۱۸۹

---

۱ چمنستان: تین بار [مرتب]۔ ۲ چنار: دو بار [مرتب: ایک بار]۔ ۳ چنگ: سات بار [مرتب]۔

چوہیں[1]: دیکھیے: پاے چوبیں۔

چودہ[2]: (۱) سات اور سات ہوتے ہیں چودہ · بہ اُمید سعادت افزائی · ص۲۶۲

(۲) جب کہ چودہ منازلِ فلکی · کرچکے قطع تیری تیزیِ گام · ص۱۳۶

چور[3]: (۱) ہیں نام و نگیں کہیں گہِ نقبِ شعور · یہ چور پڑا ہے خانۂ خاتم میں · ص۱۱۸

(۲) وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناسِ خلق اے خضر! · نہ تم، کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لیے · ص۲۳۶

چوری[4]: نہ لُٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا · رہا کھٹکا نہ چوری کا، دعا دیتا ہوں رہزن کو · ص۱۹۹

چوک[5]: چوک جس کو کہیں، وہ مقتل ہے · گھر، بنا ہے نمونہ زنداں کا · ص۲۶۰

چوگاں[6]: دیکھیے: گوے و چوگاں۔

چھاتی[7]: نامے کے ساتھ آگیا پیغامِ مرگ · رہ گیا خط میری چھاتی پر کھلا · ص۱۳۰

چہارم[8]: میری تنخواہ میں چہارم کا · ہوگیا ہے شریک ساہوکار · ص۱۲۶

چہرہ[9]: (۱) گل، چہرہ ہے کسو خفقانی مزاج کا · گھبرا رہی ہے بیمِ خزاں سے بہار، حیف! · ص۴۹

(۲) اک نوبہارِ ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ · چہرہ فروغِ مَے سے گلستاں کیے ہوئے · ص۲۲۶

(۳) رخصتِ نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم! · تیرے چہرے سے ہو ظاہر غمِ پنہاں میرا · ص۱۵۳

(۴)، (۵) دیکھیے: پری چہرہ [دوبار]۔

چہرہ آراے تاج و مسند و تخت: کارفرماے دین و دولت و بخت · چہرہ آراے تاج و مسند و تخت · ص۱۳۱

چہرۂ قیصر: روشناسوں کی جہاں فہرست ہے · وھاں لکھا ہے چہرۂ قیصر کھلا · ص۱۳۹

چھری[10]: خنجر سے چیر سینہ، اگر دل نہ ہو دو نیم · دل میں چھری چبھو، مژہ گر خوں فشاں نہیں · ص۱۸۸

۱۔ چوبیں : ایک بار [مرکّب]۔

۲۔ چودہ : دو بار۔

۳۔ چور : دو بار۔

۴۔ چوری : ایک بار۔

۵۔ چوک : ایک بار۔

۶۔ چوگاں : ایک بار [مرکّب]۔

۷۔ چھاتی : ایک بار۔

۸۔ چہارم : ایک بار۔

۹۔ چہرہ : سات بار [مفرد: تین بار، مرکّب: چار بار]۔

۱۰۔ چھری : ایک بار۔

چھڑیوں کے میلے: شہر میں چھڑیوں کے میلے کی ہے بھیڑ — آج عالم اَور ہے بازار کا [قادرنامہ]

چھلّے[۱]: (۱) بٹتے ہیں سونے، روپے کے چھلّے حضور میں — یہ جن کے آگے سیم و زر، مہر و ماہ ماند ص۱۲۸

(۲) کافی ہے نشانی ترا چھلّے کا نہ دینا — خالی مجھے دکھلاکے بہ وقتِ سفر انگشت ص۱۹۳

چھماہی[۲]: (۱،۲) رسم ہے مُردے کی چھماہی ایک — خلق کا ہے اِسی چلن پہ مدار

مجھ کو دیکھو کہ ہوں بہ قیدِ حیات — اور چھماہی ہو سال میں دوبار ص۱۲۶

چھے[۳]: ہاں چھے گھنٹے کی تو ہوتی فرصتِ عیش وطرب — شام سے آتے تو کیا اچّھی گزرتی رات سب ص۲۹۱

چھیڑ[۴]: (۱) ہم پر جفا سے ترکِ وفا کا گماں نہیں — اک چھیڑ ہے وگرنہ مراد امتحاں نہیں ص۱۸۸

(۲) یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ! — گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی ص۲۲۱

چیدن[۵]: دیکھیے: تمنّاے چیدن۔

چیدنی: (۱) دیکھیے: دامن چیدنی۔

(۲) زہے شب زندہ دارِ انتظارستاں! کہ وحشت سے — مژہ، پیچک میں مہ کی، سوزن آسا چیدنی جانے ص۱۱۵

چیدہ: دیکھیے: دامِ چیدہ۔

چیز[۶]: (۱) وہ چیز جس کے لیے ہم کو ہو بہشت عزیز — سواے بادۂ گل فامِ مشک بو، کیا ہے ص۲۴۲

(۲) دیکھیے: اک چیز۔

چیزیں: یاخدا! غالبِ عاصی کے خداوند کو دے — دو وہ چیزیں کہ طلبگار رہے جن کا عالم ص۲۶۵

چیل[۷]: درم و دام اپنے پاس کہاں — چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں ص۲۹۸

چین[۸]: لیتا، نہ اگر دل تمھیں دیتا، کوئی دم چین — کرتا، جو نہ مرتا، کوئی دن آہ و فغاں اَور ص۱۷۰

---

۱ چھلّے : دوبار۔

۲ چھماہی : دوبار۔

۳ چھے : ایک بار۔

۴ چھیڑ : دوبار۔

۵ چیدن : ایک بار [مرکّب]۔

چیدنی : دوبار [مرکّب: ایک بار]۔

چیدہ : ایک بار [مرکّب]۔

۶ چیز : دوبار۔ چیزیں : ایک بار۔

۷ چیل : ایک بار۔

۸ چین : ایک بار۔

چیِن[1] : (۱) کفر سوز اُس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے — رنگِ عاشق کی طرح رونقِ بُت خانۂ چیِں — ص ۱۳۳

(۲) بہ وقتِ کعبہ جوئی ہا جرس کرتا ہے ناقوسی — کہ صحرا فصلِ گل میں رشک ہے بُت خانۂ چیِں کا — ص ۲۹

(۳) جلوۂ برق سے ہوجائے نگہ عکس پزیر — اگر آئینہ بنے حیرتِ صورت گرِ چیں — ص ۹

(۴) شہر گویا نمونۂ گلزار — باغ گویا نگارخانۂ چیں — ص ۲۸۰

دیکھیے ______:(۵)،(۶) بادشہِ چیں۔(۷)،(۸) خطِ چیں۔

چیں[2] : دیکھیے: یک دو چیں۔

چینِ پیشانی: (۱) یہ سرنوشت میں میری ہے اشک افشانی — کہ موجِ آب ہے ہر ایک چینِ پیشانی — ص ۹۶

(۲) تر جبیں رکھتی ہے شرمِ قطرہ سامانی مجھے — موجِ گردابِ حیا ہے چینِ پیشانی مجھے — ص ۸۶

(۳) دیکھیے: خارخارِ چینِ پیشانی۔

چینِ جبیں: (۱) تجھے ہم مفت دیویں یک جہاں چینِ جبیں لیکن — مَبادا اے پیچ و تابِ طبع! نقشِ مدعا گم ہو — ص ۶۸

(۲) وہ مری چینِ جبیں سے غمِ پنہاں سمجھا — رازِ مکتوب بہ بے ربطیِ عنواں سمجھا — ص ۱۴۷

چینِ دامنِ خاشاک: عرضِ وحشت پر ہے نازِ ناتوانی ہائے دل — شعلۂ بے پردہ چینِ دامنِ خاشاک ہے — ص ۱۰۷

چینی[3] : دیکھیے ______:(۱) موے چینی۔(۲) موے چینیِ افلاک۔

چیونٹی[4] مت رکھ اے انجام غافل! سازِ ہستی پر غرور — چیونٹی کے پَر سرو برگِ خود آرائی نہیں — ص ۶۵

---

[1] چیِن : آٹھ بار [مرکّب]۔

[2] چیں : سات بار [مرکّب]۔

[3] چینی : دو بار [مرکّب]۔

[4] چیونٹی : ایک بار۔